اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

الحمدللہ کہ این دیوانِ فصاحت بنیان رشکِ چمن رونق انجمن موسوم بہ











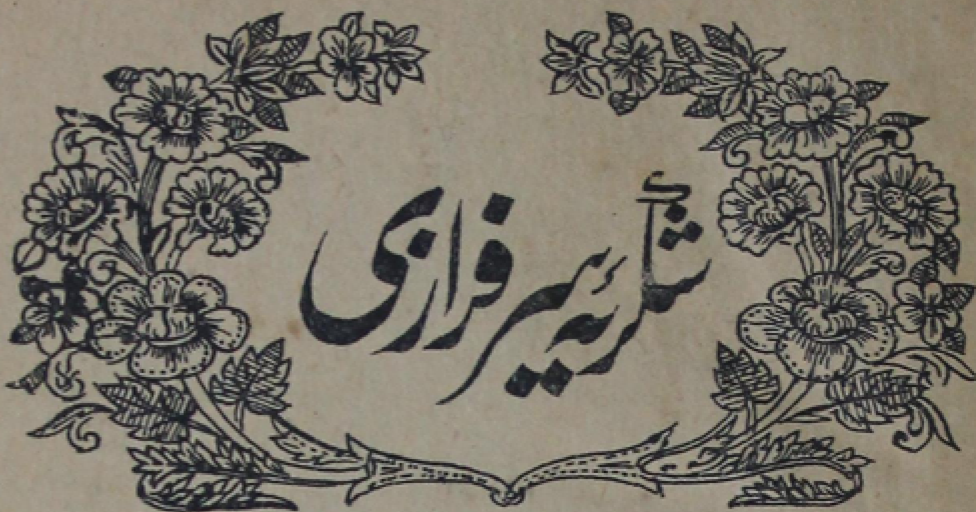
# تاجِ سخن



نتیجۂ فکر جانشینِ امیر مینائی لکھنوی حافظ جلیل حسن جلیل

در امیر المطابع حیدرآباد جلوۂ ظہور نمود

بار دوم
رمضان المبارک
۱۳۳۵ھ



# شکریہ سرفرازی

بہ پیشگاہِ جہان پناہ بندگانِ عالی متعالی ظلِّ سبحانی خلیفۃ الرحمانی
اعلیحضرت سکندر شوکت کیوان علم انجم خدم رستمِ دوران
افلاطونِ زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ حضورِ پرنور
ہز ہائینس نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفجاہ
سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ

جو دن پھرتے ہین تو سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے
شبِ غم لاکھ طولانی ہو تڑکا ہو ہی جاتا ہے

چمن مین پھولنے پھلنے کی نوبت آ ہی جاتی ہے
دکن مین باروَر نخلِ تمنا ہو ہی جاتا ہے

رہا جو شہ کی نظرون مین ترقی اسکو لازم ہے
ملا دریا سے جو قطرہ وہ دریا ہو ہی جاتا ہے

چمک ذرے مین سورج کی کرن سے آ ہی جاتی ہے
درِ شہ کا گدا ادنےٰ سے اعلیٰ ہو ہی جاتا ہے

توجہ چاہیے تھوڑی سی شاہِ بندہ پرور کی
فقیرون کا جہان مین بول بالا ہو ہی جاتا ہے

جو دل سے ہو رہا حضرت کا پھر اُسکو کمی کیا ہے
موافق آسمان تابع زمانا ہو ہی جاتا ہے

مرے گلزار مین رنگِ خزان کب تک جما رہتا
کہ اک دن فصلِ گل کا دَور دورا ہو ہی جاتا ہے

توقع شاہ سے رکھنا کبھی خالی نہین جاتا
یہ دیکھا ہے کہ فضلِ حق تعالیٰ ہو ہی جاتا ہے

اشارہ چاہیے پھر مشکل آسان ہو ہی جاتی ہے
سہارا چاہیے پھر بوجھ ہلکا ہو ہی جاتا ہے

کسی کا دردِ دل ہو بے اثر یہ غیر ممکن ہے
مریضون پر کرم فرما مسیحا ہو ہی جاتا ہے

مسیحا جب کرم فرما ہوا پھر پوچھنا کیا ہے
دوا ہو یا نہ ہو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے

تجسس شاہدِ مقصود کا ضائع نہین جاتا
وہ اک دن زیبِ آغوشِ تمنا ہو ہی جاتا ہے

عقیدت جب ہوئی پوری تو کیسا پردہ دوری
رخِ محبوب دل مین جلوہ آرا ہو ہی جاتا ہے

بجا ہے اب عروسِ شاعری کا دون کی لینا
شباب آتا ہے تو جوبن دوبالا ہو ہی جاتا ہے

گلِ مضمون جو کل تک خنک تھے اس کا تعجب کیا
خزان کے دَور مین ہر پھول کانٹا ہو ہی جاتا ہے

نہین اچھا نہ میرے شعر اچھے بات اتنی ہے
جسے اچھا کہین سرکار اچھا ہو ہی جاتا ہے

جلیلِ زار کو دیکھو جلیل القدر کو دیکھو
لقب جو شاہ سے ملتا ہے زیبا ہو ہی جاتا ہے

تعجب کیون کسی کو ہو ہماری سرفرازی پہ
خدا کا فضل ہوتا ہے تو ایسا ہو ہی جاتا ہے

یہ ایسی سرفرازی ہے یہ وہ ذرہ نوازی ہے
نہ کچھ کہیے مگر لوگون مین چرچا ہو ہی جاتا ہے

حسد کوئی کرے کس واسطے سب پر یہ ظاہر ہے
کہ جو قسمت کا لکھا ہے وہ پورا ہو ہی جاتا ہے

لکھون اب شکریے کے ساتھ کچھ مدحِ شہِ والا
مگر اس موقع پہ دل مین جوش پیدا ہو ہی جاتا ہے

یہ مدحِ شاہ وہ مضمون ہے جسکے نظم کرنیکا
ارادہ مین نہین کرتا ارادہ ہو ہی جاتا ہے

مطلع

کمالِ شاہ پر انسان شیدا ہو ہی جاتا ہے
جمالِ شاہ کو دیکھو تو سکتا ہو ہی جاتا ہے

نظر جس کی پڑی آئینۂ روئے مبارک پر — نصیب اُسکو سکندر کا نصیبا ہو ہی جاتا ہے
سواری کا سماں سو بار دیکھا ہے مگر پھر بھی — سلیمان کا شہِ آصف پہ دھوکا ہو ہی جاتا ہے
زہے ہر دلعزیزی بخت و دولت بھی یہ کہتی ہیں — نہیں جو دیکھ لیتا ہے تمہارا ہو ہی جاتا ہے
خدا رکھے شہِ جمجاہ کا ہے رعب داب ایسا — کسی کا بخت ٹیڑھا ہو تو سیدھا ہو ہی جاتا ہے
تجلی محو کر دیتی ہے ایوانِ معلّے کی — درِ شہ کا تماشائی تماشا ہو ہی جاتا ہے
کسی آزاد کی اس در پہ آزادی نہیں چلتی — کرم کا خُلق کا احسان کا بندا ہو ہی جاتا ہے
بہت دور آپ کو کھینچے جو کوئی فائدہ کیا ہی — خدنگِ لطفِ شاہی کا نشانا ہو ہی جاتا ہے
دلوں پر کیوں نہ ہو قبضہ کہ دل کو شاد کرتی ہیں — یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے
مثالِ ماہِ تابان انجمن آرا جو ہوتے ہیں — تو شاہانِ جہان کا حلقہ ہالا ہو ہی جاتا ہے
کمالِ شاہ کا اللہ اکبر کیا تصرف ہے — کوئی ارمان ہو دم بھر میں پورا ہو ہی جاتا ہے
جہاں مجرم کوئی پھنسکر ہوا سائل رہائی کا — مروت آ ہی جاتی ہے اشارا ہو ہی جاتا ہے
عتابِ شاہ بھی خالی نہیں شانِ ترحم کر — ہوا جو برطرف اُس کا وظیفا ہو ہی جاتا ہے
نکل جاتی ہے خدمت ہاتھ سے روزی نہیں جاتی — یہی وہ بات ہی دل جس پہ شیدا ہو ہی جاتا ہے
سزا کے واسطے دل میں کوئی پہلو نہیں آتا — عطا کے واسطے کوئی بہانا ہو ہی جاتا ہے
درے شہ کی سخاوت مشک کی تاثیر رکھتی ہی — چھپا کر لاکھ دیں عالم میں شہرا ہو ہی جاتا ہے
ہمیشہ فیض جاری ہے ہمیشہ خیر جاری ہے — لٹاتا ہے جو موتی دل کا دریا ہو ہی جاتا ہے
عجب عہدِ مبارک ہے کہ جب چاہو جہاں جا ہو — خوشی کا عیش کا سامان مہیا ہو ہی جاتا ہے
مسافر کو سفر میں دھوپ کی ایذا نہیں ہوتی — کہ سر پر دامنِ دولت کا سایا ہو ہی جاتا ہے
اسی در پر تو پھل ملتا ہی نخل خاکساری کا — جو قدموں پر جھکا اُسکا سر اونچا ہو ہی جاتا ہے

دل آئینہ ہے اور اُس مین خواص جام خسروئے — کسی کا رازِ دل ہو آشکارا ہو ہی جاتا ہے

سبق دیتے ہین لقمان کو فلاطونِ زمان ہوکر — ہوا جو بندۂ بیدام دانا ہو ہی جاتا ہے

زہے تیر افگنی نکلے نہ نکلے تیر چٹکی سے — دلِ حُسّاد مین خونِ تمنا ہو ہی جاتا ہے

کلامِ خسروی کیونکر نہ دنیا سے نرالا ہو — شہِ یکتا کا ہر مضمون یکتا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکھے جہان دو گل کھلائے طبعِ رنگین نے — گلستان بوستان کا رنگ پھیکا ہو ہی جاتا ہے

زبان پر طوطیِ ہندوستان کو وجد آتا ہے — بیان پر بلبلِ شیراز شیدا ہو ہی جاتا ہے

قلق کو داغ آتش کو جلن جامی کو بیہوشی — صبا کو بیکلی سودا کو سودا ہو ہی جاتا ہے

بجا ہے سامعین کا مثلِ قمری نعرہ زن ہونا — کہ اک اک شعرِ موزون سروِ رعنا ہو ہی جاتا ہے

زمینِ سخت مین بھی معنیِ روشن نکلتے ہین — صدف مین دُر حجر مین لعل پیدا ہو ہی جاتا ہے

بناوٹ کی ضرورت کیا تصنع کی ہی حاجت کیا — طبیعت ہو جو بانکی شعر بانکا ہو ہی جاتا ہے

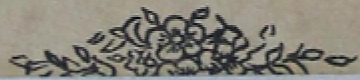
دیے ہیں شاہ کو خالق نے کیا کیا چاند کے ٹکڑے — قمر جب دیکھتا ہے گھٹ کے آدھا ہو ہی جاتا ہے

نہ کیون روشن ہون سب کے دیدۂ دل شاہزادون سے — کہ مہر و ماہ سے گھر گھر اُجالا ہو ہی جاتا ہے

مجھے دعوی نہین لیکن ثنا جب شہ کی لکھتا ہون — سخن کو اپنی یکتائی کا دعوی ہو ہی جاتا ہے

کوئی مانے نہ مانے مین تو ہون اس فیض کا قائل — زمین مشکل سی مشکل ہو قصیدا ہو ہی جاتا ہے

جلیل آصف کے حق مین جو دعا دل سے نکلتی ہی — اثر فضلِ خدا سے اُس مین پیدا ہو ہی جاتا ہے



# فہرست غزلیات


| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| | **ردیفِ الف** | |
| ١ | ہے لاکھ لاکھ شکر خدائے جلیل کا | جس نے دُرِ سخن سے بھرا سینہ جلیل کا |
| ٢ | جمے یہ دل مین آکہی خیال احمد کا | کہ روز خواب میں دیکھوں جمال احمد کا |
| ″ | ناوک اُس کا کبھی خطا نہ ہوا | طائرِ سدرہ تک نشانہ ہوا |
| ٣ | بیوفا یار باوفا نہ ہوا | دل ہوا دل کا مدعا نہ ہوا |
| ٤ | خط چاند سے چہرے پہ عیان ہو نہیں سکتا | شعلے سے لپٹ جائے دھوان ہو نہیں سکتا |
| ٥ | کیا کیجیے غم اپنا بیان ہو نہین سکتا | چپ ہو رہون یہ بھی مری جان ہو نہین سکتا |
| ″ | حُسن نے ہر عیب کا پردا کیا | آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا |
| ٦ | حق نے پیدا ہی تجھے ایسا کیا | جس نے دیکھا تجھکو بس دیکھا کیا |
| ٧ | مرے جذبِ دل کا اثر دیکھ لینا | تم آؤ گے تھامے جگر دیکھ لینا |
| ٨ | تسکین جو دل کی تہین کرنا نہین آتا | دل کو بھی مری جان ٹھہرنا نہین آتا |
| ٩ | فغان مین درد دعا مین اثر نہین آتا | جو تم نہین ہو تو کوئی ادھر نہین آتا |
| ١٠ | یہ رنگ گلاب کی کلی کا | نقشہ ہے کسی کی کمسنی کا |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۱۱ | ہر رنگ ہے تیرے کر آگے پھیکا | مہتاب ہے پھول چاندنی کا |
| ۱۲ | دلِ پُر داغ کو زلفون سے نکلتے دیکھا | ہمنے ان کانون کو طاؤس اُگلتے دیکھا |
| ۱۳ | حسرتِ دیدار مین یون دل گیا | خون ہوکر آنسوون مین مل گیا |
| ۱۴ | دل کے لینے پر جو مائل وہ ستمگر ہو گیا | ناز دلجو عشوہ دلکش غمزہ دلبر ہو گیا |
| ۱۵ | رونا ہے اب یہ آٹھ پہر یار کیا ہوا | آنکھون کو روگ لگ گیا دیدار کیا ہوا |
| ۱۷ | گھٹا دیا رتبہ ہر حسین کا مٹا دیا رنگ حورِ عین کا | نہیں ہے یہ چاند چودھوین کا شباب ہے کسی مہ جبین کا |
| ۱۹ | کوئی حسین ہو ہمین اک نگاہ کر لینا | جگر کو تھام کے چپکے سے آہ کر لینا |
| ʺ | اپنی بیتابی کا ہر روز اک نیا عالم ہوا | دردِ دل کچھ بڑھ گیا دردِ جگر جب کم ہوا |
| ۲۰ | پروا نہیں اگر دلِ شیدا نہین رہا | ہان غم یہ ہے کہ غم کا ٹھکانا نہین رہا |
| ۲۱ | وان عاشقون سے ملنے کا وعدا نہین رہا | ٹوٹے ہوے دلون کا سہارا نہین رہا |
| ۲۲ | دیکھنے مین آے وہ جلوہ نہین ہے یار کا | دیکھ لے موسیٰ کو جس کو شوق ہو دیدار کا |
| ۲۳ | حال کیا دیکھین چمن مین نرگسِ بیمار کا | روگ کوئی دے گیا ہے حسرتِ دیدار کا |
| ۲۵ | پیارا پیارا حُسن دیکھا دل کو پیارا ہو گیا | جو حسین چمکا مری آنکھون کا تارا ہو گیا |
| ۲۶ | جما ہی بعدِ مُردن بھی خیال اُس فتنۂ قامت کا | قیامت بیٹھی ہے پہلو دبا کر میری تربت کا |
| ۲۷ | مزہ چکھا دیا مینے اُن سی دعویٰ کر کے چاہت کا | مرا سر کاٹ کر بولے کہ یہ پھل ہے محبت کا |
| ۲۸ | میری وحشت کا جو افسانا بنایا ہوتا | سُننے والون کو بھی دیوانہ بنایا ہوتا |
| ۲۹ | وصل مین وہ چھیڑنے کا حوصلہ جاتا رہا | تم گلے سے کیا ملے سارا گلہ جاتا رہا |
| ʺ | دل مین اب تک وہی وحشت کا اثر ہے کہ جو تھا | دامنِ کوہ و بیابان مرا گھر ہے کہ جو تھا |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۳۰ | آنکھین دکھا کے اور ہی عالم دکھا گیا | اک مست مجکو اپنا پیالہ پلا گیا |
| ۳۱ | زیبا یہ نہ تھا تمکو دل لے کے دغا کرنا | ان ہونٹون سے کیا کہنا ان ہاتھون سے کیا کرنا |
| ۳۲ | پردہ نہ تھا وہ صرف نظر کا قصور تھا | دیکھا تو ذرے ذرے مین اُس کا ظہور تھا |
| ۳۳ | برقِ نگاہِ یار یہ کیسا ظہور تھا | دیکھا تو ڈھیر سُرمے کا دم بھر مین طور تھا |
| ۳۴ | مرا راز اے زبان افشا نہ کرنا | مجھے سچ بول کر جھوٹا نہ کرنا |
| ۳۵ | نادان تھے وہ شباب نے ہشیار کر دیا | فتنے کو خواب ناز سے بیدار کر دیا |
| ۳۶ | دردِ دل لکھ کے انفعال ہوا | کچھ اُسے کچھ مجھے ملال ہوا |
| ۳۷ | چُھری میرے گلے پر پھیر دو کیا ہو نہین سکتا | اب ایسے تم ہو نازک تم سے اتنا ہو نہین سکتا |
| ۳۸ | مزہ ہوتا مرا نالہ جو آتشبار ہو جاتا | کسی کا دل جلانا پھر تمہین دشوار ہو جاتا |
| ۳۹ | مُکرنا قتل سے میرے تمہین دشوار ہو جاتا | لبِ زخمِ جگر جسدم لبِ اظہار ہو جاتا |
| ۴۰ | ترا کہا جو دلِ ناصبور مین نے کیا | بڑی خطا ہوئی مجھ سے قصور مین نے کیا |
| ۴۱ | عشق اب میری جان ہے گویا | جان اب مہمان ہے گویا |
| ۴۲ | دل کسی بات سے نہ باہر تھا | آپ آتے تو آپ کا گھر تھا |
| ۴۳ | جب ترے عشق کا پھندا مری گردن مین رہا | پھر برابر ہے قفس مین کہ نشیمن مین رہا |
| ۴۵ | دلستانی کا ٹھکانا تری چتون مین رہا | نوجوانی کا خزانہ ترے جوبن مین رہا |
| ۴۶ | دستِ نازک سے وہان خنجر نکل کر رہ گیا | آج مشتاقِ شہادت ہاتھ مل کر رہ گیا |
| ۴۷ | غم نہیں قاتل ترا خنجر جو چلکر رہ گیا | مرنے والون کا قلق سے دم نکل کر رہ گیا |
| ۴۸ | تو جو میری لاش پر سایہ فگن ہو جائیگا | اے مرے قاتل وہی میرا کفن ہو جائیگا |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۴۹ | رنگت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا | آنچل مین تم تو پھول لیے ہو گلاب کا |
| ۵۰ | مین خوش ہون کہ دل کاکلِ پیچاں سے نکالا | یوسف کو مرے آپ نے زندان سے نکالا |
| | **ردیف ب** | |
| ۵۱ | جسے ہو ترا ناز اُٹھانے سے مطلب | اُسے کیا ہے سارے زمانے سے مطلب |
| | **ردیف پ** | |
| ۵۲ | آہی جائیگا محبت مین اثر آپ سے آپ | ہو ہی جائیگی اُنہین میری خبر آپ سے آپ |
| | **ردیف ت** | |
| ۵۳ | پہلو سے وہ اُٹھے تو کہا دل نے ہاے دوست | آباد ہو کے لُٹ گئی دولت سرائے دوست |
| | **ردیف ٹ** | |
| ۵۴ | دل پر اُس کاکلِ رسا کی چوٹ | قہر کی چوٹ ہے بلا کی چوٹ |
| | **ردیف ث** | |
| ۵۵ | اُن سے ملنے کا ہے سوال عبث | جان بچنے کا ہے خیال عبث |
| | **ردیف ج** | |
| ۵۶ | چمک کر بولی وہ برقِ نظر آج | کہ لونگی خرمنِ دل کی خبر آج |

| صفحہ | مطلع | | |
|---|---|---|---|
| | **ردیف - چ** | | |
| ۵۷ | وضعداری کا ہے نشا عشق کا آزار کھینچ | | بیقراری کا ہے ایسا حلق پر تلوار کھینچ |
| | **ردیف - ح** | | |
| ۵۸ | وہ ہنستے بولتے ہین سب سے آدمی کی طرح | | ہمین سے اُڑتے ہین ہر بات مین پری کی طرح |
| ۵۹ | یون تو بسمل ہے ترا سارا جہان میری طرح | | پر تڑپنے لوٹنے والا کہان میری طرح |
| ۶۰ | تو جو اے بلبل کرے آہ و فغان میری طرح | | پھاڑ ڈالے جیب و دامن باغبان میری طرح |
| | **ردیف - خ** | | |
| ۶۱ | ہے گلے مین جو اُن کے جوڑا سُرخ | | آج آنکھون مین ہے زمانا سُرخ |
| | **ردیف - د** | | |
| ۶۲ | موسیٰ سے کہو دیکھ لین رخسارِ محمدؐ | | اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ |
| | **ردیف - ڈ** | | |
| ۶۳ | باغبان کو غنچہ و گل پر گھمنڈ | | غنچہ و گُل کو ہے بلبل پر گھمنڈ |
| | **ردیف - ذ** | | |
| ۶۴ | کرے گا وہ کسی عامل سے لیکے کیا تعویذ | | مریضِ غم کے لئے ہے عبث دعا تعویذ |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| | **ردیف - ر** | |
| ٦٤ | تکلیف اُٹھاتے ہیں بہت گھر سے نکلکر | جانا نہ کہیں تم دل مضطر سے نکلکر |
| ٦٥ | چلے ہائے دم بھر کو مہمان ہوکر | مجھے مار ڈالا مری جان ہوکر |
| ٦٦ | رازِ دل چھپ نہیں سکتا ہے معمّا بنکر | ایک دن مُنہ سے نکل جائیگا نالا بنکر |
| ٦٧ | اور اِترائینگے وہ برقِ تجلّی بنکر | آرسی گھورتی ہے دیدۂ موسیٰ بنکر |
| ٦٨ | آنکھ چھلکی جو دمِ دید پیالہ بنکر | بولے آیا ہے بڑا دیکھنے والا بنکر |
| ٦٩ | ستم ہے مبتلائے عشق ہوجانا جواں ہوکر | ہمارے باغِ ہستی میں بہار آئی خزاں ہوکر |
| ٧٠ | غضب ڈھاتے ہیں تیرِ ناز دل میں میہماں ہوکر | رہے تو درد دل ہوکر جو نکلے تو فغاں ہوکر |
| ٧١ | اچھی کہی دل میں نے لگایا ہے کہیں اور | یہ جب ہو کہ تمسا ہو زمانے میں حسیں اور |
| ٧٢ | روتے ہو تم آتے جاتے میرا مدفن دیکھکر | کیا کہیں گے اپنے دل میں دوست دشمن دیکھکر |
| ٧٣ | نصیبوں سے ہوا کرتا ہے مرنا اچھی صورت پر | خدا شاہد ہمیں تو ناز ہے اپنی محبت پر |
| ٧٤ | دمِ آخر بھی شوقِ دید صد رحمت ہے بسمل پر | گلے پر تیغ قاتل ہے نظر ہے روئے قاتل پر |
| ٧٥ | توکل کا یہ منشا ہے کہ اطمینان پیدا کر | نہ ہو سامان کا پابند یا سامان پیدا کر |
| ٧٦ | سوزِ فراق سے ہے بنی اپنی جان پر | اتنا کہا تھا پڑ گئے چھالے زبان پر |
| ٧٧ | نازک بہت ہو رحم کرو اپنی جان پر | دیکھو کمر کسو نہ مرے امتحان پر |
| ٧٨ | گُل کی طلب میں بن گئی بلبل کی جان پر | کی وہ فغاں کہ پڑگئے کانٹے زبان پر |
| ٧٩ | کیونکر ترا دماغ نہو آسمان پر | تارے ہیں سجدہ ریز قدم کے نشان پر |

| صفحہ | مطلع | | |
| --- | --- | --- | --- |
| | **ردیف ۔ ڑ** | | |
| ۸۰ | چلکر نہ زلفِ یار کو تو اے صبا بگاڑ | | اندھیر ہو گا اُس سے اگر ہو گیا بگاڑ |
| | **ردیف ۔ ز** | | |
| ۸۱ | سلطانِ عرب کے نورِ نظر سلطان الہند غریب نواز | | ایمان کے شجرِ عرفان کے ثمر سلطان الہند غریب نواز |
| | **ردیف ۔ س** | | |
| ۸۱ | کیا خوشنما ہین داغ مرے دل کے آس پاس | | تارے ہون جس طرح مہِ کامل کے آس پاس |
| | **ردیف ۔ ش** | | |
| ۸۲ | صیاد کو ہے بلبلِ ناشاد کی تلاش | | بلبل ہین ایک ہم کہ ہے صیاد کی تلاش |
| | **ردیف ۔ ص** | | |
| ۸۳ | اللہ رے تیری زلفِ سیہ فام کے خواص | | اک مرغِ جان کے حق مین ہین سو دام کے خواص |
| | **ردیف ۔ ض** | | |
| ۸۴ | کیا نصیب کے زبردست ہین خالِ عارض | | جن کو حاصل ہے شب و روز وصالِ عارض |

| صفحہ | مطلع | | |
| --- | --- | --- | --- |
| | **ردیف - ط** | | |
| ٨٥ | الفت کا عہد کرکے نباہین غلط غلط | | وہ بھی مری طرح مجھے چاہین غلط غلط |
| | **ردیف - ظ** | | |
| ٨٥ | بیٹھ جا کر سرِ ممبر واعظ | | ہو گیا تو تو مرے سر واعظ |
| | **ردیف - ع** | | |
| ٨٦ | دردِ جگر کی جب نہ ہوئی دل کو اطلاع | | پھر خاک ہو گی اُس بتِ قاتل کو اطلاع |
| | **ردیف - غ** | | |
| ٨٧ | دنیا مین ہر بلا سے ہے بڑھکر بلای داغ | | دشمن کو بھی خدا نہ کسیکا دکھاے داغ |
| | **ردیف - ف** | | |
| ٨٨ | دل گیا زلفِ پریشان کی طرف | | مین چلا گھر سے بیابان کی طرف |
| | **ردیف - ق** | | |
| ٨٨ | بڑے مزے کا زمانہ تھا وہ زمانۂ عشق | | سرِ نیاز تھا جب وقفِ آستانۂ عشق |

| صفحہ | مطلع | |
| --- | --- | --- |
| ۸۹ | کہان ہم اور کہان اب شراب خانۂ عشق | نہ وہ دماغ نہ وہ دل نہ وہ زمانۂ عشق |
| | **ردیف ۔ ک** | |
| ۹۰ | تڑپون صفتِ ماہیِ بے آب کہانتک | اے درد دکھاؤن دلِ احباب کہانتک |
| ۹۱ | دل کو تپشِ ہجر کی ہو تاب کہانتک | ہم پہلوے آتش رہے سیماب کہانتک |
| | **ردیف ۔ گ** | |
| ۹۲ | وہ کبھی دیکھنے جاتے نہین گلزار کا رنگ | کہتے ہین گل نہ اُڑالین مرے رخسار کا رنگ |
| | **ردیف ۔ ل** | |
| ۹۳ | اگرچہ سن نہین اُن کا حجاب کے قابل | مگر ابھی سے ہے صورت نقاب کے قابل |
| ۹۴ | یہ چشم و دل ہین بُتِ لاجواب کے قابل | یہ منزلین ہین اُسی آفتاب کے قابل |
| | **ردیف ۔ میم** | |
| ۹۵ | نالان ہین زندگی سے تو بیزار جی سے ہم | یہ جانتے تو دل نہ لگاتے کسی سے ہم |
| | **ردیف ۔ ن** | |
| ۹۶ | خلق ہین سب جسے ماہِ مدنی کہتے ہین | اُس سے ہم حضرتِ موسیٰ ارنی کہتے ہین |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۹۷ | یہ جو سر نیچے کیے بیٹھے ہین | جان کتنون کی لیے بیٹھے ہین |
| ۹۸ | تڑپنے پر مرے منہ پھیر کر آنسو بہاتے ہین | تنفر کا بھی ہے اظہار چاہت بھی جتاتے ہین |
| ״ | جگر مین چٹکیان لیتے ہین وہ دل کو مسلتے ہین | جو کچھ کہیے تو کہتے ہین مرے ارمان نکلتے ہین |
| ۹۹ | تڑپ کر جب کہا دل نے کہ پہلو سے نکلتے ہین | تو جانِ ناتوان بولی کہ چلیے ہم بھی چلتے ہین |
| ۱۰۰ | وہ خالی ہاتھ یان سے کس لیے جائین | کلیجہ نکلا آتا ہے لیے جائین |
| ۱۰۱ | قفس مین ہون کہ طائر آشیان مین | ترا کرتے ہین ذکر اپنی زبان مین |
| ۱۰۲ | کوچۂ زلف سے ٹلتا ہی نہین | دل کو سکتا بھی ہے سودا ہی نہین |
| ״ | دیکھا ہے وہ جمال بتِ خوش جمال مین | آئے قیاس مین نہ کسی کے خیال مین |
| ۱۰۳ | عدو سے ہم صفتِ شمع جل کے جاتے ہین | تمہاری بزم سے کیا پھول پھلکے جاتے ہین |
| ۱۰۴ | وعدہ کرکے وہ ہارے جاتے ہین | روگ دل کو لگائے جاتے ہین |
| ۱۰۵ | بیدار تیرے دور مین کیون رات بھر ہو نہین | کیا کوئی فتنہ اے فلکِ فتنہ گر ہون مین |
| ״ | خوب آیا ہے ترے وصل کا پہلو دل مین | دل کو سینے سے لگائے ہون کہ ہے تو دل مین |
| ۱۰۶ | ضبطِ گریہ مین ہے کیا عذر جو ہو تو دل مین | آنکھون سے آئین پلٹ کر ابھی آنسو دل مین |
| ۱۰۷ | آئنہ دیکھ کے وہ منہ جو بنا لیتے ہین | اپنے بگڑے ہوئے تیور کا مزا لیتے ہین |
| ۱۰۸ | تیغ رکھ رکھ کے گلے پر وہ ہٹا لیتے ہین | طائرِ جان کے پھڑکنے کا مزا لیتے ہین |
| ۱۰۹ | سلامت دستِ وحشت کیا کرین ہم جا کے گلشن مین | وہی کھل جائین گی دم بھر مین جو کلیان ہین دامن مین |
| ۱۱۰ | جو تڑپانے کی باتین تھین وہ ہین سب انکی چتون مین | اثر آئے تو اب آئے کہان سے میرے شیون مین |
| ۱۱۲ | نظر اٹھا کے کوئی دیکھ لے یہ تاب نہین | وہان عتاب ہے کیا کم اگر نقاب نہین |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۱۱۴ | وہ کمسنی کے سبب واقفِ عتاب نہین | دمِ سحر ہے ابھی گرمِ آفتاب نہین |
| ۱۱۵ | آج سنتے ہین وہ اپنا مدعا کہنے کو ہین | کون جانے دل مین کیا ہی منہ سی کیا کہنے کو ہین |
| ۱۱۷ | وہ دل ہے کونسا جو مستِ چشمِ یار نہین | یہ جام جب ہے چلے کوئی ہوشیار نہین |
| ۱۱۸ | قاصد آیا مگر جواب نہین | میرے لکھے کا بھی جواب نہین |
| ۱۱۹ | دیدۂ منتظر مین خواب نہین | کورے دو جام مین شراب نہین |
| ۱۲۰ | کیون اُس سے نامہ بر مری بیتابیان کہین | وہ بدگمان کچھ اور نہ ہو بدگمان کہین |
| ۱۲۲ | دشمنون پر نگہِ لطف و کرم ہے کہ نہین | تمہین انصاف سے کہدو یہ ستم ہے کہ نہین |
| ،، | تیرے ناوک تری شوخی کا پتا دیتے ہین | چٹکیان لیکے کلیجے مین گُٹا دیتے ہین |
| ۱۲۳ | جان لینے کی ادا جان لیا کرتے ہین | ہم اُنہین دور سے پہچان لیا کرتے ہین |
| ۱۲۴ | بجز مرگ یان کوئی چارا نہین | مگر اُن کو یہ بھی گوارا نہین |
| ،، | اُنہین غرور کہ یکتا ہین خوش جمالون مین | مجھے یہ ناز کہ ہون ناز اُٹھانے والون مین |
| ۱۲۵ | عجیب حُسن ہے اُن سُرخ سُرخ گالون مین | مے دو آتشہ بھر دی ہے دو پیالون مین |
| ۱۲۶ | ہاے یہ سُرخ سُرخ لب روشن | کالی آنکھین بھی ہین غضب روشن |
| ۱۲۷ | انجم و ماہِ نو ہین کب روشن | خالِ رخ ہین قریبِ لب روشن |
| ۱۲۹ | ملجاے وہ بُت مجکو جو ہے میری نظر مین | کس چیز کی اللہ کمی ہے ترے گھر مین |
| ،، | ثابت کہین سے بھی نہین پاتا جگر کو مین | بیدرد کیا کہون ترے تیرِ نظر کو مین |
| ۱۳۰ | رکھون چھپا کے یون گلِ داغِ جگر کو مین | آے تو دون ہوا بھی نہ بادِ سحر کو مین |
| ۱۳۱ | پوچھون گا پھر بہارِ چمن کی خبر کو مین | پہلے گلے لگا لون نسیمِ سحر کو مین |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۱۳۲ | وعدے پہ وہ عدو کی قسم کھائے جاتے ہین | تسکین دینے آئے تھے تڑپائے جاتے ہین |
| ۱۳۳ | تنگ رنگیلی گات وہ دکھلائے جاتے ہین | لو آج پھر کلیجے کو برمائے جاتے ہین |
| ۱۳۴ | ہستی ہے عدم مری نظر مین | سوجھی ہے یہ ایک عمر بھر مین |
| ۱۳۵ | دردِ دل چمکا تو پھر اُس مین کمی ہوتی نہین | اے فلکیان چار دن کی چاندنی ہوتی نہین |
| ۱۳۶ | سُنا ہے وہ سوگورِ غریبان آنیوالے ہین | شہیدانِ محبت ہاتھ تربت سے نکالے ہین |
| ۱۳۷ | جگر تھامے ہوے بیٹھے ہین جتنے سُننے والے ہین | مرے پُر درد نالے بھی بڑے بے دردنالے ہین |
| ۱۳۸ | بہار مین تھی جو دل بستگی خزان مین نہین | ہم آشیان مین ہین ایسے کہ آشیان مین نہین |
| ۱۳۹ | وہ اپنے مرشون کا منہ سی جسدم نام لیتے ہین | یہ دیکھا ہے کہ ہاتھون سے کلیجا تھام لیتے ہین |
| 〃 | کیا غضب ہے ہم محبت بھی جتا سکتے نہین | دل دکھا سکتے ہین درد دل دکھا سکتے نہین |
| ۱۴۱ | لے گئے کوے بوترابؑ مین پاؤن | دھوئیے چشمۂ گلاب مین پاؤن |
| ۱۴۲ | ناصحا ہم ترکِ الفت کیا کرین | ہو جو بے قابو طبیعت کیا کرین |
| 〃 | رنگ لایا ہے ترے تیر کا پیکان دل مین | ایک غنچے سے کھِلا ہے چمنستان دل مین |
| ۱۴۳ | پہلے ایسے تو کھٹکتے تھے نہ ارمان دل مین | رہگیا ہو نہ کوئی ٹوٹ کے پیکان دل مین |
| ۱۴۵ | کون کہتا ہے کہ شرمیلی ادا اچھی نہین | ہے بہت اچھی مگر ایسی حیا اچھی نہین |
| ۱۴۷ | جو دل کو کھو چکے ہین وہ دل کو ڈھونڈتے ہین | ہم دل سے تنگ ہو کر قاتل کو ڈھونڈتے ہین |
| 〃 | کلیجا تھام کر جب دل دُکھے فریاد کرتے ہین | بتانِ سنگدل اُسدم خدا کو یاد کرتے ہین |
| ۱۴۸ | نہ پوچھو کون ہین کیون نالہ و فریاد کرتے ہین | بتون کے ہم ستائے ہین خدا کو یاد کرتے ہین |
| ۱۴۹ | ہے کسی کا روے رنگین عکس افگن پھول مین | پھول گلشن مین کھلا ہی اور گلشن پھول مین |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۱۵۰ | خسرو ملک دین معین الدین ؒ | خضر راہ یقین معین الدین رح |
| ״ | ہزارون جان دینے کے لئے تیار بیٹھے ہین | مگر وہ ہین کہ زانو پر دھرے تلوار بیٹھے ہین |
| ۱۵۱ | وہ کہتے ہیں مسیحائی کو ہم تیار بیٹھے ہین | یہ پوچھو کیا ابھی تک آپ کے بیمار بیٹھے ہین |
| ۱۵۲ | دھڑکا سحر کا ہے جو شب وصل یار مین | غم ہے مری خوشی مین خزان ہے بہار مین |
| ۱۵۴ | بنے ہین جب سے وہ لیلےٰ نئے محمل مین رہتے ہین | جسے کرتے ہین دیوانہ اُسی کے دل مین رہتے ہین |
| ۱۵۵ | مزے بیتابیون کے آرہے ہین | وہ ہم کو ہم اُنہین سمجھا رہے ہین |
| ۱۵۶ | شوخ آنکھون کے اشارے اور ہین | تیر جو قاتل نے مارے اور ہین |
| ۱۵۷ | او دغاباز فسونگر تجھے ہم جانتے ہین | لے گیا دل کو اُڑا کر تجھے ہم جانتے ہین |
| ״ | دیدۂ تر مرے خونبار ہوے جاتے ہین | لالہ گون یار کے رخسار ہوے جاتے ہین |
| ۱۵۸ | وہ کب تشریف لاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین | نہ آئین گو نہ آتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین |
| ۱۵۹ | یہ گویا کہہ رہی ہے حسرت دیدار آنکھون مین | خیال یار ہو دل مین جمال یار آنکھون مین |


## ردیف - و


| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۱۶۱ | اے مرے شاہ سہ لقا نور خدا تمہیں تو ہو | حُسن ازل ہے آئینہ جلوہ نما تمہین تو ہو |
| ״ | ہے یہ امید رسول دوسرا سے مجکو | بخشوا لین گے قیامت مین خدا سے مجکو |
| ۱۶۲ | مریضون کو تسکین ذرا دیتے جاؤ | دعا لیتے جاؤ دوا دیتے جاؤ |
| ۱۶۳ | اپنی نگاہ مین جو وہ ترچھی نظر نہو | رہ رہ کے درد دل نہو درد جگر نہو |
| ״ | دل ہو اور اُس مین درد محبت کہین نہو | عبرت کا ہے محل کہ مکان ہو مکین نہو |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۱۶۴ | کرون مین ضبط یہ اے غمگسار کیونکر ہو | وہ شوخ دل مین ہے دل کو قرار کیونکر ہو |
| ۱۶۵ | ہمین الزام دیتے ہو کہ ہم پر کیون فدا تم ہو | ہماری آنکھ سے دیکھو تو ہو معلوم کیا تم ہو |
| " | ستم سے بھی کہین کر دے نہ محروم آسمان مجکو | کہون مین کیون کہ دیتا ہے مزہ دردِ نہان مجکو |
| ۱۶۶ | اِدھر صیاد کا کھٹکا اُدھر فکرِ خزان مجکو | ملے گلشن مین رہنے کو نئے دو آشیان مجکو |
| ۱۶۷ | بوے مے پا کے مین چلتا ہوا میخانے کو | اک پری تھی کہ اڑا لے گئی دیوانے کو |
| ۱۶۸ | لیگیا جوشِ جنون کون سے ویرانے کو | ہوش بھی ڈھونڈ رہے ہین تری دیوانے کو |
| | **ردیف۔ ہ** | |
| ۱۶۹ | واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے اللہ اللہ | دل تو کیا جان بھی قربان ہے اللہ اللہ |
| ۱۷۰ | انگڑائیان وہ لیتے ہین کس ادا کے ساتھ | اچھا سلوک کرتے ہین شرم و حیا کے ساتھ |
| ۱۷۱ | آنچل وہ منہ پہ ڈال کے چلنا ادا کے ساتھ | سائے کو دیکھ کر وہ جھجکنا حیا کے ساتھ |
| | **ردیف۔ ی** | |
| ۱۷۲ | ہم ایسا آپ کا پاتے تو آتے اپنی آنکھون سے | گھر اشکون کے رستے پر چڑھاتے اپنی آنکھون سے |
| ۱۷۳ | ہاے پھر آج مدینے کی فضا یاد آئی | حالت ایسی ہوی دل کی کہ قضا یاد آئی |
| " | مے عشقِ محمد کی مرے دل مین بھری ہے | اُتری ہوی اس شیشۂ نازک مین پری ہے |
| ۱۷۴ | سوزِ دل کی مجھے ملجاے دوا تھوڑی سی | یا نبی دیجیے دامن کی ہوا تھوڑی سی |
| ۱۷۵ | مجھے دردِ دل کی دوا چاہیے | غبارِ رہِ مصطفےٰ چاہیے |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۱۷۶ | خواب ہی مین ہو کسی دن جلوہ گر یا مصطفےٰ | ڈھونڈھتی ہے تمکو آنکھون مین نظر یا مصطفےٰ |
| ۱۷۷ | بات ساقی کی نہ ٹالی جائیگی | کر کے توبہ توڑ ڈالی جائے گی |
| ۱۷۸ | حشر مین اس چال سے آے وہ اٹھلاتے ہوے | فتنے سب اُٹھ اُٹھ کے بھاگے ٹھوکرین کھاتے ہوے |
| ۱۷۹ | موجود تھے ابھی ابھی روپوش ہو گئے | اے مستِ ناز تم تو مرے ہوش ہو گئے |
| ۱۸۰ | ہم تو قصوروار ہوے آنکھ ڈال کے | پوچھو کہ نکلے کیون تھے وہ جوبن نکال کے |
| ۱۸۱ | یون ساتھ ہے شباب بتِ خُردسال کے | پوشیدہ جیسے بدر ہو گھر مین ہلال کے |
| ۱۸۲ | تپشِ دل نے یہ کی مجھ پہ عنایت کیسی | پُوچھ اُٹھا کوئی کہ ہے آج طبیعت کیسی |
| ۱۸۳ | جب آنکھ اُن کی ان آنکھوں سے لڑی ہے | نظر اُفتاد بن بن کر پڑی ہے |
| ۱۸۴ | لڑی خاک اُن سے بجلی یون لڑی ہے | نظر جب اُٹھ گئی ہے گر پڑی ہے |
| ۱۸۵ | گلے سے ملکے جو وہ تیغ سرخرو ہوتی | پلٹ لپٹ کے تصدق رگِ گلو ہوتی |
| ۱۸۶ | آنکھ دیکھ کے حیران آرسی ہو گی | غریب دور سے مُنہ اُن کا دیکھتی ہو گی |
| ۱۸۷ | غلط ہے گر کہون میری کوئی حسرت نہین نکلی | کہ دل پہلو سے نکلا جسم سے جانِ حزین نکلی |
| ۱۸۸ | کہا مین نے کبھی ہان بھی زبان سے نازنین نکلی؟ | تو کیا جھنجلا کے بولے پھر اجارہ ہان نہین نکلی |
| ۱۸۹ | آنکھ کہتی ہے کہ دیدارِ جمال اچھا ہے | دل کا ہے قول کہ دلبر کا خیال اچھا ہے |
| ۱۹۰ | نہ خوشی اچھی ہے اے دل نہ ملال اچھا ہے | یار جس حال مین رکھے وہی حال اچھا ہے |
| ۱۹۱ | ہاے یہ رُت یہ ہوا ساون کی | چھا گئی دل پہ گھٹا ساون کی |
| " | پری کا حُسن انسان کو تماشا ہو ہی جاتا ہے | جہان تم جلوہ گر ہوتے ہو میلا ہو ہی جاتا ہے |
| ۱۹۲ | یہ کہہ گیا بتِ نا آشنا سُنا کے مجھے | کہ آپ مین نہین رہتا ہے کوئی پا کے مجھے |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۱۹۳ | کیکے پچھتائے ہم آنکھون مین ٹھہرنے کے لئے | پاؤن پھیلاتے ہین اب دل مین اُترنے کے لئے |
| ۱۹۴ | تصویرِ شوخ یار کی کیا چال کر گئی | اندر ہی اندر آنکھ سے دل مین اُتر گئی |
| ۱۹۵ | دل سے نکل کے آہ کی قسمت سنور گئی | بن بن کے زلف رُخ پہ کسی کے بکھر گئی |
| ۱۹۶ | شاہِ خوبان جو ترا چاند سا مکھڑا دیکھے | کیون نہ وہ اوج پہ قسمت کا ستارا دیکھے |
| ۱۹۷ | گوش زد گر مری پُر درد کہانی ہوجائے | تم تو انسان ہو پتھر ابھی پانی ہوجائے |
| ۱۹۸ | مہربان مجھ پہ جو وہ ظلم کا بانی ہوجائے | آسمان کو ہو یہ صدمہ خفقانی ہوجائے |
| ۱۹۹ | ہمنے شبِ غم کونسی آفت نہین دیکھی | اب کہہ نہین سکتے کہ قیامت نہین دیکھی |
| ۲۰۰ | شب کوئی مثالِ شبِ فُرقت نہین دیکھی | دیکھی ہے مگر ایسی مصیبت نہین دیکھی |
| ۲۰۱ | کیا کیا شبِ غم ہمنے مصیبت نہین دیکھی | اتنی ہے کمی صبح قیامت نہین دیکھی |
| ۲۰۲ | ہے خبر پچھلے پہر وہ بے نقاب آنے کو ہی | صبح سے پہلے مرے گھر آفتاب آنے کو ہی |
| ۲۰۳ | بوئے لیلےٰ جو صبا لائی ہے | دشتِ مجنون مین بہار آئی ہے |
| ۲۰۴ | کیا ہری بن کے بہار آئی ہے | ہر کلی چشمِ تماشائی ہے |
| " | دل و دلدار مین یکجائی ہے | کس مزے کی مری تنہائی ہے |
| ۲۰۵ | میکدے پر جو گھٹا چھائی ہے | یہ بھی پینے کے لئے آئی ہے |
| ۲۰۶ | ترا شباب رہے ہم رہین شراب رہی | یہ دَورِ عیش کا تا دورِ آفتاب رہے |
| ۲۰۸ | رُکی رُکی جو چھری دستِ نازنین مین رہی | تڑپ تڑپ کے تمنا دلِ حزین مین رہی |
| ۲۰۹ | عدم سے سوئے ہستی تیرے کوچے کی ہوا لائی | کہان تھا آشیان میرا کہان مجکو اڑا لائی |
| " | یہ کہنا اُس سے اے قاصد جو محوِ خود پرستی ہی | کہ تیرے دیکھنے کو آنکھ مدت سے ترستی ہے |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۲۱۰ | مژدہ اے دل لب پہ نالے پُر اثر آنے لگے | جو نہ آتے تھے کبھی وہ میرے گھر آنے لگے |
| ۲۱۱ | یہان بھی آپ باز آتے نہین مستانہ چالون سے | بس اب تو بھر گیا میدانِ محشر پائمالون سے |
| ۲۱۲ | چھیڑ ہوتے ہوتے اب ہونے لگی بیداد بھی | یہ سمجھ لو مُنھ پہ ہے رکھی ہوئی فریاد بھی |
| ۲۱۳ | ناز بھی ہوتا رہے ہوتی رہے بیداد بھی | سب گوارا ہے جو تم سنتے رہو فریاد بھی |
| ۲۱۴ | اس شان سے وہ آج پئے امتحان چلے | فتنون نے پاؤن چوم کے پوچھا کہان چلے |
| ۲۱۶ | دن کی آہیں نہ گئیں رات کے نالے نہ گئے | میرے دل سوز مرے چاہنے والے نہ گئے |
| ۲۱۷ | اظہارِ حال پر مجھے قدرت نہیں رہی | اُن کو یہ وہم ہے کہ محبت نہیں رہی |
| " | یہی غرض تھی جو زلفوں کو ہیں بڑہائے ہوئے | کہ آج سارے زمانے پہ ہیں وہ چھائے ہوئے |
| ۲۱۸ | بچپن سے اُن کی آنکھ مین شوخی بلا کی ہے | بجلی میں ابتدا سے تڑپ انتہا کی ہے |
| ۲۱۹ | مانا کہ مریض آپ کا بیمار بہت ہے | صحت کے لئے شربتِ دیدار بہت ہے |
| ۲۲۰ | خانۂ دل مین غمِ عشق کی مہمانی ہے | میزبانی کے لئے بے سر و سامانی ہے |
| " | ستم ہے غیر کی چاہت کا ہوتا ہی بیاں ہم سے | جو کچھ کہیے تو کہتے ہین لڑاتے ہو زبان ہم سے |
| ۲۲۲ | یہ بچپن ہے کہ دل کا ذکر کرنا ہمکو مشکل ہے | وہ کہتے ہین دکھاؤ چیر کر پہلو کہان دل ہے |
| ۲۲۳ | کیا بلا عشق کی بیماری ہے | دل گیا جان کی اب باری ہے |
| " | سیر ہوتی میرے پہلو مین جو دم بھر بیٹھتے | درد بنکر آپ اُٹھتے تیر بنکر بیٹھتے |
| ۲۲۴ | کس لُطف سے سلوک کا اظہار ہم سے ہے | اک تو ہی کامیاب ہمارے ستم سے ہے |
| ۲۲۵ | شرم ایسی ہے نقاب رخِ یار کے لئے | آئینے بھی ترستے ہین دیدار کے لئے |
| " | بہا کر خون میرا مجھسے بولے | کہ لے جینے سے اپنے ہاتھ دھولے |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۲۲۶ | ہان ہان لگا وُہ تیر مرا دل یہی تو ہے | یہ کچھ اور فائدہ بھی دل لگی تو ہے |
| 〃 | سرِ محفل وہ ادا سے جو خراماں ہو گئے | ناز و انداز اُٹھائے ہوئے داماں ہو گئے |
| ۲۲۷ | خودنمائی سے تری شکل چھپائی نہ گئی | گئی جس بزم مین لیتی ہوی آئینہ گئی |
| ۲۲۸ | لاگ کی آگ کسی طرح بجھائی نہ گئی | آنکھ جس دن سے لگی آنکھ لگائی نہ گئی |
| ۲۲۹ | اُڑا لیتی ہے دل کیا کہیے چشمِ یار کیسی ہے | نشیلی ہے مگر نامِ خدا ہشیار کیسی ہے |
| ۲۳۰ | مٹاتا ہے کس کو ارے دل یہی ہے | مری جان تری عیشِ منزل یہی ہے |
| ۲۳۱ | تڑپ کر اُن کا فرمانا ستم ہے | ستم ہے تیرا افسانہ ستم ہے |
| 〃 | چیر کر پہلو کو رکھ لون دل مین پیکان تو سہی | اپنے ہاتھون سے نکالون اپنا ارمان تو سہی |
| ۲۳۲ | کھو کے دل میرا تمھین ناحق پشیمانی ہوئی | تم سے نادانی ہوی یا مجھ سے نادانی ہوئی |
| ۲۳۴ | لطافت سے مرا محبوب تصویرِ خیالی ہے | وہ پہلو مین ہے اور پہلو مرا خالی کا خالی ہے |
| 〃 | او برقِ جمال اب رخِ روشن کو چھپا لے | اندھے ہوے جاتے ہیں ترے دیکھنے والے |
| ۲۳۵ | جان بھی نذرِ بتِ خود کام ہے | اب یہان کیا ہے خدا کا نام ہے |
| ۲۳۶ | رُخ پہ بکھری زلفِ عنبر فام ہے | مثلِ بلبل گل اسیرِ دام ہے |
| ۲۳۷ | اک سوا تیر سے نظر ہوشربا کسکی ہے | جان دے جسپہ قضا ایسی ادا کسکی ہے |
| ۲۳۸ | وقتِ دید آنکھون مین جانِ زار ہے | ہائے کیا شئے لذتِ دیدار ہے |
| ۲۴۰ | پھول سے نازک سوار خسار ہے | بوسہ لینا بھی مجھے دشوار ہے |
| 〃 | کیا لطف ہے اُس داغ کا جو دل مین نہین ہے | بیکار ہے وہ شمع جو محفل مین نہین ہے |
| ۲۴۲ | مری طرف سے یہ بدخیالی نجانے انکو خیال کیا ہے | کبھی نہ پوچھا ملال کیا ہے کبھی نہ دیکھا کہ حال کیا ہے |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۲۴۲ | رات دل سے مرے اس درد کے نالے نکلے | گھر سے اپنے وہ کلیجے کو سنبھالے نکلے |
| ۲۴۳ | اپنے رہنے کا ٹھکانا اور ہے | یہ قفس ہے آشیانا اور ہے |
| ۲۴۴ | فیضِ آصف سے دکن مین وہ بہار آئی ہے | بڑھتی دولت کی گھٹا چار طرف چھائی ہے |
| ۲۴۵ | بہانا تھا نہ آنسو چشمِ تر سے | کہ مین رورو دیا وہ ایسے برسے |
| 〃 | وہ ہمکو ہم اُن کو اگر دیکھتے | عجب سیر اہلِ نظر دیکھتے |
| ۲۴۶ | لطفِ صحبت سے وہ شوق دن رات رہے | سالہا سال الٰہی یونہین برسات رہے |
| ۲۴۷ | بہرِ آصف مرے لب پر جو دعا آئی ہے | در و دیوار سے آمین کی صدا آئی ہے |
| ۲۴۸ | تیر آیا ہے یہ کہتا کہ قضا آئی ہے | مین سمجھتا ہون مرے دل کی دوا آئی ہے |
| ۲۵۰ | نہ جانے نیند اُڑی کس کی فغان سے | خفا ہیں آج اپنے پاسبان سے |
| ۲۵۱ | کریگی سُرخرو آج امتحاں سے | ٹپکتا ہے یہ تیغ خون چکان سے |
| 〃 | دیدار کی ہوس ہے نہ شوقِ وصال ہے | آزاد ہر خیال سے مستِ خیال ہے |
| ۲۵۳ | اور اُن آنکھون نے میرے دلکی حالت زار کی | ہو نہین سکتی دوا بیمار سے بیمار کی |
| ۲۵۴ | دیکھنے پر اُن کے اب تسکین ہی بیمار کی | چاٹ سی کچھ پڑگئی ہے شربتِ دیدار کی |
| ۲۵۵ | نگہ سے قتل کرین یہ ادا نہین آتی | لگائین تیغ وہ کیونکر لگا نہین آتی |
| ۲۵۶ | ہمارے درد کی اُن کو دوا نہین آتی | جفا تو آتی ہے لیکن وفا نہین آتی |
| ۲۵۷ | انہین عادت ہمین لذت ستم کی | اُدھر شمشیر اِدھر تقدیر چمکی |
| ۲۵۸ | چلی جاتی ہے مشق اُن کے ستم کی | بڑھی جاتی ہے آبادی عدم کی |
| ۲۵۹ | اب کون پھر کے جاے تری جلوہ گاہ سے | او شوخ چشم پھونکدے برقِ نگاہ سے |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۲۶۰ | اے دل پڑے نہ کام کہین دودِ آہ سے | کیوں بھاگتا ہے سایۂ زلفِ سیاہ سے |
| ۲۶۱ | جھُرمٹ مین بجلیون کے ہے دل آہ آہ سے | کیا ہو گیا یہ گر کے تمہاری نگاہ سے |
| ۲۶۲ | دل کی حالت کہی نہیں جاتی | کوئی امید کی نہین جاتی |
| ۲۶۳ | دل گیا دل لگی نہین جاتی | روتے روتے ہنسی نہین جاتی |
| 〃 | پھر نگاہ آپ کی بجلی نہ گرائے کوئی | دیکھئے دیکھئے پھر لوٹ نہ جائے کوئی |
| ۲۶۴ | صورتِ اشک نظر سے جو گرائے کوئی | خاک سے اُٹھ نہ سکون لاکھ اُٹھائے کوئی |
| ۲۶۵ | قابلِ دربارِ غم ہم ہو چکے | رو چکے مُنہ آنسوون سے دھو چکے |
| ۲۶۶ | کریم کے جو کرم کا ظہور رہتا ہے | خطا سے پہلے ہی عفوِ قصور رہتا ہے |
| ۲۶۷ | سما کے دل مین بتون کو غرور رہتا ہے | جسے قریب سمجھتا ہوں دور رہتا ہے |
| ۲۶۸ | نگاہ پھیر لی محوِ جمال کر کے مجھے | ستم ہے چھوڑ گئے وہ حلال کر کے مجھے |
| ۲۶۹ | عاشقی کیا ہر بشر کا کام ہے | میرے دل میرے جگر کا کام ہے |
| 〃 | پڑا ہون جو بیمار اچھا تو ہے | مرض میں خیالِ مسیحا تو ہے |
| ۲۷۰ | کتنی گہری مری ساقی کی نظر ہوتی ہے | مجکو پہرون مین کہین اپنی خبر ہوتی ہے |
| ۲۷۱ | تری چتون تو او بیداد گر کچھ اور کہتی ہے | زباں کچھ اور کہتی ہے نظر کچھ اور کہتی ہے |
| ۲۷۲ | سیکڑوں پُر داغ سینے وقفِ پیکان ہو گئے | ایک غنچے پر فدا کتنے گلستان ہو گئے |
| ۲۷۳ | جاتے ہی شبِ وصل چلے وہ مرے گھر سے | مُنہ اپنا چھپاتے ہوئے دامانِ سحر سے |
| ۲۷۵ | ہو جائین گے آگاہ مرے دردِ جگر سے | اتنا ہو کہ ملجائے نظر اُن کی نظر سے |
| ۲۷۶ | دل اگر ٹوٹے تو یارب کچھ مزا پیدا کرے | درد وے ایسا کہ تاثیرِ دوا پیدا کرے |

| صفحہ | مطلع | |
|---|---|---|
| ۲۷۶ | سُرخروی بے پسے کیوں کر حنا پیدا کرے | خون ہو جب دل تو رنگِ مدعا پیدا کرے |
| ۲۷۷ | مار ڈالا مُسکرا کر ناز سے | ہاں مری جان پھر اُسی انداز سے |
| ۲۷۸ | شب بھر جو آپ زلفِ معنبر بنائینگے | بگڑی کسی غریب کی کیونکر بنائینگے |
| " | چاہیئے دنیا نہ عقبےٰ چاہیئے | جو تجھے چاہے اُسے کیا چاہیئے |
| ۲۷۹ | ہٹا دے اپنے چہرے سے نقاب اے یار تھوڑی سی | نکلنے دے خدارا حسرتِ دیدار تھوڑی سی |
| ۲۸۰ | مرنے والے خوب چھوٹے گردشِ ایام سے | سو رہے ہیں پاؤں پھیلائے ہوئے آرام سے |
| ۲۸۱ | سان پر تم نے اگر تیغِ جفا رکھی ہے | ہم نے بھی گردنِ تسلیم جھکا رکھی ہے |
| ۲۸۳ | بنی ہے جان پہ جانے کی تم نے خوب کہی | مرا یہ حال پھر آنے کی تم نے خوب کہی |
| " | جانا ہوائے صبا جو مدینے نصیب سے | کہنا مرا سلام خدا کے حبیب سے |
| ۲۸۵ | غنیمت ہے جو پہلو میں دلِ ناشاد باقی ہے | ابھی اس میں خدا رکھے کسی کی یاد باقی ہے |
| " | میرے قاتل کا زمانے سے جُدا انداز ہے | تیر۔ برچھی۔ تیغ جو سمجھو نگاہِ ناز ہے |
| ۲۸۷ | توبہ جب توڑیے پیدا یہ صدا ہوتی ہے | ہائے کیا چیز ہے ہوشربا ہوتی ہے |
| ۲۸۸ | یوں تو اُسکی ہر ادا ہوشربا ہوتی ہے | جو ذرا شوخ نکلتی ہے قضا ہوتی ہے |
| ۲۸۹ | رکھیں نہ آپ گُل کو مرے دل کے سامنے | بسمل شگفتہ ہو گا نہ بسمل کے سامنے |
| ۲۹۰ | لایا نصیب ناوکِ قاتل کے سامنے | آیا ہمارے دل کا کیا دل کے سامنے |
| ۲۹۱ | اُس نے تاکا تھا جگر تیرِ نظر سے پہلے | دل تڑپ کر یہ پکارا کہ ادھر سے پہلے |
| ۲۹۲ | یوں نہ ٹپکا تھا لہو دیدۂ تر سے پہلے | دیکھنا آگ لگی پھر اِسی گھر سے پہلے |
| ۲۹۳ | چھیڑ دیکھو تم کسی دن خنجرِ بیداد سے | دل تڑپ جائے وہ چٹکی لوں لبِ فریاد سے |

| مطلع | | صفحہ |
|---|---|---|
| چُٹکیاں دل مین نہ لے کہدو یہ اپنی یاد سے | تم اگر بیچین ہوتے ہو مری فریاد سے | ۲۹۵ |
| بوئے گل دور سے لینے مجھے آئی ہوتی | مین وہ بلبل ہون قفس سے جو رہائی ہوتی | ۲۹۶ |
| ایسی بجلی کوئی اے چرخ گرائی ہوتی | طُور کی آگ مرے دل مین لگائی ہوتی | ۲۹۷ |
| ہین دو گلابیان یہ شرابِ طُہور کی | آنکھین نشیلی دیکھئے اُس رشکِ حور کی | ۲۹۸ |
| صورت گرِ خیال کو سوجھی ہے دُور کی | جنّت مین جاکے کھینچی ہے تصویر حور کی | ۲۹۹ |
| اِن پھولون سے نہ جائیگی بوے وفا کبھی | ممکن نہین کہ داغ ہون دل سے جدا کبھی | ۳۰۰ |
| ہاتھ اپنا اور دامنِ صحرا ابھی سے ہے | یارب ہو خیر جوش پہ سودا ابھی سے ہے | ۳۰۱ |
| مگر مشکل تو یہ ہے دل بڑی مشکل سے ملتا ہے | محبّت رنگ یے لاتی ہو دل جب دل سے ملتا ہے | ۳۰۲ |
| پردہ پوشی ہوئی جس سے تری عُریانون کی | یارب آباد رہے خاک بیابانون کی | ۳۰۳ |
| نہ نکلی ہے نہ لیلےٰ پردۂ محمل سے نکلیگی | تجھے ہے قیس یہ سودا کہ حسرت دل سے نکلیگی | ۳۰۵ |
| جب اپنی جان نکلیگی تو وہ بھی دل سے نکلیگی | جسے کہتے ہین غم کی پھانس وہ مشکل سے نکلیگی | 〃 |
| ہمکو بھی انتظار کس کا ہے | بیوفا یار یار کس کا ہے | ۳۰۶ |
| یہی دانے کا دانہ ہے یہی پانی کا پانی ہے | قفس مین اشکِ حسرت پر مدارِ زندگانی ہے | ۳۰۷ |
| نہ مروّت اُنہین میری نہ محبّت میری | کون کہتا ہے نکالینگے وہ حسرت میری | ۳۰۹ |
| کچھ حقیقت نہین اتنی ہے حقیقت میری | عکس ہے آئینۂ دہر مین صورت میری | ۳۱۰ |
| مل گئی خاک مین اک عمر کی حسرت میری | بن سکی کوچۂ جانان مین نہ تربت میری | ۳۱۱ |
| ٹھنڈا کیا جو تم نے مجھے غیر جل گئے | تیغِ ادا کے دونون طرف وار چل گئے | ۳۱۲ |



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہے لاکھ لاکھ شکر خدائے جلیل کا
جس نے دُرِ سخن سے بھرا منہ جلیل کا

یارب بُتون کو کعبۂ دل سے نکالدے
صدقہ نبیؐ کا واسطہ اپنے خلیل کا

آنکھین جو تونے دی ہین تو اتنا کرم ہو اور
محوِ جمال کردے رسولِ جمیل کا

خود فرشِ خاک پر ہے نظر عرشِ پاک پر
اللہ رے حوصلہ ترے عبدِ ذلیل کا

پیاسا کسی کے شربتِ دیدار کا ہون مین
چھینٹا نہ دے بہشت مجھے سلسبیل کا

اللہ تک پہونچ کا ذریعہ یقین ہے
جنت کو دخل ہے نہ گزر ہے دلیل کا

بت چاہتے ہین کعبۂ دل کو کرین خراب
قصّہ سنا نہین مگر اصحابِ فیل کا

کسکی مجال ہے ترے اوصاف لکھ سکے
یان ہے قلم شکستہ پرِ جبرئیل کا

راہِ طلب مین خار کوئی تشنہ رہ نہ جائے
ہان آبلو ثواب ہے رکھنا سبیل کا

ہر بھیر کے آہوانِ حرم رہتے ہین وہین
پھندا گلے مین ہے کسی چشمِ کحیل کا

یارب قبولِ عام ملے اِس کلام کو
دل کی جگہ بغل مین ہو دیوان جلیل کا

جسے یہ دل مین آ ہی خیال احمدؐ کا
کہ روز خواب مین دیکھون جمال احمدؐ کا

تڑپ رہا ہون اسی آرزو مین برسون سے
خدا دکھاے مزار اب کے سال احمدؐ کا

کیا ہے کس نے اشارے سے چاند دو ٹکڑے
کہو فلک سے کہ دیکھے کمال احمدؐ کا

خدا نے بخشدی اُمّت کو نعمتِ دارین
گیا نہ ایک بھی خالی سوال احمدؐ کا

فلک ہے درپے ایذا خبر نہین اسکی
کہ ہے غلام یہ آشفتہ حال احمدؐ کا

جو لوگ شوقِ زیارت مین جان دیتے ہین
نصیب اُنھین ہے ہمیشہ وصال احمدؐ کا

فراق مین یہی صورت ہی اک تسلّی کی
زبان پہ نام ہو دل مین خیال احمدؐ کا

اُسی کے واسطے محشر مین سرفرازی ہے
زہے نصیب جو ہو پائمال احمدؐ کا

کلیم طور پہ جانے کی کیون کرین تکلیف
کہو کہ دیکھ لین آکر جمال احمدؐ کا

اِدھر اُدھر نہ بھٹکتا پھرون قیامت مین
اُٹھون تو ساتھ ہو یا ذو الجلال احمدؐ کا

خدا وہ روزِ مبارک تجھے دکھائے جلیل
کہ آئے قاصدِ فرخندہ فال احمدؐ کا

ناوک اُس کا کبھی خطا نہ ہوا
طائرِ سدرہ تک نشانہ ہوا

کوئی دونون مین بے وفا نہ ہوا
دل سے غم غم سے دل جدا نہ ہوا

تیرے قدمون سے کیون جدا رہتا
ہاے پامال دل حنا نہ ہوا

اُڑ گیا رنگِ رُخ بھی ہوش کے ساتھ
سچ تو یہ ہے کوئی مرا نہ ہوا

بات کرتے جو کاٹ ڈالوگے
بات گویا ہوئی گلا نہ ہوا

دل سے صبر و قرار سب بھاگے
مگر اک داغ دل جُدا نہ ہوا

دب گئے قد سے تیرے سب فتنے
حشر بھی آج تک بپا نہ ہوا

نہ چلایا نہ مار ہی ڈالا
کوئی وعدہ ترا وفا نہ ہوا

پاؤں پھیلا کے بخت یوں سوتے
ہائے نالہ مرا رسا نہ ہوا

تجکو نفرت ہے شیشے سے واعظ
مجکو حسرت ہے دل مرا نہ ہوا

آج ہی آ جو تجکو آنا ہے
کل خدا جانے مین ہوا نہ ہوا

ہم ترستے نہ پھول کی بو کو
تجھسے اتنا بھی اے صبا نہ ہوا

اب تو صورت بھی اُس کی یاد نہین
دل کو بچھڑے ہوے زمانہ ہوا

دل مرا بھی مرا ہوا نہ جلیل
آشنا ہو کے آشنا نہ ہوا

بیوفا یار با وفا نہ ہوا
دل ہوا دل کا مدّعا نہ ہوا

زلف کا عمر بھر رہا سودا
مثلِ سایہ کبھی جدا نہ ہوا

نہ کچی تھی ابھی کمان اُن کی
بھولے تیور وہ دل نشانہ ہوا

کہتے ہین پھر رچے گی کیا مہندی
گر کبھی خونِ مُدّعا نہ ہوا

غم دیا تم نے داغِ ہجر دیا
سچ ہے کیا کیا مجھے عطا نہ ہوا

اتنی اے دودِ آہ کوتاہی
بڑھکے تو گیسوِ رسا نہ ہوا

بولے جھنجلا کے جب گلا نہ کٹا
اک مصیبت ہوئی گلا نہ ہوا

اور تھوڑی سی ہمت اے ساقی
ایک ساغر سے کچھ بھلا نہ ہوا

نہ ملا یار سروِ قد افسوس
شجرِ آرزو ہرا نہ ہوا

درد کا ہے مزہ محبت میں
اے قمر داغ کیا ہوا نہ ہوا

جان لینے کو تھی ادا کیا کم
میں تو منت کش قضا نہ ہوا

منھ دوا کا نہ درد نے دیکھا
داغ مرہم سے آشنا نہ ہوا

اور سب بیڑیاں تو مر کے کٹیں
قطع الفت کا سلسلا نہ ہوا

ہاتھ تک جوڑنا پڑے ہم کو
دل کے ہاتھوں **جلیل** کیا نہ ہوا

---

خط چاند سے چہرے پہ عیان ہو نہین سکتا
شعلے سے لپٹ جائے دھوان ہو نہین سکتا

رو کے سے رکیں اشک رواں ہو نہین سکتا
آنکھوں سے مرا راز نہان ہو نہین سکتا

یارب کچھ اس انداز سے نالان ہو مرا دل
وہ بھی یہ کہیں ضبط فغان ہو نہین سکتا

میرے دل صد چاک مین تم کیون نہین رہتی
ایسا تو ہوا دار مکان ہو نہین سکتا

ہونے دو اگر ضعف سے آنکھون مین ٹسک ہون
خوش ہوں مین کسی دل پہ گران ہو نہین سکتا

ملجائے گا اُس زلف سے جب حد سے بڑھیگا
برباد تو آہون کا دھوان ہو نہین سکتا

بو الفت گیسو کی جو چھوٹی تو خطا کیا
تم جانتے ہو مشک نہان ہو نہین سکتا

جب وصل کی درخواست پہ کرتے ہیں وہ انکار
قسمت بھی یہ کہتی ہے کہ ہان ہو نہین سکتا

تصویر تری آنکھ سے کیا جائے نکل کر
نازک ہے بہت نقل مکان ہو نہین سکتا

اس آگ کو درکار ہے تلوار کا پانی
رونے سے تو کم سوز نہان ہو نہین سکتا

تم دیکھ لو خود ہاتھ مرے سینے پہ رکھکر
حال دل بیتاب بیان ہو نہین سکتا

کہتا ہے **جلیل** اب تو یہ انداز خموشی
حال آپ کا محتاج بیان ہو نہین سکتا

کیا کیجیے غم اپنا بیان ہو نہین سکتا
چُپ ہو رہون یہ بھی مرِ جان ہو نہین سکتا

فرما گئے وہ دیکے مجھے داغِ جدائی
یہ پھول کبھی نذرِ خزان ہو نہین سکتا

شمشیر بکف وہ ہین تو مین نالہ بلب ہون
اب رحم وہان ضبط یہان ہو نہین سکتا

مجکو تو یقین ہے کہ چھپے گا نہ مرا خون
قاتل کو گمان ہے کہ گمان ہو نہین سکتا

ہے خشک گلا اشک مرے لیکے چھڑک لو
یون خنجرِ بیداد روان ہو نہین سکتا

تاثیر مے روح فزا دیکھ لی اے شیخ
اب تو یہ کہو پیر جوان ہو نہین سکتا

حق یہ ہے کہ دیدار کو درکار ہین آنکھین
ہونے کو ترا جلوہ کہان ہو نہین سکتا

تدبیر سے فطرت کا بدلنا نہیں ممکن
وہ آفتِ جاں راحتِ جان ہو نہین سکتا

زاہد سے کہو خدمتِ مے چاہیے برسون
دو دن مین کوئی پیرِ مغان ہو نہین سکتا

وہ چال چلے تم کہ گلے کٹ گئے لاکھون
اس ناز سے خنجر بھی روان ہو نہین سکتا

در پردہ گری برقِ نظر خرمنِ جان پر
وہ آگ لگی جس مین دھوان ہو نہین سکتا

کیا عشقِ بتان مین ہین جلیل آپ ہی نالان
ناقوس سے بھی ضبطِ فغان ہو نہین سکتا

---

مجکو بدنام آپ کو رسوا کیا
دل کی بیتابی نے جو چاہا کیا

حسن نے ہر عیب کا پردا کیا
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا

یاد اب تک ہے اُنھیں میری وفا
کہتے ہیں افسوس مین نے کیا کیا

میری وحشت بھی تماشا ہو گئی
جو ادھر گذرا کھڑا دیکھا کیا

چال قاتل کی قیامت کر گئی
مین اِدھر خنجر اُدھر تڑپا کیا

ہاں نہ کی تسکین نہ کی پروا نہ کی
چال کی غمزے کئے فقرا کیا

وہ عدو کو رات بھر گھورا کئے
میں فلک کو صبح تک دیکھا کیا

کیا سدھایا ہے کسی نے دل کو بھی
جب اشارہ کر دیا لوٹا کیا

ہائے وہ کہنا کسیکا قبر پر
اللہ اللہ تم نے بھی پردا کیا

شکر ہے بیکس نہ ہو کر ہم رہے
درد جب اُٹھا تو غش آیا کیا

میرے نالے پر ابھی ہنستے تو ہو
پھر کہو گے چار مین رسوا کیا

کہد و تصویرِ خیالی بھی چھپے
لطف کیا تم نے اگر پردا کیا

دیکھے سر بوسے لئے تلوار کے
جان اپنی بیچکر سودا کیا

جاؤ بھی گردن نہ میری کٹ سکی
مفت اپنا ہاتھ بھی جھوٹا کیا

کھینچکر پہلو مین بوسہ لے لیا
اُن کا وعدہ مین نے خود پورا کیا

ہائے دیکھا سوے غیر اُس نے **جلیل**
اور تو اے سخت جان دیکھا کیا

حق نے پیدا ہی تجھے ایسا کیا
جس نے دیکھا تجکو بس دیکھا کیا

کیا بتائیں دل لگا کر کیا کیا
آہ کی فریاد کی نالا کیا

ملنے میں غمزے کئے حیلا کیا
پھر یہ کہتے ہو کہ مین نے کیا کیا

اُسکو یادِ غیر مجکو رشکِ غیر
وہ اُدھر اور مین اِدھر تڑپا کیا

دھیان میں حوروں کے محویت رہی
تو تو زاہد بے پیئے لوٹا کیا

پھوڑ دوں کمبخت آئینے کی آنکھ
سامنے میرے تجھے گھورا کیا

دل سے میلا لگ گیا بازار میں
جو حسیں گزرا اکھڑا دیکھا کیا

غیر شاکی ہو تو ہو وہ غیر ہے
تم نے کس دل سے مرا شکوا کیا

خون جو میرا کیا یہ کچھ نہین
کہتے ہین کیون خون کا دعویٰ کیا

اس ادا سے وہ چلے مستانہ چال
سایہ یہ گھڑیون خاک پر لوٹا کیا

وہ ہوے روپوش تو اُن کا خیال
خواب بنکر آنکھ مین آیا کیا

دل دیا جسکو اُسی پر جان دی
کام جو ہمنے کیا پورا کیا

مجھسے چھپ کر میرے گھر مہمان ہوے
دل مین آکر آنکھ سے پردا کیا

دل کہان ہے؟ واہ یہ اچھی کہی
لے کے دل پھر تم نے اچھا کیا کیا

دیکھکر اُن کو یہ دن دیکھا **جلیل**
ہاے شوقِ دید نے اندھا کیا

---

مرے جذبِ دل کا اثر دیکھ لینا
تم آؤ گے تھامے جگر دیکھ لینا

قیامت ہے اُن کا اِدھر دیکھ لینا
کرینگے یوہین دل مین گھر دیکھ لینا

بُرا کیا ہے باندھو اگر تیغ و خنجر
مگر پہلے اپنی کمر دیکھ لینا

وہ دیکھا کہ دشمن بھی یارب نہ دیکھے
غضب تھا اُسے اک نظر دیکھ لینا

نشانہ بناؤ گے تم کیا عدو کو
ہمیں ہونگے مدِ نظر دیکھ لینا

ملے ایکدن بھی اگر تم عدو سے
ملیں گے نہ ہم عمر بھر دیکھ لینا

دکھانا مرا نامۂ شوق قاصد
مگر پہلے اُن کی نظر دیکھ لینا

ابھی ہے تڑپنے کا ارمان باقی
ذرا پھر ادا سے اِدھر دیکھ لینا

اُنھین تن کے سینے کا عالم دکھانا
مجھے ڈر سے اُن کی کمر دیکھ لینا

مرے لین گے ہم دیکھ کر تیری آنکھین
اُنھین خوب تو نامہ بر دیکھ لینا

عبادت کہو۔ دل کی تسکین سمجھو
شبیہ اُس کی شام و سحر دیکھ لینا

کہوں کیا جُدائی تری کیا کریگی
جو کچھ ہوگا وقتِ سحر دیکھ لینا

جو فرصت ملے آئینہ دیکھنے سے
مرا حال بھی اک نظر دیکھ لینا

جو دل بچکے نکلا تو غمزے سے بولے
وہ جاتا ہے او بے خبر- دیکھ لینا

تڑپ لاش کی گر یہی قبر مین ہے
تو اک دن سرِ رہگذر دیکھ لینا

ادھر سے ہین تیرِ نظر چلنے والے
**جلیل** آج اپنا جگر دیکھ لینا

تسکین جو دل کی تمہین کرنا نہین آتا
دل کو بھی مری جان ٹھہرنا نہین آتا

مٹھی مین دباکر دلِ مضطر کو وہ بولے
ہان ابتو کہے مجکو ٹھہرنا نہین آتا

اک نقش تمہارا ہے کہ وہ دل مین جمائے
اک تم ہو کہ پہلو مین ٹھہرنا نہین آتا

ڈر ہمکو ہے بدنام نہ دشمن ہون تمہارے
تم کہتے ہو عشاق کو مرنا نہین آتا

مہندی کی جگہ ملتے ہین خونِ دلِ عشاق
کم سن ہین ابھی اُن کو سنورنا نہین آتا

دل لے کے مرا مجھ سے ابھی کہہ گئے انکا
پھر آپ کہین گے کہ مکرنا نہین آتا

کہئیے تو ابھی لے لے وہ چٹکی مری دلمین
ہاتھ اُسکو مگر سینے پہ دھرنا نہین آتا

کیا سوچ ہے کیوں وصل کا وعدہ نہین کرتے
کیا تمکو زبان دیکے مکرنا نہین آتا

بھر جاتے ہین سب زخمِ سنان و تبر و تیر
اک زخمِ زبان ہے جسے بھرنا نہین آتا

سن لو جو کسی روز تو کھلجائے یہ تم پر
آتا ہے کر نالہ مجھے کرنا نہین آتا

چلتے ہو جو کرتے ہوئے پامال دلونکو
کیا پاؤن زمین پر تمہین دھرنا نہین آتا

کی موت نہ آنے کی شکایت تو وہ بولے
ہان ایسے ہو بھولے تمہین مرنا نہین آتا

اللہ تری زلف کے سودے سے بچائے
وہ جن ہے جسے چڑھ کے اترنا نہین آتا

چہرے پہ نہ غازہ ہے نہ بالون پہ ہے افشان
یہ جھگڑے بھرا اُن کو سنورنا نہین آتا

آنکھون مین سما جائیں وہ دل مین اُتر آئین
کوٹھے سے جلیل انکو اُترنا نہین آتا

فغان مین درد دعا مین اثر نہین آتا
جو تم نہین ہو تو کوئی اِدھر نہین آتا

سُنا ہے جب سے کہ خوابِ عدو مین تم آئے
قرار دل کو مرے رات بھر نہین آتا

چمن مین روتی ہے شبنم تو پھول ہنستے ہیں
تجھے تو یہ بھی مری چشمِ تر نہین آتا

یہ کیا ہے آج جو سینے مین دل اُچھلتا ہے
جوابِ خط تو لیے نامہ بر نہین آتا

تری نگاہ کو جب دیکھتا ہون کہتا ہون
کہ میری آہ مین ایسا اثر نہین آتا

کچھ اپنے محوِ تصور کی بھی خبر ہے تمہین
غریب ہوش مین دو دو پہر نہین آتا

ترے خیال مین جو آئے اُس سے کہدینا
میری سمجھ مین تو کچھ نامہ بر نہین آتا

اب آپ شربتِ دیدار اپنا رکھ چھوڑین
مریضِ ہجر تو بچتا نظر نہین آتا

بتون کے ذکر سے رُکتی نہین زبان کمبخت
جبھی تو اپنی دعا مین اثر نہین آتا

کیا ہزارون کو سیدھا فلک کی گردش نے
مرا نصیب مگر راہ پر نہین آتا

خطاب قاتلِ عالم کسی طرح ملجائے
وہ قتل کرتے ہیں گو قتل کر نہین آتا

تمہاری ہجر نے کچھ ایسی پھوٹ ڈالی ہے
ہمارے نالہ دل مین اثر نہین آتا

نہ پوچھئے کہ جنون لیگیا کدھر مجکو
اُدھر کہ ہوش جدھر بھول کر نہین آتا

تڑپ دکھائیے کیا اُسکو جو یہ کہتا ہو
مجھے نظر کہین دردِ جگر نہین آتا

شرر فشان ہوے نالے تو اور گُل پھولا
وہ کہتے ہین کہ اسی سے اثر نہین آتا

نگاہِ لطف سے محروم ضعف نے رکھا
نظر وہ کسپہ کرین مین نظر نہیں کرتا

لکھا ہے نخلِ تمنا کی پتی پتی پر / یہ وہ نہال ہے جس مین ثمر نہین آتا

شرابِ عشق کی مستی عجیب مستی ہے / گیا جو ہوش تو پھر عمر بھر نہین آتا

نقاب پھونک کے کہتی ہے اُسکی برقِ جمال / نظر کرے کوئی اتنا نظر نہین آتا

اثر کو نالۂ موزون ترانہ کیون ترسے / کہ سروِ باغ میں بلبل ثمر نہین آتا

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست / **جلیل** شعر کا فن عمر بھر نہین آتا

اب شغل نہین ہے میکشی کا / اب لطف نہین ہے زندگی کا

یہ رنگ گلاب کی کلی کا / نقشہ ہے کسی کی کمسنی کا

کیا شکوہ کرون مین بیخودی کا / ہوتا نہین کوئی بھی کسیکا

شاکی نہین اس لحاظ سے وہ / مُنہ چوم نہ لے گِلہ کسیکا

منہ دھرنے مین کس نے دانت دیکھی / ہے موتی محل گھر آرسیکا

برہم نہ ہو حُسن کے دل کی قیمت / سودا ہے یہ ہنسی خوشیکا

ہے سرخیِ پان عیان گلے سے / جلوہ ہے یہ شیشے مین پریکا

مجھ سے وہ خفا ہین اس سے خوش ہین / کیا رتبہ ہے میری بیکسی کا

وہ دل کی جگہ لگا ئین برچھی / پہلو نکلے تو دل لگی کا

ہے چار طرف خدا کا جلوہ / پردہ تو کہین اُٹھے خودی کا

ہم مرتے ہین ناصحا تجھے کیا / مختار ہر اک ہے اپنے جی کا

بلبل کی بہار مین نہ پوچھو / مُنہ چومتی ہے کلی کلی کا

مُنہ یار کا دیکھتی ہے ہر صبح / اللہ رے نصیب آرسی کا

ہے آنکھ مین رہتی تیری تصویر
اچھا ہے جواب آرسی کا

کچھ بول کے اُس نے باغ مین آج
مُنہ بند کیا کلی کلی کا

بدنام ہون چوری کا لگے داغ
کچھ ہو ملجاے دل کسی کا

مُنہ پھیر کے یون چلی جوانی
یاد آگیا روٹھنا کسی کا

کیا سیر ہے مین تکون مُنہ اُن کا
اور منہ دیکھین وہ آرسی کا

غنچوں کو صبا نے گدگدایا
دشوار ہے ضبط اب ہنسی کا

دیکھو نہ جلیل کو مٹاؤ
مٹ جاے گا نام عاشقی کا

مجکو تو مرض ہے بے خودی کا
زاہد کو گمان ہے میکشی کا

ہر رنگ ہے تیرے آگے پھیکا
مہتاب ہے پھول چاندنی کا

چل جاے گا کام کچھ کسی کا
مُنہ مُڑ نہ گیا اگر چھری کا

ہر وقت ہیں موت کی دعائین
اللہ رے لطف زندگی کا

آئینہ بنا رہے ہو دل کو
دل ٹوٹ نہ جاے آرسی کا

ہم کہتے تھے جوڑے مین نہین پھول
آخر نکلا وہ دل کسی کا

کہیے ابھی اک ادا پہ کٹ جائین
دم دیکھتے تھے فقط چھری کا

مٹتی نہین دشمنی کسی کی
رنگ اس مین ہے میری دوستی کا

بوسے کو جگہ ملی لبون پر
اب رنگ جمے گا کیا مسی کا

پیارے پیارے تھے پھول سے ہونٹھ
دھبا یہ بُرا لگا مسی کا

اٹھلا اٹھلا کے اُن کو چلنا
مٹ جاے بلا سے دل کسی کا

پاتے ہین جو مجکو جی سے بیزار
کہتے ہین مزہ ہے عاشقی کا

ہون ایک سے سب حسین کیونکر
ہے رنگ جدا کلی کلی کا

پہلے تو تھے محو دید مو سے
اب لیتے مزا ہین بیخودی کا

سمجھے تھے نہ ہم کہ تم پہ مرنا
ہو جاے گا روگ زندگی کا

شوخی مضمون کی لے اڑی ہے
عالم ہے شعر مین پری کا

کھینچین جو وہ تیر دل بھی دے ساتھ
حق کچھ تو ادا ہو دوستی کا

نالے بلبل کے تھے کہ چھریان
دل ٹکڑے ہوا کلی کلی کا

اٹھنے نہ دیا کسی ہی کے در سے
احسان ہے مجھ پہ لاغری کا

پھولون سے کہو کہ روتی ہی اوس
اب اس سے مزہ نہین ہنسی کا

کہتے تھے نہ ہم **جلیل** تم سے
انجام برا ہے دل لگی کا

دل پر داغ کو زلفون سے نکلتے دیکھا
ہمنے طاؤس انہین کالونکو اگلتے دیکھا

داغ کو جلتے ہوئے اشک کو ڈھلتے دیکھا
زخم دل ایک تجھے پھولتے پھلتے دیکھا

دل مین آ بیٹھے تو پھر ان کو نہ ٹلتے دیکھا
ہان جو دیکھا بھی تو جی لے کے نکلتے دیکھا

فلک پیر کو نیرنگ کہان سے آیا
کہین تم کو تو نہین آنکھ بدلتے دیکھا

تیری محفل مین بھی عالم ہے رخ عاشق کا
ایک دم مین اسے سو رنگ بدلتے دیکھا

ٹھہرے ہونگے دل اغیار ترے ہاتھون سے
ہمنے تو ان کو کلیجا ہی مسلتے دیکھا

نہین معلوم بدلنے پہ ہے قسمت کس کی
آج بے وقت انہین پوشاک بدلتے دیکھا

ڈھلکے شانے سے دوپٹا جو رکا سینے پر
بولے وہ مجھ سے کہ گرتے کو سنبھلتے دیکھا

تیغ و خنجر بھی ہیں منت کش دستِ قاتل
کام ان کا بھی اُنہیں ہاتھوں سے چلتے دیکھا

اے فلک سوئے وہ پہلو میں عدو کے جسدن
کبھی اُس دن تجھے کروٹ نہ بدلتے دیکھا

کبھی مجھ پر وہ نگاہیں ہیں کبھی دشمن پر
جب سے جادو یہ نہیں روز انہیں چلتے دیکھا

چٹکیوں مین وہ مرے دل کو دبا کر بولے
مَل ہی ڈالونگا تجھے پھر جو مچلتے دیکھا

تیرا ناوک نہ سہی حسرتِ ناوک ہوگی
کچھ تو تھا جسکو کلیجے سے نکلتے دیکھا

صرف اُس ہاتھ مین جانیکی تڑپ تھی دلکو
پھر مچلتے کبھی دیکھا نہ اُچھلتے دیکھا

اُنھین بجلی کا تڑپنا تو پسند آتا ہے
کبھی آ کر مجھے کروٹ نہ بدلتے دیکھا

کبھی تو لاکھ خوشامد پہ نہین دل راضی
کبھی اک جھوٹے ہی وعدے پہ بہلتے دیکھا

رنگ لایا کہین مہندی کہین لالہ ہوکر
خون عاشق کا ہر اک طرح اُچھلتے دیکھا

اُس طرف خنجرِ بُران ادھر ارمان میرا
آج ان دونون کو اک ساتھ نکلتے دیکھا

حشر گھبرا کے اُٹھا پاؤن کی آہٹ جو سُنی
فتنے دوڑے جو اُنہین گھر سے نکلتے دیکھا

کیا ستائیگا وہ اس دل پہ کسی کے دلکو
جسکو اک آہ کی بجلی سے دہلتے دیکھا

غیر کا کام ترا نام گریبان میرا
جسکو دیکھا ترے ہاتھون سے نکلتے دیکھا

آج ہین زخم تو کل داغ بدن پر ہین **جلیل**
تم کو بھی نتِ نئی پوشاک بدلتے دیکھا

غنچۂ خاطر خوشی سے کھل گیا
آپ کیا آئے خزانہ مل گیا

حسرتِ دیدار مین یون دل گیا
خون ہو کر آنسوؤن مین مل گیا

دیکھنا اُس شمع رو کو بزم مین
دشمنون سے کسطرح گھل مل گیا

ڈر گیا ہے جی کچھ ایسا ہجر سے
تم جو پہلو سے اُٹھے دل ہل گیا

مڑ کے بھی دیکھا نہ دل نے اسطرف
پیچھے پیچھے میں کئی منزل گیا

لاش ابھی میری اُٹھائی بھی نہین
نازکی کہتی ہے شانہ جھل گیا

بس گیا اٹکھیلیون کی چال پر
لو تمہارے ہاتھ سے بھی دل گیا

دم جو نکلا خانۂ تن بھر کہان
خاک مین سارا گھروندا مل گیا

لوٹ ہین غنچے بھی اُن پر مثل دل
مسکرا کر جس کو دیکھا کھل گیا

ہائے کیا لذت بھری تھی تیغ ناز
زخم روتے ہین کدھر قاتل گیا

تم جو آئے مجھپہ کیا احسان ہے
دل ملا تم کو مجھے کیا مل گیا

واہ رے غفلت نہ چونکا گور تک
سوتے پاؤن سے مین تا منزل گیا

ہے مثل تل اوٹ ہوتا ہے پہاڑ
آنکھ باہم ملتے ہی دل مل گیا

لُٹکے آیا کوچۂ محبوب سے
ہائے مین کیون ساتھ لیکر دل گیا

اے **جلیل** آنسو بہائے تنے کیون
اُن کو ہنسنے کا بہانہ مل گیا

دل کے لینے پر جو مائل وہ ستمگر ہو گیا
ناز دلجو عشوہ دلکش غمزہ دلبر ہو گیا

خوش ہوا ایسا کہ مین آپے سے باہر ہو گیا
یار کا ملنا نہ ملنا سب برابر ہو گیا

ہائے مارے ڈالتی ہے روٹھ جانیکی ادا
تھا یہین وہ شوخ قاتل کھچکے خنجر ہو گیا

کس طرح دیکھون تمہین جب یہ بھی آگے سے ہٹے
آئینہ کمبخت تو چھاتی کا پتھر ہو گیا

حسن والون کے بگڑنے پر تصدق سو بناو
پڑ گیا جو پیچ گیسو مین وہ گھونگھر ہو گیا

اک ادا کی چال پر کٹ جاتے ہین لاکھون گلے
یہ چھری جب سے چلی بیکار خنجر ہو گیا

دل سے نکلے جتنے نالے خوش قدونکی یاد مین
سرو کوئی بن گیا کوئی صنوبر ہو گیا

کسنی مین خاک ہوا اُس سے صفائی کا نباہ
کہدیا آئینہ رو جب دن مکدر ہو گیا

پیارے پیارے ہونٹھ چوم آیا تری اوستِ ناز
ابتو آنکھون سے لگا لینے کا ساغر ہو گیا

بڑھ گئی حُسنِ سماعت سے سخن کی آبرو
کان مین اُن کے پڑا جو شعر گوہر ہو گیا

کی جفا تم نے تو معشوقون کو زیبا ہے جفا
آسمان کو کیا ہوا یہ کیون ستمگر ہو گیا

ایک لوہے کا تھا ٹکڑا وہ بھی بل کھایا ہوا
تیرے ابرو سے مشابہ ہوکے خنجر ہو گیا

دل پھنسا بیڈھب تھا لیکن مانگ نے کچھ راہ دی
کھلکے جھٹکے زلف کے سیدھا مقدر ہو گیا

میکشو اُٹھو یہان اب لطف رہنے کا نہین
پھر گئی جب چشمِ ساقی دورِ ساغر ہو گیا

لوٹتا ہون رنگِ محفل دیکھکر پیرِ مغان
تیرے متوالون کا خانہ دورِ ساغر ہو گیا

کوئی مطلب تھا نہ مضمون شوق کے دو حرف تھے
مین جو لکھنے کے لئے بیٹھا تو دفتر ہو گیا

اب لبِ نوشین سے کوئی دم نہین ہوتا جدا
مے پلا کر اُسکو خود مے نوش ساغر ہو گیا

رہگیا پیکان تمہارا ٹوٹ کر اچھا ہوا
اور اک دل سینے مین دل کے برابر ہو گیا

وہ قیامت مین چلے تھے دو قدم اک شور اُٹھا
بس خدا کے واسطے پامال محشر ہو گیا

میرے آنسو اور زینت دامنِ محبوب کی
یہ اِسی پانی کا جوہر تھا جو گوہر ہو گیا

کرنی پڑتی سارے عالم سے رقابت مجکو آج
تھی خدا کی مصلحت جو تو ستمگر ہو گیا

ہم عبث سہمے ہوئے تھے معرکے سے عشق کے
اک ذراسی بات تھی سر کٹ گیا سر ہو گیا

اللہ اللہ حضرتِ اُستاد کا فیضِ سخن
چار دن خدمت میں جو بیٹھا سخنور ہو گیا

لکھکے پچتایا تڑپنے کے مضامین ای جلیل
لیکے قاصد خط مرا لوٹن کبوتر ہو گیا

روتا ہوں اب یہ آٹھ پہر یار کیہ...سا ہوا
آنکھون کو روگ لگ گیا دیدار کیا ہوا

افشان رہی جبین پہ نہ لب پر مسی رہی
کہتے ہین یہ تو لوٹ ہوئی پیار کیا ہوا

دیوانہ نازکی کا ہون ہلکا سا طوق ہو
اُترا ہوا گلے کا ترے ہار کیا ہوا

باہم نگاہ ملتے ہی دل کو قرار تھا
کیا جانئے آنکھون آنکھون مین اقرار کیا ہوا

اے تیغ ناز چھوڑ نہ منجدھار مین مجھے
بیڑا ہوا نہ پار تو پھر وار کیا ہوا

باہین گلے مین ہار کی ہون بوسے لے مسی
مین نے بھی کر لیا جو تمھین پیار کیا ہوا

وہ توڑ ڈالتے ہین جہان گزری ایک رات
پھولون کا ہار ہو گیا اقرار کیا ہوا

یارب کہان گیا دلِ پُر داغ دیکے داغ
باقی ہے ایک پھول وہ گلزار کیا ہوا

بازار حُر جھکے تُلنے لگا ھر نگاہ مین
یوسف ہی بنگیا وہ طرحدار کیا ہوا

یون پوچھتے ہین کھو کے دلِ داغدار کو
جو پھول تھا گلے کا مرے ہار کیا ہوا

رُخ سے نقاب اُٹھی کہ ہوا آنسوؤن کا جوش
اچھا اور پردے پڑ گئے دیدار کیا ہوا

دل سے مٹے غبار تو دیکھین تڑپ مری
اُنکو خبر نہین کہ پس دیوار کیا ہوا

دیکھا تھا آپ نے مجھے اتنا تو پوچھتے
کیون حال زار ہے تجھے آزار کیا ہوا

لڑیان ہین موتیون کی مجھے آبدار اشک
مین نے کیا گلے کا اگر ہار کیا ہوا

آنکھین تو ابھی دیکھئے وہ کھو رہی ہین کیا
مُنہ سے اگر ہوا بھی تو اقرار کیا ہوا

کُھل جائیگا یہ اب وہ مسیحا ہین یا نہین
اچھا ہے ہم جو ہو گئے بیمار کیا ہوا

کچھ توڑ تو نہ لین گے ذرا سیر دیکھ لین
گر پھول ہین یہ آپکے رخسار کیا ہوا

کہتے ہین جب نہ تب مری گردن مین ہاتھ ہین
یہ تو گلے کا ہار ہوا پیار کیا ہوا

نالون کے گل کترکے ابھی رکھدی غنچہ لب
اتنا جو کوئی کہدے کہ گلزار کیا ہوا

دل پر نہین نگاہ کہ کیا کیا کھلے ہین گل
بلبل کو ہے تلاش کہ گلزار کیا ہوا

تارِ نگہ مین گوندھ لو پھر عاشقون کے دل
کچھ تفرقہ نہین ہے خزان و بہار مین
مجرم نہین ہین حشر مین رحمت سے پوچھیے

رونا یہ کسلیے ہے مرا ہار کیا ہوا
چٹکی کلی صدا ہوئی گلزار کیا ہوا
یہ کون لوٹ لیگیا بازار کیا ہوا

کیا بیگنہ جلے جو کہا اُس نے حشر مین
میرا **جلیل** نام گنہگار کیا ہوا

گھٹا دیا رتبہ ہر حسین کا مٹا دیا رنگ حورِ عین کا
نہین ہے یہ چاند چودھوین کا شباب ہے میری مہ جبین کا
یہ رات ہے وصل کی مری جان بھرے ہین دل مین ہزارون ارمان
نہین نہ نکلے زبان سے ہان ہان ارے یہ موقع نہین نہین کا
تباہ وحشت مین ہون مین در در ابھی بگڑ جائے یہ بنا گھر
جو دل مین رکھون تجھے ستمگر تو دل نہ رکھے مجھے کہین کا
نہ قتل سے میرے ہاتھ کھینچو لہو بہا کر بہار دیکھو
پڑے گی اُڑکر جو چھینٹ اسکی بنے گی وہ پھول آستین کا
ستم تھا بچپن کا وہ زمانہ غضب وہ دل کا پسند آنا
وہ گود مین میری لوٹ جانا مچل مچل کر کسی حسین کا
تمھین سے روے زمین معطّر تمھین سے سطح فلک منور
تمھین تو ہو پھول یاسمین کا تمھین تو ہو چاند چودھوین کا
اُدھر صبا نے یہ گُل کھلایا چمن مین کلیون کو گدگدایا
اِدھر ہنسی نے ستم یہ ڈھایا کہ منھ لیا چوم اُس حسین کا

یہ رات اتنی جو بڑھ گئی ہے سیاہی اتنی جو چڑھ گئی ہے
کہین کھلا ہے ضرور جوڑا کسی کے گیسوے عنبرین کا

جو غیر سے پیار تو ملا ہے تو دیکھ کیسا ڈبو رہا ہے
تجھے مرے آنسوؤنکا دریا مجھے پسینا تری جبین کا

نہ بحر جاری سحاب سے ہے نہ چاہ لبریز آب سے ہے
وہ دامن تر کا اک لقب ہے یہ نام ہے میری آستین کا

جو دیکھ لے اسکی صورت انسان اگر ہو کافر تو لاے ایمان
جمال کیا ہے بت حسین کا کمال ہے صورت آفرین کا

نہ شوق نظارہ مجھ سے پوچھو یہ کہکے سوتا ہون روز شبکو
اٹھون جو مین صبح کو الہی تو منہ دکھانا کسی حسین کا

کچھ ایسی کی مین نے جبہ سائی کہ مٹ گئی بخت کی برائی
ملا جو اس در سے داغ سجدہ ستارہ چمکا مری جبین کا

زبان سے ہو شکر ادا کہان تک بڑا ہی تھا دلنواز ناوک
کچھ اس ادا سے جگر پہ بیٹھا مزہ ملا یار ہمنشین کا

پھرا عدم سے نہ کوئی ہمدم کہ حال یارون کا پوچھتے ہم
عجیب دلچسپ ہے وہ عالم کہ جو گیا ہو گیا وہین کا

عرق عرق ہے جو روے گلگون یہ خوب موقع ہوا اب جو کرون
مین سرنوشت اپنی دھو ہی ڈالون پسینہ لیکر تری جبین کا

جلیل کیا بات اس سخن کی غزل مین ہے تازگی چمن کی

جو شعر ہے شاخ نسترن کی جو لفظ ہے پھول یاسمین کا

کوئی حسین ہو مجھے اک نگاہ کر لینا
جگر کو تھام کے چپکے سے آہ کر لینا

تم آئینے مین کرو سیر اپنے جوبن کی
ہماری آنکھ سے بھی اک نگاہ کر لینا

رہے بچاؤ کا پہلو بھی قتل کرنے مین
مری خطا پہ مجھی کو گواہ کر لینا

وہ ہم سے بزم مین اظہار شرم الفت کا
وہ ہمکو دیکھ کے نیچی نگاہ کر لینا

ہمارے بعد رہے پاس رازِ الفت کا
کہین نہ حال تم اپنا تباہ کر لینا

نیاز مند ہون کافی ہے ناز کرنی کو
سلام جا کے انہین گاہ گاہ کر لینا

کوئی سُنے نہ سُنے مجکو دردِ دل کہنا
اثر کرے نہ کرے مجکو آہ کر لینا

تم اپنے سینہ و بازو کو شوق سے دیکھو
ہمارے حال پہ بھی اک نگاہ کر لینا

چلا ہی مجکو یہ سمجھا کے ہاے وہ بیدرد
جو دل مین درد اُٹھے آہ آہ کر لینا

مزے مین بڑھ کے ہی زاہد کی بیگناہی سے
گناہ کرتے ہی عذرِ گناہ کر لینا

ستم ہے اُن کے لئے جو نباہ کرتے ہین
تمہین تو کھیل ہے دو دن کی چاہ کر لینا

نکیلی آنکھونکا چلتا ہوا یہ جادو ہے
نگاہ ملتے ہی ہر دل مین راہ کر لینا

وہان تو چرخ سے بھی بانکپن کا ہی اظہار
ہلال دیکھ کے ٹیڑھی کلاہ کر لینا

وہ اپنے ہاتھ سے ہمکو سزا جو دیتے ہین
ہمین بھی کوئی نہ کوئی گناہ کر لینا

وہ جس سے ملتے ہین اُس سے ضرور کہتے ہین
جلیلؔ سے نہ کہین رسم و راہ کر لینا

اپنی بیتابی کا ہر روز اک نیا عالم ہوا
غیر کے آتے ہی محفل مین نیا عالم ہوا

دردِ دل کچھ بڑھ گیا دردِ جگر جب کم ہوا
میرے دل کی آگ بھڑکی اُن کا غصہ کم ہوا

مٹ گئے پچھلے الم تازہ ستم کے سامنے
زخم پر جو زخم قاتل نے دیا مرہم ہوا

ہو تصور کا بھلا مانع ہوے دشمن تو کیا
میرا جانا کم ہوا یا تیرا آنا کم ہوا

لے مبارک اے دلِ آشفتہ آہین اور کھینچ
زلف تھی برہم مزاجِ یار بھی برہم ہوا

چلتے پھرتے جی بہلجاتا تھا ہجرِ یار مین
اور وحشت بڑھ گئی جب جوشِ سودا کم ہوا

ہر ادا مین ایک جدّت ہر نگہ مین تازہ حُسن
بن سنور کر آپ جب نکلے نیا عالم ہوا

جو کبھی رنگِ حنا کا بار اُٹھا سکتے نہ تھے
ہاے اُن ہاتھون سے کیونکر غیر کا ماتم ہوا

اب نہ کھلتا ہے لبِ شکوہ نہ روتی ہے آنکھ
ایک بوسہ کتنے زخمون کے لئے مرہم ہوا

یاد کرکے اب مری جانبازیان کہتے ہین وہ
ہونے کو لاکھون ہوئے پر کوئی ایسا کم ہوا

چرخ کی انجم سے زینت گل سے فرشِ خاک کی
حُسن جس عالم مین پہونچا اور ہی عالم ہوا

عشق کی سرکار مین نعمت کی ہمکو کیا کمی
غم نہ کھانے کو ملا جس روز وہ دن غم ہوا

بوئے گیسو نے اُڑا دے دم کے دم مین سب کے ہوش
کُھلتے ہی جوڑا زمانہ درہم و برہم ہوا

وصل کی مستی مین وہ لب تھے لبِ ساغر مین
لے لیے لپٹا کے دو بوسے جو نشہ کم ہوا

جُھک کے لیتے کیا قدم عشق مین فرصت تھی کہان
تیغ کی قاتل نے سیدھی جب ذرا سر خم ہوا

انجمن مین بیٹھکر رنگِ چمن دکھلا دیا
روے نازک کا پسینہ پھول پر شبنم ہوا

اب غزل کہکے شہرت چاہتے ہو کیا جلیل
عشق کے ہاتھون سے یہ جو کچھ ہوا کیا کم ہوا

پروا نہین اگر دلِ شیدا نہین رہا
ہان غم یہ ہے کہ غم کا ٹھکانا نہین رہا

افسوس جس کے واسطے بیمار ہم ہوے
قاتل وہ ہو گیا ہے مسیحا نہین رہا

دل سرد ہو گیا مگر ارمان نہ کم ہوے
میلا وہی ہے گرچہ تماشا نہین رہا

دیکھی ہین جب سے اُن کی تلونِ مزاجیان
کچھ موت زندگی کا بھروسا نہین رہا

ہمسے بگڑ گئی ہے تو اب تیغ کھینچیے
سر رکھکے کیا کرینگے جو سودا نہین رہا

دونون طرف ملال تھا جبتک ملے نہ تھے
جب آنکھ لڑ گئی کوئی جھگڑا نہین رہا

ہین گر پری یہ گیسوؤن والے ہوا کرین
اب ہمکو وہ دماغ وہ سودا نہین رہا

دیوانگی بھلی تھی جو محرم بنا گئی
ہمسے کسی حسین کو پردا نہین رہا

ہم پچھتائین کیون جو ہمنے حسینونپہ جان دی
یہ تو ہوا کہ موت کا دھڑکا نہین رہا

مرقد مین ہون جنان سے کوئی حور بھیجدے
پروردگار مین کبھی تنہا نہین رہا

جلوہ دکھا کے پھر مجھے دیوانہ کر گئے
جب سُن لیا کہ جوش پہ سودا نہین رہا

کون اُسکو دیکھ سکتا ہے موسیٰ کو دیکھیے
پردے سے بھی سوا ہے جو پردا نہین رہا

مجکو تو خیر صبر کی طاقت ہے یا نہین
اُنکا بھی اب وہ دل وہ کلیجا نہین رہا

دستِ جنون اگر ہین سلامت تو ایکدن
سُن لیجیگا دامنِ صحرا نہین رہا

صحرا کی اب لگی جو ہوا ہو گیا ہرن
مجنون کے بس کا ناقۂ لیلےٰ نہین رہا

بازاریون سے ہونے لگا دل کا لین دین
سر بیچکر یہ لینے کا سودا نہین رہا

قدرِ کمال کی تجھے امید ہے جلیلؔ
وہ دن نہین رہے وہ زمانا نہین رہا

وان عاشقون سے ملنے کا وعدا نہین رہا
ٹوٹے ہوے دلون کا سہارا نہین رہا

قاتل کو آکے حشر مین جانا کہ کون ہے
اب ہمکو اپنے خون کا دعویٰ نہین رہا

چہرے سے وہ نقاب اُٹھاتے نہین کبھی
کہتے ہین کوئی دیکھنے والا نہین رہا

ملنے لگا ہے مجھ سے بلا واسطہ وہ شوخ
اب میرے اُس کے بیچ مین پردا نہین رہا

کیا دن وہ تھے کہ ناز اُٹھانے کا شوق تھا
ہم ہین وہی مگر وہ کلیجا نہین رہا

فضلِ خدا سے اب ہی اُسے چودھوان برس
پورا ہے چاند چاند کا ٹکڑا نہین رہا

سنبل کے بال بکھرے گلون کے پھٹے لباس
کس کس کو تیرے دور مین سودا نہین رہا

ہمپر یہین گزر گئین ساری مصیبتین
اچھا ہوا کہ حشر کا جھگڑا نہین رہا

جادو نہین تو کیا ہے کہ ہوتے ہی سامنا
سینے مین دیکھیے تو کلیجا نہین رہا

چلمن سے تاک جھانک جو ہوتی رہی یونہین
اکدن یہ دیکھ لین گے کہ پردا نہین رہا

اچھا ہوا کہ وصل کی شب ہو گیا وصال
اب حشر تک تو صبح کا دھڑکا نہین رہا

بیتابیون کے لطف تھے عہدِ شباب تک
دھڑکن ہو جس مین اب وہ کلیجا نہین رہا

جب سے یہ سن لیا ہے قیامت قریب ہے
اُنکی زبان پہ وعدۂ فردا نہین رہا

تیرِ نگاہِ ناز کے قربان جائیے
ثابت کسی جگہ سے کلیجا نہین رہا

لی ہے کمر سے تیغ تو پھر دیکھتے ہو کیا
جلدی کرو کہ وقت اب اتنا نہین رہا

باری ہماری آئی تو صیاد نے کہا
اب میرے دام مین کوئی پھندا نہین رہا

کیون بیوفا ہو تو نکی شکایت ہے اے **جلیل**
مردِ خدا وفا کا زمانا نہین رہا

دیکھنے مین آئے وہ جلوہ نہین ہے یار کا
دیکھ لے موسیٰ کو جسکو شوق ہو دیدار کا

مانگتے ہین یار سے ہم بوسہ یون رخسار کا
ہمکو بھی ملجائے کوئی پھول اس گلزار کا

آنکھ یہ نکلی جو دیکھا جلوہ روے یار کا
بھرتے ہی چھلکا پیالہ شربتِ دیدار کا

ہے اداکے ساتھ شہرہ ابروِ خمدار کا
ہاتھ جب نکلا تو نکلا نام بھی تلوار کا

وائے قسمت کچھ جو بیداری تھی اپنے بخت مین
وہ بھی حصّہ ہو گئی اب دیدۂ بیدار کا

اب تو وہ ہین اور کنگھی آئینہ ہے رات دن
پڑ گیا اُن پر بھی پھندا گیسوِ خمدار کا

اشک بھی نکلے مری آنکھون سے یہ کہتے ہوے
حال اب دیکھا نہین جاتا ہے اس بیمار کا

وعدۂ محشر کے چھینٹے دیکر رہے ہین اس لئے
تا کہ مر ہی جاے پیاسا شربتِ دیدار کا

رخ تو رُخ ہی خط کی سرسبزی ذرا دیکھے کوئی
ایک اک کانٹے مین عالم ہے یہان گلزار کا

آئینہ پیشِ نظر رہتا ہے یہ اچھا نہین
پھر بُری ہوگی جو چسکا پڑ گیا دیدار کا

تو سلامت ہو تو قاتل اپنا تھل بیڑا کہان
اب گلے تک آ گیا پانی تری تلوار کا

قیس کے ملبوسِ عریانی پہ لیلے رو پڑی
جا بجا پیوند دیکھا زخمِ دامندار کا

سامنے کی چوٹ کھا کر بچ گیا تھا دل مرا
پھر کے اُس نے جال مارا گیسوِ خمدار کا

مین نے لیکر جب اُسے دیکھا تو نکلا دل مرا
گر پڑا تھا آج اک پھول اُن کے باسی ہار کا

ہاتھ کے ساتھ آنکھ بھی بسمل پہ پڑتی ہی ضرور
جوڑ یہ اچھا نکالا آپ نے تلوار کا

بام سے کسنے دکھایا جلوۂ برقِ جمال
غش پڑا ہون مین ادھر سایا اُدھر دیوار کا

اس قدر مضبوط کیون باندھا گیا بندِ نقاب
دل شکستہ ہو نہ وعدہ آپ کے دیدار کا

ہم تو یوسف کہہ کے لائے تھے حسینون مین اِسے
دل ہمارا اک تماشا ہو گیا بازار کا

خون مین ڈوبی ہوئی پلکین او سُا نپر لختِ دل
پھولون مین تُلتا ہے ہر کانٹا مری گلزار کا

زخم دینا بخیہ کرنا دونون ہین قاتل کے ہاتھ
دھار اِدھر تلوار کی ڈورا اُدھر تلوار کا

کون سحرِ سامری کا نام لیتا ہے جلیل
چل رہا ہے اندنون جادو نگاہِ یار کا

حال کیا دیکھین چمن مین نرگسِ بیمار کا
روگ کوئی دے گیا ہے حسرتِ دیدار کا

کوچۂ جانان مین عالم ہے یوہین گلزار کا
اور پھر چھڑکا و میرے دیدۂ خونبار کا

یون کھلے منہ شب کو سونا اور زیرِ آسمان
چاند اُڑا لیجاے گا سونا ترے رُخسار کا

چاہتی ہے نینداب آنے نہ پاے آنکھ مین
پاؤن پھیلانا تو دیکھو حسرتِ دیدار کا

دلکی حالت پر نہ کیونکر آنکھ بھر آتی تری
درد ہوتا ہی ہے کچھ بیمار کو بیمار کا

اے زلیخا نقدِ جان اس مین گرہ سے جائیگا
حُسنِ یوسف ہے یہ کچھ سودا نہین بازار کا

بیٹھ کر پردے مین بھی سفاکیون کی مشق ہے
خون اب کرتا ہے ظالم حسرتِ دیدار کا

وہ نہ خود دیکھے نہ کوئی دیکھنے پاے اُسے
شرم کیا ہے آنکھ کی پرہیز ہے بیمار کا

خون بہانی ایک کرنے کو ہین دونون ملکے آج
خون میرے زخم کا پانی تری تلوار کا

طور کی موسیٰ سے کیا پوچھین وہ کیون سننے لگے
اُن کو تو نشہ چڑھا ہے شربتِ دیدار کا

رفتہ رفتہ چھپتی جاتی ہے نگاہون سے نقاب
جیسے جیسے نور چھپتا ہے ترے رخسار کا

نازنین معشوق دیکھے ہونگے بہتیرے مگر
دستِ قاتل مین لچکنا دیکھیے تلوار کا

وصف آنکھونکا مسخر کر رہا ہے بزم کو
بندھ گیا کیا شعر مین جادو نگاہِ یار کا

وصل کی شب یاد اب کسکو ہے اتنا ہے خیال
خواب دیکھا تھا کسی دن طالعِ بیدار کا

ضعف مین اتنی سُبکباری بھی کچھ تھوڑی نہین
رنگ ہلکا ہو چلا ہے چہرۂ بیمار کا

اب بجاے اشکِ خون حسرت ٹپکتی ہے یہان
تم جو بگڑے کیا بنایا دیدۂ خونبار کا

ہمکو موقع ملگیا گردن مین بانہین ڈالدین
بیٹھے رو نا رو رہے تھے وہ گلے کے ہار کا

ہمتو اپنی سخت جانی کی حیا سے کٹ گئے
ناز سے کہتے ہین وہ کیا کاٹ ہے تلوار کا

میگساری کی تلافی آبِ خجلت سے ہوی
کھا کے غوطے بھی نہ دامن تر ہوا میخوار کا

ہم اگر ڈوبین تو ڈوبین اسکو کچھ پروا نہین
جیسے پانی بہہ گیا ہو چشمِ دریا بار کا

چند بیتون کی غزل ہوتی ہے اچھی اے جلیل

## کون دیکھے گا یہ دفتر آپ کے اشعار کا

پیارا پیارا حسن دیکھا دل کو پیارا ہو گیا
جو حسین چمکا مری آنکھون کا تارا ہو گیا

روتے روتے کس قمر وش کا نظارا ہو گیا
ایک ایک آنسو مرا آنکھون کا تارا ہو گیا

زینتِ آغوش ہو کر ڈھل گیا سانچے مین جسن
پیار کرنے سے مرے وہ اور پیارا ہو گیا

میری مستی نے مجھے اک چھوڑ دو صدمے دیے
ہاتھ سے شیشہ گرا دل پارہ پارا ہو گیا

بو جنون کی لے اُڑی ہے ہوائے زلفِ یار
عشق اپنا مشک بنکر آشکارا ہو گیا

وصل کی شب بھور کر دی اُس کی آرائش نے ہائے
آفتاب ایک ایک افشان کا ستارا ہو گیا

شوخ تم ہیچین دل کیا ملتا جلتا رنگ ہے
تم ہوئے سیماب وش دل پارہ پارا ہو گیا

ایک شوخی اُن کی کر جاتی ہی سب کچھ بزم مین
اِس سے باتین ہو گئین اُس سے اشارا ہو گیا

چنکے افشان رات وہ نکلے تو اُف رے اشتیاق
ٹوٹ پڑنے پر اُتارے ہر ستارا ہو گیا

کیا اُٹھا سکتا دلِ نازک کڑی بات آپ کی
ٹھیس لگتے ہی یہ شیشہ پارہ پارا ہو گیا

یار تجکو چاہتا ہی کیون نہ چاہون مین تجھے
تو تو اے دل اب مرے پیار یکا پیارا ہو گیا

خال و عارض نے فلک کی ساری رونق چھین لی
چاند کوئی بن گیا کوئی ستارا ہو گیا

لگ رہے تھے میرے ارمان حسرتین بیچین تھین
عشق مین اچھا ہوا دل پارہ پارا ہو گیا

دیدہ و دل مین غضب کی پھوٹ تمنے ڈالدی
چل گئی باہم جو چتون کا اشارا ہو گیا

جان دیدون کیون نہ مین جب یون کہے وہ ناز سے
دل تمہارا تھا کبھی اب تو ہمارا ہو گیا

اشک کے قطرے غنیمت ہین قفس مین بلبلو
آب و دانہ بند تھا کچھ تو سہارا ہو گیا

لگگئی آنکھون سے آنکھین مٹ گئی بیگانگی
دلمین جب جا ہو اب آؤ گھر تمہارا ہو گیا

اُس نے دیکھا اک نظر دل ہاتھ سے جاتا رہا
آنکھون آنکھون مین قیامت کا اشارا ہو گیا

ہجر کی شب مین نہ چمکا صبح کا تارا کبھی
ہائے وہ بھی میری قسمت کا ستارا ہو گیا

سخت جان عاشق کو اک خنجر نہ جب کافی ہوا
دوسرا خنجر لگا ہون کا اشارا ہو گیا

عشق نے اشکون کو میرے آب بھی دی تاب بھی
کوئی موتی بن گیا کوئی ستارا ہو گیا

کر کے وعدہ دی گرہ آنچل مین اُس نے شکر ہے
اک ذرا ٹوٹے ہوے دل کا سہارا ہو گیا

بد دعا نکلی لبِ جان بخش جانان سے جلیل
عاشقون کو مرنے جینے کا سہارا ہو گیا

ابھی باقی ہے آنا قبر پر اُس فتنہ قامت کا
فنا ہم ہو گئے لیکن اثر باقی ہے وحشت کا

غضب ہے دھوم قامت کی ستم ہے حسنِ قامت کا
جما ہے بعدِ مُردن بھی خیال اُس فتنہ قامت کا

کُھلا یہ حشر مین منظور اُس کو خونمائی تھی
اُلجھ کر رہ گیا آنکھون کے ڈورون مین دلِ مضطر

اڑاتے پھرتے ہیں وہ سر قضا بڑھ بڑھ کے کہتی ہے
بلا کا ہے بناؤ اے یار اپنی بگڑی حالت مین

خدا ہی ہے جو مُنہ کھُلنے پہ کوئی زندہ رہجائے
تلون سے ترے ڈر ہے بدلجائے نہ شان اسکی

بلا کے پیچ و خم آئے ترے گیسو کے حصہ مین
بہت بے چین ہین او ترک پیاسے آبِ خنجر کی

قلق اسمین تڑپ اسمین الم اسمین ہو غم اسمین

قیامت ہو چکی پھر بھی رہا دھڑکا قیامت کا
ٹھہرتا ہی نہین کوئی ٹھکانا اپنی تربت کا

وہ دھڑکا ہے قیامت کا یہ پتلا ہی قیامت کا
قیامت بیٹھی ہے پہلو دبائے میری تربت کا

دکھانے کو یہ پردہ ڈال رکھا تھا قیامت کا
نظر کیا تمنے ڈالی جال ڈالا ہے محبت کا

جزاک اللہ کیا کہنا ہے قاتل تیری ہمت کا
ترے گیسو کا گھونگر بن گیا ہی پیچ قسمت کا

نقابِ رُخ یہ کہتی ہے کہ پردہ ہون قیامت کا
تری تصویر مین بھر دون مین رنگ اپنی طبیعت کا

اُسی بھی کاش لے لیتے جو کچھ تھا میری قسمت کا
ترے قربان اب پڑ جائے چھینٹا ابر رحمت کا

مرے پہلو مین دل کیا ہی خزانہ ہے محبت کا

نگہبانی ہے کیا کیا وصل کی شب اپنے جوبن کی
حیا جب اُٹھ گئی بٹھلا دیا پہرا نزاکت کا

ہماری آنکھ سے معشوق دل مین آتے رہتے ہین
جو یہ گھر ہے محبّت کا تو وہ در ہے محبّت کا

اِدھر اشکونکی رنگینی اُدھر داغون کی گُلکاری
ہماری بزم مین کیا رنگ اُچھلتا ہے محبّت کا

جلیل ایسی بھی کیا آفت پڑی تھی شعر کہنے کی
کہین اس فکر سے کُھلتا ہے رنگ اپنی طبیعت کا

مزہ چکّھا یہ مین نے اُنسے دعوے کر کی چاہت کا
مرا سر کاٹ کر بولے کہ یہ پھل ہے محبّت کا

کھلے بالون وہ چل پھر کر دکھانا حسنِ قامت کا
اُڑاتے پھرتے ہیں وہ جا بجا جھنڈا قیامت کا

جنون مین ایک رنگ آتا ہی اپنا ایک جاتا ہی
مرے چہرے پہ نقشہ کھنچ گیا ہی میری وحشت کا

نہ ٹوٹے اُنسے دل غیرون کے مجھسے تار اشکونکی
نقاہت میری پورا جوڑ ہے اُنکی نزاکت کا

تم اگر سیر تو دیکھو کسیدن دیدۂ تر کی
کہ موجین لے رہا ہے آجکل دریا محبّت کا

نگاہِ گرم سے خورشیدِ محشر نے اگر دیکھا
تو میرا ہاتھ ہوگا اور دامن تیری رحمت کا

نہ تھا جو ہمنشین کوئی اکیلے دم اُلجھتا تھا
مزہ کیا دیکھلیا ہے بیٹھ جانا اپنی تربت کا

نہ دیکھو آئینہ مٹ جائیگا دعوے یکتائی
نکل آئے نہ گھر ہی میں کوئی اس شکل و صورت کا

ہمارے دل مین اور اُس برق وش مین چلتی رہتی ہے
جو یہ پُتلا ہے شوخی کا تو وہ پُتلا شرارت کا

بھلا اس جامۂ ہستی کی اے دل کوئی ہستی ہے
کریگا پُرزے پُرزے ایک جھٹکا دستِ وحشت کا

گلے سے ہو نہین سکتی جدا تلوار قاتل کی
رگِ گردن لپٹ کر بن گئی پھندا محبّت کا

بڑی مشکل سے قاتل کو کیا ہے قتل پر راضی
کہین ایسا نہو کچھ جوڑ چلجائے نزاکت کا

جبینِ یار کی چھوٹی ہوی افشان جو مل جاتی
بناتے اُسکو ہم لیکر ستارا اپنی قسمت کا

کہین تو اُن سے جو کہنا تھا وہ سب آج کہہ گزرے
بس اب اُنکی زبان پر فیصلہ ہی اپنی قسمت کا

یہ دل مین ہے کہ آئینہ دکھا کر مین کہون ان سے
مجھے درکار اک معشوق ہے اس شکل و صورت کا

سرِ شام آپ افشان چن رہی ہین اپنے ماتھے پر
چمکتا ہے ستارا آج دیکھین کس کی قسمت کا

**جلیل** آٹھون پہر دردِ جگر سے بیقراری ہے
قیامت ہے کسی بیدرد پر آنا طبیعت کا

میری وحشت کا جو افسانہ بنایا ہوتا
سننے والون کو بھی دیوانہ بنایا ہوتا

اُن کے لانے کی نہ سوجھی تجھے قاصد تدبیر
جھوٹ سچ کوئی تو افسانہ بنایا ہوتا

دلمین جوہر ہے صفائی کا تو صد چاک بھی ہے
کبھی آئینہ کبھی شانہ بنایا ہوتا

رخ پہ بکھری تھین جو زلفین تو بکھرنے دیتے
خوب ان پریونکو دیوانہ بنایا ہوتا

منہ چھپانا تھا نہ اے جان نگاہون سے مری
شمعِ رُخ کا اُنہین پروانہ بنایا ہوتا

تمنے زلفون کو بنا کر ہمین دیوانہ کیا
کیا بگڑتا تھا تمہارا نہ بنایا ہوتا

مر کے بھی روح نہ پینے کو ترستی ساقی
میری مٹی سے جو پیمانہ بنایا ہوتا

دلِ وحشی جو چھٹا مجھسے بہت خوب ہوا
ورنہ ابتک مجھے دیوانہ بنایا ہوتا

دیکھتے تم کہ سنور جاتے یہ گیسو کیسے
میری پلکون کا اگر شانہ بنایا ہوتا

اُٹھگیا قیس جو صحرا سے تو آئی آواز
اپنے گھر کو تو نہ ویرانہ بنایا ہوتا

دیکھتے صنعتِ صانع کو خدا والے بھی
زیرِ مسجد کوئی بتخانہ بنایا ہوتا

اُسکی تصویر بنائی بھی تو کیا اے بہزاد
غمزہ و عشوہ جانانہ بنایا ہوتا

بیڑیان زلفون کی دیوانون کو پہنانا تھا
قید خانے کو پری خانہ بنایا ہوتا

دل جو واعظ کا بنایا تھا الٰہی پتھر
کاش سنگِ درِ میخانہ بنایا ہوتا

آنکھ اُٹھا کر کبھی ساقی نے نہ دیکھا ورنہ
خانقاہون کو بھی میخانہ بنایا ہوتا

ہاتھ آجاتی جو مے دیکھتے پینے کا مزہ
وسعتِ دل جو کبھی پیرِ مغان دکھلاتا

اپنے چلّو ہی کو پیمانہ بنایا ہوتا
ایک اک جام کو میخانہ بنایا ہوتا

منہ سے آنچل جو ہٹاتا وہ سرِ بزم جلیل
بخدا شمع کو پروانہ بنایا ہوتا

وصل مین وہ چھیڑنے کا حوصلہ جاتا رہا
یار تک پہنچا دیا بیتابیِ دل نے ہمین
ایک تو آنکھین دکھائین پھر یہ شوخی کی کہا
روز جاتے تھے خط اپنے روز آتے تھے پیام
جھینکتے تھے وانکو ہم یان ہوش بھی کھو گئی
مڑ کے قاتل نے جو دیکھا وار پورا ہو گیا
وادیِ غربت کے ساتھی ہین ہمین ایسے عزیز
بیخودی مین محوِ نظارہ تھے ہم - کیون چونک اٹھے

تم گلے سے کیا ملے سارا گلہ جاتا رہا
اک تڑپ مین منزلون کا فاصلہ جاتا رہا
کہیے اب تو کم نگاہی کا گلہ جاتا رہا
ایک مدت ہو گئی وہ سلسلہ جاتا رہا
گم شدہ یوسف کے پیچھے قافلہ جاتا رہا
کشتگانِ نیم بسمل کا گلہ جاتا رہا
روئے ہم - پھوٹ کر جب آبلہ جاتا رہا
ہائے وہ اپنا مرنے کا مشغلہ جاتا رہا

کیا مہذب بنکے پیشِ یار بیٹھے ہین جلیل
آج وہ جوشِ جنون وہ ولولہ جاتا رہا

دل مین ابتک وہی وحشت کا اثر ہے کہ جو تھا
آپ کیا پوچھتے ہین حالِ مریضِ ہجران
ہجر مین مشقِ تصور نے عجب کام کیا
کبھی نالے کبھی فریاد کبھی نوحہ گری
نہ گئی ہائے تپِ غم کی حرارت نہ گئی

دامنِ کوہ و بیابان مرا گھر ہے کہ جو تھا
دردِ دل ہے کہ جو تھا دردِ جگر ہے کہ جو تھا
مین سمجھتا ہون وہی پیشِ نظر ہے کہ جو تھا
مشغلہ اپنا وہی آٹھ پہر ہے کہ جو تھا
وہی دھڑکن ہے وہی سوزِ جگر ہے کہ جو تھا

انتظارِ آمدِ جانان کا چلا جاتا ہے
مُنہ چھپانے سے مری جان ہوا کیا حاصل
تم جو آ بیٹھے ہو پہلو مین لحاظ اسکا ہے
دوریِ منزلِ مقصود کی کچھ حد ہی نہین
بانکپن عاشقِ جانباز کا جاتا ہے کہین
جان مشتاقون کی لیتے ہین چُرا کر آنکھین
مین کہان اور کہان جلوہ فروزی اُنکی
کیا قیامت تھا وہ جلوہ کہ زمانہ گزرا
بیعتِ پیرِ مغان سے کبھی پھرنے کی نہین

ہے وہی شام وہی رنگِ سحر ہے کہ جو تھا
سامنے مجمعِ اربابِ نظر ہے کہ جو تھا
ورنہ اب بھی وہی سودا وہی سر ہے کہ جو تھا
آجتک نالہ مرا گرمِ سفر ہے کہ جو تھا
سر ہتیلی پہ لئے سینہ سپر ہے کہ جو تھا
آجتک انکو وہی مدِ نظر ہے کہ جو تھا
اللہ اللہ یہ میرا وہی گھر ہے کہ جو تھا
وہی ہنگامہ سرِ راہگزر ہے کہ جو تھا
قبلۂ بادہ پرستان وہی در ہے کہ جو تھا

آپ دیکھین تو ذرا ایک نظر حالِ جلیل
یہ وہی آپ کا منظورِ نظر ہے کہ جو تھا

آنکھین دکھا کے ؛ وہی عالم دکھا گیا
دل پیچ اُٹھا خیال جو ابرو کا آگیا
بچتے تھے ہم تو عشق سے قسمت کو کیا کرین
اُس نے جو یہ سنا کہ تڑپ میں ہے کچھ کمی
جادو تھا کیا تھا جلوۂ محبوب یا خدا
کیا جانے کیا سلوک کیا غم نے دل کے ساتھ
کس کس کو ہم سنبھالین غضب کا ہی اضطراب
ذکرِ جمالِ یار یہان چھیڑنا نہ تھا

اک مست مجکو اپنا پیالا پلا گیا
خنجر لگا گیا کوئی خنجر لگا گیا
کمبخت دل کو آپ پہ آنا تھا آگیا
آیا اور ایک تیر جگر پر لگا گیا
جب تک سنبھالون دل کو وہ دلمین سما گیا
سنتے ہین میزبان کو مہمان کھا گیا
رکھا جو دل پہ ہاتھ جگر مُنہ کو آگیا
ہم اپنی جان سے گئے یار و نکا گیا

ڈوبے ہوئے حیا مین ہین جتنے ہین نازنین
جس گل کو چھو لیا وہ عرق مین نہا گیا

کھلنا غضب تھا ہائے وہ زلفِ سیاہ کا
اُٹھا اک ابر اور مرے دل پہ چھا گیا

میرے لہو مین ہاتھ نہ تمنے بھرے تو خیر
خنجر کو کیا ہوا تھا جو دامن بچا گیا

خنجر سے ٹھنڈے ہونے کی امید تھی ہمین
مُنہ موڑ کر وہ اور جلے کو جلا گیا

مجنون کو میرے دشتِ جنون سے علاقہ کیا
دو دن کو وہ بھی آکے یہان خاک اڑا گیا

نکلا تو ساتھ لے نہ گیا دل کو اے جلیل
پہلو مین آکے تیر بھی پہلو بچا گیا

زیبا یہ نہ تھا تمکو دل لے کے دغا کرنا
ان ہونٹون نے کیا کہنا ان ہاتھون نے کیا کرنا

سینے پہ میرے چڑھنا سر تن سے جدا کرنا
قاتل یہی کرنا جلدی نہ ذرا کرنا

وعدے پہ نہ یان آنا وعدہ نہ وفا کرنا
آنا تو الگ رہنا کرنا تو جفا کرنا

پہ چل پھر کے اُنہین ہر روز اک حشر بپا کرنا
اے میرے خدا تجکو منظور ہے کیا کرنا

رونیسے کہان فرصت کیا دیکھئے حال اپنا
ممکن نہین آنکھون سے دامن کو جدا کرنا

ہی قصد جو رہنی کا اک چھوڑ رہین دو دو گھر
تم دل مین مرے رہنا آنکھون مین بسرا کرنا

اس مشقِ ستم پر بھی یون ہی سارا ہا گر دو دن
آیا تو یہی آیا دو دل کو جدا کرنا

مجکو یہ مرے دل نے جاتے ہوے سمجھایا
دلبر کی جفا سہنا قسمت کا گلا کرنا

رو رو کے بیاں کرنا حسرت مری اے قاصد
کہنے مین نہ جو آئے آنکھون سے ادا کرنا

مین نے جو تمہین چاہا کیا اسمین خطا میری
یہ تم ہو یہ آئینہ انصاف ذرا کرنا

دل کا کچھ اشارہ ہی میرا کچھ ارادہ ہے
اور آپ کو یہ ہٹ ہے میرا ہی کہا کرنا

تم سے تو مریضونکو دیکھا بھی نہین جاتا
بننے کو بنے عیسےٰ آیا نہ دوا کرنا

رات کو نکلے تو ہو یہ بھی کوئی پردہ ہے
تم سمجھتے ہمین جھوٹے جانے بھی دو یہ جھگڑا
گو جان نہین ہم مین ہے آن وہی باقی
تسکین کو تری اے دل قاصد کی یہ باتین ہین
وہ شوق بھرا دل تھا حسرت سے تڑپ اٹھا
پیکان ہی جو پہلو مین پہلو ہی مین رہنے دے
جاؤ ہو خدا حافظ ہان اتنی گذارش ہے
وعدے پہ یقین مجکو آنے کو ہی تھا لیکن
گر پردہ محمل کو الٹا تو غضب ہوگا

غیرون سے ملا کرنا سائے سے حیا کرنا
گزری جو گزرنی تھی اب چاہیئے کیا کرنا
جو دل مین ہوا کہنا جو منہ سے کہا کرنا
وہ آئے نہ آئینگے بس یون ہی سنا کرنا
ثابت نہوا مجھ پر ناوک کا خطا کرنا
اچھا نہین او ظالم دو دل کا جدا کرنا
جب یاد ہم آجائیں ملنے کی دعا کرنا
جنون یہ پکار اٹھی مشکل ہے وفا کرنا
مجنون کی قسم تجکو ایسا نہ صبا کرنا

اس آپ کی غفلت پر افسوس جلیل افسوس
کیا کرچلے دنیا سے تھا آپ کو کیا کرنا

پردہ نہ تھا وہ صرف نظر کا قصور تھا
موسیٰ نہ برق طور نہ ایمن میں طور تھا
میں اک پری کہ رقص کی دھن مین جو چور تھا
غش مین بھی دل دکھانے کو آنا ضرور تھا
پردہ وہ کیون اٹھاتے انہین کیا ضرور تھا
تھی عشق و عاشقی کے لئے شرط زندگی
اب اختیار ہے تمہین دار المحن کہو
پردہ اٹھانے کو جو کہا تھی مری خطا

دیکھا تو ذرے ذرے مین اس کا ظہور تھا
سینہ مرا تھا اور دل نا صبور تھا
اونچے سُرونکا راگ مجھے نفخ صور تھا
موجود مین نہ تھا مرا دل تو حضور تھا
آنکھون مین تھا جو نور یہ کسکا ظہور تھا
مرنے کے واسطے مجھے جینا ضرور تھا
جب تم تھے دل مین تو یہی دار السرور تھا
آنکھون مین پھر رہے تھے یہ کس کا قصور تھا

کہتی ہے آنکھ دل سے کہ او محوِ شوقِ دید
میری خطا تو تھی ہی ترا بھی قصور تھا

تھے بام پر وہ انجمن آرا جو رات کو
روشن نہ ماہ تھا نہ ستارون مین نور تھا

آئینہ اُن کے سامنے رکھ لون تو یہ کہون
انصاف سے کہو کہ مرا کیا قصور تھا

وہ مستِ خواب تھے نہ کیا آہ نے اثر
ناوک کی کیا خطا ہے نشانہ ہی دور تھا

دل توڑنے کا یار سے کرتا مین کیا گلہ
اُس کا نہ تھا قصور مرا ہی قصور تھا

عشاق روزِ حشر عجب شان سے چلے
ہر اک کے سر پہ سایۂ گیسوے حور تھا

بگڑو نہ اس قدر جو گلے سے لگا لیا
سمجھو کہ بیقراری دل کا قصور تھا

تھا رات میکدے مین عجب میکشون کا حال
ساقی کبھی زبان پہ کبھی یا غفور تھا

برسون ہوے کہ جھیل رہا ہون جفاے یار
ابتک نہ یہ کھلا کہ مرا کیا قصور تھا

اچھا ہوا جو آج حسینون پہ جان دی
آخر تو ایک دن ہمین مرنا ضرور تھا

تھا پیچھے پیچھے اہلِ عدم کے مرا غبار
مین ساتھ کاروان کے تھا ہان دور دور تھا

سب سے جدا تھی شان مرقع مین آپ کی
تصویر مین بھرا ہوا رنگِ غرور تھا

صحرا نورد قیس ہو لیلےٰ کے واسطے
اتنا تو مین کہونگا کہ سودا ضرور تھا

رحمت نے کی وہ آؤ بھگت حشر مین جلیل
مجکو ہوا گمان کہ مین بے قصور تھا

برقِ نگاہِ یار یہ کیسا ظہور تھا
دیکھا تو ڈھیر سُرمے کا دم بھر مین طور تھا

کتنا حیا پرست بُتِ رشکِ حور تھا
دل سے قریب تھا مگر آنکھون سے دور تھا

دل مین تھا وہ سرور وہ آنکھون مین نور تھا
سمجھے تھے ہم جو دور سمجھ کا قصور تھا

تھا یہ کمال ساقیِ مستِ شباب کا
لغزش قدم مین ہاتھ پہ جامِ بلور تھا

جو کوستے ہین مجکو ذرا اُن سے پوچھیے
آیا تھا دل جو تم پہ مرا کیا قصور تھا

وہ آکے لکھ گئے مری لوحِ مزار پر
قسمت کا جو لکھا تھا وہ ہونا ضرور تھا

کیون کر کہون کہ قتل کیا مجکو بے قصور
چاہا تھا مین نے اسکو یہ تھوڑا قصور تھا

چلتا وہ مستِ ناز نہ کیون جھومتا ہوا
ساقی ہمارا اور ہی نشے مین چور تھا

اُس کے کرم نے بھر دیے جنت مین بے حساب
سوتھے قصور وار تو اک بے قصور تھا

موجِ ہوا احباب کو سنگِ گران ہوئی
لیتے ہی سانس شیشۂ دل چور چور تھا

عاشق کے ساتھ آپ کا انصاف دیکھیے
جب قتل کر چکے تو کہا بے قصور تھا

روزِ ازل پیا تھا جو جامِ مئے الست
آنکھون مین مرتے مرتے اُسی کا سرور تھا

یہ کیا کہ عمر بھر مرے دلمین چھپے رہے
آنا ہی میرے پاس تمہین کیا ضرور تھا

آیا تھا چلکے ناوکِ دلدار دور سے
دیتے نہ جان ہم یہ مروت سے دور تھا

اتنا نہ سمجھے ہوگا قیامت کا سامنا
آنا مری لحد پہ تمہین کیا ضرور تھا

بجلی گرائی وقت پہ تمنے نگاہ کی
مچلا ہوا غضب کا دلِ ناصبور تھا

دلمین چھپائے رکھتے کہانتک بتونکو ہم
منہ ایکدن خدا کو دکھانا ضرور تھا

نشۂ شباب کا تو ہوا ہوگا آج اُسے
پہلے سے وہ پئے ہوے جامِ غرور تھا

محفل مین گرتے گرتے وہ مجھپر سنبھل گئے
نشے مین چور تھے مگر اتنا شعور تھا

آفت تھی دونون میرے لئے فرق تھا یہی
تم دور تھے قریب دلِ ناصبور تھا

وہ بیخودی کی آڑ مین پلٹے جلیل سے
کیونکر کہون کہ ہوش نتھا۔ تھا ضرور تھا

مرا راز اے زبان افشا نکرنا
مجھے سچ بول کر جھوٹا نکرنا

جو بے پردہ ہوے مر جائیگی خلق
خدا کے واسطے ایسا نکرنا

مجھے بیمارِ غم دیکھا تو بولے
ارے مجکو کہین رسوا نکرنا

ستم ہے ماہ بننا اُن کا پھر بھی
ہمینون اس طرف پھیرا نکرنا

ترے وعدے سے دی ہی دل کو تسکین
مرے دل سے مجھے جھوٹا نکرنا

یوہین اچھّا ہے بیمارِ محبّت
اسے یارب کبھی اچھا نکرنا

وہ بوسہ دے کے کہنا ناز سے ہاے
کہ جا اب روز روز آیا نکرنا

سکھایا بے وفا کس نے یہ تجکو
جو کچھ کہنا اُسے پورا نکرنا

جلیل اک بات سُن رکھّو ہماری
محبّت کا کبھی دعوے نکرنا

نادان تجھے وہ شباب نے ہشیار کردیا
فتنے کو خوابِ ناز سے بیدار کردیا

نرگس کو بھی فراق مین رونا اسی کا ہے
آنکھون کو انتظار نے بیمار کردیا

تلوار ہو کہ تیر ہو خنجر ہو یا سنان
سب کو تری نگاہ نے بیکار کردیا

اچھّے تم آئے دیکھنے اپنے مریض کو
آنکھین دکھا کے اور بھی بیمار کردیا

اک رہ گیا تھا ناز اُٹھانے کا مشغلہ
اُسکو بھی ہاے ضعف نے بیگار کردیا

کیا کیا بناؤ بگڑے ہوے تیورون مین ہین
غصّے نے اور اُن کو طرحدار کردیا

اسکے لیے کہ انکو مسیحا بنائین ہم
اچھے بھلے تھے ہم ہمین بیمار کردیا

حیرت فزا ہے جلوہ گہہ یار کس قدر
جو در پہ آگیا اُسے دیوار کردیا

چلنے میں یون ہی قتل وہ کرتے تھے خلق کو
بانکی ادا نے اور بھی تلوار کردیا

دل پر جو تم ہو لوٹ یہ قدرت خدا کی ہی
یوسف تمہین بنا کے خریدار کردیا

پست وبلند کوچۂ قاتل کی تھی زمین
صورت اجل کی دیکھکے آنکھین سی کھل گئین
جینے کی تو امید کہان تھی فراق مین
تم گئی سے گال قبر پہ رکھتے تو بات تھی
پیارا کوئی مجھے ہو گوارا نہین اُسے
اظہار کرکے اُس نے کدورت کا وقتِ دید
تفریحِ طبع کے لئے سیکھا تھا فنِّ شعر

بسمل نے لوٹ لوٹ کے ہموار کردیا
اس خواب نے تو سوتے کو بیدار کردیا
مرنا بھی انتظار نے دشوار کردیا
کیا فائدہ جو پھولون کا انبار کردیا
یان تک کہ اپنی جان سے بیزار کردیا
ہٹی تمام شربتِ دیدار کردیا
فرمائشون نے جان کا آزار کردیا

ہم سے جلیل فکرِ سخن خاک ہو سکے
غم نے دل و دماغ کو بیکار کردیا

دردِ دل کھلے انفعال ہوا
گھٹ کے مین صورتِ ہلال ہوا
یہی دو ہین مکانِ دل کے مکین
ایک بجلی نظر مین کوند گئی
دل سے نالے بھی نکلے جاتے ہین
قتل پر میرے اُن کا رو دینا
ہنسنے آئے تھے میرے رونے پر
بے غرض جانکر وہ ملتے تھے
نظرِ انتخاب کے صدقے
اپنے غمزے کو پوچھئے مجھ سے

پوچھ اُسے کچھ مجھے ملال ہوا
آپ کہتے ہیں کیا کمال ہوا
تو ہوا یا ترا خیال ہوا
خاک نظّارۂ جمال ہوا
کون اپنا شریکِ حال ہوا
غازۂ روے انفعال ہوا
آج دونون کا ایک حال ہوا
ہاے کیون طالبِ وصال ہوا
کوئی تجھسا نہ خوش جمال ہوا
مین ہون جو بے چھری حلال ہوا

ہجر تھا نام زندگانی کا
وصل ہوتے ہی یان وصال ہوا

نگہِ انتظار کو مژدہ
آج پھر وعدہ وصال ہوا

دل بھر آیا ہے بار ہا سکن
زخمِ دل کا نہ اندمال ہوا

جو نکرنا تھا عاشق نے کیا
جو نہ ہونا تھا اپنا حال ہوا

ایک تیغِ نگاہِ قاتل کو
خونِ صد آرزو حلال ہوا

حشر ہو کر اُٹھا وہ عالم مین
تجھسے جو فتنہ پائمال ہوا

آپ ہی مر رہے تھے درد سے ہم
تمکو بے وجہ انفعال ہوا

دیکھنے کو ترس گئین آنکھین
آج کیا آپ کو خیال ہوا

ذکرِ موسٰے پہ ہون چمک اُٹھے
مجکو بجلی کا احتمال ہوا

جب سُنا بزم میں کلامِ جلیل
صوفیوں کا عجیب حال ہوا

دل اپنا اب کسی دلبر کو پیارا ہو نہین سکتا
بُرا تم نے کہا جس کو وہ اچھا ہو نہین سکتا

تری چشمِ سیہ سے بڑھ کے فتنا ہو نہین سکتا
غلط ہے آسمان سے کوئی اونچا ہو نہین سکتا

چھُری میرے گلے پر پھیر دو کیا ہو نہین سکتا
اب ایسے تم ہو نازک تم سے اتنا ہو نہین سکتا

لبِ جان بخش پر مرتے ہوے لاکھون کو دیکھا ہے
مسیحا کہنے سے قاتل مسیحا ہو نہین سکتا

اُنہین دیکھو کہ وہ دل لے گئے ہمسے زبردستی
ہمین دیکھو کہ اب ہم سے تقاضا ہو نہین سکتا

جو حالت دیکھتے ہین جا کے اُس بیدرد سے کہدین
ہمارے دوستون سے ہاے اتنا ہو نہین سکتا

کیا ہے وعدۂ فردا الٰہی کیا قیامت ہے
وہ ہین بے فکر مجھ سے صبر اتنا ہو نہین سکتا

نگاہون ہی تو چھپتے ہین مگر آنکھون مین پھرتے ہین
اسی کا نام پردہ ہے تو پردا ہو نہین سکتا

تمہین پر کیا ہے جسکے ہون ہزارون چاہنے والے
وہ پورا قول کا وعدے کا سچا ہو نہین سکتا

وہی اب بے وفا کہلاتے ہین جو ہم سے کہتے تھے
تم ایسے ہو تو ممکن ہے مین ایسا ہو نہین سکتا

کبھی دل لو کبھی پھیرو کبھی خوش ہو کبھی روٹھو
تمہین تو کھیل ہے مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہین سکتا

قیامت مین بڑا مجمع سہی پہچان ہی لین گے
انہین ہو جائے دھوکا ہم کو دھوکا ہو نہین سکتا

لبِ معجز بیان اپنی مسیحائی دکھائین تو
کوئی باتین بنانے سے مسیحا ہو نہین سکتا

بتون کا ناز اٹھانا حضرتِ دل سہل سمجھے ہو
بہت مشکل ہے پتھر کا کلیجا ہو نہین سکتا

گرا مین دیکھکر جلوہ تو شوخی سے یہ فرمایا
غش آجانے سے خالی کوئی موسیٰ ہو نہین سکتا

جلیلِ خستہ جان کو تم کہانتک آزماؤ گے
تمہارا ہے تمہارا اب کسی کا ہو نہین سکتا

مزہ ہوتا مرا نالہ جو آتشبار ہو جاتا
کسی کا دل جلانا پھر تمہین دشوار ہو جاتا

بگڑنے مین بناوٹ کا اگر اظہار ہو جاتا
یہ گالی لطف دیجاتی یہ غصہ پیار ہو جاتا

کسی کو دیکھتے وہ مین جگر افگار ہو جاتا
کسی پر تیر پڑتا مرے دل کے پار ہو جاتا

نکلنے کے لئے ارمان مرے دل مین مچلتے ہین
مزہ ہوتا جو کوئی تیر دل کے پار ہو جاتا

چمن سے توڑ کر گل لیگیا، بولی نہ کچھ بلبل
جو مین ہوتا تو گلچین کے گلے کا ہار ہو جاتا

مژہ کی پھانس چبھنے سے مزہ پورا نہین آتا
یہ بڑھ کر تیر ہوتی تیر دل کے پار ہو جاتا

لبِ جان بخش سے کہتے اگر وہ مجھسے مرنیکو
بہت آسان تھا مرنا بہت دشوار ہو جاتا

مسرت وصل کی آنے نہ دیتی ہوش مین مجکو
جو تو ملتا تو پھر ملنا مرا دشوار ہو جاتا

نزاکت کا بھلا ہو تیر اُن کا رہگیا دل مین
جگر محرم کیون رہتا جو دل کے پار ہو جاتا

یہان تو ہے غرض اس سے کہ جینے کا سہارا ہو
وہ ملتے یا نہ ملتے وصل کا اقرار ہو جاتا

محیطِ غم مین اے قاتل میری کشتی ہے طوفانی
لگا دیتا جو تو اک ہاتھ بیڑا پار ہو جاتا

شبِ تاریک فرقت مین اکیلے دم اُلجھتا ہے
خدا کرتا کہ میرا بخت ہی بیدار ہو جاتا

دوا بیتابیِ دل کی تری چٹکی مین ہے قاتل
ٹھہر جاتا جو کوئی تیر دل کے پار ہو جاتا

مری توبہ بھی توبہ تھی کوئی اے ناصحِ نادان
کوئی عیسے ابھی ملتا ابھی بیمار ہو جاتا

چھپا رکھی تھی قاتل ہم نے دل مین آرزو تیری
غضب ہوتا جو تیرا تیر دل کے پار ہو جاتا

جلیل اک بیوفا کی یاد دل کو گدگداتی ہے
وگرنہ شعر کہنا آج کل دشوار ہو جاتا

نکرنا قتل سے میرے تمہین دشوار ہو جاتا
لبِ زخمِ جگر جسدم لبِ اظہار ہو جاتا

نظر کی چوٹ کھا کر دل اگر بیکار ہو جاتا
تو غم کیا تھا نشانے کو جگر تیار ہو جاتا

بس اب اے بیقراری ضعف مین تیرا سہارا ہے
نہ تو ہوتی تو اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہو جاتا

ہر اک خواہان ہے قاتل سے کہ پہلے مین نشانہ ہون
تڑپ جاتا جگر۔ ناوک جو دل کے پار ہو جاتا

مژہ کے ساتھ اک تیرِ نگہ کی بھی تمنّا تھی
یہ دل کے پار ہوتی وہ جگر کے پار ہو جاتا

ترے جلوہ سے غش آنا نہین موقوف موسیٰ پر
یہ وہ مے ہی کہ جو پیتا وہی سرشار ہو جاتا

اڑاتے ہم نظر اُن سے تو اُس کا کیا نتیجہ تھا
یہی ہوتا کہ کوئی تیر دل کے پار ہو جاتا

خدنگِ ناز تیرا ڈوبتے کو اک سہارا تھا
جو دل کے پار ہو جاتا تو بیڑا پار ہو جاتا

چُھری چلتی جو شرمیلی ادا کی دل لگی ہوتی
جگر پر زخم جو پڑتا وہ دامندار ہو جاتا

کیا چلکر مجھے بسمل تو کیا تعریف ناوک کی
تری چٹکی مین رہتا اور دل کے پار ہو جاتا

جھلک پردے کی تھی جس نے اڑائی ہوش موسیٰ کے
نہین معلوم کیا ہوتا اگر دیدار ہو جاتا

نہ تھا اقرار آنے کا مگر وہ بے وفا آیا
غضب ہوتا ستم ہوتا اگر اقرار ہو جاتا

بگڑ کر تم اگر آنکھین دکھاتے مہربان ہمکو
وہ میری لاش جب ٹھکرا چکے اغیار سے بولے
ہمارا طائرِ دل مرغِ دست آموز ایسلیے ہے
فلک تونے ہزارون فتنۂ خفتہ جگائے ہین
جوان ہے نوک کا ایسا کہ اُس پر دم نکلتا ہی
اگر دل مین وہ آرہتا وہی ارمان کہلاتا

ہمارا کیا بگڑتا مُفت مین دیدار ہو جاتا
غضب ہوتا جو یہ فتنہ کہین بیدار ہوجاتا
جو تم چُمکارتے چٹکی بجاتے یار ہوجاتا
بُرا کیا تھا جو میرا بخت بھی بیدار ہوجاتا
ذرا تنکر جو چلتا ناز سے تلوار ہو جاتا
نگاہون مین سماتا حسرتِ دیدار ہوجاتا

جلیلؔ اک نالہ تمکو کھینچنا تھا سامنے اُسکے
کہ اپنے دردِ دل کا بے کہے اظہار ہوجاتا

بُرا کہا جو دلِ ناصبور مین نے کیا
بُرا نہ مانو اگر ذکرِ حور مین نے کیا
کھڑے تھے بام پہ موقع تھا دید بازی کا
نجات کے لئے فقرہ یہ سوچ رکھا ہے
تمہین کچھ اور سوا تم کے کون کہتا تھا
سزا دو اب مجھے الفت کی یا معاف کرو
مرے کرم نے جو کچھ دیا بروزِ جزا
کسی کی عشوہ گر آنکھون سے شرم کہتی ہی
وہ شان اپنے کرم کی دکھائی آئے تھے
کیا ہے خونِ وفا کس نے پوچھیے تو ہہی
نکل کے آپ سے پہونچا ہون بارہا تا عرش

بڑی خطا ہوئی مجھ سے قصور مین نے کیا
غرور تم نے کیا تھا قصور مین نے کیا
ترا خیال دلِ ناصبور مین نے کیا
غفور جان کے تجھکو قصور مین نے کیا
جناب مین نے بنایا حضور مین نے کیا
قصوروار ہون بیشک قصور مین نے کیا
فدائے جامِ شرابِ طہور مین نے کیا
پری کیا تمہین شوخی نے حور مین نے کیا
خطا ہوئی جو نہ کوئی قصور مین نے کیا
یہ غمزہ آپ کہے گا حضور مین نے کیا
تجھے تلاش بڑی دُور دُور مین نے کیا

یہ حال ہے کہ اب اسکا بھی مجکو ہوش نہین
دکھائی آنکھ جو زاہد کو آج ساقی نے
غمِ حبیب بھی نازک مزاج ہے کیسا
نثار کس پہ دلِ ناصبور مین نے کیا
وہ قتلِ عام کو نکلے ہین اک تماشا ہے
گمانِ جامِ شرابِ طہور مین نے کیا
وفانہ صبر نے جب کی تو کس سے ہو امید
بگڑ گیا جو خیالِ سرور مین نے کیا
اب اسکو پردہ دری سمجھو یا کچھ اور کہو
ہر ایک سوچ مین ہے کیا قصور مین نے کیا
نقاب اُٹھا کے وہ کہنا ترا نہ بھولے گا
تجھے بھی صبرِ دلِ ناصبور مین نے کیا
کوئی تو بات تھی اے شیخ جسکی لذّت مین
تمہارے حُسن کا چرچا ضرور مین نے کیا
شباب بھی ہے وہان خیر سے شراب بھی ہے
کوئی بتائے تو بیجا غرور مین نے کیا
لگا کے سینے سے تصویر دلربا تیری
خیالِ حور نہ شوقِ قصور مین نے کیا
یہ منتہائے تمنّائے دیدِ جانان ہے
ہر اک کو نازہی نشئے مین چور مین نے کیا
کسی کے نامہ و پیغام سے لیے دو کام
علاجِ دردِ دلِ ناصبور مین نے کیا
جلیل خون کا دعویٰ تو کرنے جیٹھے ہو
جو دل مین آگ لگی قصدِ طور مین نے کیا
نظر کا نور جگر کا سرور مین نے کیا
وہ مُسکرا کے جو کہدے قصور مین نے کیا

جلیل جب سے مجھے خو پڑی صبوحی کی
وظیفہ سحری یا غفور مین نے کیا

عشق اب میری جان ہے گویا
جان اب مہمان ہے گویا
سوزِ دل کہہ رہی ہے محفل مین
شمع میری زبان ہے گویا
جسکو دیکھو وہی ہے گرمِ تلاش
کہین اُس کا نشان ہے گویا
ہے قیامت اُٹھان ظالم کی
وہ ابھی سے جوان ہے گویا

چھین لیتی ہے دل تری تصویر
وہ ادا ہے کہ جان ہے گویا

ایک دل اُس مین لاکھ زخم فراق
ٹوٹا پھوٹا مکان ہے گویا

مانگے جائین گے تجھ کو ہم تجھ سے
منہ مین جب تک زبان ہے گویا

جی بہلنے کو لوگ سُنتے ہین
دردِ دل داستان ہے گویا

آدمی وقفِ کارِ دنیا ہے
میہمان میزبان ہے گویا

تیری کس بات کا بھروسا ہو
تیری ہر بات جان ہے گویا

دل مین کیسے وہ بے تکلف ہین
اُنکا اپنا مکان ہے گویا

ہاے اُس عالم آشنا کی نظر
ہر نظر مین جہان ہے گویا

اچھّے اچھون کو پھانس رکھا ہے
زالِ دنیا جوان ہے گویا

چپ رہون مین تو سب کھٹکتے ہین
بیزبانی زبان ہے گویا

بے وفائی پہ مرتے ہین معشوق
دلربائی کی شان ہے گویا

کوئی اُس پر نگاہ کیا ڈالے
تمکنت پاسبان ہے گویا

تیری صورت تو کہتی ہے قاتل
خود ترا امتحان ہے گویا

خوبرویانِ ماہ پیکر سے
یہ زمین آسمان ہے گویا

آج ہے دید کی اجازت عام
موت کا امتحان ہے گویا

وار پر وار کرتے جاتے ہین
کچھ ابھی مجھ مین جان ہے گویا

اس سخن کا جلیل کیا کہنا
مصحفی کی زبان ہے گویا

ہاتھ نازک تھے کند خنجر تھا
سخت جانون کا کیا مقدّر تھا

دل کسی بات سے سودا باہر تھا — آپ آتے تو آپ کا گھر تھا

زانوِ رشکِ حور پر سر تھا — مرنے والے کا کیا مقدّر تھا

سخت نازک مزاجِ دلبر تھا — خیر گذری کہ دل بھی پتھّر تھا

بستر اپنا رہا کسی در پر — ہم کو تکیہ مگر خدا پر تھا

حسرت آباد اب وہ ہے مشہور — جس گلی مین ہمارا بستر تھا

اُس پہ الزام قتل کیا آتا — ہاتھ مین تیغ تھی نہ خنجر تھا

مختصر حالِ زندگی یہ ہی — لاکھ سودا تھا اور اک سر تھا

اُن کی رخصت کا دن تو یاد نہین — یہ سمجھیے کہ روزِ محشر تھا

تیری بنیاد جب نہ تھی اے چرخ — ہم ستم کش تھے وہ ستمگر تھا

کیا ہی گھُل مل گیا ہے دشمن سے — ہاے وہ بت جو دل کا پتھّر تھا

خاک نبھتی مرے ترے دل مین — ایک شیشہ تھا ایک پتھّر تھا

مثل پھوڑے کے آنکھین پھوٹ بہین — ذکر بھی دردِ دل کا نشتر تھا

تم مرے گھر جو آنے والے تھے — کھولے آغوش صبح تک در تھا

دے دیا دل کسی کو خوب ہوا — روگ جی کا فساد کا گھر تھا

جھوٹی تعریف سے ہمین مطلب — دل مین جو ہے وہی زبان پر تھا

سیرِ دنیا کا لطف کیا آتا — بڑھ کے محشر سے خوفِ محشر تھا

خطِ ساغر کی تھی نہ پہلے خبر — شیخ سمجھا تو ایک دفتر تھا

ابرِ رحمت جو ہو گیا مشہور — کسی بیکس کا دامنِ تر تھا

سرو و گل سے چمن تھا یکسا نہ — کوئی مینا تھا کوئی ساغر تھا

جب اُنہین شوق تھا سنورنے کا
ایک ایک آئنہ سکندر تھا

آنسوؤن کی تھی کیا بساط مگر
دیکھتے دیکھتے سمندر تھا

کیسی آزاد زندگی تھی جلیل
در دل پر جب اپنا بستر تھا

جب ترے عشق کا پھندا مری گردن مین رہا
پھر برابر ہے قفس مین کہ نشیمن مین رہا

زندگی بھر جو خیالِ رُخِ روشن مین رہا
بعدِ مردن نہ اندھیرا مرے مدفن مین رہا

زلف مین پھنکے خیالِ رُخِ روشن مین رہا
رات بھر چین سے مین وادیِ ایمن مین رہا

کیا خوشامد تھی کہ صحرا کو نہ جاؤن گھر سے
طوق کا ہاتھ مہینون مری گردن مین رہا

نالہ کش کیا ہوی گھر پھونک تماشا دیکھا
ایک تنکا بھی نہ بُلبل کے نشیمن مین رہا

جب تک آتے رہے اشکون مین جگر کے ٹکڑے
لعل وگوہر کا خزانہ مرے دامن مین رہا

ساحری چھوڑ گیا تھا جو بلا کا جادو
کچھ اداؤن نے لیا کچھ تری چتون مین رہا

پھول سب مشغلۂ جامہ دری سیکھ گئے
جاکے دو دن ترا دیوانہ جو گلشن مین رہا

قطرۂ اشکِ محبّت کا نصیبا دیکھو
آنکھ سے میری گرا یار کے دامن مین رہا

ہر جگہ ایک نئی شان دکھائی اُس نے
پھول احباب مین کانٹا دلِ دشمن مین رہا

سروِ قدِ یار سے ملنے کا یہ انجام ہوا
عمر بھر طوقِ محبّت مری گردن مین رہا

سُن جو پایا کہ وہان ہار کی فرمایش ہے
یہ ہوا حال کہ اک پھول نہ گلشن مین رہا

صبح ہوتے ہی ہوا جامہ دری مین مصروف
ہاے وہ ہاتھ جو شب بھر تری گردن مین رہا

لوگ آرام کی خاطر رہے دنیا مین خراب
اور آرام چھپا گوشۂ مدفن مین رہا

پھول بنکر مرے اشعار بٹے یارون مین
داغ بنکر مرا مضمون دلِ دشمن مین رہا

قیس و فرہاد کا بھرتے رہے بہروپ جلیل
یہی سودا تھا یہی کھیل لڑکپن مین رہا

دلستانی کا ٹھکانا تری چتون مین رہا — نوجوانی کا خزانہ ترے جوبن مین رہا

سیر کا لطف خیالِ گل و گلشن مین رہا — مین قفس مین بھی رہا یون کہ نشیمن مین رہا

چین کس دن مجھے صیاد نشیمن مین رہا — تو رہا گھر مین تو کھٹکا ترا گلشن مین رہا

ہار کس لطف سے شب بھر تری گردن مین رہا — حیف اُس پھول کی قسمت پہ جو گلشن مین رہا

فتنۂ حشر کا ہمپایہ وہ ہو جاتا ہے — ایک دو روز جو فتنہ تری چتون مین رہا

مرگِ دشمن کی خوشی ہم نہ منانے پائے — مدتون یار ہمارا غمِ دشمن مین رہا

صبح کے ساتھ کیا چاک گریبان میرا — اس خبر نے کہ وہ شب محفلِ دشمن مین رہا

کاش احسان سے قاتل کے سبکدوشی ہو — ایک تسمہ بھی لگا باقی مری گردن مین رہا

چاک دامانِ یوسف تو کوئی بات نہ تھی — ہائے وہ چاک زلیخا کے جو دامن مین رہا

پھول پر پھول گرے نذرِ خزان ہو ہو کر — داغ پر داغ اُٹھانے کو مین گلشن مین رہا

چشمِ بد دور نظر باز نہ تجھسا دیکھا — جو مرے دل مین رہا وہ تری چتون مین رہا

دونون خواہان کہ تری تیغ مری ہو کے رہے — مرتے مرتے یہی جھگڑا سر و گردن مین رہا

ہو گیا ختم بھی ہنگامۂ روزِ محشر — مین خبر بھی نہ ہوا نالہ و شیون مین رہا

دل کچل ڈالے کھلونے کی طرح لاکھون کے — سن بھی کیا تھے یہی کھیل لڑکپن مین رہا

حسن ہوتا ہے جوانی مین قیامت لیکن — اُسکو کیا کہیے قیامت جو لڑکپن مین رہا

ہے ابھی مرغِ جنون کے لیے پھندا درکار — ہائے اک تار نہ باقی مرے دامن مین رہا

وائے غفلت کہ جسے دور مین سمجھا تار زیست — پیار سے ہاتھ وہ ڈالے مری گردن مین رہا

موت کے ڈر سے نہ کچھ سیر ہوئی دنیا کی
ساتھ میرے مرا صیاد بھی گلشن مین رہا

بنگیا آئینۂ شاہد مقصود جلیل
دلِ روشن جو خیالِ رُخِ روشن مین رہا

دستِ نازک سے وہان خنجر نکل کر رہگیا
آج مشتاقِ شہادت ہاتھ ملکر رہگیا

اُس کے شکوے پر وہوان دل سی نکلکر رہگیا
کچھ کہا تھا شمع کو پروانہ جلکر رہگیا

دن جو دشمن کے پھرے میرے بھی پھرنا چاہیے
کیا زمانہ ایک ہی کروٹ بدل کر رہگیا

درد والے کو وہ پڑتے ہین پرائی آگ مین
لو جو اُٹھی شمع سے پروانہ جلکر رہگیا

بخیہ گر آسان نہین ان وحشتونکی روک تھام
لی گریبان کی خبر دامن نکل کر رہگیا

دیکھ کر متوالی آنکھین پاؤن اُٹھتے ہی نہین
بارہا ساغر بھی اُس محفل مین چل کر رہگیا

شمع پروانے سے کہتی ہی کہ رہنا دور دور
دیکھ میرے پاس آیا اور جل کر رہگیا

معرکے مین ہوتی ہے تقدیر سے فتح و شکست
جان لی ابرو نے خنجر ہاتھ ملکر رہگیا

دل کی نادانی جو وہ اُلجھا خیالِ یار سے
ایسی چٹکی لی کہ پہلو مین اُچھلکر رہگیا

کچھ نہ جانا ہم نے کب چمکی تری برقِ جمال
اس قدر جانا کہ دل پہلو مین جلکر رہگیا

امتحان وہ کر چکے سینے پہ میرے رکھ کے ہاتھ
دردِ دل جاتا کہان پہلو بدل کر رہگیا

چلنے والے تھے سبھی خنجر چھری تلوار تیر
تم چلے جس وقت جادو سب پہ چلکر رہگیا

سچ تو یہ ہے آگ ہوتی ہے رقابت کی بری
تجکو موسے نے جو دیکھا طور جلکر رہگیا

بام پر جب تک رہے وہ جلوہ آرا کیا کہون
بارہا پہلو مین دل میرا اچھلکر رہگیا

ایک تو صورت غضب اُس پر غضب جوشِ شباب
جس نے اسکو دیکھ پایا ہاتھ ملکر رہگیا

ہے جوانی مین نہ وہ آنکھین نہ وہ اُن کا مزاج
کیا زمانہ ہے زمانہ ہی بدل کر رہگیا

وہ ہین نازان اپنی شوخی پر لگا کر دلمین آگ
مین یہ خوش ہون دل مین جو کچھ تھا وہ جلکر رہگیا

جانے والے ہوش کو اچھا ملا تھا رہنما
ساقیا افسوس تیرا جام چھلکر رہگیا

اب وہ آغوش جوانی سے نکلتا ہے کہان
اپنے جوبن کی طرح سانچے مین ڈھلکر رہگیا

چلبلا معشوق کوئی ہاتھ آئیگا جلیل
خود بخود دل آج پہلو مین مچل کر رہگیا

غم نہین قاتل ترا خنجر جو چلکر رہگیا
مرنے والونکا قلق سے دم نکلکر رہگیا

معرکہ بیتابی و شوخی کا دیکھا ہم نے آج
دل اچھلکر رہگیا دلبر مچلکر رہگیا

دستِ قاتل کی نزاکت پاؤن کی زنجیر ہے
تیز خنجر تھا مگر وہ ہاتھ چلکر رہگیا

کیا بلا ہوتی ہے اے اللہ یہ دل کی لگی
شمع پر پروانہ آیا اور جلکر رہگیا

اور بھی قاتل جلانا تھا خدا کمبخت کو
تو دل پر خون مرا تلوؤن سے ملکر رہگیا

اسکو بھی قاتل سمجھنا چاہیئے آپس کی آگ
تیر جب بیٹھا جگر پر دل اچھلکر رہگیا

غل ہوا جب پائے ساقی پر گرا چکرا کے مین
آج محفل مین یہ اچھا دور چلکر رہگیا

دوست سے جبتک نہو ملنا جبھی تک خیر ہے
شمع سے پروانہ لپٹا اور جلکر رہگیا

ساتھ دے کوئی کہان تک آپ سے بدعہد کا
کی وفا نے بیرخی وعدہ بھی ٹلکر رہگیا

ورد کی میرے کبھی بیدردنے پروا نکی
آخر اب آکر جو دیکھا ہاتھ ملکر رہگیا

آتشین رخ سے الٹنی تھی نہ محفل مین نقاب
آنچ آئی شمع پر پروانہ جلکر رہگیا

وحشت گردی کا نتیجہ تونے دیکھا اے جنون
پاؤن کے ہاتھون دماغ قیس چلکر رہگیا

آگ دل کی بجھتی ہی پانی کے چھینٹون سے کہین
شمع روتی ہی رہی پروانہ جلکر رہگیا

کیا اشارے پر لگایا ہے ذرا دیکھے کوئی
آنکھ ساقی نے جو پھیری جام چلکر رہگیا

دیکھنا یہ کون آیا بزم مین دامن کشان
چشم و دل کو ناز تھا اپنے رفیقون پر مگر
ضبط کی گردن پہ خونِ بُلبلِ ناشاد ہے
ہائے وہ دل تھا جو اپنی زندگی کی کائنات

شمع بجھ کر رہگئی پروانہ جلکر رہ گیا
اشک ڈھلکر رہ گئے نالہ نکلکر رہ گیا
مُنہ سے جب نالہ نہ نکلا دم نکلکر رہ گیا
لیکے وہ چلتے ہوے مین ہاتھ ملکر رہ گیا

حرفِ مطلب یار سے کہتا مین کیونکر اے جلیل
لب کا کھلنا تھا کہ اک نالہ نکلکر رہگیا

تو جو میری لاش پر سایہ فگن ہو جائے گا
ہم نہ سمجھے تھے کہ اے صیاد تیرے دور مین
دشتِ غربت مین روش اپنی ہے مثلِ نقشِ پا
اب تو ملبوسِ بدن ہے کوے جانان کا غبار
ایک دن پھولون سے ہنسکر ہم بلا مین پڑ گئے
زخم و پیکان دونون ملکر دین گے قاتل کو دعا
پردہ پوشی کے رہین محتاج کیون تیرے شہید
کیا غضب ہے سیرِ گلشن کو چلے ہو بے نقاب
کر چلی ہے آپ سے باہر مجھے اُس کی تلاش
ظلم کی فریاد کیون کرتے اگر ہم جانتے
ہاتھ اُٹھین یا نہ اُٹھین آگئی جسدن بہار
آج تم ملنے کو کہتے ہو یہ کس کو ہے امید
اے زہے قسمت کہ لیلے ملنے آئی قیس سے

اے مرے قاتل وہی میرا کفن ہو جائیگا
سب قفس بھر جائینگے خالی چمن ہو جائیگا
جس جگہ ہم بیٹھ جائین گے وطن ہو جائیگا
بعد مرنے کے یہی اپنا کفن ہو جائیگا
کیا خبر تھی مدعی سارا چمن ہو جائے گا
کوئی تو ہو گا زبان کوئی دہن ہو جائیگا
خون کی چادر جو پھیلے گی کفن ہو جائیگا
باغبان لٹ جائیگا صدقے چمن ہو جائیگا
یہ سفر اپنا سفر اندر وطن ہو جائے گا
آپ کی تائید پر چرخ کہن ہو جائیگا
مثلِ گُل خود پُرزے پُرزے پیرہن ہو جائیگا
آج کیا کوئی نیا چرخِ کہن ہو جائیگا
کسکو یہ امید تھی صحرا چمن ہو جائیگا

قیس نکلا تھا ہوا جنگل کی کھانے کے لئے

آپ چھو دیکھین کسی غنچے کو اپنے ہاتھ سے

ہان خدا کے واسطے چٹکی نمک کی رک نہ جاۓ

رنج کیا اسکا اگر کمہلا گئی دل کی کلی

پھر بہار آئی دھوان پھر بھٹیون سے اُٹھ چلا

داغِ دل داغِ جگر سب منتظر ہین وقت کی

رنجشِ خاطر چھپاؤ لاکھ چھپنے کی نہین

کیا خبر تھی وادیِ غربت وطن ہو جائیگا

غنچہ گل ہو جائیگا اور گل چمن ہو جائیگا

بے مزہ اے یار زخمون کا دہن ہو جائیگا

ایک دن نذرِ خزان سارا چمن ہو جائیگا

پھر نئے سر سے جوان چرخِ کہن ہو جائیگا

فصلِ گل آنے تو دو گھر گھر چمن ہو جائیگا

پیچ جو دل مین ہے ماتھے کی شکن ہو جائیگا

نہ فلک اُسکی غلامی مین رہینگے اے جلیل

جو غلام چار یار و پنجتن ہو جاۓ گا

رنگت یہ رخ کی اور یہ عالم نقاب کا

تم وہان پان ہو نہین موقع حجاب کا

بلبل ہے مست پھول اُٹھا کر گلاب کا

منہ آفتاب حشر ہوا ہے دمِ عتاب

چارون طرف سے اُسپہ نگاہونکا بار ہے

مدت ہوئی وہی ہے زمانیکا انقلاب

ایسا منا ہوا ہے تو ہے شرم کسلیے

کہنا وہ اُن کا ہاۓ مرے دل پہ رکھکے ہاتھ

اُس برق وش کو تو نہین دم بھر کہین قرار

تسکین خاک دیتے ہین رکھ کر جگر پہ ہاتھ

دامن مین کوئی پھول لیے ہے کسی گلاب کا

کیون بوچھ ڈالو پھول سی منہ پر نقاب کا

منہ سے لگا ہوا ہے پیالہ شراب کا

ہوتا ہے حشر دیکھئے اب کیا نقاب کا

مشکل ہے انکو رخ سے اُٹھانا نقاب کا

نقشا کھچا ہوا ہے مرے اضطراب کا

شوخی سے دو جواب مرے اضطراب کا

اب تو کوئی محل نہ رہا اضطراب کا

کسپر پڑیگا صبر مرے اضطراب کا

پہلو بدل رہے ہین مرے اضطراب کا

نامہ لکھا ہو جس نے قلم اسکا ہاتھ ہو
جھلکی دکھا کے اور وہ بجلی گرا گئے
تصویر اُن کی سارے مرقع کی جان ہے
بچپن کہان تک اُن کی امنگون کو روکتا
آتے ہی سبز باغ دکھا کر ہوا ہوا
صحن چمن مین ذبح نہ کر عندلیب کو
رونا خوشی کا روتی ہے بلبل بہار مین
ساقی مزہ ہے جبکہ اُدھر دل سی ہو لگی
یہ آدھی رات وصل کی یہ چودھوین کا چاند
خاکِ چمن پہ شبنم و گل کا عجب ہی رنگ
بھر لیتے ہین کبھی کبھی ایک ٹھنڈی سانس ہم
کیا کیا مزی شباب مین لوٹے ہین خواب کے
کھوی ہوے ہین شاہدِ معنی کی دھن مین ہم

ٹکڑا یہ ایک ہے مرے خط کے جواب کا
اچھا کیا علاج مرے اضطراب کا
گویا چمن مین پھول کھلا ہے گلاب کا
آخر کو رنگ پھوٹ ہی نکلا شباب کا
جھونکا نسیم کا تھا زمانہ شباب کا
اے باغبان خون ہے ہلکا گلاب کا
چھڑکاؤ ہو رہا ہے چمن مین گلاب کا
مُنھ سے ادھر لگا ہو پیالہ شراب کا
کیا کیا مقابلہ ہے تمہارے شباب کا
ساغر کسی سے چھوٹ پڑا ہے شراب کا
کچھ کچھ ابھی ہے یاد زمانہ شباب کا
اب خواب دیکھتے ہین ہم اپنی شباب کا
یہ بھی جلیل ایک جنون ہے شباب کا

مین خوش ہون کہ دل کاکلِ پیچان سی نکالا
ممنون تری چشمِ عنایت کا ہون جس نے
مسدود جو تھا راستہ صحرائے جنون کا
سنتے ہین جو کانٹا دلِ مجنون مین چھپا تھا
کہتا ہے یہ دل مجھ سے کہ مین ساتھ ندون گا
یہ رُعب تھا اُن کا کہ رہے باغ مین جب تک

یوسف کو مرے آپ نے زندان سے نکالا
تقدیر کا بل پنجۂ مژگان سے نکالا
اب مین نے اُسے چاکِ گریبان سی نکالا
لیلےٰ نے اُسے سوزنِ مژگان سے نکالا
تو نے جو قدم کوچۂ جانان سے نکالا
غنچون نے سر اپنا نہ گریبان سے نکالا

کی بخیہ گری ہم نے جو وحشت مین تو یون کی
دامن کے لئے تار گریبان سے نکالا

ہر حسن کا انداز جدا رنگ جدا ہے
مضمون یہ چُنے گل و ریحان سے نکالا

ہم دور سے کر لیتے تھے پھولون کا نظارہ
کیا جانئے کیون ہمکو گلستان سے نکالا

پھر تم سے ملین گے کبھی اے وحشت نشینو
زندہ جو خدا نے ہمین زندان سے نکالا

شاید کسی معشوق کی چوٹی مین جگہ پائین
اس شوق نے پھولون کو گلستان سے نکالا

کیا فاتحہ پڑھنے کو چلا ہے کوئی گھر سے
کیون حشر نے سرِ گورِ غریبان سے نکالا

کیا جانئے کیا اہلِ گلستان کو کھٹک تھی
کانٹے کی طرح مجکو گلستان سے نکالا

دشوار تھا یون آرزوے دل کا نکلنا
قاتل نے اُسے خنجرِ برّان سے نکالا

آغوش سے میرے وہ بتِ شوخ نکلکر
کہتا ہے خدا نے مجھے زندان سے نکالا

گلچین کا ستم مرغِ چمن پر نہین موقوف
چُن چُن کے ہر اک گل کو گلستان سے نکالا

اُن کو جو یہ سوجھی کہ کرین اپنا نظارہ
آئینہ مرے دیدۂ حیران سے نکالا

اس شان کریمی کو جلیل آپ نے دیکھا
کیا پاک مجھے حشر کے میدان سے نکالا

## ردیفِ باے موحدہ

جسے ہو ترا ناز اٹھانے سے مطلب
اُسے کیا ہے سارے زمانے سے مطلب

مرے ہمنشین پوچھتے کاش اُن سے
ستاے ہوے کو ستانے سے مطلب

وفا خوش جمالون مین ہو یا جفا ہو
ہمین اس سے کیا دل لگانے سے مطلب

کیا سب سے فارغ انہین سادگی نے
غرض آئنے سے نہ شانے سے مطلب

نہ وہ شمع دیکھین نہ پروانہ دیکھین
کوئی ہو اُنہین دل جلانے سے مطلب

ترے واسطے یہ بھی کرتے گوارا
نکلتا جو حیلے بہانے سے مطلب

بلا سے کوئی مبتلائے بلا ہو
اُنہین اپنی زلفین بنانے سے مطلب

قفس کی طلب کیون اسیرون کو ہوتی
نکلتا اگر آشیانے سے مطلب

جہان نقشِ پا ہو ترا میرے سر کو
اُسی در اُسی آستانے سے مطلب

جماتے ہین بیٹھے تصوّر کسی کا
ہمین کیا کہین آنے جانے سے مطلب

جگہ ہو گئی غنچے کے دل مین
مجھے کیا ہے اب آشیانے سے مطلب

تہین اس سے کیا دل چھدے یا کلیجا
نشانہ لگاؤ نشانے سے مطلب

کوئی شمع کا حال دیکھے نہ دیکھے
اُسے اپنے آنسو بہانے سے مطلب

محبت ہے بلبل تو کر مشقِ نالہ
نہ نکلے گا رنگین ترانے سے مطلب

یہ مانا زمانہ بہت بے وفا ہے
**جلیل** آپ کو کیا زمانے سے مطلب

## ردیفِ بائے فارسی

آہی جائیگا محبّت مین اثر آپ سے آپ
ہو ہی جائیگی اُنہین میری خبر آپ سے آپ

نہ کمان کا ہے سہارا نہ مدد چٹکی کی
کام کر جاتے ہین وہ تیرِ نظر آپ سے آپ

پھر نہ کہنا کہ نہین جذبِ محبت مین اثر
تم چلے آئے نہ آخر مرے گھر آپ سے آپ

بل نکل جائیگا جس روز مری قسمت کا
سیدھی ہو جائیگی اُس بُت کی نظر آپ سے آپ

نہ بہار آئی چمن مین نہ چلی بادِ نسیم
ہو گئے پھول مرے داغِ جگر آپ سے آپ

سر دھنون آہ کرون شمع صفت کیا حاصل
ہے مقدر مین تو شب ہو گی سحر آپ سے آپ

کچھ خطا مجھ سے ہوئی ہو تو معافی چاہون
کیا علاج اس کا جو پھر جائے نظر آپ سے آپ

چاہتا ہون کہ نہ احسان ہو کسی کا مجھ پر
کوچۂ یار مین ہو جائے گزر آپ سے آپ

وہ مزہ تیغ کے پھل مین ہے کہ جب دیکھا ہے
کھل گیا ہے دہنِ زخمِ جگر آپ سے آپ

دیدہ بازی سے ہے ناصح مری توبہ لیکن
کیا کرون اسکو جو اُٹھ جائے نظر آپ سے آپ

دیکھنا ہے جسے اُسکو ابھی دیکھا بھی نہین
محوِ حیرت ہین مرے دیدۂ تر آپ سے آپ

آپ دل مانگتے ہین آپکو حاجت کیا ہے
دل مرا آپ کا ہو جائے گا گھر آپ سے آپ

نگہِ شوق سلامت ہے تو پردہ کب تک
تیری دیوار مین ہو جائین گے در آپ سے آپ

تیری تکلیف کی حاجت نہین اے بادِ نسیم
بزم سے ہو گی ہوا شمعِ سحر آپ سے آپ

دستِ وحشت بھی شبِ وصل بڑھا تھا نہ جلیل
ہو گیا چاک گریبانِ سحر آپ سے آپ

## ردیفِ تائے فوقانی

پہلو سے وہ اُٹھے تو کہا دل نے ہائے دوست
آباد ہو کے لُٹ گئی دولت سرائے دوست

حق نے دیا ہے دل وہ ہمین آشنائے دوست
توڑے جو کوئی اُسکو تو آئے صدائے دوست

دل نے لیا ہے فتنۂ محشر سے مشورہ
تو خاکِ راہِ دوست ہو مین خاکپائے دوست

کیا کیا دکھا رہی ہے کرشمے جہان کو
قاتل ادائے دوست مسیحا ادائے دوست

موسیٰ کو سوچ ہے کہ ہمین ہم ہین طور پر
کانون مین آ رہی ہے کدھر سے صدائے دوست

سمجھون کسے رقیب کرون جس سے دشمنی
آتا نہین نظر مجھے کوئی سوائے دوست

موسٰی ہین اس خیال سے بیخود پڑے ہوے
پوچھے نہ آ کے ہم سے کوئی ماجرای دوست

شوخی کے ساتھ ہے یہ نزاکت خرام مین
پڑتا نہین زمین پہ کبھی نقشِ پاے دوست

دل بھر گیا ہے کثرتِ رنج و ملال سے
پھر بھی جو دیکھتا ہون تو خالی ہی جاے دوست

ہم کشتۂ کلام نہین آج سے کلیم
کانون مین گونجتی ہے ازل سے صداے دوست

اک بے وفا کے عشق مین اپنا یہ حال ہے
کہتا ہون ہاے دل کبھی کہتا ہون ہاے دوست

بے ساز کے سماع مبارک ہو شیخ کو
پردے سے آرہی ہی یہان تو صداے دوست

تم یہ کہو برا ہے ترے دل کا مدعا
مین یہ کہون قبول ہو یارب دعاے دوست

ہو سامنا تو چوٹ ۔ بچانا محال ہے
در پردہ کام کرتی ہے تیغِ اداے دوست

مدت ہوئی چڑہائے تھے تربت پہ چار پھول
اب تک وہ پھول دیتے ہین بوے وفاے دوست

آگے تو دل مین اتنی پریشانیان نہ تھین
بازار ہوتی جاتی ہے خلوت سراے دوست

ایسا ہوا ملال کہ مٹ جاتے ہی بنی
قدمون سے دوست کے جو چھٹے نقشِ پاے دوست

کیا مفت مل گیا ہے ہمین دوست اے جلیل
دونون جہان ہمنے کئے ہین فداے دوست

## ردیفِ تاے ہندی

دل پر اُس کاکلِ رسا کی چوٹ
قہر کی چوٹ ہے بلا کی چوٹ

ہین وہ افسردہ میری آہون سے
پھول کو ہے بہت ہوا کی چوٹ

نگہِ ناز سے خدا کی پناہ
کیا بچاے کوئی قضا کی چوٹ

آفرین دل کو جو اُٹھاتا ہے
دم بدم خنجرِ ادا کی چوٹ

گر پڑی آسمان سے بجلی
بنگئی خون دستِ قاتل مین
تیرِ مژگان چلے جدا دل پر
باغ مین سب بکس گئین کلیان
دل یہ کہتا ہے کچھ خطا کرکے
ہو گیا ماہ چرخ دو ٹکڑے

ہنس کے قاتل نے کی بلا کی چوٹ
رنگ لائی دلِ حنا کی چوٹ
غمزۂ یار نے جُدا کی چوٹ
نہ اُٹھی دامنِ صبا کی چوٹ
کھایئے دستِ دلربا کی چوٹ
تھی یہ انگشتِ مصطفےٰ کی چوٹ

غیر کیا سمجھے دردِ دل کو جلیل
آشنا جانے آشنا کی چوٹ

## ردیفِ ثائے مثلثہ

اُن سے ملنے کا ہے سوال عبث
مین نے تم سے کہا تھا دل کا پیام
پسکے مہندی یہ ہو نہین سکتا
ناصحون کے خیال مین گویا
حُسن کی شان بیوفائی ہے
ہو چکا کام دردمندون کا
دل مین آٹھون پہر جو رہتا ہو
ہم ازل سے اسیرِ گیسو ہین
ہو چکے قاتل جہان مشہور

جان بچنے کا ہے خیال عبث
تمنے مجھ سے کیا ملال عبث
دل کو کرتے ہو پائمال عبث
خوش جمالون کا ہے جمال عبث
تمکو اسپر ہے انفعال عبث
اب مسیحا ہے دیکھ بھال عبث
اُس سے کہنا ہے دل کا حال عبث
تم یہ پھیلا رہے ہو جال عبث
اب مجھے کرتے ہو حلال عبث

دل لگاتے ہی ہم ہوئے بدنام
اب ہے اندیشۂ مآل عبث

منہ سے دشنام تک نہین دیتے
اُن سے بوسے کا ہے سوال عبث

اُن کی آنکھین بلا کی ہین صیّاد
چوکڑی بھرتے ہین غزال عبث

ہاتھ وہ تو گلے مین ڈالے تھے
مین ہوا طالبِ وصال عبث

آپ نے خون کر کے عاشق کا
کی ہین رو رو کے آنکھین لال عبث

بدر کو دیکھتا ہے کون جلیل
تم کو ہے خواہشِ کمال عبث

## ردیفِ جیم عربی

چمک کر بولی وہ برقِ نظر آج
کہ لون گی خرمنِ دل کی خبر آج

نہین گر تم رہے دشمن کے گھر آج
یہ پھر کہتی ہے کیا نیچی نظر آج

بھڑک اُٹھی ہے دل مین آتشِ عشق
کچھ اشکِ گرم دیتے ہین خبر آج

الٰہی دل مین ہے کون آنے والا
کُھلا ہے جو درِ چاکِ جگر آج

نہ آنچل مین نہ اُن کے گیسوؤن مین
نگاہین لیگئین دل کو کدھر آج

غضب ہے وصل مین دھڑکا جگر کا
اُچھلتا ہے مرا ہاتھون جگر آج

دعا کو ہاتھ اُٹھائے ہین جو مین نے
گرا پڑتا ہے قدمون پر اثر آج

راہین مین پھول گل سمجھے ہوئے تھا
پھپھولے ہوگئے داغِ جگر آج

ہر نوک کا نظارہ تیر کر ہوتے
بہت چوکی بہت چوکی نظر آج

فغان دل سے ہے لب تک آنیوالی
ذرا تم تھام کر بیٹھو جگر آج

نہین کٹتی نہین کٹتی شبِ غم
نہین ہوتی نہین ہوتی سحر آج

دئے چھینٹے کچھ ایسے چشمِ تر نے
ہرے پھر ہو گئے زخمِ جگر آج

پئے تعظیم دردِ دل جو اُٹھا
مرے دل مین ہوا کسکا گزر آج

کدھر سجدہ کرون کعبہ کدھر ہے
زہے قسمت وہ آئے میرے گھر آج

نگاہین پوری اترین امتحان مین
تہین آئے نظر دیکھا جدھر آج

یہ مجھ سے کہہ رہا ہے ناوکِ ناز
کہ لونگا مین کلیجے کی خبر آج

پڑی تلوار قاتل کی جو اوچھی
ہنسے کیا کیا لبِ زخمِ جگر آج

مرے پہلو مین ہے دلدار میرا
دعا ہے زیبِ آغوشِ اثر آج

خدا جانے ارادہ کیا ہے اُس کا
لپٹ کر دل سے روتا ہے جگر آج

کرین وہ سر قلم میرا زہے بخت
ہوئی شاخِ تمنا بارور آج

کہان تک ضبطِ سوزِ ہجر اے دل
دھوان کچھ دے اُٹھا داغِ جگر آج

بدلتے ہی نظر بدلا زمانہ
اِدھر کی ہو گئی دنیا اُدھر آج

کہو اُن سے بچائین دامن اپنا
کہ ہے شعلہ فگن داغِ جگر آج

وہ شکلِ آئینہ خانہ نشین تھے
یہ کیا سوجھی جو آنکلے ادھر آج

جلیل آنکھون سے کیون بہتے ہین آنسو
یہ کس سے لڑ گئی تیری نظر آج

## ردیفِ جیم فارسی

وضعداری کا ہے نشا عشق کا آزار کھینچ
بیقراری کا ہے ایما حلق پر تلوار کھینچ

تیرے چھپنے سے غریبون کا بھلا ہوتا نہین
ہو سکے تجھ سے اگر قاتل تو ہان تلوار کھینچ

پارۂ کاغذ کو مین لیکر کہان رکھتا پھرون
اے مصورِ صفحۂ دل پر شبیہِ یار کھینچ

جلگیا یا بھن گیا دل اس مین میرا کیا قصور
آپ ہی نے تو کہا تھا آرۂ آتشبار کھینچ

وسعتِ وحشت سے کہو میرے گریبان مین ہے کیا
کھینچنا ہے تو نقابِ چہرۂ دلدار کھینچ

کر نظر اس پر کہ ہم کس کی ہین مشتاقِ جمال
حشر تک تو انتظار اے دیدۂ بیدار کھینچ

اُن کی پلکون کا دلِ وارفتہ کرتا ہی جو وصف
آنکھ کہتی ہے نہ کانٹون مین مجھے اے یار کھینچ

وہ یہ کہتے ہین کہ مین عشاق سے کیونکر ملون
ہے کدورت کا تقاضا بیچ مین دیوار کھینچ

سامنے آیا جو دل غمزے نے قاتل سے کہا
تیرِ مژگان چھوڑ تیغِ ابروِ خمدار کھینچ

پھول ہین جتنے چمن مین ہین بہت نازک مزاج
دم بدم نالے نہ تو اے بلبلِ گلزار کھینچ

مین وہ مجنون ہون کہ دل کہتا ہے مجھ سے اے جلیل
پھاڑ کر دامانِ صحرا دامنِ کہسار کھینچ

## ردیفِ حائے حُطّی

وہ ہنستے بولتے ہین سب سے آدمی کی طرح
ہمین سے اُڑتے ہین ہر بات مین پری کیطرح

دکھا رہا ہون دلِ صاف آرسی کی طرح
اُتارتا ہون اُنہین شیشے مین پری کیطرح

یہ چھیڑ کیا ہے کہ وہ خون روے دیتے ہین
ہمارے زخمون پہ ہنسئے مگر ہنسی کی طرح

ہمارا پیار ہے اُن کے لئے نسیمِ بہار
کہ منہ جو چوم لیا کھل گئے کلی کی طرح

قرارِ مجمعِ عشاق مین کہان اُن کو
دلون مین دوڑتے پھرتے ہین وہ خوشی کیطرح

ہمارے بوسون نے جسنے دیا کسیکا رنگ
مسی بھی اُڑ گئی اُن ہونٹون سے ہنسی کی طرح

بڑھی شباب کی شوخی تو اور لگ گئے پر
جوان ہوتے ہی اُڑنے لگے پری کیطرح

جو دیکھ لیتے عدو میری شکلِ حیرانی
نہ گھورتے ہمین آئینے آرسی کی طرح

بنے ہین ناصح و واعظ بھی اب مرے غمخوار
کہین نہ غم کو بھی رونا پڑے خوشی کی طرح

بہار پھولون کی ناپائدار ہے کتنی
ابھی تو آئی ابھی اُڑ گئی ہنسی کی طرح

اِدھر مین لیتا ہون بوسے لبون کے اور اُدھر
شبِ وصال اُڑی جاتی ہے مسی کیطرح

پھرین جو نزع مین آنکھین تو رُخ بدل کے کہا
کہ ہان پسند ہے ہمکو یہ بے رخی کی طرح

وہ رشکِ ماہ رہا جلوہ گر یہان جب تک
ہماری آنکھین رہین فرش چاندنی کی طرح

ہمین نے چال سکھائی حلال کرنے کی
ہمین سے نوک کی لیتے ہو تم چھری کیطرح

تمہارے سامنے لیلےٰ پہ رنگ روپ کہان
بجھی بجھی سی ہے چھوٹی ہوئی مسی کی طرح

یہ کیا ادا ہے کہ لی چٹکی اور اُٹھ کے چلے
جو آے ہو تو ذرا بیٹھو آدمی کی طرح

**جلیل** گوشۂ عزلت کو مغتنم جانو
کرے گا کوئی رفاقت نہ بیکسی کی طرح

یون تو بسمل ہے ترا سارا جہان میری طرح
پر تڑپنے لوٹنے والا کہان میری طرح

مین نہ پہونچونگا جو کوے یار تک کچھ غم نہین
میرے نالے تو نہین کچھ ناتوان میری طرح

پاؤن پھیلاے ہین کیا کیا میرے اشک و آہ نے
ہین مصیبت مین زمین و آسمان میری طرح

اللہ اللہ کوے جانان کی زمین ہے وہ زمین
سیکڑون بیٹھے ہین گھر چھوڑے جہان میری طرح

شاخ کیا ہر برگِ گل سے دل ہے وابستہ مرا
گر کوئی باندھے تو باندھو آشیان میری طرح

مین نے پھولون کو بھی دیکھا باغ مین کانٹون کو بھی
نازنین تیری طرح ہین ناتوان میری طرح

گل اگر بجلی سے چھوٹا آج صرصر لے اُڑی
ہو نہ دشمن کا بھی یارب آشیان میری طرح

وہ جوان جب سے ہوے ہین کہتے ہین یہ ناز سے
کیا کریگا ظلم پہ پیرِ آسمان میری طرح

بیخودی کے ہین مزے جیسے گئے ہوش و حواس
کون سوئیگا لٹا کر کاروان میری طرح

قتل سے رُکتے جو تم ہو مین سمجھتا ہون اسے
چاہنے والا ملیگا پہر کہان میری طرح

مین یہ سمجھا قلقلِ مینا کو سُنکر ساقیا
لے رہا ہے کوئی بسمل ہچکیان میری طرح

مین تو دلکو ڈھونڈھتا ہون کوچۂ دلدار مین
تو مجھکا پڑتا ہے کیون اے آسمان میری طرح

ہائے رے افسردگی اُس دل کی جسکا قول ہو
ہو نہ کوئی پھول پامالِ خزان میری طرح

ہین یہی آہین تو گھر اپنا چمن مین رہ چکا
دیکھنا اُڑتا پھرے گا آشیان میری طرح

مین وہ ہون دیکھی ہین برسون جسنے آنکھین آپکی
کوئی ہوسکتا ہے کب جادو بیان میری طرح

میرے اشکِ چشم سے کہتا ہے وہ طفلِ حسین
مین چلون اُٹھ کر تو ہو تو بھی روان میری طرح

یار کی تصویر سے بہلے گا دل کیونکر جلیل
میری قسمت سے ہے وہ بھی بیزبان میری طرح

تو جو اے بلبل کرے آہ و فغان میری طرح
پھاڑ ڈالے جیب و دامن باغبان میری طرح

کیا زمانہ ہے وہی اب آفتِ جان ہوگئے
کہتے تھے جو ہے کوئی آرامِ جان میری طرح

مرمٹون سے یہ کدورت لے زمینِ کوے یار
پھٹ پڑے تجھپر بھی ظالم آسمان میری طرح

کچھ تو ہے زاہد جو چرچا ہے بتون کے حسن کا
ورنہ سودائی ہے کیا سارا جہان میری طرح

سوزِ دل کا حال کہہ سکتا ہے کون اُس بزم مین
شمعِ محفل کی بھی کٹتی ہے زبان میری طرح

اُف رے تاثیرِ محبت سُنتے سُنتے میرا حال
دردِ دل کرنے لگے وہ خود بیان میری طرح

دیکھو دیکھو آگئی وہ پاؤن تک زلفِ دراز
تو ہی اب تم بھی پہنو بیڑیان میری طرح

لیکے میرے اشک دامن مین یہ کہتی ہے زمین
خاک چمکائیگا تارے آسمان میری طرح

ہاے مٹی ہو رہا ہے ہجر مین لطفِ شباب
کاش میرا بخت بھی ہوتا جوان میری طرح

غنچۂ وگل پر بھی قاتل کر گیا ہے ہاتھ صاف
کوئی زخمی ہے تو کوئی نیمجان میری طرح

اپنے دل مین تجکو رکھ کر رات بھر بیدار ہون
کون ہو سکتا ہے تیرا پاسبان میری طرح

میری نادانی کہ ہے اُس سے نہ ملنے کا گلہ
چاہنے والا ہے جسکا اک جہان میری طرح

کوئی کیا سمجھے اندھیرے مین نکلتے ہین وہ کیون
اپنے سائے سے بھی ہین اب بدگمان میری طرح

جلوۂ جانان یہ کہتا ہے سما کر آنکھ مین
ہو تو لے کوئی عیان ہو کر نہان میری طرح

وہ مرے دل مین مکین ہو کر بہت ہی خوش ہوے
کہتے ہین سب کو ملے یارب مکان میری طرح

دیکھیے کیا کام کرتی ہے نزاکت وقتِ قتل
آج اُنکا بھی ہے گویا امتحان میری طرح

پرتوِ رخ کا تماشا جلوہ گہ مین دیکھیے
لوٹتی پھرتی ہین ہر سو بجلیان میری طرح

وصل کا وعدہ اور ایسا بیمزہ کیا بات ہے
کیا کسی کو اور بھی دی ہے زبان میری طرح

یون تو آوازِ جرس مین گرمیان ہوتی نہین
ہے یہ کوئی دل جلا گرمِ فغان میری طرح

رنگ میرا چھا گیا سارے چمن مین اے جلیل
بلبلین بھی ہو رہی ہین گلفشان میری طرح

## ردیفِ خاے معجمہ

ہے گلے مین جو اُن کے جوڑا سرخ
آج آنکھون مین ہے زمانا سرخ

کیون نہ دونی بہار ہو تم پر
سبز رنگ اور اُسپہ جوڑا سرخ

کسقدر شوخ ہے شراب کا رنگ
ہو رہا ہے تمام مینا سرخ

کسنے دھوے ہین ہاتھ منہدی کے
ہو رہا ہے جو آج دریا سرخ

موسمِ گل ہے پھول پھولے ہین
کون کرتا ہے خون کا دعوےٰ
خوش جمالون کا ایک رنگ نہین
خون کرتی ہے پارسائی کا
وہی قاصد مکان ہے قاتل کا
کسنے پلٹا کے آج پیار کیا

دیکھنا باغ کیا ہے سُرخا سُرخ
آپ کیون کر رہے ہین چہرا سُرخ
یاسمن ہے سفید لالا سُرخ
سبز بوتل مین ہے جو صہبا سُرخ
جسکے در پر پڑا ہو پردا سُرخ
ہو رہے ہو جو تم سراپا سُرخ

لبِ رنگین کے وصف سے ہین جلیل
میرے دیوان کے سب اجزا سُرخ

## ردیفِ دالِ مہملہ

موسٰی سے کہو دیکھ لین رخسارِ محمدؐ
اس درجہ بڑھی گرمیِ بازارِ محمدؐ
سوتے سے جگا دے میری قسمت کو الٰہی
قسمت دلِ صد چاک کی دم بھر مین سلجھ جاے
لطفِ شبِ معراج بڑھانے کیلیے ہین
جنت کو کہین ڈھونڈنے جانا تو نہین ہے
ملتی ہے سزا کے عوض آسائش کونین
کہدو کہ بُلائین نہ مجھے خلد مین حورین
گزرے جو سرِ شام اُدھر عاشقِ گیسو

اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ
اللہ ہوا آپ خریدارِ محمدؐ
سوتے مین دکھاوے مجھے دیدارِ محمدؐ
اُلجھن تو کہین گیسوئے خمدارِ محمدؐ
وہ لٹکے ہوے گیسوئے خمدارِ محمدؐ
دیکھو نہ وہ کیا ہے پسِ دیوارِ محمدؐ
صد شکر کہ ہون بھی تو گنہگارِ محمدؐ
اچھا ہون تہِ سایۂ دیوارِ محمدؐ
لینے کو بڑھا سایۂ دیوارِ محمدؐ

پی جائے اگر چشمۂ کوثر بھی وہ سارا
پہ مُنہ نہین یارب جو کہون درپہ جگہ دے

سیراب نہ ہو تشنۂ دیدارِ محمدؐ
ہو جائے ٹھکانا پس دیوارِ محمدؐ

قبلے کی نہین سمت جو معلوم تو کیا غم
ہین یاد جلیل ابروِ خمدارِ محمدؐ

## ردیفِ دالِ ہندی

باغبان کو غنچہ وگل پر گھمنڈ
غور سے دیکھو تو کچھ بیجا نہین

غنچہ وگل کو ہے بلبل پر گھمنڈ
مجکو تم پر خار کو گل پر گھمنڈ

میرے نالے پر وہ سب بُت بنگئے
جنکو تھا ناقوس کے غل پر گھمنڈ

لاکھون اے صیاد اُس کے ہین اسیر
تجکو ہے صرف ایک بُلبل پر گھمنڈ

تاجِ شاہی پر نہین جم کو غرور
جس قدر ہے ساغرِ مل پر گھمنڈ

تم اُٹھا کر حشر سمجھا دو اُنہین
جنکو ہے دورِ تسلسل پر گھمنڈ

راستی کو ہے قدِ موزون پہ ناز
پیچ وخم کو اُس کی کاکل پر گھمنڈ

کیا کرون اُس سے تغافل کا گلہ
ہو جسے اپنے تغافل پر گھمنڈ

اب وہی بے صبر دل مشہور ہے
تھا جسے صبر وتحمّل پر گھمنڈ

تاکجا اے اہلِ دنیا تاکجا
دولت وجاہ وتجمّل پر گھمنڈ

نازِ دولت ہے امیرون کو جلیل
ہم فقیرون کو توکل پر گھمنڈ

## ردیفِ ذال معجمہ

کرے گا وہ کسی عامل سے لیکے کیا تعویذ
مریضِ غم کے لئے ہے عبث دعا تعویذ

گرے نامہ اگر گر پڑا تو کیا ہوگا
گلے کا اپنے اسے نامہ بر بنا تعویذ

خدا کرے وہ چلے آئین فاتحے کیلئے
اثر دکھائے کہین میری قبر کا تعویذ

گمان ہوا کوئی تارا فلک سے ٹوٹا ہے
جو رات بازوِ جانان سے کھُل پڑا تعویذ

نگاہِ بد کی جو حاسد نے تیغ چمکائی
سپر بنا وہین بازوے یار کا تعویذ

سُنا دیا جسے اک شعر ہو گیا تسخیر
مری غزل بھی کوئی نقشِ حب ہے یا تعویذ

تمہارے آتے ہی دردِ جگر روانہ ہوا
کسی نے گھول کے گویا پلا دیا تعویذ

جگہ ہے زلفِ حسینان مین راتدن تیری
ملے ہین تجکو بھی کیا طالعِ رسا تعویذ

جلیل شیشے مین اترا نہ وہ پری رخسار
بہت عمل کئے لکھے ہزار ہا تعویذ

## ردیفِ رائے مہملہ

تکلیف اُٹھاتے ہین بہت گھر سے نکلکر
جانا نہ کہین تم دلِ مضطر سے نکلکر

قاتل جو چلین پیاسے ہین ہم گھر سے نکلکر
دوڑے ابھی پانی ترے خنجر سے نکلکر

ہستی و عدم دونون ہمارے ہی لئے ہین
اُس گھر مین چلے جائینگے اِس گھر سے نکلکر

افسوس کہ مُڑ کر بھی تو دیکھا نہ اثر نے
تڑپا کئے نالے دلِ مضطر سے نکلکر

دنیا ہی سے ہم اُٹھ گئے اُٹھکر ترے در سے
اللہ کے گھر پہنچے ترے گھر سے نکلکر

بڑھ چلی ہے جب آہ تو کہتے ہین وہ ہنسکر
جائیگی کہان زلفِ معنبر سے نکلکر

آنسو تھے کہ وحشی ترے اللہ رے تباہی
منھ گھر کا نہ پھر دیکھ سکے گھر سے نکلکر

کیا ناک مین دم وحشتِ دل سے ہے کہ ہر دم
کہتی ہے کہ صحرا کو چلو گھر سے نکلکر

زلف اُن کی سنواری تو وہ سیدھے ہوے مجھسے
بل آ گئے بالون مین مقدّر سے نکلکر

ہان سچ ہے نہین تم نے سُنے رات کی نالے
گھبراے سے پھرتے تھے ہمین گھر سے نکلکر

دیکھا نہ گیا یہ بھی کہ مین قبر مین سوتا
فتنون نے جگایا تری ٹھوکر سے نکلکر

دروازے پہ اک خلق پڑی لوٹ رہی ہے
کیا سیر ہے دیکھو تو ذرا گھر سے نکلکر

ڈرتے ہین وہ محشر سے تو سمجھاتی ہے شوخی
چلدینگے کہین عرصۂ محشر سے نکلکر

قابو سے نکلنے مین تو مشتاق بہت ہو
جب جانین کہ جاؤ دلِ مضطر سے نکلکر

سیدھے ہوے تیور تو نظر ہو گئی ٹیڑھی
بل تیر مین آیا ترے خنجر سے نکلکر

جب آئینہ رو کہکے بلایا تو وہ بولے
جاتا نہین آئینہ کہین گھر سے نکلکر

اچھا ہوا برباد رہین رات بھر آہین
یہ پوچھو کہ گئین کیون دلِ مضطر سے نکلکر

کچھ کہیے جلیل اُن سے ضرور آپ سے بگڑی
رنجش کوئی جاتی بھی ہے تیور سے نکلکر

چلے ہاے دم بھر کو مہمان ہو کر
مجھے مار ڈالا مری جان ہو کر

یہ صورت ہوئی ہے کہ آئینہ پہرون
مرے مُنہ کو تکتا ہے حیران ہو کر

بگڑنے مین زلفِ رسا کی بن آئی
لیے رُخ کے بوسے پریشان ہو کر

پسِ ذبح گردن جھکانا ستم تھا
لٹایا ہے کیا کیا پشیمان ہو کر

جوان ہوتے ہی لے اڑا حسن تمکو
پری ہو گئے تم تو انسان ہو کر

نہ کھینچ اب بہت پیا کرنے دے خنجر
لپٹ جا گلے سے گریبان ہوکر

مین قربان کہنا بھی مشکل ہے مجھکو
وہ کہتے ہین دکھلا دو قربان ہوکر

نہ نکلے کبھی گھر سے اللہ رے عصمت
سہے دل ہی مین دل کا ارمان ہوکر

نہ آخر بچا پردۂ رازِ دشمن
ہوا چاک میرا گریبان ہوکر

حواس آتے جاتے رہے روزِ وعدہ
مری جان ہوکر ترا دھیان ہوکر

کرم مین مزہ ہے ستم مین ادا ہے
مین راضی ہون جو تجھکو آسان ہوکر

جدا سر ہوا پر ہوے ہم نہ ہلکے
رہی تیغ گردن پر احسان ہوکر

بتون کو جگہ دل مین دیتے ہو توبہ
**جلیل** ایسی باتین مسلمان ہوکر

رازِ دل چھپ نہین سکتا ہے معمّا بنکر
ایک دن مُنہ سے نکلجائیگا نالا بنکر

خالِ رُخ جلوہ نما ہوتا ہے کیا کیا بنکر
آنکھ مین آنکھ کا تل دل مین سویدا بنکر

ناز سے کہتی ہے وہ زلفِ چلیپا بنکر
بُو مری سر مین سما جاتی ہے سودا بنکر

جتنے آئینے ہین سب تکتے ہین صورت میری
آئینہ خانے مین آیا مین تماشا بنکر

مین ہی بیمار نہین آنکھ تو دیکھو اپنی
کیا بنایا مریجان تم نے مسیحا بنکر

قتل کے بعد مرے چہرے پہ رنگت کیسی
پھوٹ نکلی ہے وفا خونِ تمنّا بنکر

وہین یار کا نقشہ نہ اُڑا نا بہزاد
رنگ تصویر سے اُڑ جاے گا عنقا بنکر

نکلے سینے سے مرے تیر دو پیکان نہ کبھی
کوئی دل بن کے رہا کوئی کلیجا بنکر

اُن پہ مرتے ہی رہین گے یو ہین مرنیکو آئے
موت کا کیا وہ بگاڑین گے مسیحا بنکر

خواب مین یار کے آنیکا جو آتا ہے خیال
آنکھ کھل جاتی ہے آغوشِ تمنّا بنکر

اُن کو پردے میں بھی ہے شوق نموداری کا
آنکھوں مین رہتے ہین وہ آنکھ کا تارا بنکر

شامِ غربت کی ادا قیس سے پوچھے کوئی
بال کھولے ہوے حور آئی ہے لیلے بنکر

دیکھنا کشتۂ رفتار جیئے اُٹھتے ہین
حشر اُٹھا ہے ترے کوچے سے مسیحا بنکر

عارض و ابرو و خال آپ کے کیا چمکے ہین
مہر بنکر مہِ نو بنکے ستارا بنکر

آبداری تری تلوار کی دیکھی ہم نے
سوکھے گھاٹ اُس نے اُتارا ہمین دریا بنکر

دل کو ناوک سے اُڑانا کوئی آسان نہ تھا
اُڑ گیا رنگِ رخِ یار نشانا بنکر

نعتیہ

کفِ دست و لب و رخ آپ کے مشہور ہوے
حُسنِ یوسف دمِ عیسےٰ یدِ بیضا بنکر

پیار کی آنکھ چلا لیتی ہے ہم کشتوں کو
کام کر جاتے ہین بیمار مسیحا بنکر

عشق کا کل سے نہ چھوٹے گی کبھی جان جلیل
عمر بھر ساتھ رہے گا ترے سایا بنکر

اور اترائین گے وہ برقِ تجلّے بنکر
آرسی گھورتی ہے دیدۂ موسےٰ بنکر

گوشہ گیری سے بھی شہرت مری کچھ کم نہ ہوی
پر نکالے مرے مضمون نے عنقا بنکر

پیرہن پھاڑ کے بوگل کی نکل بھاگی ہے
باغ مین فصلِ بہار آئی ہے سودا بنکر

بزم مین بیٹھ کے کیا کیا نہ اُٹھائے فتنے
ستم آرا وہ بنے انجمن آرا بنکر

دُرِ مضمون کا ہے وہ جوش کہ اللہ اللہ
لہرین لیتی ہے طبیعت مری دریا بنکر

حسرتِ دید کی تاثیر اسے کہتے ہین
پُتلیان قیس کی پھرنے لگین لیلے بنکر

ایک پیکان نے کیا خون ہمارے دل کا
ایک قطرے نے ڈبویا ہمین دریا بنکر

دلمین چبھنے سے ادا اور ہوی مژگان کی
نوک کی لینے لگی خارِ تمنّا بنکر

نعتیہ

بانکپن حسن کا افلاک کو دکھلانا تھا
چاند کے ٹکڑے کئے چاند کا ٹکڑا بنکر

مار ڈالا نگہِ لطف سے اک عالم کو
ملک الموت ہوے تم تو مسیحا بنکر

اپنے مرنے کا کسے غم ہے غم اس کا ہی مجھے
جان نکلی مرے دشمن کی تمنّا بنکر

عشق بھروپ تھا جو چشم و دل و سر مین رہا
کہین حیرت کہین وحشت کہین سودا بنکر

ہاتھ دھونا ہو جسے جینے سے اپنے دھولے
تیغ یار آج روانی پہ ہے دریا بنکر

بوسہ دے لو تو یہ دل زلف مین اپنی رکھو
نقد ٹھہرا ہے بگڑ جائیگا سودا بنکر

پھول ہین تازہ دم ایسے کہ ہنسے دیتے ہین
روح پھونکی ہے صبا نے دمِ عیسیٰ بنکر

یار نے گھر سے نکلنے کی قسم کھائی ہے
دلمین رہتا ہے مرے دل کی تمنّا بنکر

نقشِ پا کو نہ ستمگر نے پلٹ کر دیکھا
راہ تکتے ہی رہے چشمِ تمنّا بنکر

حشر کے روز نبی کا قدِ بے سایہ جلیل
سایہ ڈالے گا سرِ خلق پہ طوبیٰ بنکر

آنکھ چھلکی جو دمِ دید پیالا بنکر
بولے آیا ہے بڑا دیکھنے والا بنکر

اور بگڑے گا اب آشفتہ مزاجون کا مزاج
آج نکلا ہے مرا گیسوؤن والا بنکر

تم سلامت رہو برقع کے اُٹھانے والے
گھر مین آئے ہو مرے گھر کا اُجالا بنکر

ہم ہین اُس دود کے قائل جو چھپایا نہ چھپے
مُنہ کو آئے جو کلیجا بھی تو نالا بنکر

اب بگڑ کر مری آنکھون کو دکھا دو آنکھین
تمنے آئینے کا ارمان تو نکالا بنکر

کیا مزہ ہے اِدھر اُٹھی ہے دھوان دھار گھٹا
اُدھر آیا ہے مرا گیسوؤن والا بنکر

تم بڑھاؤ جو مرا دل تو بڑھے حُسنِ فغان
لطف دے نالۂ موزون قدِ بالا بنکر

بڑھ گیا حُسنِ سماعت سے مرے شعر کا حُسن
کان مین اُن کے پڑا کان کا بالا بنکر

ٹوٹنا خار کا سن مجھسے نہین دیکھا جاتا
پھوٹ بہتی ہے مری آنکھ بھی چھالا بنکر

داغ کھانے سے نکلتے ہین مضامین رنگین
لعل اُگلتی ہے طبیعت مری لالا بنکر

چکر آیا کئے اُس رُخ کے تصوّر مین ہمین
چاند کے گرد پھرے چاند کا ہالا بنکر

بعد استاد کے ہو لطفِ سخن خاک جلیل
شعر بھی مُنہ سے نکلتا ہے تو نالا بنکر

ستم ہے مبتلائے عشق ہو جانا جوان ہو کر
ہمارے باغِ ہستی مین بہار آئی خزان ہو کر

الٰہی خیر ہو جو لیکے ہین مجھسے دل میرا
وہی پھر آ رہے ہین آج مجھپر مہربان ہو کر

گُل و خارِ چمن میرا اُترا خاکا اڑاتے ہین
حسین و نازنین ہو کر نحیف و ناتوان ہو کر

یہی عالم ہے گر جوشِ جنون مین خاک اُڑانیکا
زمین بھی سر پہ اکدن آ رہے گی آسمان ہو کر

جوانی کی دعائین مانگی جاتی تھین لڑکپن مین
لڑکپن کے مزے اب یاد کرتے ہین جوان ہو کر

خدا رکھے دلِ مایوس مین امید باقی ہے
یہی گُل ہے جو بُو دیتا ہے پامالِ خزان ہو کر

بس اے واماندگی دم لیکے چلنے دے کہ اب ہمکو
تقاضا کر رہے ہین اشک آنکھون سے روان ہو کر

بڑھاپا چرخ کا تیری جوانی دونون قاتل ہین
ستمگر تو بنا ہے تیر ہو کر وہ کمان ہو کر

جدا اب ہو گئے ایسے کہ ملنا حشر پر ٹھہرا
وہی ہم تم ہین رہتے تھے جو باہم جسم و جان ہو کر

سب آخر اشکِ خون ہو ہو کے آنکھونسے ٹپک نکلین
کہانتک حسرتین رہتین مرے دل مین نہان ہو کر

نہ مانین وہ ہماری کچھ گلہ اس کا نہین لیکن
قیامت ہے کہ دم بھر مین نہین ہو جائے ہان ہو کر

سمجھتے ہین کہ ہے میری جوانی پیار کے قابل
ہماری قدر کرتے ہین وہ اپنے قدردان ہو کر

مجھے شبنم بنا رکھا ہے ان خورشید رویون نے
رُلاتے ہین نہان ہو کر ستاتے ہین عیان ہو کر

کرامت نام اس کا ہے اسے اعجاز کہتے ہین
سُنائین تلخ باتین یار نے شیرین زبان ہو کر

بہت خوش تھے کہ تمپر مرکے چھوٹے سب بکھیڑون سے
خبر کیا تھی کہ ہم برسون جئین گے نیمجان ہو کر

حسین ہین اُن کو ہر صورت سے دل قابو مین کر لینا
بگڑ کر مسکرا کر گرم ہو کر مہربان ہو کر

اُٹھان اُس فتنۂ قامت کی یہ سب سے کہلواتی ہے
جو یہ بچپن مین قیامت ہو وہ کیا ہوگا جوان ہوکر

ہمین وہ تھے کہ ہوتی تھی بسر پھولون کے غنچے مین
ہمین اب اے فلک تنکے چنین بے آشیان ہوکر

ہماری چشمِ تر کو چھیڑتے اب وہ بھی ڈرتے ہین
سمجھتے ہین کہ تھمنے کے نہین آنسو روان ہوکر

کلیجا چاہیے عشاق کی تربت پہ آنے کو
وہ بیٹھے فاتحہ خوانی کو اُٹھے نوحہ خوان ہوکر

**جلیل** آخر جو کی ہے شاعری کچھ کام بھی نکلے
کسی بت کو مسخر کیجیے معجز بیان ہوکر

غضب ڈھاتے ہین تیرِ ناز دل مین میہمان ہوکر
رہے تو دردِ دل ہوکر جو نکلے تو فغان ہوکر

اُچھالا گیسوؤن نے نام کیسا پا کے عارض کو
زمینِ حسن پر چھائے ہوے ہین آسمان ہوکر

ترنگین ہین جوانی کی جو رنگ اپنا دکھاتی ہین
کسی جا شوخیان ہوکر کہین بیتابیان ہوکر

اب آنکلے ہو گلشن مین تو دیکھو سیر جی بھر کر
غضب ہے تم بنو سروِ چمن سروِ روان ہوکر

نہ کی وہ بات جس سے سختیان سہتے رقیبون کی
سلامت ہم رہے بتّیس دانتون مین زبان ہوکر

درِ جانان سے آگے کب تحیر بڑھنے دیتا ہے
جو آتا ہے وہ رہجاتا ہے سنگِ آستان ہوکر

زبان درکار ہے معشوق کی تعریف کرنے کو
انھین جادو نگہ کہیے مگر جادو بیان ہوکر

نہالِ شمع مین کیا خوشنما اِک پھول آیا تھا
ستم ڈھایا نسیمِ صبح نے بادِ خزان ہوکر

تقاضا سن کا بھی اللہ کیا شے ہے کہ یوسف سے
زلیخا ناز کرتی ہے نئے سر سے جوان ہوکر

ستم کا کچھ نہین شکوہ مگر ہمکو یہ حیرت ہے
وہ کیونکر آفتِ جان ہو گئے آرامِ جان ہوکر

جو کچھ ضبطِ فغان سے جان پر گزری ہے کیا کہیے
کلیجا آگیا ہے بارہا منہ کو زبان ہوکر

کرون مین ضعف کا شکوہ تو جھٹلائین ابھی مجکو
نکلکر دل سے نالے آنکھ سے آنسو روان ہوکر

ستم پیشہ سہی وہ بھی مگر یہ فرق کیا کم ہے
ہوا مشہور گردون پیر ہوکر تم جوان ہوکر

توقع تھی کہ محفل مین کہے گی سوزِ دل میرا / ستم ہے بول جائے شمع بھی آتش زبان ہوکر

اُڑا کر مرقدون کی خاک صرصر کہتی پھرتی ہے / یہ تھے سب سرو و گل جو مٹ گئے نذرِ خزان ہوکر

جو نکلے تیر چٹکی سے یہ کہتے دل مین آ بیٹھے / رہین دشمن ہمارے طائرِ بے آشیان ہوکر

بتون نے گالیان دی دیکے اپنی بات بھی کھوئی / یہ جیسے ہین ہمین تھے کاش رہتے بیزبان ہوکر

نہ مین آہِ کشیدہ ہون نہ مین اشکِ چکیدہ ہون / الٰہی پھر تباہی مین ہون کیون بے خانمان ہوکر

لحد پر آنیوالون کا ہوا جو حشر کیا کہئیے / اُٹھی ہے شمع گل ہوکر اُٹھے ہین گل خزان ہوکر

جلیل اُستاد کا مصرع نہ بھولا ہے نہ بھولیگا / انا الحق بول اُٹھا منصور آخر بدگمان ہوکر

اچھّی کہی دل مین نے لگایا ہے کہین اور / یہ جب ہو کہ تم سا ہو زمانے مین حسین اور

کل شیخ کو میخانے مین اس حال سے دیکھا / دستار کہین جُبّہ کہین آپ کہین اور

تڑپا کے جو وہ دل کو چلے جان پکاری / کیا آپ کے ترکش مین کوئی تیر نہین اور

گردون پہ مہ و مہر گل و شمع زمین پر / اک جلوۂ جانان ہے کہین اور کہین اور

تڑپانے لٹانے کا مزے لطف تو جب ہے / اونچا ہو فلک اور کشادہ ہو زمین اور

مین عکس ہون آئینہ امکان مین تمہارا / تم سا جو نہین کوئی تو مجھسا بھی نہین اور

احباب جو کرتے ہین کرم حال پہ میرے / کہتا ہے جنون آئیے چل بیٹھین کہین اور

ہر بات پہ وان فرض ہے تلوار نکلنا / کی مین نے خوشامد تو ہوے چین بجبین اور

جاتے ہین مٹاتے ہوے وہ نقش قدم کو / کہدے کوئی اُن سے کہ ہے اک خاک نشین اور

آنکھ اُس نے ملائی تڑپ اُٹھا دلِ مضطر / تاکا تھا کہین اور پڑا تیر کہین اور

کیا بات ہے گر بوسۂ لب کر کے عنایت / تم مجھ سے کہو بس مین کہون تم سے نہین اور

اب دل ہے مرا مورد صد حسرت و حرمان
ہم بھولے ہوے راہ ہین اے کعبہ نشینو
دیتی ہے مزہ ناصیہ سائی ترے در پر
ایسا ہے کہ لوٹا ہی کرین خاک پہ عشاق
دل تھامے ہوے بیٹھے ہین بالین پہ وہ میرے
سو جھے مجھے کیا خاک تصوّر مین کسی کے

چھوڑا جو مکان تیتنے ملے اُسکو کہین اور
جاتے تھے کہین اور نکل آے کہین اور
اک سجدہ جو کرتا ہون تو کہتی ہے جبین اور
منشا ہے کہ ہموار ہو کوچے کی زمین اور
اک زور سے چٹکی نگہ نازِ پسین اور
آنکھین ہین کہین اور مرا دل ہے کہین اور

کچھ روز جلیل اپنی رہی گر یہی حالت
ڈھونڈہین گے فلک اور نکالین گے زمین اور

روتے ہو تم آتے جاتے میرا مدفن دیکھکر
توبہ رہ سکتی نہین ساقی کا جوبن دیکھکر
آہ کی مین نے جو اُن کا روے روشن دیکھکر
چشمِ گریان پر مجھے آتا ہے رونا اے جنون
فاتحہ پڑھتے وہ کیا پھرون کھڑے رویا کئے
بات کیا تھی جس سے موسیٰ کو غش آیا طور پر
ہو بھلا بجلی کا اک تنکا نہ چھوڑا باغ مین
دل بھر آیا رکھدئے رُخسار اُس نے قبر پر
سیر پھولون کی کرین کس دل سے ہم غربت نصیب
یان بھی دیوانے تمہارے کچھ نہ کچھ لائینگے رنگ
فاتحہ پڑھنے وہ بیٹھے تھے کہ میلا لگ گیا

کیا کہین گے اپنے دل مین دوست دشمن دیکھکر
پھول پہنے کی ہوس ہوتی ہے گلشن دیکھکر
آپ فرماتے ہین کیا جلتے ہین دشمن دیکھکر
پُرزے پُرزے آستین صد چاک دامن دیکھکر
شمع مدفن بن گئے عاشق کا مدفن دیکھکر
آج ہم سمجھے تمہارا روے روشن دیکھکر
مین یہ کہتا ہی رہا میرا نشیمن دیکھکر
پھول مرجھاے ہوے بالاے مدفن دیکھکر
دوستو تنکا غنچہ یاد آتا ہے گلشن دیکھکر
ہوتی ہین سرگوشیان محشر کا دامن دیکھکر
آے پروانے لحد پر شمع روشن دیکھکر

صورتِ مرغِ نظر آزاد ہونے سے رہے

بات ہی ایسی ہے پھر کیونکر نہ لوٹے روزِ حشر

اب وہی وہ آئینہ خانے مین آتے ہین نظر

ہائے سب اہلِ چمن کانٹا سمجھتے ہین مجھے

قتل کر مجکو کیا ہے اشک باری بھی کرو

سیرِ گل کا نام کیون لیتے اگر یہ جانتے

ہم تو سمجھے تھے کہ اب مٹ جائیگا اُنکا غرور

آج محشر ہو گیا گورِ غریبان مین بپا

خنجرِ خوش آب کے قاتل سبھی مشتاق ہین

ہم ابھی آتے ہین اے صیاد گلشن دیکھکر

بسمل اپنے ہاتھ مین قاتل کا دامن دیکھکر

آئینے کھوے گئے وہ روے روشن دیکھکر

شاخِ گل پر چار تنکون کا نشیمن دیکھکر

لوگ کیا سمجھین گے خون آلودہ دامن دیکھکر

دیکھنا ہوگا قفس بھی ہمکو گلشن دیکھکر

تنگ ہے وہ اور آئینے مین جوبن دیکھکر

چیخ اُٹھے وہ جو اک ٹوٹا سا مدفن دیکھکر

اپنا بیگانہ سمجھکر دوست دشمن دیکھکر

اُن کی صورت دیکھکر جیتے تھے تم تو اے جلیل

اب کہو کیا دل پہ گذری اُن کا مدفن دیکھکر

نصیبون سے ہوا کرتا ہے مرنا اچھی صورت پر

یقین تھا رحم آنے کا مجھے اپنی مصیبت پر

جرس کرتا ہے نالے دل پر اپنے چوٹ لگتی ہے

مصیبت ہو گئی ہے دوستون کی چارہ فرمائی

وہ صورت دیکھکر اپنی یہ صورت ہی نہین رہتی

جہان آئینہ دیکھا پھر کوئی دیکھے نظر اُن کی

کیا وعدہ ہی کیون تمنے وفا جب ہو نہ سکتا تھا

تجھے بے ذکر کے اب چین ہی آتا نہین واعظ

خدا شاہد ہمین تو ناز ہے اپنی محبت پر

مگر چیتون پکار اُٹھی سجانا بھولی صورت پر

کبھی رکھتے تھے قدرت ہم بھی اظہارِ محبت پر

عنایت تھی جو مجکو چھوڑ دیتے اپنی حالت پر

ترس آئے تو کیا آئے اُسے میری مصیبت پر

انھین خود پیار آجاتا ہے اپنی پیاری صورت پر

مناسب تھا کہ اسکو بھی اُٹھا رکھتے قیامت پر

مری نیت تو تھی ہی آفرین ہے تیری نیت پر

خدا رکھے وہان قتلِ عدو کیا وصلِ عاشق کیا
سبھی آسان ہے اُن کو اگر رکھ لین طبیعت پر

الٰہی شکر ہے اتنی سمجھ تو آ چلی اُن مین
کہ اب آنکھین جھکا لیتے ہین وہ نامِ محبت پر

عجب شے حُسن ہے جسنے کیا ہر عیب کا پردہ
نہین ظالم کوئی کیونکر کہے اس شکل و صورت پر

لپٹ پڑتے کسی دن گالیان دینے سے کیا حاصل
میری جان یہ سزا اچھی نہین جرمِ محبت پر

یہ پیہم تیشۂ فرہاد سے آواز آتی تھی
یہی سختی ہے تو پتھر پڑین ایسی محبت پر

تصدق جائیے اس بیکسی کے اب یہ حالت ہی
کہ رونا بھی نہین آتا یہان اپنی مصیبت پر

خزان پیشِ نظر تھی اُوس کیون پڑتی نہ پھولو پر
وہ ہنستے ہنستے آخر رو دیئے میری مصیبت پر

جلیلِ خستہ جان ڈوبا ہے گو بحرِ معاصی مین
مگر اُسکو بھروسا ہے الٰہی تیری رحمت پر

دمِ آخر بھی شوقِ دید صد رحمت ہی قاتل پر
گلے پر تیغِ قاتل ہے نظر ہے روئے قاتل پر

کہو ایمان لاؤ گے نہ اب بھی جذبِ کامل پر
لگایا تیر جب تمنے کلیجے پر پڑا دل پر

دوبارہ وہ سرِ بامِ تماشا جلوہ گر کیون ہو
غرض اتنی ہی تھی آ جائے دھبا ماہِ کامل پر

تمہارے حُسن کے قربان جادو اسکو کہتے ہین
وہی ہم ہین وہی دل ہے مگر قابو نہین دل پر

یہ سن بھی اللہ اللہ کچھ عجب تاثیر رکھتا ہے
شباب آنے سے جوبن پھٹ پڑا ہے ماہِ کامل پر

ہمیشہ خون کے دریا مین پیری یہ وہ مچھلی ہے
مگر دھبا نہ آیا دامنِ شمشیرِ قاتل پر

دھوان اُٹھے اگر رندون کے دل سے بزمِ ساقی مین
عجب قدرت نظر آئے گھٹا چھا جائے محفل پر

فلک نا اہل ہی کو دیتا ہے شہرت بے کمالون کو
کسی دن انگلیان اُٹھتے نہ دیکھین ماہِ کامل پر

ہوا کی چوٹ سے بھی اپنے شیشے کو بچاتا ہون
جب آہین کھینچتا ہون ہاتھ رکھ لیتا ہون دل پر

گواہی دے رہی ہین آپ چھینٹین خونِ ناحق کی
شہادت نامہ لکھا ہے مرا دامانِ قاتل پر

فروغِ حُسن جب چھپتا نہین وھوکا یہ ہوتا ہے
نقابِ رُخ نہین ابرِ تنُک ہے ماہِ کامل پر

ٹھکانا پوچھتے ہین سب تمہارا مجھسے آ آ کر
کوئی تصویر دو اپنی لگا دون مین درِ دل پر

تمہین کو شمعِ محفل آج کہنا زیب دیتا ہے
کہ اپنے حُسن سے چھائے ہوے ہو ساری محفل پر

فقط تم ہو جسے عشاق کے حلقے سے نفرت ہے
وگرنہ بارہا دیکھا ہے ہالہ ماہِ کامل پر

تمہارے دستِ نازک کے سبھی مشتاق رہتے ہین
اُچھلتا ہے کلیجا ہاتھ رکھتے ہو جو تم دل پر

تمنا تھی وہ مجکو ذبح کرتا اپنے کوچے مین
مرے سے لوٹتا پھر تا زمینِ کوے قاتل پر

کرون تعریف چہرے کی تو زلف اُنکی یہ کہتی ہے
تصدق رات کا ہے جو ہے رونق ماہِ کامل پر

تجھے اے رہروِ راہِ عدم کیون اتنی جلدی ہے
ذرا دم لے ملیگا خاک کیا رکھا ہے منزل پر

رگِ گل نے ملاتے پھرتے ہین موے کمر اپنا
وہ ڈورے ڈالنے آئے ہین گلشن مین عنادل پر

حرم گیا بتکدہ گیا مین اُسے گھر گھر پکار آیا
یہی اب جی مین آتا ہے کہ دستک دون درِ دل پر

**جلیل** اس راہ مین موقع نہین آرام لینے کا
تھکن اپنی مٹا لینا پہونچ جانا جو منزل پر

دُو گل کا یہ مشغلہ ہے کہ اطمینان پیدا کر
نہ ہو سامان کا پابند یا سامان پیدا کر

نہ کچھ سامان پیدا کر نہ کوئی شان پیدا کر
محبت ہے بڑی دولت یہ تا امکان پیدا کر

کرے جو دل کو زندہ دل مین وہ ارمان پیدا کر
کسی پر جان دینا ہے تو پہلے جان پیدا کر

اجل سر پر ہوس دل مین ذرا سا وقت فرصت کا
جو کچھ کرنا ہے پیدا جلد اے نادان پیدا کر

مزہ تصویر کا اُس وقت آئے گا مصوّر کو
کہیگا اُس سے جب خالق کہ اسمین جان پیدا کر

نہ ہو دیوانہ مت بیٹھ کر پریون کی صحبت مین
اگر انسان بننا ہے کوئی انسان پیدا کر

ملا ہے یہ سبق اُسکو کتابِ نوجوانی سے
حیا مین شان پیدا کر ادا مین آن پیدا کر

وہ لذت قتل مین پائی کہ لب پر یہ دعا آئی
الٰہی اور بھی میرے لئے اک جان پیدا کر

مدد اے وسعتِ دل پاؤن پھیلائے ہین وحشت نے
تقاضا مجھ سے ہی کوئی کھلا میدان پیدا کر

وہ جس محنت سی جس صورت سی ہاتھ آئے غنیمت ہی
جو یون پیدا نہ ہو جانان تو کھو کر جان پیدا کر

بھڑک اٹھی تھی جس سے آتشِ شوقِ دلِ موسیٰ
وہی انداز باتون مین ترے قربان پیدا کر

بھڑکتی آگ مین لے دل پتنگا کود پڑتا ہے
تجھے بھی عشق کرنا ہے تو اتنی جان پیدا کر

سمائین گے کہان ظالم خرامِ ناز کے فتنے
جو چلنا ہے تو پہلے حشر کا میدان پیدا کر

وہ کہتے ہین تجھے اس حال پر شوقِ شہادت ہے
جگر مین خون پیدا کر بدن مین جان پیدا کر

تری صورت کا نظّارہ بہت دشوار سنتا ہون
خدا کے واسطے صورت کوئی آسان پیدا کر

مرے دل کو وہ کھوئین مین کرون پیدا تماشا ہے
کوئی دن مین کہین گے جان لیکر جان پیدا کر

رلایا خود مجھے ہنس ہنس کے اب ارشاد ہوتا ہے
کہا تھا تجھ سے کس نے بے ادب طوفان پیدا کر

وہ گویا آئینے مین عکس کو اپنے سکھاتے ہین
یہ تیور یہ ادا یہ تمکنت یہ شان پیدا کر

جلیل اکثر کہا کرتا ہے وہ عیسیٰ نفس مجھ سے
کہ ہم مُردے جلائین تو سخن مین جان پیدا کر

سوزِ فراق سے ہے بنی اپنی جان پر
اتنا کہا تھا پڑ گئے چھالے زبان پر

ساقی پھر آرہی ہے گھٹا آسمان پر
بجلی گرے گی پھر مری توبہ کی جان پر

ہنسیے جو غیر سے تو اُسی کے مکان پر
بجلی گرائی جاتی ہے کیون میری جان پر

دل کی خبر تو لیتے ہین یاد اپنی بھیج کر
اُسکی خبر نہین جو گزرتی ہے جان پر

جلنے سے مین بچا تو فلک کو جلن ہوئی
بجلی زمین سے اُٹھ کے گری آسمان پر

مین کیا بتاؤن آبلہ پائی کا ماجرا
کانٹون سے پوچھ لو کہ ہے سب کی زبان پر

آہون کی فوج لے کے چلی ہے دعا مری
اچھا ہے کچھ دباؤ پڑے آسمان پر

مقتل مین سب کے بعد ملی مجھ سے تیغِ ناز
محفل ہوئی تمام مری داستان پر

حیران ہو گیا مین گلی تیری دیکھ کر
کھلتا نہین زمین پہ ہون یا آسمان پر

انجام کیا ہو دیکھیے آپس کے رشک کا
آیا ہے دل جو یار پہ صدمہ ہے جان پر

ہین رونقِ جہان یہی دو ایک صورتین
تم ہو زمین پہ شمس و قمر آسمان پر

انکار کا گمان ہو نہ اقرار کا یقین
یہ بات ختم ہو گئی اُن کی زبان پر

مین کیون کہون کہ تم کو ستم مین کمال ہے
چڑھ جاے گا دماغ ابھی آسمان پر

مین جانتا ہون اُن کو اور اُن کے عتاب کو
بگڑے ہین اس غرض سے کہ بنجائے جان پر

اونچا بہت ہوا ہے غبارِ دلِ حزین
اِک روز خاک ڈالے گا یہ آسمان پر

واعظ کو عین وعظ مین وجد آگیا جلیل
بنت العنب کا نام جو آیا زبان پر

نازک بہت ہو رحم کرو اپنی جان پر
دیکھو کمر کسو نہ مرے امتحان پر

عیسےٰ نہ یہ بتا کے گئے آسمان پر
ملتی ہے دردِ دل کی دوا کس دُکان پر

ہم تو ہین تیرے نقشِ قدم پر مٹے ہوے
مرتا ہے کوئی نام پہ کوئی نشان پر

چاٹا ہے تیغ کیا کسی دیوانے کا لہو
عالم ہے خار کا تری سوکھی زبان پر

ایک اِک ستارہ داغِ جگر ہے بنا ہوا
کس دل جلے کا صبر پڑا آسمان پر

ناحق یہ کوستے ہو کہ اندھا ہو آئینہ
دنیا کی آنکھ پڑتی ہے اچھے جوان پر

بجلی جو گرتی ہے یہ عنایت اُنھین کی ہے
شوخی سے کی تھی ایک نظر آسمان پر

دیکھین سوالِ وصل کا ملتا ہے کیا جواب
قسمت کا فیصلہ ہے تمہاری زبان پر

آئینے سے وہ کہتے ہین رکھکر کلاہ کج
ڈالے نظر تو ایسے نکیلے جوان پر

کیا داد دون ستم کی ترے مختصر یہ ہے
دعوے کسیکو اب نہ رہا آسمان پر

تلوؤن کا خون چوس کے کانٹے نہال تھے
روتے ہین اب کہ پڑ گئے چھالے زبان پر

تیری گلی کی خاک پہ لوٹا کیا جو دل
بجلی تڑپ تڑپ کے رہی آسمان پر

تیغِ ادا کی دھاک نہ مقتل مین پوچھیے
اب تو قضا بھی کھیل کے آتی ہے جان پر

خورشید و ماہ ہو نہین سکتے ترا جواب
یہ بات دوسری ہے کہ ہین آسمان پر

شب بھر مرے جلانے کو کہتی رہی یہ شمع
جو دل مین ہے کسی کے وہ اپنی زبان پر

جس کو خدا بنائے وہ عاشق بنے جلیل
کس مُنہ سے لاؤن نام محبت زبان پر

گل کی طلب مین بن گئی بلبل کی جان پر
کی وہ فغان کہ پڑ گئے کانٹے زبان پر

سجدہ کیا ہے جب سے ترے آستان پر
دنیا کی آنکھ پڑنے لگی آسمان پر

کھوئے ہوئے حواس کو ڈھونڈون مین اب کہان
شاید وہ رہ گئے کسی مے کی دُکان پر

چُن چُن کے عاشقون کو ملاتے ہین خاک مین
احسان کر رہے ہین وہ آج آسمان پر

پیرو فقط زمانہ نہین اُن کی چال کا
فتنے بھی چل رہے ہین قدم کے نشان پر

کہتا ہے نازِ حُسن یہ اُن سے دمِ خرام
رکھیے قدم زمین پہ دماغ آسمان پر

کس کو خبر یہ تھی کہ نہ پوچھوگے بات بھی
ہم نے تو دل دیا تھا تمہاری زبان پر

لا ساقیا کہ آج درِ فتنہ بند ہے
چھایا ہوا ہے ابرِ سیاہ آسمان پر

تھوڑی سی بیخودی کی ہین بھی تلاش ہے
پوچھین گے چل کے پیرِ مغان کی دُکان پر

زیرِ لحد چمکتے نہین میرے داغِ دل
مُنہ پھیرے ہنس رہی ہے زمین آسمان پر

درد اپنے دل کا بُلبلِ نالان سُنائے جا
گُل کان مین لگائے تری داستان پر

اک دن کہا تھا مین نے محبت کا ہو بُرا
وان جب سے چڑھ گیا ہے یہ فقرہ زبان پر

ہم بھی وہ تھے کہ مِشکلے سِتم کا عوض لیا
اُڑ اُڑ کے اپنی خاک پڑی آسمان پر

اپنے قدِ خمیدہ کو سیدھا نہ کر سکا
رستم کا بھی نہ زور چلا اس کمان پر

ہمنے پیا تھا بادۂ وحدت ازل کے دن
ہے کچھ کچھ ابھی تک اُس کا مزہ ہے زبان پر

بعدِ فنا ہے نام بلند اپنا اے **جلیل**
زیرِ زمین بھی جا کے رہے آسمان پر

کیون کر ترا دماغ نہو آسمان پر
تارے ہین سجدہ ریز قدم کے نشان پر

آہ و فغان سے بنگئی بُلبل کی جان پہ
اور گل وہ ہین کہ جن کبھی رینگی نہ کان پر

تڑپون جو لاؤن نامِ محبت زبان پر
دل مین اگر چھپاؤن تو بنتی ہے جان پر

سینے سے چرخِ پیر لگائے ہے چاند کو
کچھ عشق منحصر نہین بوڑھے جوان پر

رہتی ہے اس کے ہاتھون جو گردش مین آسیا
رو رہ کے دانت پیستی ہے آسمان پر

اوصاف اپنے حُسن کے مجھ سے نہ پوچھیے
جو دل مین ہے وہ آ نہین سکتا زبان پر

پہونچی ہے زیرِ عرش برین خاکِ عاشقان
ہو لطف پھٹ پڑے جو زمین آسمان پر

دو دن کی ہے بہارِ چمن اُسپہ ناز کیا
پھولون کو آ رہی ہے ہنسی باغبان پر

گلہائے داغِ دل کو گلے باندھون آہ کے
سہرا چڑھاؤن پھولون کا مین اس نشان پر

بہ چشمِ سیادست کا پلکون مین ہے وہ رنگ
جیسے ہو بھیڑ شام کو مٹھے کی دکان پر

اُس مہ جبین کے زیرِ قدم جب سے آئی ہے
آوازے کس رہی ہے زمین آسمان پر

معلوم ہے سوالِ نکیرین کا جواب
لیکن یہان کسے ہے بھروسا زبان پر

لاکھون تڑپ کے مر گئے تیور وہی رہے
چُن چُن کے پھول توڑے ہین بُلبل کے سامنے
دل توڑ کر ہین نالے پہ نالہ اگر کرون
مین سوزِ دل چھپانے مین کم شمع سے نہین

قربان جائیے تری اس آن بان پر
بجلی نہ کوئی ٹوٹ پڑی باغبان پر
پھٹ پھٹ کے آسمان گرے آسمان پر
کاٹون زبان آہ جو آئے زبان پر

مضمون تازہ ہو کہ نہ ہو لیکن اے جلیل
ایسا کہو کہ حرف نہ آئے زبان پر

## ردیف رائے ثقیلہ

چلکر نہ زلفِ یار کو تو اے صبا بگاڑ
عاشق کو ہر طرح ہے مصیبت کا سامنا
مین کیون کرون کسی کو مکینِ مکانِ دل
موقوف ایک دو پہ نہین یار کا عتاب
ہوتی تھی عاشقون مین بڑے لطف سے بسر
ایسے مریضِ عشق کا کس سے علاج ہو
نازک مزاج یار کا برتاؤ کیا کہون
اچھون مین عیب بھی ہو تو داخل ہنر مین ہے

اندھیر ہوگا اُس سے اگر ہو گیا بگاڑ
اچھا ترا طلاپ نہ اچھا ترا بگاڑ
مین کیون کہون کسی سے کہ تو گھر مرا بگاڑ
اس سے جُدا بگاڑ ہے اُس سے جُدا بگاڑ
بیٹھے بٹھائے آپنے کیون کر لیا بگاڑ
پیدا کرے مزاج مین جسکے دوا بگاڑ
دو دن رہا ملاپ تو برسون رہا بگاڑ
رکھتا ہے سو بناؤ تری زلف کا بگاڑ

اچھا ہوا جلیل سے تم صاف ہو گئے
اغیار نے تو ڈال دیا تھا بُرا بگاڑ

## ردیفِ زاے معجمہ

سلطانِ عرب کے نورِ نظر سلطان الہند غریب نوازؒ
ایمان کے شجر عرفان کے ثمر سلطان الہند غریب نوازؒ

اللہ نے رتبہ خاص دیا - ولیوں کا تمہیں سرتاج کیا
وہ سب ہیں ستارے تم ہو قمر سلطان الہند غریب نوازؒ

تم قبلۂ جان تم کعبۂ دین ہین خاک نشین تم عرش نشین
تم دستِ عطا ہین دست نگر سلطان الہند غریب نوازؒ

ارشاد ہو اب بندہ پرور یہ فیض و عطا کا چھوڑ کے در
مین جاؤن کہان مین جاؤن کدھر سلطان الہند غریب نوازؒ

ملجاے مرادِ دلی ورنہ میرا ہے یہین جینا مرنا
چوکھٹ ہے تمہاری اور یہ سر سلطان الہند غریب نوازؒ

بیچارہ و خستہ و زار ہون مین تم دیکھ لو سینہ فگار ہون مین
درکار ہے چارۂ دردِ جگر سلطان الہند غریب نوازؒ

اے خواجۂ خلق معین الدین مقبول ہو عرضِ جلیلِ حزین
ہو جاے ادھر بھی ایک نظر سلطان الہند غریب نوازؒ

## ردیفِ سین مہملہ

کیا خوشنما ہین داغ مرے دل کے آس پاس | تارے ہون جسطرح مہ کامل کے آس پاس

دولھا کی ہے برات کہ یہ قتل گاہ ہے
کشتے پڑے ہین سیکڑون قاتل کے آس پاس

عشاق بار پاتے نہین بزم یار مین
پروانون کا ہجوم ہے محفل کے آس پاس

منشا یہ ہے کہ ہاتھ لگائے نہ اسکو موت
خنجر لیے وہ پھرتے ہین بسمل کے آس پاس

گھر پر مرے حسینون کا میلا لگا ہے آج
دل بیچ مین ہے اور ہین سب دل کے آس پاس

لیلے یہ آہِ گرم کسی دل جلے کی ہے
بجلی سی کوندتی ہے جو محمل کے آس پاس

حاجت نہ دام کی ہے نہ دانے کی باغبان
دو چار پھول رکھدے عنادل کے آس پاس

مجنون کے اشتباہ سے لیلے کا ہے یہ حکم
آنے نہ پائے گرد بھی محمل کے آس پاس

ہشیار اے جلیل یہ الفت کی راہ ہے
ہین راہزن لگے ہوئے منزل کے آس پاس

## ردیف شین معجمہ

صیاد کو ہے بلبلِ ناشاد کی تلاش
بلبل ہین ایک ہم کو ہے صیاد کی تلاش

آفت مین جان اس دلِ ایذا طلب سے ہے
ہے روز اک نئے ستم ایجاد کی تلاش

کٹتے نہین پہاڑ سے دن ہجرِ یار کے
اب تو ہے مجکو تیشۂ فرہاد کی تلاش

تاثیر منھ چھپائے ہوے ہے تو کیا ہوا
خالی نہ جائیگی مری فریاد کی تلاش

آوارگانِ عشق کو تم ڈھونڈھتے ہو کیا
بیفائدہ ہے نکہتِ برباد کی تلاش

کچھ کم نہین مرے لئے جور و جفائے دل
مین کیون کرون کسی ستم ایجاد کی تلاش

جوشِ جنون یہی ہے جو مژگان کی یاد مین
رگ رگ کو ہوگی نشترِ فصاد کی تلاش

اب کے نئی طرح کا ہوا ہے جنون مجھے
زنجیر کی ہے فکر نہ حداد کی تلاش

جس طرح ڈھونڈتا ہو شکاری شکار کو
اُس کی نظر کو ہے دلِ ناشاد کی تلاش

کافی ہے میرے واسطے صورتگرِ خیال
مانی کی جستجو ہے نہ بہزاد کی تلاش

رنج والم ہو درد ہو داغِ فراق ہو
ہر ایک کو ہے عاشقِ ناشاد کی تلاش

ہین امتحانِ غیر مین کیا کیا رکاوٹین
خنجر جو ملگیا تو ہے جلّاد کی تلاش

قسمت نے دی نجات نہ مجکو تلاش سے
دلبر ملا تو ہے دلِ ناشاد کی تلاش

لاتے تھے اے جلیل وہ مضمون عرش سے
کچھ پوچھیے نہ حضرتِ اُستاد کی تلاش

## ردیفِ صادِ مہملہ

اللہ رے تیری زلفِ سیہ فام کے خواص
اِک مرغِ جان کے حق مین ہین سو دام کے خواص

بیمارِ چشمِ یار کو شاید مفید ہو
پوچھین کسی طبیب سے بادام کے خواص

اے شوخِ عشوہ گر تری چشمِ سیاہ مین
مین دیکھتا ہون گردشِ ایّام کے خواص

آیا یہ لب پہ اور گیا دردِ دل مرا
اکسیر سے ہین بڑھکے ترے نام کے خواص

آہ و فغان و نالہ و بیتابی و تپش
نامِ خدا یہ ہین دلِ ناکام کے خواص

مُنہ سے مرے لگا دے کہ ہو جائے امتحان
سُن تو چکا مین پیرِ مغان جام کے خواص

حیران ہون کہ پیرِ مغان کے لباس مین
آئے کہان سے جامۂ احرام کے خواص

گزرے مزارِ جم پہ تو آئے ہمین نظر
لکھے ہوئے بخطِ جلی جام کے خواص

اوصاف کچھ نہ پوچھیے ہم سے جلیل کے
ہین اُس مین ایک رندِ مے آشام کے خواص

## ردیفِ ضادِ معجمہ

کیا نصیبے کے زبردست ہین خالِ عارض
جنکو حاصل ہے شب و روز وصالِ عارض

اے فلک دیکھ لیا تونے زوالِ مہ و مہر
اور کیا تجھکو دکھائین وہ کمالِ عارض

اس نظر سے کہ نہ آئینے کی لگ جائے نظر
روز کاجل سے بناتے ہین وہ خالِ عارض

رات ہی کو تو قمر نورِ فشان ہوتا ہے
بکھرے بالون مین کوئی دیکھے جمالِ عارض

دلِ پر داغ کے ہوتے جو ستارے اچھے
آج ہوتا کسی معشوق کا خالِ عارض

دل بھی مین دیدون کرون جان بھی اپنی صدقے
یہ ہے گیسو کی طلب وہ ہے سوالِ عارض

آپ کے حُسن کو قدرت نے بنایا صیّاد
دام و دانہ ہے چمن مین خط و خالِ عارض

دل یہ کہتا ہے کہ دن رات رہے پیش نظر
یہ بہارِ خمِ گیسو یہ جمالِ عارض

گرم فریاد ہے جلتا ہے تڑپتا ہے سپند
اس نے بھی دیکھے ہین شاید ترے خالِ عارض

کیا کہین تم سے گزرتے ہین دن اپنے کیونکر
صبح سے بیٹھتے ہین لے کے خیالِ عارض

شب ہجر اور شب وصل کی تشبیہ یہ ہے
وہ تو ہے سلسلۂ زلف یہ خالِ عارض

کہدو پھولون سے نزاکت تو اسے کہتے ہین
ذہن مین آ نہین سکتی ہے مثالِ عارض

ٹوٹنا چرخ سے تارون کا اسی شوق مین ہی
چاہتے ہین کہ بنین آپ کے خالِ عارض

تجھپہ جو آنکھ پڑی چھوڑ گئی تل اپنا
پہلے اتنے تو نہ اے یار تھے خالِ عارض

ذاتِ واحد کے تصوّر مین رہو محو **جلیل**
یادِ گیسو ہے نہ اچھی نہ خیالِ عارض

## ردیفِ طاے مہملہ

الفت کا عہد کرکے نبا ہین غلط غلط
وہ بھی مری طرح مجھے چا ہین غلط غلط

کیونکر وصالِ غیر کا الزام دیجیے
کہتی ہین اُن کی پاک نگاہین غلط غلط

قائل نہین مین اُسکی محبت کا نامہ بر
تو نے سُنی ہون یار کی آہین غلط غلط

اغیار دردِ عشق سے آگاہ بھی نہین
کروٹ بدل بدل کے کراہین غلط غلط

اے دل خیالِ کوچہ گیسو کو چھوڑ دے
طے ہو سکین یہ پیچ کی راہین غلط غلط

کہتے ہین عاشقون مین تعلّی بلا کی ہے
پہنچین کسی کی عرش پر آہین غلط غلط

بجلی سے کون آنکھ لڑاے گا اے جلیل
دیکھی ہون تو نے اُسکی نگاہین غلط غلط

## ردیفِ ظاے معجمہ

بیٹھ جا کر سرِ منبر واعظ
ہو گیا تو تو مرے سر واعظ

مے تو جائز نہین یہ جائز ہے
روز کھاتا ہے مرا سر واعظ

بند کرتا ہے درِ توبہ کیون
کھولکر وعظ کا دفتر واعظ

واعظون کی مین کرون کیا تعریف
گھر مین میخوار ہین باہر واعظ

میکشون ہی کی لئے ہے یہ بات
جو ہے دل مین وہی لب پر واعظ

دیکھ کس رنگ سے اُٹھی ہے گھٹا
یہ کرا ب وعظ کا دفتر واعظ

کس طرح پیتے ہین پینے والے
دیکھ لینا لبِ کوثر واعظ

موت بھی آتی ہے تو حیلے سے
آگیا رندون مین کیونکر واعظ

سختیان رندون پہ کرتے کرتے
عقل پر پڑ گئے پتھر واعظ

آتش تر کا جو پڑ جاے مزہ
پھونکدے وعظ کا دفتر واعظ

رند آپے سے جو باہر ہین تو ہون
تو نہو جامے سے باہر واعظ

شیشۂ دل کا خدا حافظ ہے
تیری ہر بات ہے پتھر واعظ

ذکر مے وعظ مین جب آتا ہے
جھومتا ہے سر ممبر واعظ

ٹپکے آنکھون سے لگاتا ساغر
پڑھ جو لیتا خط ساغر واعظ

محفل وعظ مین کیون جاؤن جلیل
ہین مجھے شیشۂ و ساغر واعظ

## ردیف عین مہملہ

درد جگر کی جب نہوئی دل کو اطلاع
پھر خاک ہوگی اُس بت قاتل کو اطلاع

کیا فائدہ کہ اُن سے کرین عرض حال ہم
ممکن نہین کہ دل کی نہ ہو دل کو اطلاع

پھولون کو دیکھ دیکھ کے کیا کیا تھے چہچہے
دام و قفس کی تھی نہ عنادل کو اطلاع

ہوتا ہے دل مین شوق شہادت جو موجزن
شہرگ پھڑک کے دیتی ہے قاتل کو اطلاع

پیر مغان سے راز چھپانا فضول ہے
ہر بات کی ہے مرشد کامل کو اطلاع

جاتا ہے جب بہار کو جائیگی باغ سے
ہواے صبا ابھی نہ عنادل کو اطلاع

ہمکو تو راہ عشق مین چلنے سے کام ہے
منزل کی ہوگی رہبر منزل کو اطلاع

دزد نگہ تا ہے وہ شاطر کی آنکھ سے
کاجل اُڑا لے اور نہو دل کو اطلاع

رندانِ بادہ نوش کا نشہ اُتر چلا
ہو جائے کاش ساقیِ محفل کو اطلاع

وحشی ترے نکل گئے زندان سے اِس طرح
دربان تو کیا ہوئی نہ سلاسل کو اطلاع

مجنون ہے ساربان مگر لطف دیکھیے
ناقے کو ہے نہ صاحبِ محمل کو اطلاع

یہ ہے کمال اُسکی لطافت کا اے جلیل
دل مین رہے وہ اور نہ ہو دل کو اطلاع

## ردیفِ غینِ معجمہ

دنیا مین ہر بلا سے ہے بڑھکر بلائے داغ
دشمن کو بھی خدا نہ کسیکا دکھائے داغ

فطرت مین ہو جو عیب تو اُسکا علاج کیا
شبنم ہزار دھوئے نہ لالے کا جائے داغ

آئین تو آئین نامہ و پیغام اس طرح
کوئی دوائے درد ہو کوئی دوائے داغ

اس شکوے پر کہ دل مین جلن انتہا کی ہے
کہتا ہے بیوفا ہے ابھی ابتدائے داغ

بُلبل کا رنگ موسمِ گل نے بدل دیا
اب تو خوشی کے پھول ہین دل مین بجائے داغ

انگارا آگ کا دلِ سوزان ابھی سے ہے
اور آگے آگے دیکھیے کیا گل کھلائے داغ

جس پر چمن ہو صدقے وہ غنچہ یہی تو ہے
اتنے سے دل پہ ہمنے ہزارون اٹھائے داغ

کرتا ہے گر علاج تو سُن لے یہ چارہ گر
اک درد بھی ہے دل مین ہمارے سوائے داغ

داغِ فراقِ داغ کو برسون ہوئے جلیل
ابتک زبانِ اہلِ زبان پر ہائے داغ

## ردیفِ فا

ذو بحرین

دل گیا زلفِ پریشان کی طرف
مین چلا گھر سے بیابان کی طرف

پھر بڑھین زلفین سوروے نگار
پھر گھٹا اُٹھی گلستان کی طرف

اے اجل تیری تواضع ہے محال
جان جانے کو ہے جانان کی طرف

پاؤن لگجاتے ہین آتے ہی بہار
ہاتھ بڑھتے ہین گریبان کی طرف

آنکھ اُٹھتے ہی سوروے حبیب
رخ کیا اشکون نے دامان کی طرف

لیکے دل میرا یہ کہتا ہے وہ بت
اب نظر اپنی ہے ایمان کی طرف

حشر کر آئے وہ کُشتون مین بپا
جب گئے گورِ غریبان کی طرف

پی گیا دل کا مرے سارا لہو
اک ذرا دیکھو تو پیکان کی طرف

اُسکی رحمت کی طرف دیکھو جلیل
کیون نظر کرتے ہو عصیان کی طرف

## ردیفِ قاف

بڑے مزے کا زمانہ تھا وہ زمانۂ عشق
سرِ نیاز تھا جب وقفِ آستانۂ عشق

لگائے تیر جو دل پر وہ ہے ترانۂ عشق
کرے جو کام فسون کا وہ ہے فسانۂ عشق

ٹپک رہے ہین دُرِ اشک نوکِ مژگان سے
لٹا رہی ہے مری چشمِ تر خزانۂ عشق

زبان کاٹی ہے تم نے جو اپنے کشتون کی
وہ کہہ رہے ہین لبِ زخم سے فسانۂ عشق

گیا ہے تا بہ فلک گو تڑپ کے دل میرا
مگر ابھی ہے بہت دور آستانۂ عشق

سلے ہین داغِ الم اُن مین رنگِ خونِ جگر
بنا رہا ہون مین دل کو نگارخانۂ عشق

نہ پوچھیے ارنی اور لن ترانی کو
یہ حُسن کا ہے فسانہ وہ ہے فسانۂ عشق

وہ تاک تاک کے سینے پہ کیون نہ وار کرین
وہ جانتے ہین گرا ہے یہین خزانۂ عشق

پہ حسن ہو یا نہو اللہ سے دعا یہ ہے
کہ مرغِ دل ہو مرا اور آشیانۂ عشق

نہ اینڈ اینڈ کے پھولون کی سیج پر سوتے
کبھی سنا نہین تم نے مگر فسانۂ عشق

صدائے قیس یہ صحرا سے ابتک آتی ہے
کہ ڈھونڈھتا ہون مین ویرانے مین خزانۂ عشق

نگاہ اس لئے ہے اُس کے خالِ عارض پر
کہ میرے دام مین آجائے کوئی دانۂ عشق

سنا ہے قیس بہلتا نہ تھا لڑکپن مین
نہ جب تک اُسکو سُناتا کوئی فسانۂ عشق

کرین نہ خانہ خرابی کی قدر کیون عشاق
اسی کے دم سے ہے قائم بنائے خانۂ عشق

دعائے پیرِ مغان بھی عجب دعا ہے جلیل
خدا کرے تجھے مستِ شرابِ خانۂ عشق

کہان ہم اور کہان اب شرابِ خانۂ عشق
نہ وہ دماغ نہ وہ دل نہ وہ زمانۂ عشق

ہوا ہے شہرِ خموشان مین جب گزر میرا
سُنا کیا ہون لبِ گور سے فسانۂ عشق

خیالِ رخ پہ ہے موقوف دل کی آبادی
کبھی نہ گل ہو الٰہی چراغ خانۂ عشق

بھرے ہوئے ہین حسینانِ سیمتن دل مین
خدا کرے کبھی خالی نہو خزانۂ عشق

گئی دماغ مین جس کے کیا اسیر اُسے
عجب کمند ہے بوئے شراب خانۂ عشق

کہین ہے داغ کا مضمون کہین ہی سوز کا ذکر
سنو نہ تم کہ بہت گرم ہے فسانۂ عشق

غلط ہے صاحبِ دولت کو گر غنی کہیے
غنی وہ ہے جسے اللہ دے خزانۂ عشق

جو بحرِ غم مین گرا ہاتھ دھو کے جینے سے
اُسی کے ہاتھ بھی آیا دُرِ یگانۂ عشق

تمام عمر اسی صحرا کی خاک چھانی ہے
جو تم سنو تو سُناؤن کوئی فسانۂ عشق

بنے ہین جب سے وہ یوسف ہر ایک گاہک ہے
کھلا ہوا ہے یہان بھی درِ خزانۂ عشق

کسی پہ دل کا تھا آنا کہ بیخودی چھائی
سمندِ ہوش کو آفت ہے تازیانۂ عشق

جب اُن کے دل مین یہ آتی ہے کچھ سُنین نالے
تو مجھسے کہتے ہین چھیڑہ کوئی ترانۂ عشق

چمک کے داغ یہ کہتا ہے دل کی آہون سے
ہوا سے بجھ نہین سکتا چراغِ خانۂ عشق

یہ جانیے کہ لگی ہاتھ دولتِ کونین
ملے جو خرمنِ ہستی سے ایک دانۂ عشق

یہان ایاز ہے آقا غلام ہے محمود
جلیل کیا مین کہون تم سے کارخانۂ عشق

## ردیفِ کاف عربی

تڑپون صفتِ ماہی بے آب کہانتک
اے درد دُکھاؤن دلِ احباب کہانتک

افشان کی چمک چہرے پہ شب بھر کیلئے ہے
تارون مین نمودارئِ مہتاب کہانتک

جب فصلِ گل آے گی چمک جائیگا سودا
دیوانے کو سمجھائین گے احباب کہانتک

مشکل ہے کہ دل دستِ حنائی مین ٹھہر جائے
سوچو تو ذرا آگ پہ سیماب کہانتک

کاندھو نہ جنازے کو سنبھلنے نہین دیتا
تڑپے گا الٰہی دلِ بیتاب کہانتک

اے چشم اب اک اشک بھی دل مین نہین باقی
پانی کی طلب ماہئی بے آب کہانتک

اک داغ نہین کتنے کلیجے مین ہین ناسور
بھولین مجھے بچھڑے ہوے احباب کہانتک

عاشق کا ستانا اُنہین منظور نہین ہے
یہ دیکھتے ہین صبر کی ہے تاب کہانتک

قدرت کا دیا داغ کبھی مٹ نہین سکتا
مُنہ دھوئیگا شبنم سے یہ مہتاب کہانتک

بے شربتِ دیدار کے دل زندہ رہی خاک
ہو پرورشِ ماہئی بے آب کہانتک

کرتے ہین گلہ چرخ سے غنچے بھی چٹک کے
برہمزنئِ صحبتِ احباب کہانتک

مرنے سے کوئی خوش ہو تو مرجانا ہی اچھا
بیتاب رہون صورتِ سیماب کہانتک

آخر کفِ مجنون نے لیا دامنِ لیلےٰ
در بارِ جنون مین ادب آداب کہانتک

ہو دست پری مین جو چھلکتا ہوا ساغر
انسان ہون مین صبر کی ہو تاب کہانتک

وہ آپ تو شوخی سے بنے جاتے ہین بجلی
مجھکو ہے یہ ارشاد کہ بے تاب کہانتک

نازک ہے رگِ جان مری اے مطرب تر دست
نشتر زنیِ جنبشِ مضراب کہانتک

ہمت ہے تو خود فیصلہ کرلین گے ہم ان سے
غیرت ہے تو منّت کشِ احباب کہانتک

کہدو شبِ ہجران مین اجل آکے سُلادے
چشمِ نگران منتظرِ خواب کہانتک

موسیٰ پہ ہے اے جلوۂ جانان عبث الزام
بجلی جو گرے لاے کوئی تاب کہانتک

رہنے دو **جلیل** اب کوئی سنتا نہین اسکو
افسانۂ دردِ دلِ بیتاب کہانتک

دل کو تپشِ ہجر کی ہو تاب کہانتک
ہم پہلوے آتش رہے سیماب کہانتک

کچھ اور وہ تڑپے گئے یون دیکے تسلّی
بیتابیِ دل اے مرے بیتاب کہانتک

لینا ہے اگر دلکو تو آغوش مین آؤ
تم دور ہو اُچھلے دلِ بیتاب کہانتک

اے چرخ شبِ غم کی سحر اب نہ ملیگی
ڈھونڈے گا لیے مشعلِ مہتاب کہانتک

یان کوچ کی آتی ہے صدا چار طرف سے
وہ ہاتھون سے ہو ماتمِ احباب کہانتک

ہے تیری جوانی کہ پھٹی پڑتی ہے ظالم
پھر کوئی سنبھالے دلِ بیتاب کہانتک

یان ساتھ تڑپنے کے ہے رونیکا مزہ بھی
تڑپے گی بھلا ماہیِ بے آب کہانتک

باز آؤ تغافل سے جوانی پہ نہ بھولو
ہوتی ہے کوئی دم مین سحر خواب کہانتک

دو دن کی یہ زینت نہین اے چرخ گوارا
بالاے لحد چادرِ مہتاب کہانتک

کھول اچھی طرح آنکھ ذرا رنگِ چمن دیکھ
اے نرگسِ مخمور شکر خواب کہانتک

ملنا ہے قیامت مین تو آجائے قیامت
بچھڑے رہین بچھڑے ہوے احباب کہانتک

غم کھاکے رہو مست اگر زیست ہے منظور
یارانِ قفس بے خور و بے خواب کہانتک

بکھری ہوئی زلفین رُخِ روشن سے ہٹاؤ
بس ہو چکی سیرِ شبِ مہتاب کہانتک

اے ضعف خدا کے لئے کچھ تو ہی مدد کر
تڑپائے گا مجکو دلِ بیتاب کہانتک

چل بیٹھ جلیل اب کسی میخانے مین چھپکر
یہ وعظ سرِ ممبر و محراب کہانتک

## ردیفِ کافِ فارسی

وہ کبھی دیکھنے جاتے نہین گلزار کا رنگ
کہتے ہین گُل نہ اڑا لین ترے رخسار کا رنگ

کیا کہون تیرے نہ ہونے سے اُداسی گھر کی
اب تو دیکھا نہین جاتا در و دیوار کا رنگ

خونِ عاشق کے تصدّق سے ہے اے تیغ فگن
لبِ معشوق سے بڑھکر لبِ سوفار کا رنگ

سر کو ٹکراتے گزرتی ہے مجھے وحشت مین
دیکھئے آکے کسی دن در و دیوار کا رنگ

چشمِ بیمار تمہاری تو ہے اچھی لیکن
نظر آتا نہین اچھا دلِ بیمار کا رنگ

شوخ ہین آپ تو باتین بھی ہین شوخی سے بھری
لب پہ جمنے نہین پاتا کبھی اقرار کا رنگ

ایک بوسے پہ بھی پوچھا نہ کسی نے دل کو
آج پھیکا ہے بہت عشق کے بازار کا رنگ

تم ہو یوسف مگر اب کوئی زلیخا تو نہین
حُسن کا مول کرو دیکھ کے بازار کا رنگ

اشکِ خون ہے جو کیا کرتی ہے بلبل چھڑکاؤ
سچ تو کہتی ہے مرے دم سے ہے گلزار کا رنگ

آمدِ فصلِ جوانی کی خبر دیتا ہے
ہلکا ہلکا یہ ترے پھول سے رخسار کا رنگ

سُرخ پوشاک مین گویا تھی پری اے قاتل
ہائے وہ خون مین ڈوبی ہوئی تلوار کا رنگ

رنگ دیکھے ہین ہزارون چمنِ عالم مین
سارے رنگون سے نرالا ہے مرے یار کا رنگ

یہ سمجھ لو چمنِ عشق مین آئی ہے بہار
پوچھتے کیا ہو مرے دیدۂ خونبار کا رنگ

پھُلجھڑی چھوٹتی رہتی ہے فلک پر شب بھر
یہ ہے ان روزون مری آہِ شرربار کا رنگ

اُسکی باتین نہین تونے گھڑی ہین مل سے
نامہ بر چھپ نہین سکتا ہے لبِ یار کا رنگ

کوئی ایسا نہ ملا ہمکو حسین جس مین ہو
تیری رفتار کا جادو تری گفتار کا رنگ

جل گئے آتشِ غم سے جگر و دل دونون
مگر اب تک ہے وہی دیدۂ خونبار کا رنگ

رنگ لائے ہین غضب قیس کے زخمی تلوے
پھول سے بڑھکے ہے صحرا مین ہر اک خار کا رنگ

گر گئی شوکتِ جم اُس کی نگاہون سے جلیل
جسنے دیکھا شہِ محبوب کے دربار کا رنگ

## ردیفِ لام

اگرچہ سِن نہین اُن کا حجاب کے قابل
مگر ابھی سے ہے صورت نقاب کے قابل

دن آفتاب کے شب ماہتاب کے قابل
مرا دل ایک بُتِ لاجواب کے قابل

وہ پڑھ چکے مرا نامہ تو نامہ بر سے کہا
جواب ہے کہ نہین ہے جواب کے قابل

اب آؤ رکھ لون چھپا کر تمہین کلیجے مین
ہوئے ہو خیر سے شرم و حجاب کے قابل

بلائی آج اُنہین ہم نے ایک فقرے مین
یہ لب ہین پھول سے جامِ شراب کے قابل

جو ہم نے چوم لیا مُنھ الگ وہ جا بیٹھے
مرا سوال نہ ٹھہرا جواب کے قابل

کوئی حسین بھی اسے کاش چلبلا ملتا
ملا تھا دل جو ہمین اضطراب کے قابل

کسی مرض کی دوا چشم اشکبار نہین
نہ انتظار کے قابل نہ خواب کے قابل

جواب صاف دیا آپ نے دیا تو سہی
مرا سوال تو ٹھہرا جواب کے قابل

یہ کیا بلا ہے کہ دیتا ہون جس کو کہتا ہے
ہمین ہین کیا دلِ خانہ خراب کے قابل

نہ چاہتے جو تمہین ہم تو آج کیون ہوتے
جفا و جور کے لائق عذاب کے قابل

کمندِ لطف سے دل کو شکار کرنا تھا
نہ تھا خدنگِ نگاہِ عتاب کے قابل

دیا ہے آج یہ مین نے پیام قاتل کو
گلوے خشک ہے تیغِ خوش آب کے قابل

یہ چھپا کے مُنہ کو وہ خوش ہین خبر نہین اس کی
نقاب پر بھی ہے جوبن نقاب کے قابل

شراب دینے مین پیرِ مغان کو بخل نہین
مگر ہو ظرف بھی اپنا شراب کے قابل

ہوا ہون خاک نشین یون کہ آسمان سمجھے
فقیر ہے یہ درِ بوتراب کے قابل

مرا گمان تو یہ ہے بولتی تری تصویر
اگر کسی کو سمجھتی خطاب کے قابل

**جلیل** کو ابھی رندون مین کون پوچھے گا
وہ ہو تو لے کہین بزم شراب کے قابل

یہ چشم و دل ہین بتِ لاجواب کے قابل
یہ منزلین ہین اُسی آفتاب کے قابل

ہم ایسے کب تھے کہ ہوتے خطاب کے قابل
یہی بہت ہے وہ سمجھے عتاب کے قابل

ہزار روپ نکالا عروسِ دنیا نے
مگر سدا یہ رہی اجتناب کے قابل

وہ ہے یہ نگہِ یار ہو نہین سکتا
جو دل نہو تپش و اضطراب کے قابل

وہ پہلے تو نہ مرے خط کا مدعا سمجھے
جو سمجھے بھی تو نہ سمجھے جواب کے قابل

بھلا ہو چشمِ مروت کا آ گئی آڑے
ٹھہر چکا تھا مین تیغِ عتاب کے قابل

الٰہی اور وسعت نگہ کے دامن کو
ابھی نہین ہے یہ اُن کی نقاب کے قابل

ہمیشہ میان سے باہر تم اسکو رکھتے ہو
عروس تیغ نہین کیا حجاب کے قابل

سکوت سے دلِ امیدوار ٹوٹ گیا
مرا سوال نہ تھا اس جواب کے قابل

چمن مین کیسی جمی ہے قطار پھولونکی
پیالیان ہین یہ ساقی شراب کے قابل

اب اُن کی آنکھ ہے اور شوخیان قیامت کی
یہ گھر رہا نہین شرم وحجاب کے قابل

ابھی سے غمزے کی لیتے ہو اپنا سن دیکھو
یہ تیغ تیز ہے دستِ شباب کے قابل

تھکا ہوا ہون نکیرین سے کہو دم لین
ابھی نہین ہین سوال وجواب کے قابل

کیا ہے شمع نے گھونگٹ یہ تم سے شرما کر
وگرنہ شکل کہان تھی نقاب کے قابل

ستم ہے آپکے چہرے سے ہو عیان غصہ
نہ تھا یہ پھول تو رنگِ عتاب کے قابل

عبث ہے دیدۂ پُرخون کو رنجِ بیخوابی
کہ خواب آئے جگہ ہو جو خواب کے قابل

جلیل شعر وہی انتخاب ہوتا ہے
کہے جو آپ کہ ہون انتخاب کے قابل

## ردیفِ میم

نالان ہین زندگی سے تو بیزار جی سے ہم
یہ جانتے تو دل نہ لگاتے کسی سے ہم

بیخود کرینگے حشر مین ہو کر وہ بے نقاب
کھوئے ہوے ہین اپنی نظر مین ابھی سے ہم

دل مٹ گیا بلا سے فراغت تو ہو گئی
اس بیکسی مین چھوٹ گئے بےبسی سے ہم

بندھتا نہین خیال بھی پورا کبھی ترا
تنگ آ گئے ہین یار تری نازکی سے ہم

خود بین تم اس قدر ہو ہین اب کھلا یہ حال
بیوجہ بدگمان رہے آرسی سے ہم

اُس کی بھی خاک اُڑ گئی ساتھ اپنی خاک کے
جب تک تری گلی تھی نہ نکلے گلی سے ہم

ہان لے کے تیغ خون کا دریا بہائیے
بیٹھے ہین ہاتھ دھوئے ہوئے زندگی سے ہم

سُنتے ہین گرم ہوگا قیامت مین آفتاب
رکھتے ہین شغل آتشِ تر کا ابھی سے ہم

اس در سے جب اُٹھین گے تو جنت کو جائینگے
رستہ نکال لین گے تمہاری گلی سے ہم

دستِ سبو پہ کی تھی جو توبہ وہ یاد ہے
اب ہاتھ کیا اُٹھائین بھلا میکشی سے ہم

اے شیخ مرتے مرتے بچے ہین پیے بغیر
عاصی ہون اب جو توبہ کرین میکشی سے ہم

زخمِ جگر کو دیکھو تو کیا حال ہوگیا
باز آئے مہربان تمہاری ہنسی سے ہم

برقِ جمال اس مین چمکتی رہی اگر
سینکین گے اپنی آنکھ تری آرسی سے ہم

دیر و حرم کو چھوڑ کے تم آئے تھے یہان
جائین کہان اب اُٹھ کے تمہاری گلی سے ہم

کیا جانے کیون خفا ہوئے آکر وہ خواب مین
فرماتے ہین کہ اب نہ ملین گے کسی سے ہم

بُلبل ہمین بناؤگے اپنا نہ تھی خبر
کہتے تھے پھول رُخ کو تمہاری ہنسی سے ہم

اچھا سلوک تو نے کیا یار دل کے ساتھ
ٹکڑے اُٹھا کے لائے ہین تیری گلی سے ہم

ہر روز چاہیئے اُنہین کوئی پری جمال
آفت مین ہین جلیل کی دیوانگی سے ہم

## ردیف نون

سب جنھین سیدِ مکی مدنی کہتے ہین
اُن سے ہم حضرتِ موسیٰ ارنی کہتے ہین

تیرِ مژگان سے کیا طائرِ سدرہ کو شکار
اللہ اللہ اسے ناوک فگنی کہتے ہین

جان دیتے ہین جو بے دیکھے شہِ بطحا پر
آفرین اُن کو اویسِ قرنی کہتے ہین

عرشِ اعظم کو ہلا دیتے ہین عُشاقِ رسول
یا محمد جو دمِ نعرہ زنی کہتے ہین

اور تو جائین مدینے کو رہین ہم محروم
ہاتھ مین تن ہے مرا جان مری طیبہ مین
ہو نظر لطف کی بہر شہِ جیلانؒ مجھپر
چار یار آپکے حامی مرے ہو جائین جنھین
کیا کہون کون ہین جن کے لئے دیوانہ ہون

دیکھ اے چرخ اسے دلشکنی کہتے ہین
اس کو عشّاق غریب الوطنی کہتے ہین
جن کو سب لوگ حسینی حسنی کہتے ہین
عمرؓ و حیدرؓ و صدیقؓ و غنیؓ کہتے ہین
سب اُنھین سیّد مکّی مدنی کہتے ہین

نعتِ احمدؐ مین چمن خوب کھلایا ہے **جلیل**
بارک اللہ اسے رنگین سخنی کہتے ہین

یہ جو سر نیچے کئے بیٹھے ہین
جان ہم سبزۂ خط پر دے کر
دل کو ہم ڈھونڈتے ہین چار طرف
واعظو چھیڑو نہ رندون کو بہت
گوشے آنچل کے ترے سینے پر
دستِ وحشت کو خبر کردے کوئی
ہاے پوچھو نہ تصوّر کے مزے
آپکے ناز اُٹھانے والے
بل جبین پر ہے خدا خیر کرے
اس توقع پہ کہ لین وہ تلوار
جان دیدینگے تمھارے در پہ

جان کتنون کی لئے بیٹھے ہین
زہر کے گھونٹ پیے بیٹھے ہین
اور یہان آپ لئے بیٹھے ہین
یہ سمجھ لو کہ پیے بیٹھے ہین
ہاے کیا چیز لئے بیٹھے ہین
ہم گریبان سیے بیٹھے ہین
گود مین تم کو لیے بیٹھے ہین
جان کو صبر کئے بیٹھے ہین
آج وہ تیغ لئے بیٹھے ہین
سر ہتیلی پہ لئے بیٹھے ہین
ہم اب اُٹھنے کے لئے بیٹھے ہین

اور کیا چاہتے ہو اُن سے **جلیل**

## ہاتھ مین ہاتھ دیے بیٹھے ہین

تڑپنے پر مرے منہ پھیر کر آنسو بہاتے ہین
ستانے کی طرح یہ حسن والے کب ستاتے ہین
وہ جلتے ہین جو ہمکو دیکھکر ہم بھی جلاتے ہین
اُنہین رخصت ہوے مدت ہوئی بھولے نہین ابتک
ملایا ایک تو آنکھون کے آگے خاک مین دل کو
کسی نے مجکو جب پوچھا تو ہنسکر آپ یون بولے
وہ کیا جانے ابھی معشوق بنتا ہے کوئی کیونکر
اُنہین جب سرو قد ہم نے کہا تو ہنس کے فرمایا
دل پر داغ کو یون مانگتے شرم اُن کو آتی ہے
بڑے ہمدرد بنکر آئے ہین اللہ رے ہمدردی
کسی دن تم نے رکھا تھا حنائی ہاتھ سینے پر
ہمارا دل ہے تو ملتا ہے جسکو اپنے تلوون سے
پڑے جب نیل لب پر میرے بوسون کے تو فرمایا
جگر مین ڈوبنے سے ہے جو خون آلودہ تیر اُنکا
فضا دل کے چمن کی کھپ گئی ہے اُنکی آنکھون مین

تنفر کا بھی ہے اظہار چاہت بھی جتاتے ہین
ہمارے دل مین بیٹھے ہین کلیجا کھائے جاتے ہین
دکھا کر اُن کو تصویر اُنکی سینے سے لگاتے ہین
گلے ملکر وہ کہنا لو خدا حافظ ہے جاتے ہین
پھر اُسپر یہ ڈھٹائی دیکھیے آنکھین ملاتے ہین
یہ میرے ساتھ رہتے ہین مرے غمزے اُٹھاتے ہین
محبت کا جو سُن لیتے ہین چرچا کانپ جاتے ہین
جو یہ سچ ہے تو پھر آنکھون مین ہم کیونکر سماتے ہین
چمن سے توڑ کر اک پھول لالے کا دکھاتے ہین
مرے دم پر بنی ہے آپ بیٹھے مسکراتے ہین
خدا شاہد ہے ٹھنڈک آج تک ہم دل مین پاتے ہین
ترا ناوک ہے جسکو ہم کلیجے سے لگاتے ہین
یہ کیا کرتے ہین آپ اس لعل کو لالہ بناتے ہین
مرا دل ہاتھ مین لے لیکے پیکان سی ملاتے ہین
نکلتے ہین وہ جب گھر سے ہمین تشریف لاتے ہین

پڑے کیا ہو جلیل اُٹھو بڑی قسمت تمہاری ہی
جنھین تم یاد کرتے تھے ابھی دیکھو وہ آتے ہین

جگر مین چٹکیان لیتے ہین وہ دل کو مسلتے ہین
جو کچھ کہیئے تو کہتے ہین مرے ارمان نکلتے ہین

نکل آتے ہین دل سینون سے جب گھر سے نکلتے ہین
حسین ظالم جو چلتے ہین تو جادو بن کے چلتے ہین

جہان بوسے ملے پھر وصل کے ارمان نکلتے ہین
عجب یہ پھول ہین جب توڑتا ہون مجھکو پھلتے ہین

قد اُنکا باڑھ پر ہے آج کل اُٹھتی جوانی ہے
قیامت سے بھی وہ نامِ خدا کچھ کچھ نکلتے ہین

ابھی اُس شوخ کے چہرے سے اُٹھا بھی نہین پردہ
کلیجے ہین کہ دو دو ہاتھ سینون مین اُچھلتے ہین

خطا بیشک ہوئی اچھا نہ سوزِ دل چھپاؤن گا
یہ آنسو اس قدر کیون گرم ہو ہو کر نکلتے ہین

مزہ جب ہے کہ آ جاے کہین اُن کی طبیعت بھی
ذرا وہ بھی تو جانین کروٹین کیونکر بدلتے ہین

وہ آے تھے ادھر دل کی طرف سے مجھکو کھٹکا ہی
خدا جانے یہ کس کو ڈھونڈنے آنسو نکلتے ہین

ہزارون خونِ ناحق ہو چکے ہین دستِ رنگین سے
ملی تھی ایک دن مہندی وہ ابتک ہاتھ ملتے ہین

جنون کے جوش مین دامن گریبان سی یہ کہتا ہی
کہ دیکھین تم نکلتے ہو کہ پہلے ہم نکلتے ہین

ہمین نے دیکھے دل چالین سکھائین دلربائی کی
خدا کی شان یہ بت اب ہمین سے چال چلتے ہین

کسی کی جان لے لینا کسی کا دل اُڑا لینا
غرض جس گھر مین وہ آتے ہین کچھ لاہی نکلتے ہین

لکھا ہے چھیڑنے کو وصف اُن کے سبزۂ خط کا
جوابِ خط مین دیکھین آج وہ کیا زہر اُگلتے ہین

تلاشِ دل بتانِ دلربا کو ایسی رہتی ہے
وہی کرتے ہین باتین جن مین سو پہلو نکلتے ہین

جہان دوست بیٹھے ہین وہان ہو ذکر اُن آنکھون کا
بلا کے جام ہین یہ بھی کہ ہر محفل مین چلتے ہین

عجب کیا ہے نکلجاے جو دم خنجر کی چالون پر
کچھ انداز اس مین تیرے بانکپن کے بھی نکلتے ہین

جلیل انسان کرتا ہے ہزارون خواہشین لیکن
نکلنے کے جو ہوتے ہین وہی ارمان نکلتے ہین

تڑپ کر جب کہا دل نے کہ پہلو سے نکلتے ہین
تو جان ناتوان بولی کہ چلئے ہم بھی چلتے ہین

ستم ڈھاتے ہین جب اٹکھیلیون کی چال چلتے ہین
مجھے کہنا فتنۂ محشر کو بھی تلوون سے ملتے ہین

کمر سے بڑھ چلے گیسو تو برہم ہو کے فرمایا
ذرا انکو چڑھاؤ سر تو بس یہ چل نکلتے ہین

مٹی چینِ جبین اُن کی تو چتون پھر گئی ہمسے
پڑے جو پیچ قسمت مین بھلا وہ کب نکلتے ہین

گرے قدمون پہ میرے اشکِ حسرت تم بگڑ بیٹھے
چلو روٹھو نہ اب جانے دو لڑکے ہین مچلتے ہین

نہ ارمانون سے جب نکلا گیا دل سے کسی صورت
نکلکر تن سے بولی جان دیکھو یون نکلتے ہین

وہ آجاتے ہین اکثر دیکھنے کو سیر روزنکی
نکلجاتے ہین کچھ ارمان جب آنسو نکلتے ہین

جہان جاتا ہون مین ہمراہ ہو لیتی ہے رسوائی
جدھر چلتے ہو تم فتنے تمہارے ساتھ چلتے ہین

پُچھنے جاتے ہین دیوارون کے روزن بدگمانی سے
ذرا سے وہم پر کیا کیا وہان رخنے نکلتے ہین

خیالِ زلف مین اشکون کا بہنا تم غلط سمجھے
تعجب کیا ہے اکثر قافلے راتون کو چلتے ہین

ستانے کو بڑا دل چاہیے وہ کیا ستائین گے
ذرا بجلی جو آہون کی چمکتی ہے دہلتے ہین

وہی دل تو ہے جس کے نام سے بیزار تھے پہلے
یہ کس پر لوٹ ہین آج آپ یہ کس پر مچلتے ہین

دعا یہ ہے کہ تو دن دن بڑھے اے کاکلِ مشکین
غریبون کے ہزارون دل ترے سائے مین پلتے ہین

**جلیل** احباب کی فرمائشون سے ناک مین دم ہے
سمجھ رکھا ہے سب نے شعر بھی سانچے مین ڈھلتے ہین

وہ خالی ہاتھیان سے کس لئے جائین
کلیجا نکلا آتا ہے لئے جائین

ہنسے دیتے ہین قاتل کی ادا پر
کہین پھر منہ نہ زخمون کے سیے جائین

کلیجا بھک گیا اے ضبطِ گریہ
کہان تک گرم گرم آنسو پیئے جائین

حسین ہین کیسے کیسے نرم و نازک
یہ پھول آنکھون مین چُن کر رکھ لئے جائین

یہی انصاف ہے او غیر کے یار
اُسے بوسے ہمین دھوکے دیئے جائین

نزاکت سے بنے جاتے ہین وہ پھول
یہ مطلب ہے کہ پلکون پر لئے جائین

دمِ رخصت لگا کر تیر بولے
نشانی اپنی کچھ تو ہم دیے جائین

مزہ ہے برق و باران مین اسی کا
پیے بھی جائین توبہ بھی کیے جائین

کوئی تو بات ہو دل جس سے بہلے
جو آنا ہے نہ زبان ہمکو دیے جائین

سمجھتے کچھ نہین رندون کو واعظ
مناسب ہے کہ اب سمجھا دیے جائین

مبارک گالیان غیرون کو اُنکی
وہی یہ گھونٹ شربت کے پیے جائین

لبِ جان بخش سے وہ کوستے ہین
یہ مطلب ہے کہ مر مر کر جیے جائین

ہزارون دلبر اور اک دل کرین کیا
اسی کمبخت کے ٹکڑے کیے جائین

عدم کو جاتے ہین توشہ نہین ساتھ
اجازت ہو تو دو بوسے لیے جائین

جلیل اب حضرتِ دل کو کرو صبر
نہین ایسے جو یہ بہلا لیے جائین

قفس مین ہون کہ طائر آشیان مین
ترا کرتے ہین ذکر اپنی زبان مین

وہ بلبل ہون جو چھوڑے آتشِ گل
لگا دے آگ بجلی آشیان مین

بچھڑ کر کون پیچھے رہ گیا ہے
جرس چلّا رہا ہے کاروان مین

چمن یون ہی رہے گا نذرِ صرصر
ہے اک تنکا بھی جب تک آشیان مین

بھرے ہین یار کی محفل مین اغیار
جہنّم کا سمان دیکھا جنان مین

دلِ پُر سوز کی اللہ رے گرمی
اثر جل جائے گر آئے فغان مین

نہین بے عشق لطفِ داد خواہی
مزہ ہے درد کا سارا فغان مین

مذکّر اور مؤنث کی ہین بحثین
بڑا جھگڑا ہے یہ اُردو زبان مین

ہجومِ اشک مین ملتا نہین دل
مرا یوسف ہے گم اس کاروان مین

لپکتی ہے گری پڑتی ہے بجلی
ہے ایسی کونسی شے آشیان مین

جلیل اس باغ مین کانٹے کی صورت
کھٹکتا ہے نگاہِ باغبان مین

کوچۂ زلف سے ٹلتا ہی نہین
دل کو سکتا بھی ہے سودا ہی نہین

یا خدا دل بھی گیا دلبر بھی
درد کیسا ہے کہ جاتا ہی نہین

جسکو چاہون وہ بُرائی چاہے
ہائے نیکی کا زمانہ ہی نہین

حالِ دل سُنکے چُرانا آنکھین
کیا کہین آپنے دیکھا ہی نہین

جان و دل دونون تصدق تم پر
تم سے بڑھ کر کوئی پیارا ہی نہین

لڑ گئین جب سے نگاہین باہم
میرے اُن کے کوئی جھگڑا ہی نہین

جھوٹے وعدے بھی نہین کرتے آپ
کوئی جینے کا سہارا ہی نہین

بے جھپک پھرنے لگے آنکھون مین
اب کسی سے اُنہین پروا ہی نہین

دردِ دل سُن کے وہ کچھ تو کہتے
ہائے اُن سے کوئی کہتا ہی نہین

جان کے ساتھ ہے زلفون کا خیال
سر سے جائے یہ وہ سودا ہی نہین

دل حسینون مین پھرا لائے جلیل
کہین ایسون کا ٹھکانا ہی نہین

دیکھا ہے وہ جمال بتِ خوش جمال مین
آئے قیاس مین نہ کسی کے خیال مین

ابروئے یار سے جو ملاتا ہے آسمان
کیا اُس سے چار چاند لگے ہین ہلال مین

بادِ بہار کان مین کیا جُھک کے کہگئی
پھولے نہین سماتے شگوفے نہال مین

آنکھون پہ رکھکے زلف جو مین اشکبار ہون
موتی پرو رہا ہون ترے بال بال مین

دشمن سے بھی بگڑ گئی شاید مری طرح
کیا تھر ہے نظر کی طرح وہ نظر نہ آئے
چشمِ سیہ مین سرمے کا دُنبالہ کھینچکر
دشمن کے ساتھ آئے ہین میت پر اس لئے
ڈورون سے اور بڑھ گئین آنکھونکی شوخیان
قاتل سے یہ جواب ملا ہے کہکے مدعا
خالی ہے جام بھر دے شراب اس مین ساقیا
ہے کمسنی کے قید مین عالم شباب کا

کچھ کچھ جھلک خوشی کی ہے میرے ملال مین
اور رات دن پھرے مری چشمِ خیال مین
کیا کیا بنا لیتے ہین وہ شاخین غزال مین
نہلائین گے مجھے عرقِ انفعال مین
چھل بل دکھا رہے ہین ہرن پھنسکے جال مین
رکھدی زبان کاٹ کے دستِ سوال مین
رکھدے اس آفتاب کو طاقِ ہلال مین
کیا سیر ہے کہ بدر چھپا ہے ہلال مین

فکرِ سخن مین ہو گئے کچھ ایسے ناتوان
آتے نہین جلیل خود اپنے خیال مین

عدو سے ہم صفتِ شمع جل کے جاتے ہین
وہ جاتے ہین کہین جا ئین کرین نہ وان پامال
یہ مرنے والون کو پاسِ ادب ہے اُنکے حضور
جوابکے آئین تو دامن سے باندھ دون ارمان
دھائی ضبط کی آنسو پیے نہین جاتے
ہین اشکِ گرم کے دھبے بتون کے دامن پر
نکل گیا ہو نہ آنکھون کی راہ دل میرا
پھرین جو نزع مین آنکھین وہ بدگمان بولا
نہ نکلی بوند لہو کی جو بنتی رنگِ حنا

تمہاری بزم سے کیا پھول پھلکے جاتے ہین
یہ کیا حنا ہے جو تلوون سے ملکے جاتے ہین
نہا کے جاتے ہین کپڑے بدل کے جاتے ہین
پھر اُن کو دیکھون کہ کیونکر نکل کے جاتے ہین
بھرے ہوے مرے دو جام چھلکے جاتے ہین
کہان کہان یہ شرارے اُچھل کے جاتے ہین
یہ کسکو ڈھونڈنے آنسو نکل کے جاتے ہین
یہ آپ ہم سے کہان رُخ بدل کے جاتے ہین
وہ ملنے آئے تھے دل ہاتھ مل کے جاتے ہین

قرار حضرتِ دل کو ہے اُن کی مٹھی مین
جو چھوڑ دین ابھی ہاتھون اُچھل کے جاتے ہین

اُنہین سنائین گے اشعار وصفِ لب کے جلیل
جمانے رنگ وہان لعل اُگل کے جاتے ہین

وعدہ کرکے وہ ہائے جاتے ہین
روگ دل کو لگائے جاتے ہین

کیا ڈرے ہین نگاہِ دشمن سے
میرے دل مین سمائے جاتے ہین

دستِ رنگین وہ رکھ کے سینے پر
آگ دل مین لگائے جاتے ہین

لُٹ گئے پر بھی حوصلہ ہے وہی
ناز تیرے اُٹھائے جاتے ہین

وہ چلے مثلِ دم خفا ہو کر
اب نہ آئین گے ہائے جاتے ہین

تیغ پلٹی ہوی ہے کُشتون سے
کسکے روٹھے منائے جاتے ہین

سر چڑھے تھے بہت جو حضرتِ دل
خاک مین اب ملائے جاتے ہین

ہین جو مشہور قاتلِ عالم
دیکھو وہ مُنہ چھپائے جاتے ہین

میرے رونے پہ بدگمانی سے
روز طوفان اُٹھائے جاتے ہین

دل مین کوئی نہین سوا تیرے
تیر کس پر لگائے جاتے ہین

ہم نے پوچھی تھی وصل کی راہین
آپ رستہ بتائے جاتے ہین

دور ہین تیرے کسکو ہے آرام
سوتے فتنے جگائے جاتے ہین

آپ مختار ہین سُنین نہ سُنین
ہمتو اپنی سنائے جاتے ہین

سابقہ ہے لحد مین حورون سے
اب بھی ہم آزمائے جاتے ہین

شمعِ تربت بنے ہین وہ مرے بعد
ابتک آنسو بہائے جاتے ہین

جاتے تو ہین تری گلی سے جلیل
مگر آنکھین بچھائے جاتے ہین

بیدار تیرے دور مین کیون رات بھر ہون مین
کیا کوئی فتنہ اے فلکِ فتنہ گر ہون مین

ناوک چلا نہین ابھی چٹکی سے چھوٹ کر
پہلو سے دل پکار رہا ہے ادھر ہون مین

ممکن نہین جو وصل تو ٹھہراؤ قتل کی
کب تک رہون اُدھر مین ادھر یا اُدھر ہونین

رونے سے اور شوق بڑھا کوے یار کا
ہر اشک کہہ رہا ہے چلو ہمسفر ہون مین

آئینہ جب ہٹے تو نظر سے نظر ملے
ٹٹی سی بیچ مین ہے اُدھر تم ادھر ہون مین

بالے مین ان کے پڑکے جو پائی ہے آبرو
موتی کو ہے یہ ناز کہ عالی گہر ہونین

اُٹھتے ہی ان کے لوٹ گیا مین تو بول اُٹھو
کیون کیا خدا نخواستہ دردِ جگر ہونین

دل کو تو سُرمہ کرتی ہے گردش اُس آنکھ کی
اور دل ہے اسپہ لوٹ کہ مدِ نظر ہون مین

وہ اور زلف چہرے پہ بکھرائے آئینگے
اللہ کس خیال مین شام و سحر ہون مین

مین نے تمہارے غم کو جگر بھی کھلا دیا
بیجا نہین اگر یہ کہون بے جگر ہون مین

راتونکو پھرنے کی ہوئی عادت بُرا ہوا
اب تو وہ اپنے منہ سے کہینگے قمر ہون مین

فیضِ امیر باعثِ شہرت ہوا اے جلیل
شاگرد نامور کا ہون یون نامور ہون میں

خوب آیا ہے ترے وصل کا پہلو دل مین
دلکو سینے سے لگائے ہون کہ ہی تو دل مین

کیا نزاکت ہے نہ پہلو مین کبھی تو آیا
نہ ترے وصل کا آیا کوئی پہلو دل مین

تو نے صد چاک کیا اس لیے شانے کیطرح
کر سنور جائین سما کر ترے گیسو دل مین

ان سے بھی حالتِ دل اب نہین دیکھی جاتی
یہی باعث ہے جو رُکتے نہین آنسو دل مین

گھر تو چھوڑا ہی تھا کیون چھوڑ دیا حق اپنا
چٹکیان لینے بھی آتا نہین اب تو دل مین

سر کے بال آپکے کس درجہ بڑھا رکھے ہین
وان کھلے شانے پہ یان آگئے گیسو دل مین

بہ گئے آنکھوں سے اسپر بھی ہے اک آگ لگی
پھونک دیتے مجھے رہجاتے جو آنسو دل مین

خوش ہون اب مین کہ چرا ہی نہین سکتا کوئی
بھر دی اُن گیسوون نے مشک کی خوشبو دل مین

خون ارمانون کا کرتا ہے یہ کیا کرتا ہے
جی نہ گھبراے گا تنہا جو رہا تو دل مین

اُلفتِ زلف مین لاکھون ہی اُٹھائے جھٹکے
فرق آیا مگر اب تک نہ سرِ مو دل مین

قیس و لیلےٰ کو بہم دست و گریبان دیکھا
دلِ سودا زدہ گیسو مین ہے گیسو دل مین

سیر اُس دم کوئی دیکھے مری بیتابی کی
بیٹھے بیٹھے جو بدلتے ہین وہ زانو دل مین

کون سب مین ہے ترا چاہنے والا دل سے
صاف کُھلجاے اگر غور کرے تو دل مین

ہمنے پہلو مین پری خانہ بنا رکّھا ہے
روز آرہتے ہین دو ایک پریرو دل مین

بیوفاؤن کی محبت بھی محبت ہے جلیل
غیر ممکن ہے پشیمان نہو تو دل مین

ضبطِ گریہ مین ہے کیا عذر جو ہو تو دل مین
آنکھون سے آئین پلٹ کر ابھی آنسو دل مین

اشکِ خون یاد مین ساقی کی اگر پیتا ہون
دانے انگور کے بنجاتے ہین آنسو دل مین

تیری پلکون سے تھین وابستہ امیدین دل کی
آنکھ کیا تیری پھری پھر گئی جھاڑو دل مین

دھیان دانتون کا ترے سب کو رُلا دیتا ہے
یہی موتی ہین جو بنجاتے ہین آنسو دل مین

دھیان بنتے ہی نگاہون مین اندھیرا چھایا
سایۂ گیسو کا رہا آنکھ مین گیسو دل مین

وہ جو پہلو مین ہین بیٹھے ہوے کُھلتا ہی نہین
دل ہے پہلو مین ہمارے کہ ہے پہلو دل مین

غُصّے مین اور ادا تیری بھلی لگتی ہے
تیوری چڑھتی ہے اتر آتے ہین ابرو دل مین

شوقِ دیدار سے آنکھون مین چلے آئے ہین
لاکھ روکون نہین رُکتے مرے آنسو دل مین

چتونین دیکھ کے تڑپا کئے ہم ساری رات
آنکھ آنکھون مین رہے آنکھ کا جادو دل مین

جستجو دل کی ہے ایسی کہ پھڑک جاتی ہین
بات کا بھی کوئی آتا ہے جو پہلو دل مین

دونون آنکھون نے کیا رو کے خزانہ خالی
ہائے باقی نہ رہا ایک بھی آنسو دل مین

ہدفِ تیر مجھے ہونے مین کچھ عذر نہین
بات اتنی ہے کہ پہلو مین ہے دل تو دل مین

چلد یا تیر ترا توڑ کے پہلو میرا
چین اُس کو بھی نہ آیا کسی پہلو دل مین

دل بڑھانے سے یہ مطلب ہے ترا ہم سمجھے
کہ سما جاے ہمارا قدِ دلجو دل مین

شعر پڑھ پڑھ کے کیا بزم کو تسخیر **جلیل**
اب کھلا یہ کہ بھرے رہتے ہو جادو دل مین

آئینہ دیکھ کے وہ منہ جو بنا لیتے ہین
اپنے بگڑے ہوے تیور کا مزا لیتے ہین

قدر دان ہم ہین تمہاری قدر اندازی کی
تیر آتا ہے تو پہلو مین بٹھا لیتے ہین

شوخیان یار کی یاد آ کے جو تڑپاتی ہین
دلِ بیتاب کو چھاتی سے لگا لیتے ہین

مشق چوری کی بڑھاتے ہین کہ دل بچ نہ سکے
جب مجھے دیکھتے ہین آنکھ چُرا لیتے ہین

کیون برا مانین حسینون کے ستم کرنے کا
ہم بھی پاتے ہین تو جی بھر کے ستا لیتے ہین

دیدبازی کا اُنھین شوق اگر ہوتا ہے
آرسی آئینے سے آنکھ لڑا لیتے ہین

بیٹھتے ہین جو سنورنے کو بتِ پردہ نشین
پہلے آئینے کو حیران بنا لیتے ہین

اپنی ہمت کے فدا کچھ بھی نہین جان مگر
اب بھی اتنے ہین کہ ناز اُن کے اُٹھا لیتے ہین

خواب کے آنے کا رہتا ہے جو کھٹکا شبِ وصل
بختِ بیدار کو پہرے پہ بٹھا لیتے ہین

پائمالی کے لئے جب نہین ملتا کوئی اور
دو قدم چل کے قیامت کو اُٹھا لیتے ہین

ایسے نازک بدن انسان تو دیکھے ہی نہین
جب وہ آتے ہین تو آنکھون پہ بٹھا لیتے ہین

کٹ ہی جاتی ہے کسی طرح شبِ تنہائی
اپنی تقدیر کو پہلو مین سُلا لیتے ہین

ہاے رے شرم بجھاتے بھی ہین عاشق کو تو یون
مُنہ سے کہتے نہین کچھ آنکھ جھُکا لیتے ہین

اشک وہ ہین کہ مٹا دیتے ہین غصہ اُنکا
آنچ آتی ہے جو مجھپر تو بچا لیتے ہین

بادۂ وصل پلاتے ہین اُسی کو وہ **جلیل**
اپنا ہمرنگ جسے پہلے بنا لیتے ہین

تیغ رکھ رکھ کے گلے پر وہ ہٹا لیتے ہین
طائرِ جان کے پھڑکنے کا مزا لیتے ہین

دیدہ و دل کو خدا جانے کیا کس نے تباہ
سچ ہے یا جھوٹ مگر نام ترا لیتے ہین

بانکپن دیکھو کہ ہے نوک کی ہر شے مین تلاش
دل بھی لیتے ہین تو پیکان سے ملا لیتے ہین

ہاے وہ دن کہ لگا رہتا تھا مُنہ سے ساغر
اب جو پاتے ہین تو آنکھون سے لگا لیتے ہین

دیکھئے پہر یہ کیا حال ہے ان زلفون کا
آپ پریون کو بھی دیوانہ بنا لیتے ہین

لوٹ جاتی ہے جگہ پا کے قدم پر بجلی
چلتے چلتے جو وہ دامن کو اُٹھا لیتے ہین

اور بھی مجکو لُٹاتا ہے یہ کہنا اُن کا
چٹکیان لیتے ہین ہم آپ کا کیا لیتے ہین

سینہ اُبھرا ہے تو کس فخر سے کہتی ہے کمر
ہمین ایسے ہین جو یہ بوجھ اُٹھا لیتے ہین

ہم نہ کہتے تھے کہ بدنام کرے گی چوٹی
اپنے پیچھے وہ بلا آپ لگا لیتے ہین

غازہ ملنے کا جو آتا ہے کبھی اُن کو خیال
رنگ عشّاق کے چہرے سے اُڑا لیتے ہین

پیار آجاتا ہے اُن کو مری جانبازی پر
پھینک کر تیغ گلے مجکو لگا لیتے ہین

شعر وہ کہنے کا میرے ہے اُنھین پاس ابتک
چار آنسو مری تربت پہ بہا لیتے ہین

ٹکڑے ساغر کے ہمین لختِ جگر ہین واعظ
کہین پاتے ہین تو پلکون سے اُٹھا لیتے ہین

میرے سینے مین تو ہاتھون ہی اُچھلتا ہے یہ دل
آپ کیونکر اسے مُٹھی مین دبا لیتے ہین

بیٹھے رہتے ہین حسین حلقہ کیے گردِ **جلیل**

## کوئی اُٹھتا ہے تو ہاتوئین لگا لیتے ہین

سلامت دستِ وحشت کیا کرین ہم جاکے گلشن مین
وہی کھلجائینگی تم بھر مین جو کلیان ہین دامن مین

جب آئے سیر کو پھر مُنہ چھپانا کیا ہے دامن مین
دکھاؤ عارضِ رنگین لگاؤ آگ گلشن مین

بنو تم شمعِ محفل مین جلون کیا فائدہ اس سے
تمہارے ساتھ جائین میرے دشمن بزمِ دشمن مین

ستم ہے موسمِ گل ایکے بھی یون ہی گزر جاے
مرے صیّاد دم بھر کو قفس لٹکا دے گلشن مین

کھڑے تربت پہ کس حسرت بھرے دل سے وہ کہتے ہین
مرے بچپین کیونکر نیند آئی تجھکو مدفن مین

ابھی کیا ہے بہار آنے پہ گل کھیلین گے متوالے
اُڑینگے خوب گلچھرّے بچین گے پھول گلشن مین

جلا کر کر دیا تھا طور کو جس آگ نے سُرمہ
شرارت بنکے اب وہ آگئی ہے اُن کی چتون مین

چمن مین پھول چُنتا پھول والون کو مُبارک ہو
یہان بھی لے جنون پُرزے گریبان کے ہین دامن مین

بہار آخر ہے اب دو چار نالے گرم اے بلبل
خزان کے آتے آتے تو لگا دے آگ گلشن مین

ہتہین جانو کہان چھپ چھپ کے تم راتون کو جاتی ہو
ہتہارے نقشِ پا کچھ کہ رہے ہین کوی دشمن مین

کہو تم اپنے جوبن سے کہ اُٹھکر فیصلہ کر دے
رہیگا تا کجا جھگڑا جوانی اور بچپن مین

خزان کے دور مین اندھیر جب دیکھینگے دیکھینگے
چراغ اس وقت تو ہر پھول کا جلتا ہے گلشن مین

کبھی روتا ہوا گزرا ہے شاید کوئی دیوانہ
ہزارون چاک آتے ہین نظر صحرا کے دامن مین

اُٹھاتا ہے یہین آ آکے آفت فتنۂ محشر
یہ پوچھو کونسی دولت گڑی ہے میرے مدفن مین

نشیمن کیا چمن ہی پھنک گیا بجلی سے اے بلبل
ہوا سب کچھ مگر گرمی نہ آئی تیرے شیون مین

سوا اس کے کہ دو چار اور بھی مشتاق ہوجائین
نتیجہ کیا ہے اس کا تم جو آبیٹھے ہو چلمن مین

یہ رنگت گل سے گالونکی یہ صورت اُٹھتے جوبن کی
جوانی تم پہ کیا آئی بہار آئی ہین گلشن مین

یہ دھڑکا ہے مرے غم مین تڑپ اُٹھا نہ ہو کوئی
الٰہی کروٹین لینے لگی کیون لاش مدفن مین

| | |
|---|---|
| مبارک تجکو اے شوق شہادت وقت آپہونچا | دھمک سی دے رہی ہی آج تو جو رگ ہی گردن مین |
| خدا رکھے تمہارے ہی ہین سب پروانۂ و بُلبل | تمہین ہو شمع محفل مین تمہین ہو پھول گلشن مین |
| مرا دل لکھو گیا اچھا ہوا جانے دو ذکر اُس کا | یہ کیا شے ہے چھپائے بیٹھے ہو تم جسکو دامن مین |

جلیل ایسا کہان کوئی بتون کا چاہنے والا
برہمن بنکے ہم برسون رہے ہے دیرِ برہمن مین

جو بڑ پانے کی باتین تھین وہ ہین سب اُن کی چتون مین
اثر آئے تو اب آئے کہان سے میرے شیون مین

چمن مین آشیان تو باندھنے کو باندھتے سب ہین
مزہ جب ہے کہ اے بلبل ہوا بندہ جائے گلشن مین

ہزارون لاکھون ارمان تھے نہ نکلا جیتے جی کوئی
اب اس کی فکر ہے کیونکر سمائی ہوگی مدفن مین

دلِ مضطر کو وحشت مین کوئی کس ہاتھ سے تھامے
گریبان مین ہے ایک اُلجھا ہوا اور ایک دامن مین

خطا کیا کی جو مین نے لے لیے رخسار کے بوسے
بگڑتے کیون ہو کیا گلچین نہین ہوتے ہین گلشن مین

خوشی یا رشک تو جب ہو کہ مجکو ہوش ہو اس کا
مرے پہلو مین وہ بیٹھے ہین یا آغوشِ دشمن مین

جوان ہوتے ہی اُن کے ٹھنڈی سانسین سب لگے بھرنے
صبا کا دَوْر دَوْرہ ہے بہار آئی ہے گلشن مین

تمہارے ناتوان پر کیا لحد مین سختیان ہوتین
فرشتے آے لیکن خاک کچھ پایا نہ مدفن مین

جب آیا ہوش تب جانا کہ میرا نیر اقصّہ تھا
سُنا تھا جو فسانہ لیلی ومجنون کا بچپن مین

سُنا ہے کرلیے اپنے ٹھکانے ہمصفیرون نے
کوئی نازک سی ہم بھی شاخ ڈھانٹین چل کے گلشن مین

ہمین وہ ہین کہ مرکر بھی نہ چھوٹے بےقراری سے
کبھی ہے لاش مدفن پر کبھی ہے لاش مدفن مین

ابھی سے لگ گئی ہتی تری آواز مین بلبل
یہی حالت ہے تو پھولے پھلے گی خاک گلشن مین

سُنا تھا حشر مین مُردے اُٹھین گے ایک سے ستّر
یہان تم نے ہزارون بھردیے ایک ایک مدفن مین

گل وبلبل ہنسین بولین صبا سے بھی ہو سرگوشی
ہمین سے سب کھٹکتے ہین ہمین ہین خار گلشن مین

نہ جب ملتے تھے وہ ہم سے نہ اب ملنے کی صورت ہی
جوانی مین ہوئی تمکین حیا تھی جو لڑکپن مین

ہماری لنترانی کیا ہے بیجا ہمصفیرون سے
ہماری گلفشانی دیکھئے گلشن ہے گلشن مین

اُدھر وہ پیار سے مدفن پہ میرے ہاتھ رکھے ہین

ادھر مین بارِ احسان سے دبا جاتا ہون مدفن مین

گریبان چاک پھولون کو جو دیکھا ہم نے یہ جانا

ترے وحشی ہوا کھانے نکل آے ہین گلشن مین

نہ اُن کا رُخ نظر آیا نہ اُن کی زلف ہاتھ آئی

شگوفہ چھوڑ کر چلتے ہوے شیخ و برہمن مین

اُداسی بیکسی سب کو یہین سر پھوڑنا اپنا

لگے ہین لعل کیا ایسے ہمارے سنگِ مدفن مین

صفائی ہاتھ کی جب ہے کہ ہو دو ٹوک اے قاتل

لگی لپٹی نہ رہ جاے کوئی رگ میری گردن مین

خدا آباد رکھّے دورِ قاتل مین ہے امن ایسا

ہزارون پاؤن پھیلائے ہوے سوتے ہین مدفن مین

کوئی جھانکے نہ جھانکے صنعت مین رخنے نکلتے ہین

مری آنکھون کے ڈھیلے رکھد و دیوارون کے روزن مین

پروتے ہو جو تم زنار مین تسبیح کے دانے

جلیل اچھّا ہے رشتہ جوڑ دو شیخ و برہمن مین

نظر اُٹھا کے کوئی دیکھ لے یہ تاب نہین

جواب خشک ستون سا قیا یہ تاب نہین

شباب کا ہے مزہ یاد گو شباب نہین

مین اپنے ضعف کے ہاتھون تڑپ نہین سکتا

وہان عتاب ہے کیا کم اگر نقاب نہین

شراب دے کہ نہ دے یہ نہ کہہ شراب نہین

یہ خواب تو ہے مگر بھولنے کا خواب نہین

وہ جانتے ہین مرے دلکو اضطراب نہین

وہ میرے شکوے پہ کہنا نقاب اُٹھاتے ہوے
نہین نہین مجھے تم سے کوئی حجاب نہین

سُنا تھا ہم نے کہ ٹھنڈک سے نیند آتی ہے
مگر یہ دیدۂ تر آشنائے خواب نہین

فلک کا نام لو بوڑھے غمزے کرتا ہے
وہان ستم کا مزہ کیا جہان شباب نہین

یہ ایک کھیل ہے جو قتلِ عام کرتے ہین
کسی پہ کچھ اُنہین غصّہ نہین عتاب نہین

مرے سوال پہ ایسا سکوت کیا کہنا
ترے دہن کا مری بات کا جواب نہین

کیے کی شرم جسے ہے وہ پاک ہوا اے شیخ
پڑیگی خاک اُسی پر جو آب آب نہین

ہمین تو دور سے آنکھین دکھائی جاتی ہین
نقاب لپٹی ہے اُس پر کوئی عتاب نہین

چمک دمک رُخِ روشن کی ہے شباب کے ساتھ
یہ دوپہر ہے تو ڈھلنے کا آفتاب نہین

مری نظر تھی کہ تجھ پر پڑی ہزارون مین
ترا جواب ہو کیا جب مرا جواب نہین

پیے بغیر چڑھی رہتی ہے حسینون کو
وہان شباب ہے کیا کم اگر شراب نہین

یہان سوال یہی ہے کہ ہان نہین کچھ ہو
وہان جواب یہی ہے کوئی جواب نہین

خدانخواستہ کچھ بے دہن نہین وہ بت
یہ بات ہے کہ کوئی قابلِ خطاب نہین

وہ اپنے عکس کو آواز دے کے کہتے ہین
ترا جواب تو مین ہون مرا جواب نہین

اُسے بھی آپ کے ہونٹون کا پڑ گیا چسکا
ہزار چھوڑیے چھٹنے کی اب شراب نہین

غرور اُن کا جو ٹوٹا تو عاجزی سے مری
بجز نیاز کوئی ناز کا جواب نہین

نہ اپنے گل پہ بہت پھول بلبلِ نادان
نقاب ہی ہے وہان کچھ تہِ نقاب نہین

تڑپ کے آہ جو کی مین نے خود تڑپ اُٹھی
وہ جانتے تھے مرے تیر کا جواب نہین

چمن ہو پھولون سے کیا خاک میکدے کا جواب
پیالے اتنے ہین اور بوند بھر شراب نہین

یہ راز بھی شبِ معراج کھل گیا سب پر
میانِ عاشق و معشوق کچھ حجاب نہین

مے طہور ہے رندون ہی کے لیے اے شیخ
وہ کیا پیے گا جسے لذتِ شراب نہین

جواب ہے تری غلب کا میری بیداری
وہان خیال نہین ہے یہان بھی خواب نہین

جنون ہے جب سے مجھے شور ہے حسینون مین
نہین جلیل سے بڑھ کر کوئی عذاب نہین

جلیل ختم نہو دورِ جام مینائی
کہ اس شراب سے بڑھکر کوئی شراب نہین

وہ کمسنی کے سبب واقفِ عتاب نہین
دمِ سحر ہے ابھی گرم آفتاب نہین

نگاہ برق نہین چہرہ آفتاب نہین
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہین

سوال سُن کے وہ چپ ہین یہ کیون نہین کہتے
دہن جو تنگ ہے گنجائشِ جواب نہین

سمجھ گئے ہین کوئی دیکھ ہی نہین سکتا
وہ کہتے ہین کہ مجھے حاجتِ نقاب نہین

یہ پاک صاف ہمین ہین کہ ہے تو دامن تر
نچوڑیے تو کہین بوند بھر شراب نہین

جو حشر اُٹھا ہے اُٹھے ہمکو کیون اُٹھاتا ہے
کسی حسین کا تو اُٹھتا ہوا شباب نہین

ہر ایک آنکھ مین شکل اُن کی ہے سمائی ہوئی
بہت سے پردے ہین کچھ ایک ہی نقاب نہین

نمودِ سبزۂ رخ پر سکوت اُن کو ہوا
یہ خط وہ آیا ہے جس کا کوئی جواب نہین

گُنہ گُنہ نہ رہا اتنی بادہ نوشی کی
اب ایک شغل ہے کچھ لذتِ شراب نہین

بہار دیتا ہے چھن چھن کے نور چہرے کا
سرِ نقاب ہے جو کچھ تہِ نقاب نہین

بتون سے پردہ اُٹھانے کی بحث ہی بیکار
کھلی دلیل ہے کعبہ بھی بے نقاب نہین

ہلال ہی کا تماشا ہے بدر سے پہلے
لٹا رہے ہین وہ حسن اور ابھی شباب نہین

ہمارے بوسے کے دھبے سے رُخ کا کیا بگڑا
یہ ماہتاب تو اب ہے جو آفتاب نہین

ہجوم چار طرف سے ہے اب نگاہون کا
نقاب اُٹھ گئی پھر بھی وہ بے نقاب نہین

نہ حُسن والون سے خالی کبھی زمانہ ہوا
قمر کا دور ہے شب کو جو آفتاب نہین

قدم کے ساتھ ہی آنکھین بھی چلتی جاتی ہین
وہان ہے کونسا فتنہ جو ہمرکاب نہین

مزہ ہے اُس لبِ نوشین سے کے چوس لینے کا
شراب کھچکے نہ آئے تو وہ شراب نہین

یہ کہتی ہین مرے ساقی کی رس بھری آنکھین
کہ کوئی جام یہان خالی از شراب نہین

مژہ کو لختِ جگر دل کو عشق دے یارب
سبو ہے بادہ نہین سیخ ہے کباب نہین

جو نیند آتی ہے کرتی ہین پتلیان فریاد
ارے یہ آنکھ کا پردہ ہے فرشِ خواب نہین

یہ کہہ رہے ہین نزاکت بھرے مرے اشعار
کہ ایک حرف اُٹھانے کی ہمکو تاب نہین

جلاؤ شیخ کو پی پی کے خوب بادہ کشو
شراب کا ہے مزہ کیا اگر کباب نہین

یہ مست کیا ہوے پردہ ہی اُٹھ گیا سب کا
جلیل سے کسی معشوق کو حجاب نہین

جلیل سے بھی ملول کے خوش بہت ہو گے
خراب حال تو ہے آدمی خراب نہین

آج سنتے ہین وہ اپنا مدعا کہنے کو ہین
کون جانے دلمین کیا ہے منہ سے کیا کہنے کو ہین

وہ زبانِ تیغ سے کیا جانے کیا کہنے کو ہین
ہم لبِ زخمِ جگر سے مرحبا کہنے کو ہین

خط تو ہم لکھ بھی چکے جا بھی چکا قاصد کے ہاتھ
کچھ زبانی تجھ سے اے بادِ صبا کہنے کو ہین

لطف سے خالی نہین جھگڑے نیاز و ناز کے
جا و بیجا کچھ کہین وہ ہم بجا کہنے کو ہین

پا کے اُن کو بڑھ گئی ہے اور بھی کچھ آرزو
کل تھے کیا کہنے کو ہم اور آج کیا کہنے کو ہین

رعب اُن کا اس قدر ہے شوق اپنا اس قدر
کہہ نہین سکتے ہین پھر بھی مدعا کہنے کو ہین

کیا سنون مین اُن کی اے ہمدم مجھے معلوم ہے
گالیان دو چار دین گے اور کیا کہنے کو ہین

حشر کا دن ہو گا کیا کافی ہمارے واسطے
ابتدا سے دردِ دل تا انتہا کہنے کو ہین

آچکی ہے جس سے آفت اُٹھ چکا ہو جس سے حشر
آپ کے ہم صحبتون کو اور تو ہم کیا کہین
خاک پر ظالم نے کس شوخی سے رکھے ہین قدم
دل پہ ہے اُن کی نظر اور مجھ سے یہ ارشاد ہے
ہوشیاری پختہ کاری اُن سے کوئی سیکھ جائے
کون روکے کون ٹوکے دیدۂ پُر جوش کو
میرا مرنا سُن کے آئے ہین شکایت کیلئے
جتنے آئے آئے تنہا جو گیا تنہا گیا
وحشی و سودا زدہ دیوانۂ و رسوا خراب
دل جگر میرے انہین کے سب ہین تڑپائے ہوئے
سُننے والے سے جو ہے حُسنِ سماعت کی اُمید
جانتا ہون کس لئے زلفین لگی ہین کان سے
کچھ تو بولین مُنہ سے آخر تا کجا یہ انتظار
بیچ تیرا بل ترے محبوبِ جانان ہو گئے
ظلم تو کرتے ہو لیکن کچھ خبر اس کی بھی ہے
برہمی کا خوف تھا نازک مزاجی سے ہمین
بد حواسی بے خیالی کے تصدق جائیے
آبلون نے جو اُٹھائی ہے اذیت دشت مین
ان بتون ہی نے کیا ساری خدائی کو تباہ

آج اُس سے ہم وہی پھر مدعا کہنے کو ہین
خود بھلے ہین یا بُرے لیکن بُرا کہنے کو ہین
دیکھئے گویا کچھ اُس کے نقشِ پا کہنے کو ہین
بُوجھ تو جاؤ کہ ہم اس وقت کیا کہنے کو ہین
ناسمجھ نو عمر وہ نامِ خدا کہنے کو ہین
یہ بھری محفل مین رازِ دل مرا کہنے کو ہین
لاش پہ غمگین کھڑے ہین بے وفا کہنے کو ہین
کون کس کا آشنا ہے آشنا کہنے کو ہین
یہ تو وہ سب کہہ چکے اب کچھ سوا کہنے کو ہین
بیخطا ناوک تمہارے بیخطا کہنے کو ہین
اپنا اپنا حال سب روزِ جزا کہنے کو ہین
کچھ تمہین برہم کرین گی اور کیا کہنے کو ہین
وہ بُرا ہی کاش کہہ دین گر بُرا کہنے کو ہین
لے تجھے اے آہ وہ زلفِ رسا کہنے کو ہین
لوگ کیا کہتے ہین تمکو اور کیا کہنے کو ہین
پہلے دے لی ہے دعا اب مدعا کہنے کو ہین
گھر سے ہم کیا سوچ کر آئے تھے کیا کہنے کو ہین
سب زبانِ خار سے وہ ماجرا کہنے کو ہین
برہمن کیا ہم اسے بیشک خدا کہنے کو ہین

تم تو سچے قول کے ہو تم ہو پورے بات کے
اور کوئی ہے جسے ہم بیوفا کہنے کو ہین

بس بس اے چشمِ سخن گو سحر سازی ہو چکی
دیکھ اب کچھ وہ لبِ معجز نما کہنے کو ہین

ساری دنیا جانتی ہے جیسے حضرت ہین جلیل
جان دیتے ہین بتون پر باخدا کہنے کو ہین

وہ دل ہے کونسا جو مستِ چشمِ یار نہین
یہ جام جب سے چلے کوئی ہوشیار نہین

ملادے دخترِ رز سے جو وصلِ یار نہین
بلادے پھول ہی ساقی اگر بہار نہین

جو دل مین رہتی ہین اُن کا ادب بھی لازم ہے
کہون نہ کیون کہ مجھے دل پہ اختیار نہین

کمالِ حسن کہون یا کمالِ عشق اسے
وہ ذبح کرتے ہین اور مجکو ناگوار نہین

زمانہ اُن کو ستمگر کہے تو کیا پروا
وہ جانتے ہین زمانے کا اعتبار نہین

ہزار شکر کہ آنے لگا ستم مین مزہ
مین اب کسی کے کرم کا امیدوار نہین

جو دل بھی دفن ہوا ساتھ تو یہی ہو گا
کہ اک تڑپ مین یہ لاشہ تہِ مزار نہین

وہ دل مین آکے ٹھہرنیکا قصد رکھتے ہین
مزہ تو یہ ہے کہ دل کو مرے قرار نہین

تڑپ دکھاؤن جو دل کی تو وہ بگڑتے ہین
کرون جو ضبط تو کہتے ہین بے قرار نہین

بہار ہے ترے کشتون کی سادہ رنگی پر
کوئی چراغ کوئی گل سرِ مزار نہین

ابھی بہار ہے ہنس بول لین گل و بلبل
کہ رنگ و بوے چمن کا کچھ اعتبار نہین

خدا دراز کرے عمر بکھری زلفون کی
کہ بیکسون کا کوئی اور سوگوار نہین

بہت ہی شوخ ہے وہ آنکھ ڈوری کیا ڈالین
کسی کے دام مین آنے کا یہ شکار نہین

گرا دو تم جو یہ بجلی تو مین نہ کیون تڑپون
تمہین نظر پہ مجھے دل پہ اختیار نہین

زبان پہ نام نہ لانا تھا بے وفائی کا
تمہاری بات کا اب ہمکو اعتبار نہین

تمہاری آنکھین ہین بیمار کھل گیا ہم پر
کہ ایک تیر نگہ بھی جگر کے پار نہین

بلا سے ہم ہین سبک خلق کی نگاہون مین
ہزار شکر کہ دل پر کسی کے بار نہین

مین اپنے آپ کو بے اختیار ہی کہدون
خدا گواہ ہے اتنا بھی اختیار نہین

مری تڑپ پہ دمِ رخصت اُنکا کہنا ہائے
تمہین ہماری قسم کا بھی اعتبار نہین

**جلیل** جان مصیبت مین کیون پھنساتے ہو
سُنا نہین کہ حسینون کا اعتبار نہین

قاصد آیا مگر جواب نہین
میرے لکھے کا بھی جواب نہین

خُم تو ہے ساقیا شراب نہین
آسمان ہے اور آفتاب نہین

بن کے بت سب وہ کہہ گزرتے ہین
بے دہانی! ترا جواب نہین

صبح ہوتے وہ گھر گئے اپنے
اب نکلنے کا آفتاب نہین

نور وہ ہے کہ کچھ نہین کھُلتا
ہے ترے رخ پہ یا نقاب نہین

طُور کے ذکر پر چمک اُٹھے
بات کی ان بتونکو تاب نہین

گرچہ دنیا ہے آئینہ خانہ
میرا ثانی ترا جواب نہین

بن گیا ہے نقاب چہرے کی
کہ اُترتا کبھی عتاب نہین

رُخ سے افشان چھُڑالکے کہتے ہین
آج تارون مین ماہتاب نہین

چاند کو رات کیا چھپائیگی
زلف رُخ کیلئے نقاب نہین

چڑھکے اُترین گی تیوریان سوبار
کچھ یہ چڑھتا ہوا شباب نہین

کچھ نہین میرے بیشمار گناہ
وہ اگر برسرِ حساب نہین

ڈھلکے کہتا ہے چودھوین کا چاند
ایک شب سے سوا شباب نہین

مے تو ڈھلکر رہے گی اے ساقی — کچھ یہ معشوق کا شباب نہین

میکدہ بھی بہشت ہے لیکن — مفت ملتی یہان شراب نہین

سُنکے یہ پردے سے نکل آئے — تیری تصویر کا جواب نہین

آہ کو سُنکے مُنہ چھپاتے ہو — ایک جھونکے کی بھی نقاب نہین

ختم ہوتی نہین ہوس دل کی — ایک طوفان ہے شباب نہین

دل جلے جب مزہ ہے رونے کا — مے ہے پانی اگر کباب نہین

عشق مین ہے جلیل لاثانی
حسن مین یار کا جواب نہین

دیدۂ منتظر ہین خواب نہین — کورے دو جام ہین شراب نہین

کہکے یہ بے حجاب اُن کو کیا — چاند سورج یہ تو نقاب نہین

بطِ مے کو کرینگے رند شکار — غم نہین ہے اگر کباب نہین

دیکھ سکتا ہے کون شکل اُن کی — شرم تو ہے اگر نقاب نہین

دخترِ رز کھچکے ہوش اڑاتی ہے — اور ابھی خیر سے شباب نہین

کیا ہی زیبا ہے مصحفِ رخ پر — آپ کے خط کا بھی جواب نہین

رندون کو چکر آئے جاتے ہین — دورِ ساقی کو انقلاب نہین

ہو بغل گرم کیونکر اے ساقی — دل نہین شیشۂ شراب نہین

دیکھ لی اُس کی پیاری پیاری شکل — رخ سے اُٹھنے کی اب نقاب نہین

دیکھ سکتا نہین ہے کیون اے شیخ — دخترِ رز ہے کچھ آفتاب نہین

پڑ گئی میری آنکھ چہرے پر — اب تمہین حاجتِ نقاب نہین

نعتیہ

کونسا خال تیرے عارض کا
آج اختر کل آفتاب نہین

آتش حسن پھونک دیتی ہے
رخ پہ جب دست کھلے نقاب نہین

دل سے دل ملگیا تو پھر کیا ہے
میرے اُن کے کوئی حجاب نہین

خوب چھوٹے وہ کہکے قاصد سے
خط کی کیا بات ہے جواب نہین

دونون گال اپنے اپنے حسن مین فرد
ایک کا دوسرا جواب نہین

حشر یون ہی بپا ہے اُس رُخ سے
خیریت ہے کہ بے نقاب نہین

ہوکے بے سایہ سایہ افگن ہے
آپ کے قد کا بھی جواب نہین

کیا وہ جانین سرور کی باتین
ابھی مست مے شباب نہین

دختر رز سے خوب نبھ جاتی
کیا کہین شیخ کا شباب نہین

میرے دل کے وہ ناز اُٹھاینگے کیا
اپنے غصے کی جن کو تاب نہین

خاک ہو آبروئے غزل کی جلیل
تیرے ان موتیون مین آب نہین

---

کیون اُس سے نامہ بر مری بپتا بیان کہین
وہ بدگمان کچھ اور نہو بدگمان کہین

تعریف کی جو لب کی تو اچھا صلہ ملا
فرماتے ہین کہ لال ہو تیری زبان کہین

پہلو دبائے بیٹھے ہین اُن کا ہم اس لئے
کروٹ شب وصال نہ لے آسمان کہین

اشراب تو آنکھ اُٹھانا بھی بار ہے
یہ نازکی تمہین نہ کرے ناتوان کہین

اظہار کر رہے ہین کدورت کا خیر ہو
پردے مین اس زمین کے نہو آسمان کہین

ٹیڑھی اگر ہے مجھ سے تو سیدھی رقیب سے
اُن کی نگاہ تیر کہین ہے کمان کہین

جو شاخ جھاڑتا ہون وہ گرتی ہی ٹوٹ کر
اللہ رہے بندھے جو مرا آشیان کہین

وعدہ کیا ہے تم نے تو بھاری سی ہو قسم — ڈر ہے پلٹ نہ جاے تمہاری زبان کہین

زلفون کو تم سمیٹ لو ہم اپنی راہ لین — آزاد ہو اسیر کٹین بیڑیان کہین

یہ لاگ یہ لگاؤ سلامت کہ رات دن — ہم بھی تمہارے ساتھ ہین تم ہو جہان کہین

اُس بانئ ستم سے یہ کہتا ہے آسمان — مجھسا کہین نہ پیر نہ تجھسا جوان کہین

اس ضعف نے تو سوت کا دھڑکا مٹا دیا — اُٹھتے ہین اب جہان سے ترے ناتوان کہین

غم رہ پڑا ہے دل مین مرے خیر اب نہین — کھا جاے میزبان کو نہ یہ میہمان کہین

ہین میرے پسینے کو یہ دونون ملے ہوے — کہنے کو ہے زمین کہین آسمان کہین

بلبل یہ تیری آہ کے جھونکے بلا کے ہین — تیری طرح اُڑ کو نہ ترا آشیان کہین

دل کو جلا رہا ہے یہ کس پر پڑے گی آہ — تو اور روسیاہ نہو آسمان کہین

بازارِ عشق سرد ہے غصہ کو دیکھکر — تیوری چڑھا رہے ہو نہ اُترے کمان کہین

دنیا مین حشر اُٹھے بھی تو کیا دیکھکر اُٹھے — ملتا نہین مزار کا میرے نشان کہین

کیا بات بانکپن کی خدا رکھے ایک ہو — ہوتے ہین ایسے نوک پلک کے جوان کہین

مین جان بلب ہون یار کو اس کا ملال ہے — ویدے نہ جان اجل کو مرا نیمجان کہین

گلشن مین جاکے کونسا پھل ہمکو مل گیا — قسمت تھی ساتھ ساتھ گئے ہم جہان کہین

ناوک کو اُس کے دیکھکے کہتا ہے مرغِ روح — اس شاخ پر مزہ ہے جو ہو آشیان کہین

انبار ہو رہا ہے دعاؤن کا خیر ہو — ڈرتا ہون مین کہ پھٹ نہ پڑے آسمان کہین

ہم سے تری کدورتِ دل بڑھتی جاتی ہے — دنیا پڑے زمین سے نہ اے آسمان کہین

او بے وفا قسم تجھے کھانا نہ چاہیے — مُنہ کی کھلاے تجکو نہ تیری زبان کہین

حصے مین اپنے کیون نہ ہو مضمون فراق کا — ملتی بھی کسی سے ہماری زبان کہین

مضمون بلند و پست جو ہین شعر مین جلیل
اپنی غزل زمین ہے کہین آسمان کہین

دشمنون پر نگہ لطف و کرم ہے کہ نہین — تہین انصاف سے کہدو یہ ستم ہے کہ نہین

سر برستے ہین جو مقتل مین تو کہتا ہے وہ شوخ — کیون مری تیغ ستم ابر کرم ہے کہ نہین

خوش خرامی سے اُنہین کام خبر کیا اس کی — کسی پامال کا دل زیر قدم ہے کہ نہین

آکے بالین پہ مرے ہائے کسیکا کہنا — دیکھنا کچھ مرے بیمار مین دم ہے کہ نہین

ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر جن کا وہی جانتے ہین — ایک ایک اُس کی نظر تیغ دو دم ہے کہ نہین

مین تو سنتا ہون تمہین بھی ہے محبت مجھ سے — سچ کہو تم کو مرے سر کی قسم ہے کہ نہین

اپنے دل سوختہ کو تم نے بھی دیکھا ہوگا — داغ ہی داغ وہ سر تا بقدم ہے کہ نہین

کیا کہون کیا مری حالت ہوئی سُنکر یہ پیام — کچھ تمہین میری جدائی کا بھی غم ہے کہ نہین

کون کہتا ہے کہ عاشق کو وہ کرتے ہین حلال — دیکھتے ہین مری تلوار مین دم ہے کہ نہین

ہم کو تو جان دیے ایک زمانہ گزرا — اب خدا جانے اُنہین مشق ستم ہے کہ نہین

بیکسی کا وہ گلہ سُنکے یہ فرماتے ہین — درد و غم ہے کہ نہین رنج و الم ہے کہ نہین

اور تھا کون جو کرتا مری تربت پامال — دیکھیے آپ ہی کا نقش قدم ہے کہ نہین

رات دن فکر حسینون ہی کی رہتی ہے جلیل
کچھ تمہین مرد خدا اور بھی غم ہے کہ نہین

تیرے ناوک تری شوخی کا پتا دیتے ہین — چٹکیان لے کے کلیجے مین لٹا دیتے ہین

اپنے چہرے سے وہ پردہ جو اُٹھا دیتے ہین — جو نہ دیکھا ہو کسی نے وہ دکھا دیتے ہین

خون بہتے ہوے زخمون سے صدا آتی ہی — وہ ہنساتے بھی ہین اتنا کہ رُلا دیتے ہین

اُن کے اُٹھ جانے سے جلتا ہے مرا دل کیسا
گھر جو وہ چھوڑتے ہین آگ لگا دیتے ہین

تیغ بھی اُن سے کمر مین نہین رکھی جاتی
جو بلا ہو وہ گلے میرے لگا دیتے ہین

آپ کیون مُنہ سے کہین آپ کے دل مین کیا ہے
جو ارادے ہین وہ تیور ہی بتا دیتے ہین

ہاے وہ پھول سے رخسار وہ قد بوٹا سا
جس جگہ بیٹھتے ہین باغ لگا دیتے ہین

پردے پڑنے سے دلو نہین ہے قیامت کی جلن
بیچ والے تو کچھ اور آگ لگا دیتے ہین

وہ سلامت رہین انگڑائی کے لینے والے
اور وہ ہاتھ تڑپ میری بڑھا دیتے ہین

اس نزاکت پہ یہ ہے زورِ جوانی اُن مین
اچھے اچھون کو نگاہون سے گرا دیتے ہین

دردِ دل سُن کے وہ بیدرد یہ کہتا ہے **جلیل**
کس قدر آپ کے افسانے مزا دیتے ہین

جان لینے کی ادا جان لیا کرتے ہین
ہم اُنہین دور سے پہچان لیا کرتے ہین

جھوٹ کیا ہے کہ یہ بت جان کیا کرتے ہین
جان تو جان ہے ایمان لیا کرتے ہین

آپ درپردہ کرین ظلم تو حاصل کیا ہے
سب مری شکل سے پہچان لیا کرتے ہین

بھولے بھالے ہین وہ ایسے کہ الٰہی توبہ
کچھ نہین جانتے ہان جان لیا کرتے ہین

بے وفا ہو کہ وفادار یہ اُن سے پوچھو
تم سے جو وصل کا پیمان لیا کرتے ہین

تو سلامت ترے انداز پہ مرنے والے
موت کا بھی کہین احسان لیا کرتے ہین

ہے بجا آپکو وہ پھول سے نازک سمجھین
اُن کو آنکھون پہ سب انسان لیا کرتے ہین

برچھیان دل پہ لگانا اُنہین جب ہوتا ہے
اپنے سینے کو ذرا تان لیا کرتے ہین

سانس لینے کی بھی طاقت نہین اُس پہ یہ حال
کروٹین درد سے ہر آن لیا کرتے ہین

پاؤن چکر مجھے دیتے ہین جنون ہین کیا کیا
ہاتھ اُٹھ اُٹھ کے گریبان لیا کرتے ہین

رہ گئے غیر ملا جام شہادت ہمکو
دوست دشمن کو وہ پہچان لیا کرتے ہین

قتل کرنے کا اُنہین شوق ہو یہ بات نہین
ہان مروت سے کہا مان لیا کرتے ہین

موت ہے مفت مین بدنام حقیقت یہ ہے
دل جو لیتے ہین وہی جان لیا کرتے ہین

پاشکستون کی رسائی ہو کہان ایسے نصیب
آڑے ہاتھون ترے دربان لیا کرتے ہین

کہتے ہین کون ہو بدنام ترا دل لے کر
کہین اوچھے کا بھی احسان لیا کرتے ہین

ہو نہ ہو یہ بھی اشارہ ہے تری شوخی کا
چٹکیان دل مین جو ارمان لیا کرتے ہین

قیس و فرہاد بھی جب دیکھتے ہین رنگِ **جلیل**
اپنا اُستاد اُسے مان لیا کرتے ہین

بجز مرگ یہان کوئی چارا نہین
مگر اُن کو یہ بھی گوارا نہین

طبیعت بھی اللہ کیا چیز ہے
کہ جس پر کسیکا اجارا نہین

سلامت رہے اُن کا شوقِ جفا
ہمین اور کوئی سہارا نہین

یہ دل جسکو سمجھے ہین اک قطرہ خون
وہ دریا ہے جس کا کنارا نہین

جسے چاہین اپنا وہ کرلین اُسے
کسیکا کچھ اس مین اجارا نہین

تڑپتی ہے کیون برق دل کی طرح
کوئی تیر تم نے تو مارا نہین

مجھے کوستے ہین مگر اس طرح
کنایہ نہین کچھ اشارا نہین

نقاب اُس نے اُلٹی تو دیکھا یہ رخ
کوئی آسمان پر ستارا نہین

ہمین قیس پر ہے گمانِ **جلیل**
وہی تو یہ آفت کا مارا نہین

اُنہین غرور کہ یکتا ہین خوش جمالون مین
مجھے یہ ناز کہ ہون ناز اُٹھانے والون مین

صفائے دل ہے بڑی چیز دے خدا جسکو — ہمیشہ آئینہ رہتا ہے خوش جمالون مین

امید و یاس نے جھگڑے مین ڈال رکھا ہے — نہ جینے والون مین ہم ہین نہ مرنیوالون مین

چمن مین گُل بھی حنا بھی مگر نصیب کی بات — کوئی تو سر چڑھے کوئی ہو پائمالون مین

الٰہی آگ لگے گرمیِ محبّت کو — تپک سی ہونے لگی پھر جگر کے چھالون مین

بہت سے کاش یہان داغدار دل ہوتے — سُنا ہے قدر ہے پھولون کی خوش جمالون مین

جنون کا قول ہے مجھ سے کہ تم رہو آباد — تمھین ہو قیس کے اک نام لینے والون مین

وہ ہائے مجمع رندان وہ میکدے کی بہار — وہ مے چھلکتی ہوی خوشنما پیالون مین

نقاب رُخ سے اُٹھاتے تو جانتے ہم بھی — کسے خبر ہے کہ ہین آپ خوش جمالون مین

ستم ہے اِس نے بھی غربت مین ہم سے مُنہ موڑا — رہی تھی یادِ وطن ایک ساتھ والون مین

گلون کا رنگِ جفا باغ بھر مین پھیل گیا — بھرا ہوا ہے لہو بلبلوں کا تھالون مین

جولی ہے تیغ تو اتنا تمھین خیال رہے — نیازمند بھی ہے ناز اُٹھانے والون مین

نسیم شمعِ لحد کو ذرا بچائے ہوے — یہی ہے ایک غریب جن کے رونے والون مین

خدا کی یاد سے عشقِ بتان نے روکا ہے — چلے تھے سوئے عدم رہ پڑے شوالون مین

نہین ہے لطف کہ خلوت مین غیر شامل ہو — اُٹھا دو شمع کہ یہ بھی ہے جلنے والون مین

لگاؤ ہاتھ جو گل کو تو خار چبھتے ہین — ہزار کھٹکے ہین کیون بیٹھون خوش جمالون مین

ہزار شکر کہ ہم نقص مین ہوے کامل
جلیل رہ گئی بات اپنی ذی کمالون مین

عجیب حُسن ہے اُن سُرخ سُرخ گالون مین — مئے دو آتشہ بھر دی ہے دو پیالون مین

سُنین جو آپ تو سونا حرام ہو جائے — تمام رات گزرتی ہے جن خیالون مین

چہل پہل ہو اُداسی ہو کچھ خبر ہی نہین
بڑے مزے کی ہے مستی مزار والون مین

لٹا دیا ترے تیرون نے چٹکیان لے کر
یہ بات کاش ہو پیدا ہمارے نالون مین

وصال ہونے پہ گر وصل کا یقین ہو جاے
تو سب سے پہلے ہمین ہونگے مرنے والون مین

حیا کے پردے مین اظہار سوگواری ہے
لحد پہ آے ہین وہ مُنہ چھپاے بالون مین

عجب بہار ہے لالے مین داغ ہونے سے
رہا ہے عیب ہنر بنکے خوش جمالون مین

جوان ہوے ہو اُٹھا لو مزے جوانی کے
کہ روز پھول پھل آتے نہین نہالون مین

چھپے گا کیا دلِ پرخون کا راز آنکھون سے
جو ہوگا شیشے مین آئیگا وہ پیالون مین

اُن ابروون سے نمایان ہے صاف نو جبین
ستارہ حسن کا روشن ہے دو ہلالون مین

یہ شوخ آنکھین تمہاری تو پچھاڑے کھاتی ہین
خواص شیر کے پاتا ہون ان غزالون مین

غضب کیا کہ سرِ بام وہ نکل بیٹھے
نہ آنے والون مین دم ہے نہ جانے والونمین

نگاہ مین نہین جچتا ہے مال مفلس کا
ہم اپنے دلکو پھرا لاے خوش جمالون مین

نیاز ہوتی ہے قاضی کی صبح کو اُس پر
مئے شبینہ جو رہ جاتی ہے پیالون مین

یہان خزان کا نہ کھٹکا نہ خوف گلچین کا
بہار گل مین رہے یا تمہارے گالون مین

وہ آج اپنے جگر پر جو ہاتھ رکھے ہین
خوشی ہے دھوم ہے فریاد کر نیوالون مین

یہ سچ ہے شعر کا کہنا **جلیل** مشکل ہے
کبھی نہ سمجھے کہ ہم بھی ہین کہنے والونمین

ہاے یہ رُخ سُرخ لب روشن
کالی آنکھین بھی ہین غضب روشن

شمعِ تربت کا حال کچھ نہ کھلا
کب ہوئی گل ہوئی تھی کب روشن

چاند بننا تمہین مبارک ہو
گھر ہمارا کروگے کب روشن

پتلیاں بن کے پھر رہا ہے کوئی
کیا یہ آنکھین ہین بےسبب روشن

زلف سے آبروئے مشکِ ختن
رخ سے آئینۂ حلب روشن

طورِ سینا کبھی منور تھا
طورِ سینہ مرا ہے اب روشن

بیچ مین مانگ ادھر ادھر گیسو
کہکشان ہے میانِ شب روشن

وصل کی شب بجائے شمع و چراغ
ہوتے ہین اُن کے لعلِ لب روشن

کہتے ہین سب ستمگر اُس مہ کو
نام سے بڑھکے ہے لقب روشن

داغ چمکے ہمارے بوسون کے
ہوگئے اور اُن کے لب روشن

شعلہ بار آہ کھینچ لون تو کہون
کیون ہوا حال تم پر اب روشن

عشق کی آگ پر پڑے ہین یہ پتھر
جل بجھے ہم ہوئی یہ جب روشن

صاف ہے دل کا آئینہ بےزنگ
ہوتے ہوتے ہوا یہ اب روشن

سامنے اُن کے چاند کیا چمکے
دن کو ہوتی ہے شمع کب روشن

جلوۂ دید کی ہوس ہے فضول
حالِ موسیٰ ہے ہم پہ سب روشن

آنے والے تجھے خدا رکھے
ایسے دیوار و در تھے کب روشن

تیرے جلوے کا سب تصدق ہے
ورنہ یون آئینہ تھا کب روشن

دل تو روشن ہوا تصور سے
آنکھین ہوتی ہین دیکھین کب روشن

اک غزل اور اے جلیل کہو
کہ طبیعت ہوئی ہے اب روشن

انجم و ماہ و نو ہین کب روشن
خالِ رخ ہین قریب لب روشن

باتون باتون مین یہ کھلا عقدہ
دُرفشانی سے ہین وہ لب روشن

اللہ اللہ رے فیض جلوۂ یار — چاند و سورج ہین روز و شب روشن

سمجھے کیا عشق کو بُتِ کافر — حال روشن ہو دل ہو جب روشن

ذکرِ ابرو کرون تو ہوے فروغ — ماہِ نو کی طرح ہون لب روشن

اور تارے تو اے فلک چمکے — کوکبِ بخت ہو گا کب روشن

دردِ دل کی چمک قیامت تھی — ہو گئے داغ سب کے سب روشن

برق سے بچکے خوش ہو گیا بُلبل — آتشِ گل تو ہے غضب روشن

ذکر کرتے ہین روے روشن کا — راز کر دین نہ میرے لب روشن

لاکھ مہتاب کی جلی مشعل — نہوئی پر ہماری شب روشن

ہون جگر کا دیا نگین کی طرح — نام الفت مین ہو گا جب روشن

پھر نہ کہدے تمہین کوئی خورشید — منہ ہے کیسا دمِ غضب روشن

زلف سے ہے بہار چہرے کی — دن کو کر دیتی ہے یہ شب روشن

شبِ غم ہر بلا نظر مین ہے — مشعلِ آہ ہے غضب روشن

زلف بکھرا کے رخ پہ فرمایا — دیکھی ہو گی نہ ایسی شب روشن

ماہِ کامل کا کھچ گیا نقشہ — ہوے ہنسنے مین دونون لب روشن

داغِ دل فیضِ عشق گیسو ہے — چاند کیا ہو بغیر شب روشن

زلف چھوٹی تو اور رخ چمکا — اس ختن سے ہوا حلب روشن

مُنہ چھپا کر گئے ہین وہ شب کو — صبح ہوتی ہے دیکھین کب روشن

دَورِ آصف کا ہے جلیل کا نام — اب نہ ہو گا تو ہو گا کب روشن

ملجائے وہ بت مجھکو جو ہے میری نظر مین
کس چیز کی اللہ کمی ہے ترے گھر مین

ایسا نہو اب خون نہ باقی ہو جگر مین
دو روز سے وہ بات نہین دیدۂ تر مین

مین کیون یہ کہون اُن سے کہ مشتاقِ عدم ہون
رکھ لینگے ابھی ہاتھ سے تلوار کمر مین

فارغ ہون ترے عشق مین راحت طلبی سے
ہے کونسی لذت جو نہین دردِ جگر مین

منظور ہے پانی ترے خنجر کا چرانا
اچھا ہے رہے چور اگر زخمِ جگر مین

آنکھین سبھی اچھی مگر اُس آنکھ کی کیا بات
صورت مین جو اعجاز ہو جادو ہو اثر مین

عالم جو اُن آنکھون مین ہے دیکھی جھلک اُسکی
کچھ زلفِ سرِ شام مین کچھ روے سحر مین

قاتل نے نیا جوڑ کبوتر کا نکالا
خط باندھکے بھیجا ہے مجھے تیر کے پر مین

ہلکی ہی سہی تلوار مگر آپ نہ باندھین
کیا کم ہے نزاکت کی ادا ہے جو کمر مین

سینے مین ابھی دل ہو ابھی دل سے ہو خالی
یہ بات ہے یا سحر مین یا تیری نظر مین

ہنسنے کے سوا اور وہان کام ہی کیا ہے
جب آئے نمک بھر گئے وہ زخمِ جگر مین

سورج کا بڑا شور تھا لیکن شبِ ہجران
مُنہ ڈالے رہا وہ بھی گریبانِ سحر مین

چھپتا نہین کچھ آنکھ مین ہنگامۂ محشر
دیکھا ہے وہ کچھ ہمنے تری راہگزر مین

کیونکر یہ کہون ہجر کی راتین ہین اندھیری
ہوتی تو ہے رہ رہ کے چمک دردِ جگر مین

فرصت ہی نہین بننے سنورنے سے کسی وقت
کیونکر وہ رہین قید مین آئینے کے گھر مین

کیا خوب ہوا حشر گنہگارون کا واعظ
سب آگ مین ڈالے گئے رند آتشِ تر مین

ہمنے تو یہ بہروپ جلیل آج ہی دیکھا
تسبیح ترے ہاتھ مین زنّار کمر مین

ثابت کہین سے بھی نہین پاتا جگر کو مین
بیدرد کیا کہون ترے تیرِ نظر کو مین

بھر دونگا سیم و زر سے ترے نامہ بر کو مین
زندہ رہا جو وصل کی سنکر خبر کو مین

جی مین یہ آرہا ہے کہ دل رکھ کے سامنے
سیدہا بناؤن آپ کی ٹیڑھی نظر کو مین

دل داغدار رات اندھیری جنون کا زور
لے کر چراغ ڈھونڈھ رہا ہون سحر کو مین

ہمدم یہ میری بے خبری بے سبب نہین
نکلا ہون اپنے گھر سے کسی کی خبر کو مین

سوتے مین کھلگئی ہے جو وہ زلفِ مشکبو
کیا کیا ملا رہا ہون نسیمِ سحر کو مین

چوری تو اُس نے کی ہے مگر اب یہ سوچ ہے
رکھون کہان چھپا کے دلِ نوحہ گر کو مین

صیاد سے چھڑا کے تو لاے مجھے نصیب
لاؤن کہان سے اہلِ چمن بال و پر کو مین

انکارِ ظلم حشر مین دے گا مزہ تمہین
شاہد کرون گا جب نگہِ فتنہ گر کو مین

پھر منہ پہ تیغ کے مجھے لے جاے تو ہی
سمجھے ہوے ہون لذتِ زخمِ جگر کو مین

یا تاک تاک کر مجھے برسائین تیر آپ
یا اب ترس ترس کے رہون اک نظر کو مین

ہے بیکسی مین کون جو روے گا بعدِ مرگ
بس ہو تو چھوڑ جاؤن دلِ نوحہ گر کو مین

بے خود کرے نہ وصل کی لذت محال ہے
تم شام کو ملے تو ملون گا سحر کو مین

قاتل پہ آج کھول رہا ہون مین دل کا حال
مرنے پہ آج باندھ رہا ہون کمر کو مین

بزمِ طرب مین مجکو بٹھاتے ہو جان لو
رکھتا ہون اپنے ساتھ دلِ نوحہ گر کو مین

اب آپ مجھ سے آنکھ چُراتے ہین کیون جلیل
پہچانتا ہون خوب جٹیلی نظر کو مین

رکھون چھپا کے یون گلِ داغِ جگر کو مین
آے تو دون ہوا بھی نہ بادِ سحر کو مین

یارب بنا دے خوگرِ آزار تو مجھے
دیتا رہون دعا بتِ بیداد گر کو مین

یہ اپنا حوصلہ ہے کہ قاتل کے سامنے
ہو جاے دل نشانہ تو رکھدون جگر کو مین

دل مین سکت نہین کہ وہ اشکون کو روک لے
الزام کس قصور پہ دون چشمِ تر کو مین

گاہک شگفتہ دل کے ہین جتنے حسین ہین
کس کے گلے لگاؤن دلِ نوحہ گر کو مین

جانا ہی جب تمہین ہے تو رُکنے سے فائدہ
ہان اس قدر کہ تھام لون اپنے جگر کو مین

اچھا نہین کہ ہو رخ محبوب بے نقاب
پر وہ اُٹھے توڑ ڈالدون اپنی نظر کو مین

پھر کون کہہ سنائیگا قاتل کی داستان
رکھون کھُلا ہوا لبِ زخمِ جگر کو مین

مجکو تھی فکر نالۂ دل کی کہ کیا ہوا
آئی صدا کہ ڈھونڈ رہا ہون اثر کو مین

ہے ذرہ ذرہ حشر کا میدان بنا ہوا
ایسا نہ جانتا تھا تری رہ گزر کو مین

قاتل کی رہ گزر ہے یہان برگِ گل کہان
چُنتا ہون پارۂ دلِ لختِ جگر کو مین

صبح شبِ وصال کا دھڑکا فضول ہے
دیکھونگا مُنہ سحر کا جو ہون بھی سحر کو مین

کیا بدگمانیان ہین کہ جلتا ہون رشک سے
جس وقت دیکھتا ہون کسی نوحہ گر کو مین

جب تک بغل مین ہے دلِ ایذا رسان جلیل
کیون جاؤن ڈھونڈھنے کسی بیداد گر کو مین

پوچھونگا پھر بہارِ چمن کی خبر کو مین
پہلے گلے لگا لون نسیمِ سحر کو مین

قسمت کا اپنی رنگ یہ باغِ جہان مین ہے
پھل جائے ہاتھ چھُو بھی اگر لون ثمر کو مین

تم اپنے تیرِ ناز سے پوچھو تو کیا ہوا
پاتا نہین ہون سینے کے اندر جگر کو مین

سمجھو نہ یہ کہ دل کی طرف سے ہون بیخبر
تم مجکو دیکھتے ہو تمہاری نظر کو مین

وحشت کا جب مزہ ہے کہ ہمرنگ ہو کوئی
کرتا ہون روز چاک گریبان سحر کو مین

سب اہلِ باغ پوچھینگے بربادیان مری
تھوڑی سی خاک دیدون نسیمِ سحر کو مین

تم خط پہ خط لکھوگے یہ کس کو یقین ہے
اتنا بھی ہے بہت کہ نہ ترسون خبر کو مین

خط کی خوشی نے تو مجھے دیوانہ کر دیا
باندھی جو میرے قتل پہ تم نے تو کھل گئی
شاید ابھی وہ دیکھ کے آئے ہین آئنہ
دستِ جنون نے کھینچدی تصویرِ شمع وگل
تھی کل تو آنکھ پیار کی ہے آج قہر کی
بجلی نے بھر دیے ہین ہزارون شرر کے پھول
اک شمع ہے مزار پہ وہ بھی بجھی ہوئی
مسّی ملو کہ سرمہ لگاؤ شبِ وصال
روز آستانہ بوس ہون ایسے کہان نصیب

دون اب پتا کہان کا ترے نامہ بر کو مین
معدوم جانتا تھا تمہاری کمر کو مین
کہتے ہین مانتا ہون تمہاری نظر کو مین
کرتا ہون چاک جیب کو دھنتا ہون سر کو مین
دل دُون بھی تو بتائیے دون کس نظر کو مین
اک سیر ہو ہلا دون اگر بال و پر کو مین
کیا دیکھکر بلاؤن نسیمِ سحر کو مین
اے مہربان سلام کرون گا سحر کو مین
رکھ لون اُٹھاکے دل مین ترے سنگِ در کو مین

یان لن ترانیان تری بے کار ہین جلیل
دیکھے ہوے ہون آہ و ریاض و جگر کو مین

وعدے پہ وہ عدو کی قسم کھائے جاتے ہین
کہتے ہین پھول ہار کے مُرجھائے جاتے ہین
چار اشک بھی نہ تم نے بہائے مرے لیے
اے سوزشِ جگر ہے ترے ہاتھ آبرو
عصمت بھی بڑھتی جاتی ہے جوبن کی ساتھ ساتھ
صدقے خیال کے مجھے ابتک یقین ہے
ہے لاکھ شکر کہ اتنا تو ہے خیال
بچپن کا ساتھ تھا جو بگولون سے دشت مین

تسکین دینے آئے تھے تڑپائے جاتے ہین
مطلب یہ ہے کہ ہم سے یہ شرمائے جاتے ہین
دیکھو تو پھول قبر کے مُرجھائے جاتے ہین
آنکھون مین کچھ کچھ اشک ابھی آئے جاتے ہین
سن سن کے دھوم حسن کی شرمائے جاتے ہین
آتے تھے جس طرح وہ یہان آئے جاتے ہین
ابتک ہمارے دل کو وہ تڑپائے جاتے ہین
اُٹھ اُٹھ کے اب لحد پہ مری چھائے جاتے ہین

بجلی کا حال دیکھئے شوخی نہ کیجئے
تڑپانے والے آپ بھی تڑپائے جاتے ہین

ساقی ترے نثار مزے مین کمی نہ ہو
لیتا نہ خبر کہ ہوش مین ہم آے جاتے ہین

پائے ہین بلبلون نے بھی کیا دہان پان دل
پھولون کے ساتھ ساتھ جو مرجھائے جاتے ہین

ے کی طلب ہین کو نہین دیکھ ساقیا
با دل بھی میکدے پہ ترے چھائے جاتے ہین

نظارہ باز آنکھون سے آفت مین جان ہے
راہین کھلی ہین دل مین حسین آئے جاتے ہین

اُن ساغرون مین دیدۂ گریان بھی ہین مرے
شب بھر جو بزم یار مین چھلکائے جاتے ہین

اُٹھتی نہین ہے منہ سے نقاب حیا جلیل
ترسے ہوؤن کو اپنے وہ ترسائے جاتے ہین

تنگ نگیلی گات وہ دکھلائے جاتے ہین
لو آج پھر کلیجے کو برمائے جاتے ہین

آنکھین بھی مانگتی ہین دل ابرو بھی زلف بھی
مجکو سب اپنی اپنی طرف کھائے جاتے ہین

حاضر نہو حضور مین کس کی مجال ہے
آپ آئیے تو آپ مین ہم آئے جاتے ہین

ارمانون کے ہجوم سے دل مین جگہ نہین
وہ ہین کہ پاؤن اور بھی پھیلائے جاتے ہین

در پر پڑے ہوؤن پہ غضب کا عتاب ہے
پردے بھی آج باندھ کے لٹکائے جاتے ہین

چُپ ہون ابھی مین حشر مین اس پر یہ حال ہے
سہمے کھڑے ہین خوف سے گھبرائے جاتے ہین

پھیلا رہے ہین پاؤن غضب گیسوِ دراز
بڑھ بڑھ کے ہاتھ دل پہ مرے چھائے جاتے ہین

دل کیا ملا ہے اُن کو کہ ملتا نہین مزاج
خوش ہین پرائی چیز پہ اترائے جاتے ہین

تسکین جھوٹے وعدون سے دیتے ہین یون مجھے
دیکھو تمہارے سر کی قسم کھائے جاتے ہین

مدِ نظر ہے کیسے کے پردے پہ چوٹ آج
چہرے پہ بال زلف کے بکھرائے جاتے ہین

ہم گلشنِ خیال کے بلبل ہین باغبان
پھولون سے آشیانے جہان چھائے جاتے ہین

ہم جیسے جیسے کھولتے ہین دل کی گتھیان
وہ اور اپنی زلف کو اُلجھائے جاتے ہین

خالی نہ آبلون سے دلِ ناتوان رہا
سوکھے ہوے نہال ہین پھل آے جاتے ہین

کس کس مزے سے دیکھ رہے ہین وہ آئنہ
صورت پہ اپنی آپ ہی للچائے جاتے ہین

آنچل اُلٹ کے اُٹھے ہین بہرِ خرامِ ناز
آثار اپنے مٹنے کے اب پائے جاتے ہین

بے اس جان ہوگئی اُٹھکر جو وہ چلے
بولی کہ آپ مجکو بھی فرمائے جاتے ہین

وہ غصہ آ چلا وہ جبین پر شکن پڑی
وہ ابرو نپہ دیکھئے بل آئے جاتے ہین

کیا جانے کیا جلیل نے چپکے سے کہدیا
آنکھین جھکائے لیتے ہین شرمائے جاتے ہین

ہستی ہے عدم مری نظر مین
سُوجھی ہے یہ ایک عمر بھر مین

پھیلاتی ہے پاؤن حسرتِ دید
ٹھنڈک جو ملی ہے چشمِ تر مین

او آنکھ چرا کے جانے والے
ہم بھی تھے کبھی تری نظر مین

کہتے ہین یہ دیدہاے خونبار
اک دل مین ہے زخم اک جگر مین

ان آنکھون نے تمکو جب سے دیکھا
جچتا ہی نہین کوئی نظر مین

تارے یہ نہین ہین آخرِ شب
کچھ پھول ہین دامنِ سحر مین

کوئی نہ حجاب کام آیا
دیکھا تو وہ تھے مری نظر مین

دل مین ہین جو بت تو بات کیا ہے
آگے بھی یہ تھے خدا کے گھر مین

کیا اور کہون نزاکت اُنکی
ایسے ہین کہ چھپ گئے نظر مین

تیر اپنے نکالیے مگر یون
تھوڑی سی خلش رہے جگر مین

کم ظرف تھے سارے غنچہ و گل
کیا پھولے ہین ایک مشتِ زر مین

اتنا بھی نہو کوئی حیادار ۔ دیکھا تو سما گئے نظر مین

دشوار ہے انتظار محشر ۔ تربت ہو کسی کی رہ گزر مین

قشقہ ہے کھچا کسی جبین پر ۔ یا چاک ہے دامن سحر مین

شکل اپنی جو دیکھی ہو گئے محو ۔ وہ سو گئے آئینے کے گھر مین

جیتے رہو مجھکو کیا مٹایا ۔ یہ کام کیا ہے عمر بھر مین

ہے عمر رواں مین شمع کا رنگ ۔ گھر بیٹھے گزرتی ہے سفر مین

پرکالۂ آتش جگر ہے ۔ جو اشک ہے اپنی چشم تر مین

اس چاند سے رخ پہ عکس گیسو ۔ دھبا سا نظر پڑا قمر مین

دنیا سے جلیل ہاتھ اٹھائے
بیٹھے ہین کسی کی رہگذر مین

درد دل چمکا تو پھر اس مین کمی ہوتی نہین ۔ اے فلک یان چار دن کی چاندنی ہوتی نہین

لاکھ چاہو دور قسمت کی بدی ہوتی نہین ۔ سچ کہا ہے جو نہین ہوتی کبھی ہوتی نہین

کوئی جب تک بیٹھے بیٹھے چٹکیان دل مین نہ لے ۔ دل وہ پایا ہے کہ اپنی دل لگی ہوتی نہین

پردہ در لیلے کی ٹھہری قیس کی عریان تنی ۔ ان کی ہوتی ہے ہنسی میری ہنسی ہوتی نہین

اک نظر سے ہو جہان آئینۂ دل چور چور ۔ وان یہ حیرت ہے کہ ٹکڑے آرسی ہوتی نہین

گرچہ خوگر ہو گئے ہین بیکسی کے ہم مگر ۔ الامان وہ بیکسی جب بیخودی ہوتی نہین

مثل غنچہ ہے یہان انجام پر اپنی نظر ۔ لب پہ ہوتی ہے ہنسی دل مین خوشی ہوتی نہین

لاکھ چھوڑو زلف کو شانے پہ تم جو ہو وہ ہو ۔ حور کوئی پر لگانے سے پری ہوتی نہین

مین جو پہونچا یار بولا دیکھنا یہ ہین جلیل ۔ مرنے مٹنے سے جنھین فرصت کبھی ہوتی نہین

سنا ہے وہ سوِ گورِ غریبان آنے والے ہین
شہیدانِ محبت ہاتھ تربت سے نکالے ہین

گلے شکوے کرین دشمن جنھین جینے کے لالے ہین
ہم اس پر جان دیتے ہین کہ تم بر مرنیوالے ہین

یہ ہم سے پوچھ اے صیاد کیا بلبل کے نالے ہین
وہ نالے ہین کہ پھولون نے گریبان پھاڑ ڈالے ہین

ہزارون تھی جہان اب ایک دو تلوون مین چھالے ہین
مگر کانٹے زبان جیسی نکالے تھے نکالے ہین

چلے اُٹھکر وہ یون کہتے ہوے کشتون کی بالین سے
یہ ظالم نیند کے ماتے بلا کے سونیوالے ہین

کہین جا ہین تمہارے دشتِ پیمان چھپ نہین سکتے
زمین پر نقشِ پا کہتے ہین ان تلوون مین چھالے ہین

یہ تھوڑا ظلم ہے اے محتسب تجھ سے خدا سمجھے
پٹک کر ایک شیشہ سیکڑون دل توڑ ڈالے ہین

جنون لیلےٰ کے آگے قیس کو اس وجہ سے لایا ہے
پھٹے کپڑے ہین منہ پر گرد ہی تلوون مین چھالے ہین

قدم اُٹھتے نہین ہین قافلے والون کے سُن سُنکر
یہ آوازِ جرس ہے یا کسی بیکس کے نالے ہین

تمیزِ دیر و کعبہ ہے نہ فکرِ دین و دنیا ہے
یہ رندِ پاک طینت بھی نرے اللہ والے ہین

تمہارے مرتون پہ ہاے رے عالم قیامت مین
ہر اک کہتا ہے یارب یہ کہان کے رہنے والے ہین

دغا کی ہے مقدر نے کہان غربت نصیبون سے
اُدھر رستے مین کانٹے ہین اِدھر تلوون مین چھالے ہین

بُرا ہو دردِ دل کا بات کرنی ہو گئی مشکل
اگر دو حرفِ مطلب ہین تو لب پر چار نالے ہین

مرے صیاد نے مجکو اُن آزادون مین رکھا ہے
رہا کرنے سے پہلے جن کے بازو توڑ ڈالے ہین

پتا چلتا ہے اس سے فصلِ گل کی بے ثباتی کا
جو بلبل کے ترانے ہین وہی بلبل کے نالے ہین

علاجِ درد کو مین درد سے بڑھ کر سمجھتا ہون
چُبھے ہین دل مین وہ کانٹے جو تلوون سے نکالے ہین

ترے بیمارِ غم مین کیا کہون اب کیا رہا باقی
کچھ اشکِ بیکسی آنکھون مین ہین کچھ لب پہ نالے ہین

ستایا حسرتِ پرواز نے اتنا اسیرون کو
کہ تنگ آ آ کے اپنے بال و پر خود نوچ ڈالے ہین

وہ کہتے ہین کہ ہم موجود ہین جلوہ دکھانیکو
کوئی پوچھے کہ آنکھون پر یہ پردے کس نے ڈالے ہین

**جلیل** اب لطف کیا ہے میکدے مین اپنے رہنے کا
مکدر دخترِ رز ہے بھرے ہمسے پیالے ہین

جگر تھامے ہوے بیٹھے ہین جتنے سُننے والے ہین
مرے پُر درد نالے بھی بڑے بے درد نالے ہین

نزاکت کی جو لیتے ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین
وہ ایسے ہین کہ لاکھون عہد و پیمان توڑ ڈالے ہین

یہان ہر شب فلک ہے اور اپنے دل کے نالے ہین
ہزارون تیر ہمنے ایک ترکش سے نکالے ہین

خدا کے سامنے کہدین یہ بت سب دیکھے بھالے ہین
تمہارے مُنہ لگے تو یہ کہین چُپ رہنے والے ہین

جو ٹکڑے ابر کے اُٹھے ہین کیسے کالے کالے ہین
سرور آ گئے ہونگے اُنھین جو پینے والے ہین

چلا ہے اس تزک سے تیرا دیوانہ بیابان کو
کہ دہنے بائین فوجِ اشک آگے آگے نالے ہین

تمہارا وعدہ سچا۔ قول سچّا۔ اور تم سچّے
مگر اس سے وہ کیا خوش ہو جسے جینے کے لالے ہین

ٹپکتی جاتی ہین بوندین لہو کی چشمِ مجنون سے
کہین چھالون مین کانٹے ہین کہین کانٹون مین چھالے ہین

جسے مارا تری تیغِ نگاہِ ناز نے مارا
خدا لگتی کہین گے ہم بھی اک دن مرنیوالے ہین

بتون مین بھی ہزارون چاند کے ٹکڑے نظر آئے
خدا نے نور کے سانچے مین کیا کیا بُت نرے ڈھالے ہین

کوئی کیا جانے کیا چنتی ہے لیلے اپنی پلکون سے
یہ وہ کانٹے ہین جو مجنون کے تلوون سے نکالے ہین

ازل سے باغ مین جھنڈے گڑے ہین باغبان اپنے
یہ جتنے سروِ موزون ہین مرے برجستہ نالے ہین

جنون کے دن چلے کانٹے پھپھولے پھوڑ لین دل کے
غنیمت ہین جو تلوون مین مرے دو چار چھالے ہین

جھجکتے آج کیون ہو کیا کوئی بیگانہ بیٹھا ہے
وہی ارمان ہین دل مین جو کل تم نے نکالے ہین

نہ تیر اس توڑ کے دیکھے نہ تیر انداز اس ڈھب کا
زمین پر ہے دلِ نالان۔ فلک کے پار نالے ہین

محبت نے بتِ بیدرد سے یہ کہلوا چھوڑا
کہ وہ جیتے رہین یارب جو ہمپر مرنے والے ہین

مزے کی چیز کیا ہے اے جنون تو فیصلہ کردے
کھٹک کہتی ہے کانٹے ہین تپک کہتی ہے چھالے ہین

تصدق اُس کی قدرت کے کہ جسنے مہرباں ہو کر
تمہارے وصل کے ارمان مرے دل سی نکالے ہین

تماشا دیکھے اُن مین زمانے کی دو رنگی کا
جو گوری گوری صورت کالی کالی زلفون والی ہین

بچھی ہین خاک پر سب دھجیان جیب و گریبانکی
جنون تیرے لیے ہم نے نئے رستے نکالے ہین

جلیل ایسے بھی دو ہی چار نکلین گے زمانے مین
بتون کو گھورتے ہین اور پھر اللہ والے ہین

بہار مین تھی جو دل بستگی خزان مین نہین
ہم آشیان مین ہین ایسے کہ آشیان مین نہین

جفا سے ہاتھ اُٹھایا ہے یار نے جب سے
ہمارا پوچھنے والا کوئی جہان مین نہین

چلا ہون شیخ کی خدمت مین لے کے یہ مژدہ
کہ آج صدر نشین محفلِ مغان مین نہین

یہی تو دو ہین ٹھکانے غریب بلبل کے
قفس مین ہو گی اگر اپنے آشیان مین نہین

گلے پہ رکھ کے اُٹھالی چھری یہ کہتے ہوے
یہ امتحانِ وفا کوئی امتحان مین نہین

خزان کے خوف سے بلبل کا دل لرزتا ہے
ہوا سے یہ حرکت شاخِ آشیان مین نہین

نصیب ہے کہین مرنا کسی پہ ہوتا ہے
مزہ جو اس مین ہے وہ عمرِ جاودان مین نہین

یہ کہہ رہے ہین تڑپ میری دیکھنے والے
کچھ ایسا فرق زمین اور آسمان مین نہین

ہم اُن کو عشق مین ہم پلہ کب سمجھتے ہین
تُلے ہوے جو ترازوے امتحان مین نہین

لگائی جاتی ہے بلبل کو کس لیے چوری
بچھے ہین لختِ جگر پھول آشیان مین نہین

پیامِ مرگ تو یہ ہے سدھارو دنیا سے
یہان سکت ترے بیمارِ ناتوان مین نہین

ہین تو یارون سے بچھڑے ہوے زمانہ ہوا
ہماری یاد بھی اب بزم دوستان مین نہین

جوان و پیر کا ملنا بھی کوئی ملنا ہے
ابھی تھا تیر کمان مین ابھی کمان مین نہین

شرر فشان ہو خدا کے لیے کہین بجلی
کہ ایک پھول بھی اب شاخِ آشیان مین نہین

ذرا سمجھ کے مری جان تیغ ناز کھنچے
تمہین تم اب ہو کوئی دوسرا جہان مین نہین

سنا ہے جلوہ گہہ ناز مین وہ آتے ہین
چلو جلیل چلو دیر امتحان مین نہین

وہ اپنے مرشدون کا منہ سے جبدم نام لیتے ہین
یہ دیکھا ہے کہ ہاتھون سے کلیجا تھام لیتے ہین

ہین کیا حسن والون سے اگر آباد ہے دنیا
تمہارے نام لیوا ہین تمہارا نام لیتے ہین

ارادہ دُور کا ٹھہرا تو پھر تربت مین سونا کیا
تھکے ماندے مسافر ہین ذرا آرام لیتے ہین

جہان لاکھون کرشمے ہین وہان اک شان یہ بھی ہے
اداسے کام لیتے ہین قضا کا نام لیتے ہین

تڑپ دلکی فغان دلکی انھین کے ہے اشارے سے
کبھی کچھ کام لیتے ہین کبھی کچھ کام لیتے ہین

فلک کے سر کبھی الزام تھا خونِ شہیدان کا
تمہاری جان سے دور اب تمہارا نام لیتے ہین

سمجھکر شاخِ گل بلبل ہوا سے ٹوٹ پڑتی ہے
وہ جبدم دستِ نازک مین گلابی جام لیتے ہین

جناب دل محبت کا گلہ کرتے ہین آنکھون سے
بڑے حضرت ہین اپنے سر یہ کب الزام لیتے ہین

جلیل اب تو نکلنا وادیِ وحشت سے مشکل ہے
جہان اُٹھکر چلے ہم خارِ دامن تھام لیتے ہین

کیا غضب ہے ہم محبت بھی جتا سکتے نہین
دل دکھا سکتے ہین دردِ دل دکھا سکتے نہین

لاشِ عاشق بد وہ اپنا غم چھپا سکتے نہین
مسکرانا چاہتے ہین مسکرا سکتے نہین

جستجوے یار سے ہم باز آ سکتے نہین
گو یہ ہین سمجھے ہوے دلمین کہ پا سکتے نہین

تم کہان تک حسن کا عالم دکھاؤگے مجھے
وصل کے ارمان اب دل مین سما سکتے نہین

ان تک آنے مین حیا پر کونسا الزام ہے
کیا تمہین ہم دل کے پردے مین چھپا سکتے نہین

کھینچتا ہے نقش کیا کیا دل مین نقاشِ خیال
دیکھنے کی سیر ہے لیکن دکھا سکتے نہین

کس ادا سے تم نے ٹالا ہے قیامت پر وصال
اس ادا پہ ہم قیامت کیا اُٹھا سکتے نہین

بیٹھ کر پردے مین یہ ہنگامہ آرا کون ہے
جانتے سب کچھ ہین لیکن ہم بتا سکتے نہین

سخت مشکل ہے کہ تیرا نقشِ پا ہے خاک پر
ہم اُٹھا سکتے نہین اُس کو مٹا سکتے نہین

ہوش جاتے ہین بتون کے ۔ دیکھ کر داغِ جگر
چوٹ اِن پھولون کی پتّھر بھی اُٹھا سکتے نہین

رس بھری آنکھون سے ہے ساقی تری ساقیگری
ورنہ جامِ مے لگی دل کی بجھا سکتے نہین

بیٹھنے کو بزمِ خوبان مین کلیجا چاہیئے
ہم کسی کا غمزۂ بیجا اُٹھا سکتے نہین

کس قدر مجبور کر کے اُس نے رکھا ہے ہمین
سو رہی ہے اپنی قسمت ہم جگا سکتے نہین

ہم نے مانا نازنین تم ناتوان ہم ہین مگر
ملکے دونون موج سے پردہ اُٹھا سکتے نہین

کیا نزاکت ہے حسینون کے تصدق جایئے
دلمین آسکتے ہین لیکن دل ہی جا سکتے نہین

رازِ دل کہہ کر بتِ کم سن سے خود رسوا ہوے
جانتے تھے ہم کہ غنچے ۔ تُو چھپا سکتے نہین

ہاتھ جینے سے اُٹھانا باغبان آسان ہے
آشیان اپنا چمن سے ہم اُٹھا سکتے نہین

ایسے کچھ کھوے گئے ہین ہم تلاشِ یار مین
ہوش بھی اپنے اگر ڈھونڈین تو پا سکتے نہین

بیٹھ کر تربت پہ یہ کہنا کسی کا ہاے ہاے
مین نہ سمجھا تھا کہ میرا ناز اُٹھا سکتے نہین

نوجوانی آگئی اب خیر جانون کی نہین
وہ اُٹھا فتنہ جسے تم بھی دبا سکتے نہین

لاش بھر رونے سے بھڑکی اور رسوائی کی آگ
خاک ڈالو خاک پانی سے بجھا سکتے نہین

غمزۂ خونریز پایا ہے بتون نے اِس لئے
نازنین ہین ہاتھ سے خنجر اُٹھا سکتے نہین

کیون نہ ہمکو رشک آے شمع پر اے ضبطِ عشق
جل رہا ہے دل مگر آنسو بہا سکتے نہین

کیون تمہین عشاق سے ہونے لگی شرمندگی
آنکھ قاتل ہے تو ہو کیا لب جلا سکتے نہین

دردمندانِ محبت کو دوا سے کیا غرض
اے مسیحا درد کا دل ہم دکھا سکتے نہین

جب کہا گُھٹتے چلائے کو تو بولے ناز سے
آج شاید پھول ہین بلبل کے صحن باغ مین

ہم سلا سکتے تو ہین لیکن جگا سکتے نہین
اوس غنچون پر پڑی ہے مُسکرا سکتے نہین

مدعی فتنے اُٹھاتے ہین اُٹھانے دو جلیل
قلب پر سِکّے جو بیٹھے ہین اُٹھا سکتے نہین

لے گئے کوے بو تراب مین پاؤن
وضو کیے چشمۂ گلاب مین پاؤن

یار نے سر مرا قلم کر کے
آج رکھا رہِ ثواب مین پاؤن

کیا یونہین گھر کسی کے جاتے ہین
اک زمین پر ہے اک رکاب مین پاؤن

وصل کا دن ہے مختصر کیسا
لگ گئے جیسے آفتاب مین پاؤن

کیا ملا کر کے حُسن کی تعریف
اُس نے دکھلا دیا جواب مین پاؤن

موج وحشت فلک سے کہتی ہے
کیا دھرون خانۂ حباب مین پاؤن

نیند بھی اپنی راہ لیتی ہے
کیا جمین دیدۂ پر آب مین پاؤن

دل سے نازک ہے دیکھ موجِ روان
چھو نہ جاے کہین حباب مین پاؤن

حسرت دید جاے اب کیون کر
سو گئے دیدۂ پر آب مین پاؤن

جلوۂ دہر دیکھ کیا دیکھون
کہین ٹکتے ہین اضطراب مین پاؤن

کیا بُرا نشہ ہے جوانی کا
لڑکھڑا جاتے ہین شباب مین پاؤن

آنکھ بھری وہین بھر آئی ہے
اُس نے رکھے ہین جب کباب مین پاؤن

پڑ گیا تھا بہک کے شیشے پر
خشک کرتا ہون آفتاب مین پاؤن

تیغ پیاسون کی دستگیر ہوئی
تھک گئے جب تلاش آب مین پاؤن

ایک دن کر کے سیر کوچۂ یار
پڑ گئے ہین عجب عذاب مین پاؤن

ہاتھ چومے حنا جلیل اُن کے
چھو سکین ہم نہ جن کے خواب مین پاؤن

ناصحا ہم ترکِ الفت کیا کرین
ہو جو بے تابُو طبیعت کیا کرین

آگئی تم پر طبیعت کیا کرین
اپنا لکھا اپنی قسمت کیا کرین

ایک وہ ہے چاہنے والی ہزار
بے وفائی کی شکایت کیا کرین

جی مین ہے اکدن قضا سے پوچھیے
ہم علاجِ دردِ فرقت کیا کرین

یار نے قدرِ محبّت کچھ نہ کی
اب بتا ہم اے محبّت کیا کرین

ایک دل تھا آگیا وہ ایک پر
اب کسی سے ہم محبّت کیا کرین

جانتے ہین ہے یہ سودا سر کو ساتھ
سُن کے ناصح کی نصیحت کیا کرین

آج ہم سے کل ملین اغیار سے
کہیئے ایسون سے محبّت کیا کرین

قابلِ جور و جفا سمجھے ہمین
شکر کی جا ہے شکایت کیا کرین

ہم تو بے پردہ تجھے دیکھین مگر
ڈالدے پردہ جو حیرت کیا کرین

اب تو کرتے ہین قیامت وہ بپا
دیکھیے روزِ قیامت کیا کرین

ہنس دیے سب زخم جب آئی بہار
اور اظہارِ مسرت کیا کرین

مہر و مہ کو حاجتِ غازہ نہین
حسن والے کر کے زینت کیا کرین

حُسن تو بڑھتا ہی جاتا ہے ترا
اک نظر پر ہم قناعت کیا کرین

جی بہلتا ہے تڑپنے مین جلیل
شکوۂ دردِ محبّت کیا کرین

رنگ لایا ہے ترے تیر کا پیکان دل مین
ایک غنچے سے کھلا ہے چمنستان دل مین

مین تو خوش تھا کہ ہوے خیر سے مہمان دل مین
چٹکیان لینے لگے تم تو مری جان دل مین

خلشِ تازہ کا مدت سے ہے ارمان دل مین
میرے قاتل کوئی چبھتا ہوا پیکان دل مین

دردِ دل اُس بتِ بیدرد کے آگے کہکر
کیا کہین کیسے ہوے آج پشیمان دل مین

کعبہ و دیر مین دوڑاتے ہو دھوکے دیکر
کیا کہین گے تہین سب گبر و مسلمان دل مین

دستِ قاتل کا نہ بسمل سے علاقہ چھوٹے
تیر چٹکی مین رہے تیر کا پیکان دل مین

عاشقِ زلف کو خلوت مین ہے جلوت کا مزہ
جمع رہتے ہین خیالاتِ پریشان دل مین

زخم کے چور سے یہ چور نہین کم قاتل
چھپ کے بیٹھا ہے ترے تیر کا پیکان دل مین

ہم جو کہتے ہین کہ دل دیکے تہین پچتائے
وہ یہ کہتے ہین کہ ہم بھی ہین پشیمان دل مین

ہرچہ در کانِ نمک رفت نمک شد آخر
خون کی بوند ہوا ڈوب کے پیکان دل مین

آج موقع ہے کہ ہو تیر سے ترکش خالی
رہ نہ جاے مرے قاتل کوئی ارمان دل مین

مل کے اغیار سے جسنے مجھے بیچین کیا
شرم کہتی ہے کہ وہ بھی ہے پشیمان دل مین

جیسے طائر کو ہو محبوب نشیمن اپنا
اُتر آتا ہے یوہین تیر کا پیکان دل مین

بھول سکتا نہین احسان تری آنکھونکا
آجتک ہے خلشِ جنبشِ مژگان دل مین

دونون پرخون ہین سمجھ مین نہین آتا قاتل
دل ہے پیکان مین کہ ہے تیر کا پیکان دل مین

گھر مین اللہ کے اندھیر یہ بت کرتے ہین
آتے ہین کھولے ہوئی زلفِ پریشان دل مین

قتل کرکے جو ہین آج بہت خوش ہین جلیل
مُنہ سے چاہے نہ کہین ہونگے پشیمان دل مین

پہلے ایسے تو کھٹکتے تھے نہ ارمان دل مین
رہگیا ہو نہ کوئی ٹوٹ کے پیکان دل مین

خون کا نام نہین اب تو مری جان دل مین
شک اگر ہو تو چبھو دیکھیے پیکان دل مین

خوبرو نازو ادا سے ہین خرامان دل مین
کیون مین چاہون کہ بتون کا رہے ارمان دل مین
یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم
اپنے آرام کا پہلو کوئی دیکھا ہوگا
دل کے جانے کا مجھے رنج نہین سوچ نہین
در ہم داغ پہ ہے لالۂ گلشن نازان
دیگیا داغ جدائی کا ہر ایک گل اسکو
جی بہلنے کو وہ اے پردہ نشین کافی ہر
تمہین آگر جو نکالو تو نکل سکتے ہین
داغ کیا درد و الم کیا سبھی چھپ جاتے ہین
کوہ مین کبک دری صحنِ چمن مین طاؤس
اور تو کوئی مکان یار کے رہنے کا نہین
بے ٹھکانے نہ ہوئی بات کوئی قاتل کی
وہ جو چٹکی سے چھڑکتے ہین نمک زخمون پر
جا بجا یار نے جاسوس لگا رکھے ہین
بھولی صورت پہ تمہاری مرا دل آیا تھا
جی مین ہے شیخ کو اُس بت کی دکھادون تصویر
ایسے دیکھے نہ سنے خون کے پیاسے نشتر
دورِ قاتل ہے دورنگی کا مٹانیوالا

مین سمجھتا ہون کہ چلتی ہین یہ چھریان دل مین
اُسپہ قانع ہون جو تھوڑا سا ہی ایمان دل مین
جان ہے گرم تلاش اور ہی جانان دل مین
رہ گیا ٹوٹ کے قاتل سر جو پیکان دل مین
اسکو روتا ہون کہ تھا زیست کا سامان دل مین
ایسے سکتے ہین ہزارون مرے ویران دل مین
آج بلبل لئے پھرتی ہے گلستان دل مین
تیری تصویرِ خیالی ہے جو چسپان دل مین
چھاونی چھائے ہوے ہین غم و حرمان دل مین
رازِ الفت ہے جو ہوتا نہین پنہان دل مین
اور وہ سروِ خرامان ہے خرامان دل مین
کبھی ہوتا ہے تو ہوتا ہے وہ مہمان دل مین
تیر چٹکی سے چلا اور تھا پیکان دل مین
جی مین آتا ہے کہ رکھ لون مین نمکدان دل مین
اشک آنکھون مین جگر مین تپش ارمان دل مین
کیا خبر تھی کہ بھرے بیٹھے ہو چھریان دل مین
مان جائیگا اگر کچھ بھی ہے ایمان دل مین
پھر نکلتی نہین چبھکر تری مژگان دل مین
دل کا ہمرنگ ہوا ڈوب کے پیکان دل مین

مین یہ کہتا نہین محفل مین بٹھاؤ مجھکو
ہان جگہ چاہیے تھوڑی سی مریجان دل مین

دلِ انسان مین عجب جلوہ نظر آتا ہے
آنکھین کھلجائین کرے غور جو انسان دل مین

روز بگڑے ہوے تیور نہین دیکھے جاتے
منہ سے کہدالیے جو کچھ ہو مری جان دل مین

لوگ کہتے ہین محبّت سے غزل سن کے جلیل
یہ سخن وہ ہے کہ رکھین گے سخندان دل مین

کون کہتا ہے کہ شرمیلی ادا اچھی نہین
ہے بہت اچھی مگر ہم سے حیا اچھی نہین

تم کہو ناصح حسینون کی ادا اچھی نہین
ہم تو یہ بھی کہہ نہین سکتے جفا اچھی نہین

خوش ادا ہین آپ لیکن یہ ادا اچھی نہین
سن چکے جب داستان میری کہا اچھی نہین

اُن کے ہاتھون روز اب ہوتا ہے خونِ آرزو
ایک دن منہ سے یہ نکلا تھا حنا اچھی نہین

مُنہ سے کب برقع ہٹایا جب اُجالا ہو گیا
ہے حیا اچھی مگر اتنی حیا اچھی نہین

آپ کو جلوہ دکھانا ہے تو باہر آئیے
لنترانی کی یہ درپردہ صدا اچھی نہین

آئینہ کیا اسکو سمجھے گا یہ ہم سے پوچھیے
کون سی اچھی ادا ہے کون ادا اچھی نہین

آہ کی تھی قیس نے اسکو زمانہ ہو گیا
آج تک سنتے ہین صحرا کی ہوا اچھی نہین

اُن مریضون مین مرے عیسےٰ نے رکھا ہی مجھے
جن کے حق مین درد اچھا ہے دوا اچھی نہین

ساتھ خنجر کے کوئی تیرِ نظر بھی چاہیے
مجرمِ الفت ہون مین تھوڑی سزا اچھی نہین

خاک میری کوے جانان سے اڑاتا ہے ستم
یہ ہوا خواہی تری بادِ صبا اچھی نہین

دو شگفتہ ہین جو دل تو چار مرجھاے ہوے
سچ تو یہ ہے باغِ عالم کی ہوا اچھی نہین

پہلے زاہد دیکھ لے ساقی کی مستانہ نگاہ
پھر یہ پوچھین گے شراب اچھی ہے یا اچھی نہین

آپ نے تصویر بھیجی مین نے دیکھی غور سے
ہر ادا اچھی خموشی کی ادا اچھی نہین

ہاتھ جو دیکھے وہ دے الزامِ خونِ عاشقان
اس قدر بھی شوخیِ رنگِ حنا اچھی نہین

بوے گل کے واسطے بلبل قفس مین مر نہ جاے
اس قدر تا خیر اے بادِ صبا اچھی نہین

مست آنکھون پر بکھر کر زلفِ ساقی نے کہا
جو نہ میخانے پہ چھاے وہ گھٹا اچھی نہین

ظلم سے بھی کر دیا محروم ہمکو آپنے
وہ جفا اچھی تھی لیکن یہ جفا اچھی نہین

ایک دن فرصت نہ پائی ہمنے اشک و آہ سے
سرزمینِ عشق کی آب و ہوا اچھی نہین

اک سرے سے مے بُری ہو شیخ ہم قائل نہین
یہ کہو تھوڑی سی اچھی ہے سوا اچھی نہین

تو ہوا ہو جائیگی اُلجھینگے وہ عشاق سے
چھیڑ زلفِ یار سے بادِ صبا اچھی نہین

تم بہت اچھے خدا رکھے سدا اچھا نہین
تمکو کیا حالت مری اچھی ہو یا اچھی نہین

خود کہا تھا تم نے ہم تم ہون جہان کوئی نہو
اس لیے ہے عرض خلوت مین حیا اچھی نہین

ہم وفا تم سے کرین تم غیر سے کیا قہر ہے
دوسری ہمکو سزا دو یہ سزا اچھی نہین

برہمی کے رہتے ہین آثار تیور سے عیان
آنکھ اچھی ہے نظر اے دلربا اچھی نہین

اب ستمگر تم کو کہتا ہے زمانہ یا ہمین
ہم نہ کہتے تھے غریبون پر جفا اچھی نہین

عشقبازی مین جہان تک تجربہ حاصل ہوا
سب کا حاصل ہے یہی رسمِ وفا اچھی نہین

آپ کی بیمار آنکھین اور اُن پر اتنا بار
چتونون مین ساتھ شوخی کے حیا اچھی نہین

حسن کرتا ہے ادا پیدا تو کہتی ہے نگاہ
جو نہ بڑھ جاے قضا سے وہ ادا اچھی نہین

آپکے دشمن جلائین دل ہمارے سوگ مین
اس قدر بھی گرمیِ بزمِ عزا اچھی نہین

اپنے بیمارون سے کہتے ہین دکھا کر آپ تیغ
اس دوا کے سامنے کوئی دوا اچھی نہین

اُن کے دل سے پوچھ جن کا ہے کلیجا پاش پاش
ہے بُری اچھی تری بانکی ادا اچھی نہین

حُسن ہوتا ہے تو ہوتی ہے نظر کب عیب پر
وہ بھی اچھی ہے تمہاری جو ادا اچھی نہین

ہاتھ مین سبحہ بتون کی آرزو دل مین **جلیل**
اس طرح یادِ خدا مردِ خدا اچھا نہین

جو دل کو کھو چکے ہین وہ دل کو ڈھونڈتے ہین
ہم دل سے تنگ ہو کر قاتل کو ڈھونڈتے ہین

کیا دھن ہے جستجو کی یہ بھی خبر نہین ہے
دلبر کو ڈھونڈتے ہین یا دل کو ڈھونڈتے ہین

راہِ طلب مین ایسا خود رفتہ کون ہو گا
منزل پہ ہم پہونچکر منزل کو ڈھونڈتے ہین

کاٹے نہین جو کٹتے فرقت مین دن ہمارے
خنجر کی جستجو ہے قاتل کو ڈھونڈتے ہین

جو زخم دیکھ چکے ہین جی لینے کو ہے کافی
اب کس لئے وہ اپنے بسمل کو ڈھونڈتے ہین

تم نے جو اپنے رُخ سے پردہ اُٹھا دیا ہے
تارے فلک پہ ماہِ کامل کو ڈھونڈتے ہین

اللہ رے عشق لیلےٰ مجنون کے بن مین اب تک
اُٹھتے ہین جو بگولے محمل کو ڈھونڈتے ہین

اُلجھے ہوے وہ گیسو ہین کس قدر پریشان
جب سے یہ سُن لیا ہے ہم دل کو ڈھونڈتے ہین

ڈ تیر بے کمان کے جو دل شکار کر لے
ہمتو **جلیل** ایسے قاتل کو ڈھونڈتے ہین

کلیجا تھام کر جب دل دکھے فریاد کرتے ہین
بتانِ سنگدل اُسدم خدا کو یاد کرتے ہین

تڑپتے لوٹتے ہین نالہ و فریاد کرتے ہین
ہم اپنے بھولنے والون کو یون ہی یاد کرتے ہین

بتِ ظالم یہ کہتا ہے جو ہم فریاد کرتے ہین
خدا کے چاہنے والے خدا کو یاد کرتے ہین

سمجھتے ہین کہ ہمکو ایک دن معشوق بننا ہے
فلک سے پوچھتے ہین کسطرح بیداد کرتے ہین

عدو لوٹین جوانی کے مزے پروا نہین انکو
ملی ہی مفت کی دولت اُسے برباد کرتے ہین

ہماری بیخودی کا حال وہ پوچھین جو اے قاصد
تو کہنا ہوش اتنا ہے کہ تمکو یاد کرتے ہین

الٰہی محفلِ مستان تجلی گاہ ہے کس کی
ادھر کچھ لوٹتے ہین کچھ اُدھر فریاد کرتے ہین

تمہاری بیوفائی ہم نہ بھولے ہین نہ بھولین گے
دیا ہے وہ سبق تمنے کہ اب تک یاد کرتے ہین

ہمین کرنی پڑی آخر رعایت ناتوانی کی
کئی دن سے کلیجا تھام کر فریاد کرتے ہین

جدا ہونے پہ دونون کا یہی معمول ٹھہرا ہے
وہ ہمکو بھول جاتے ہین ہم اُن کو یاد کرتے ہین

غبارِ عاشقان کوے حسینان سے جو اُٹھتا ہے
وہ کہتا ہے فلک سے دیکھ یون بیداد کرتے ہین

گلے مین ایک اک بلبل کے ہی پھندا محبت کا
وہی گل بھی تو کرتے ہین جو کچھ صیاد کرتے ہین

ذرا ملنا ذرا کھنچنا ذرا نرمی ذرا گرمی
مرے لے لیکے وہ عشاق پر بیداد کرتے ہین

صدا ناقوس کی سُنکر بتِ بے رحم کہتا ہے
جو ہمکو چاہتے ہین وہ یونہین فریاد کرتے ہین

کہین کشتون کی لاشین ہین کہین کشتون کے مدفن ہین
جدھر جاتے ہین وہ بستی نئی آباد کرتے ہین

**جلیل** آسان نہین آباد کرنا گھر محبت کا
یہ اُن کا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہین

نپوچھو کون ہین کیون نالہ و فریاد کرتے ہین
بتون کے ہم ستائے ہین خدا کو یاد کرتے ہین

زہے قسمت کہ جب تازہ ستم ایجاد کرتے ہین
وہ میرا حق سمجھتے ہین وہ مجکو یاد کرتے ہین

بجا ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو یاد کرتے ہین
یہ کیون کہتے نہین بیٹھے ستم ایجاد کرتے ہین

کسی کے غمزۂ بیجا اُٹھانا کب گوارا ہے
فقط خاطر تری ہم اے دلِ ناشاد کرتے ہین

سپند اُس نے بنا رکھا ہے اپنے تفتہ جانونکو
تڑپتے ہین اور اُس کے ساتھ ہی فریاد کرتے ہین

مسیحائی نہ دیکھی ہوگی تونے تیغ قاتل کی
ٹھہر جا ہم دوا تیری دلِ ناشاد کرتے ہین

بنے معشوق جس دن سے کبھی فرصت نہین ہوتی
ستم پر وہ ستم بیداد پر بیداد کرتے ہین

اسیری کی ہوا کیا رہنے دیگی باغ مین ہمکو
کئی دن سے تلاشِ خانۂ صیاد کرتے ہین

نہ ہوتے چاہنے والے نہ ایسی سوجھتی اُن کو
ستم کش مل گئے ہین وہ ستم ایجاد کرتے ہین

کسے صدمہ نہین رنگِ چمن کی بے ثباتی کا
چٹکتے ہین جو غنچے اصل مین فریاد کرتے ہین

بتون کا دیکھکر برتاؤ یہ کہنا ہی پڑتا ہے
وہی اچھے ہین جو بیٹھے خدا کو یاد کرتے ہین

کرینگے حشر مین فریاد کس وقت آپ کر کشتے
ابھی تک تو وہ شکرِ لذتِ بیداد کرتے ہین

اسیرون کی فغان سے تو نہ اے صیاد برہم ہو
فغان کرتے نہین تجھ سے تری فریاد کرتے ہین

خیال آتا ہے دل مین اس طرح لطفِ جوانی کا
سبق بھولا ہوا جسطرح لڑکے یاد کرتے ہین

بتانِ سنگدل نے آسیا کی چال اڑائی ہے
کہ مجکو پیستے ہین اور خود فریاد کرتے ہین

جلیل اب تک تمہیں بھولے نہین یارانِ میخانہ
گھٹا جب دیکھتے ہین تمکو گھڑیون یاد کرتے ہین

ہے کسی کا روے رنگین عکس افگن پھول مین
پھول گلشن مین کھلا ہے اور گلشن پھول مین

تو ہی تو آیا نظر اے رشکِ گلشن پھول مین
تیری رنگت تیری خوشبو تیرا جوبن پھول مین

رشک آتا ہے جو کہتی ہے چمن مین بوے گل
مین وہ بلبل ہون کہ ہی میرا نشیمن پھول مین

ساغرِ مے دے رہا ہے دستِ ساقی مین بہار
عکس چہرے کا ہی یا پھولا ہی گلشن پھول مین

رنگ پر آتا ہے دل اڑ جاتے ہین بو سے حواس
بلبلون کے لوٹنے کو وہ ہین رہزن پھول مین

آج کوئی پھول گلشن مین نظر آتا نہین
ہای وہ دن جب نظر آتا تھا گلشن پھول مین

تو جو گلشن مین رہا اس کا یہ ادنی فیض ہے
بس گئی خوشبو تری ای رشکِ گلشن پھول مین

کیا معطر ہے پسینہ اس گلِ رخسار کا
عطر ایسا کچھ نہین سکتا کئی من پھول مین

باغ مین جب تک رہے چنتے رہے دامن مین پھول
میکدے مین آکے ہم رنگتے ہین دامن پھول مین

زندگی اسکی ہے جس کو موت ہو ایسی نصیب
جان بلبل کی پڑی ہے وقتِ مردن پھول مین

کون کہتا ہے چمن رنگِ جنون سے پاک ہے
پرزے پرزے ہین سبھی جتنے ہین دامن پھول مین

جب سے چمکی ہے چمن مین آپ کی برقِ جمال
دیکھتا ہون جلوہ وادیِ ایمن پھول مین

تہ ہے رخسارِ نازک سے لپٹنا زلف کا
دل جلانے کا عوض لیتے ہین یون اے باغبان
چھپ نہین سکتے چمن مین تم نگاہِ شوق سے
باغ مین جب آگئے ہین لیکے وہ تیر و کمان

دیکھو دیکھو گھر کئے لیتی ہے ناگن پھول مین
آگ بلبل نے لگادی کرکے شیون پھول مین
مل نہین سکتا تمہارا روے روشن پھول مین
چھید کر بلبل کا دل ڈالے ہین روزن پھول مین

رنگِ وحدت باغ مین چھایا ہوا ہے اے **جلیل**
سونگھتے ہین ایک سی بو دوست دشمن پھول مین

خسروِ ملکِ دین معین الدین
چارہ جوئی کرے کوئی کس سے
ہو توجہ ۔ کہ ہم غریبون کا
سب نے پائی مراد مُنہ مانگی
ہو گئی ہے بارِ فراخی ۔ ہاے
قربِ مقصود ہو نصیب مجھے

خضرِ راہِ یقین معین الدین
چارہ گر ہو تمہین معین الدین
اور کوئی نہین معین الدین
رہ گئے اک ہمین معین الدین
تنگ مجھ پر زمین معین الدین
دور ہو غم کہین معین الدین

آپ کے در کا ایک سائل ہے
یہ **جلیل** حزین معین الدین

ہزارون جان دینے کے لئے تیار بیٹھے ہین
یہان دم پر بنی ہے جان سے بیزار بیٹھے ہین
یہ میخانہ ہے جو دم بھر کو بھی سونا نہین ہوتا
دکھا کر وہ بہارِ حسن کب کے چل دئے لیکن
ہمین تو اُس کے کوچہ مین کسی صورت بسر کرنا

مگر وہ ہین کہ زانو پر دھرے تلوار بیٹھے ہین
وہ کہتے ہین ابھی سے آپ ہمت ہار بیٹھے ہین
ادھر دو چار بیٹھے ہین اُدھر دو چار بیٹھے ہین
جہان بیٹھے تھے اُن کے طالبِ دیدار بیٹھے ہین
کھڑے ہین یا پڑے ہین یا پسِ دیوار بیٹھے ہین

خدا ہی ہے جو نکلے آج بھی حسرت شہادت کی
کہ وہ کچھ سوچ مین ٹیکے ہوے تلوار بیٹھے ہین

اُٹھائے کیون نہین دربان یہ ہمنے کہدیا اُن سے
تھکے ماندے ہین زیر سایۂ دیوار بیٹھے ہین

ہمارے جان دینے کی اُنہین پھر قدر کیا ہوگی
یہ کیون کہیئے کہ اپنی جان سے بیزار بیٹھے ہین

ہجوم عاشقان اُن کی گلی مین لطف دیتا ہے
کہ سو در پر کھڑے ہین سو پس دیوار بیٹھے ہین

وہ یہ سنکر کہ ساری خلق مشتاقِ شہادت ہے
کمر کھولے ہوے رکھے ہوے تلوار بیٹھے ہین

دیا یہ حکم اُس نے گھر سے جب خنجر بکف نکلا
وہ سب آ جائین در پر جو پسِ دیوار بیٹھے ہین

نہین معلوم کیون برہم ہوے کیون چڑھ گئی تیوری
کچھ بیٹھے ہین وہ کھینچے ہوئی تلوار بیٹھے ہین

عجب کیا ہے کسیدن آ کھڑے ہون آپ کوٹھے پر
اسی امید مین لاکھون پسِ دیوار بیٹھے ہین

نرالا دور ہے یہ آپ کا دَورِ مسیحائی
ہزارون ہین کہ اپنی جان سے بیزار بیٹھے ہین

نگاہین لڑ رہی ہین ہو رہا ہے کشت و خون ہر سُو
وہ اپنے چین سے باندھی ہوئی تلوار بیٹھے ہین

دھرے آئینہ آگے کر رہے ہین عکس کا شکوہ
یہ کون آئے جو بنکر طالبِ دیدار بیٹھے ہین

بہت خوش ہین ادا ایجاد کر کے جان لینے کی
وہ کیا جانین کہ ہم خود جان سے بیزار بیٹھے ہین

کرون اس وقت قسمت آزمائی چھیڑ کر اُن کو
کہ دستِ نازنین مین وہ لئے تلوار بیٹھے ہین

گلے لپٹا تھا شاید کوئی آ کر خواب مین اُنکے
اب اُٹھے ہین تو وہ ایک ایک سے بیزار بیٹھے ہین

ابھی شاید کوئی ارمان اُن کے دل مین باقی ہے
جو میری لاش پر کھینچے ہوے تلوار بیٹھے ہین

جلیل اب کیا کہون تم سے اُداسی بزم ہستی کی
ہزارون تھے جہان بیٹھے وہان دو چار بیٹھے ہین

وہ کہتے ہین مسیحائی کو ہم تیار بیٹھے ہین
یہ پوچھو کیا ابھی تک آپکے بیمار بیٹھے ہین

ہمین کہتے یہ سُنکر جان سے بیزار بیٹھے ہین
ادا قاتل کی بولی آؤ ہم تیار بیٹھے ہین

کچھ اس انداز سے بیٹھے ہین وہ پہلوی دشمن ہین
کوئی جانے کہ اُس کی شکل سے بیزار بیٹھے ہین

سُنی ہے عاشقون کی موت اب آئینہ کیا دیکھین
حقیقت مین وہ اپنی شکل سے بیزار بیٹھے ہین

ترے بیمار اُٹھ سکتے نہین گو اپنے بستر سے
مگر دنیا سے اُٹھنے کے لئے تیار بیٹھے ہین

نظر بھی وہ ملا سکتے نہین دل کی کدورت سے
ہم اُن کے سامنے کیا ہین پسِ دیوار بیٹھے ہین

سنا ہے پیار کر کے ہو گیا آفت مرے حق مین
مرے ہین اب اُنہین جب دیکھیے بیزار بیٹھے ہین

اجل کے نام سے ڈر جائین گے یون نامہ بر کہنا
کسی کے منتظر اب آپ کے بیمار بیٹھے ہین

گواہی دے رہے ہین سب کہ بیشک دلنشین تو ہے
ترے ناوک جو دل پر اے نگاہِ یار بیٹھے ہین

کہا جانے کو جب اُس نے تو جانِ ناتوان بولی
کہ چلئے ہم بھی چلنے کے لئے تیار بیٹھے ہین

کہو برقِ جمالِ یار سے ہان دیر اب کیا ہے
جگر تھامے ہوے سب طالبِ دیدار بیٹھے ہین

عیادت کر گیے وہ آج آکر اس طرح میری
ہمارے واسطے یہ بھی بنے بیمار بیٹھے ہین

وہ سب کو مست کر کے اپنے جلوے سے یہ کہتے ہین
ہماری بزم مین میخوار ہی میخوار بیٹھے ہین

شبِ وعدہ گمان پیہم یہ ہوتا تھا کہ اب آیا
تری تعظیم کو اُٹھ اُٹھ کے ہم سو بار بیٹھے ہین

سمان وہ میکدے کا آج تک آنکھون مین پھرتا ہے
کہ ساقی بیچ مین چارون طرف میخوار بیٹھے ہین

مزے کی سیر ہو گی باغ مین جسدن بہار آئی
ابھی سے ہوش اُڑنے کے لئے تیار بیٹھے ہین

سنا جب سے کہ تو نے پیاس موسیٰ کی بجھائی ہے
بہت امیدوارِ شربتِ دیدار بیٹھے ہین

گریبان پھاڑنا گلیون مین پھرنا پھر غنیمت ہے
جنون کا ساتھ جسدن سے چھٹا بیکار بیٹھے ہین

شریکِ بزمِ جانان ہو کے ایسے مست و بیخود ہین
نظر اس پہ نہین ہم ہین کھڑے اغیار بیٹھے ہین

جلیل اُس انجمن کو دور ہی سے ہے سلام اپنا
جہان چارون طرف اغیار ہی اغیار بیٹھے ہین

ڈھڑکا سحر کا ہے جو شبِ وصلِ یار مین
غم ہے مری خوشی مین خزان ہے بہار مین

ساقی پلاوے پھول نہ رکھ انتظار مین
کیا شاخ ہے لگی ہوئی فصلِ بہار مین

خط ہے حجاب جلوۂ رخسار کے لئے
وہ شہسوارِ حسن چھپا ہے غبار مین

صیاد اور کچھ نہوا اتنا تو ہو لحاظ
بلبل مرے تو پھول ہو فصلِ بہار مین

کہتے ہین وصل کا تو نہین مجکو اختیار
ہان وعدہ وصل کا ہے مرے اختیار مین

اٹھکھیلیان نسیم و صبا کی نہ پوچھیے
یہ حال ہے کہ اُڑتی ہین فصلِ بہار مین

آخر مرے گھر آہی گیا وہ بتِ حسین
کچھ شک نہین ہے قدرتِ پروردگار مین

بلبل تری خوشی مین شگوفے بھی ہین شریک
پھولے نہین سماتے ہین فصلِ بہار مین

دونون ہی تھے شوخ اور بھی بیچین ہو گئے
رہ رہ کے آپ میرے دلِ بیقرار مین

جوبن جو ہے چمن پہ وہی میکدے پہ ہے
گل اپنے رنگ مین ہین مُل اپنی بہار مین

محمل سوار تجکو بگولے کا ہے گمان
لپٹا ہوا نہ قیس کہین ہو غبار مین

بے پر جو ہین خزان مین عنادل تو غم نہین
کلیان نکل ہی آئین گی فصلِ بہار مین

آسان نہین کہ شاہدِ مقصد ہو ہمکنار
عمرین گزر گئی ہین اسی انتظار مین

نام و نشان بتائین قفس والو کیا تمہین
ہم وہ ہین جو اسیر ہوے ہین بہار مین

اچھا یہ عیب چمن کے لگا ہے آپ نے
پھولون کی بو نہین ہے دلِ داغدار مین

پھولون کے چاک چاک گریبان دیکھئے
وحشی نکل پڑے ہین کہان سے بہار مین

قسمت پہ اُن گلون کی نہ کیون دلکو رشک ہو
ہوتی ہے جنکی رات بسر زلفِ یار مین

ہے رنگ عارضی چمنِ روزگار کا
بُو دے رہے ہین پھول خزان کی بہار مین

یہ دوپہر کا وقت ہے آرام کیجئے
کیون جائین آپ دھوپ مین گرد و غبار مین

گلشن سے اُٹھگئی وہ گرانباریِ خزان
کیا آہِ عندلیب کی آندھی چلی ہے آج
کچھ اور ہی ہے شان تمہارے شباب کی
کہدے یہ میرے وعدہ فراموش سے کوئی
دل حق شناس ہو کے فدائے بتان رہے
شامل جو عکس ہے گلِ رخسار کا ترے

ایک ایک خار پھول ہے فصلِ بہار مین
سب پھول ہین اٹے ہوے گرد و غبار مین
گلشن کی سیر ہمنے بھی کی ہے بہار مین
آنکھین لگی ہین در سے ترے انتظار مین
کیا دخل ہے مشیتِ پروردگار مین
کچھ اور ہی بہار ہے پھولون کے ہار مین

اس پھول کا ہون بلبلِ شیدا مین اے جلیل
جو انتخاب ہے چمنِ روزگار مین

بنے ہین جب سے وہ لیلیٰ نئے محمل مین رہتے ہین
بتانِ ماہ پیکر عاشقون کے دل مین رہتے ہین
وہ عالم آشنا ہین اور عالم سے نرالے ہین
کسی دن کیا عجب جامِ شہادت ہاتھ آجائے
تصور مین جو شکلین پھر رہی ہین کوئی کیا جانے
کسی کا مدعا نکلے کسی کا حوصلہ نکلے
چراغ و شمع پر کیا منحصر ہے رات بھر جلنا
سوالِ وصل پر کس لطف سے ارشاد ہوتا ہے
کہان جائین یہان سے اُٹھ کے ہنگامۂ قیامت کے
وہ رہنے کے لئے ناصح کوئی گھر اور کیون ڈھونڈین
عدو کو کیا خبر اس کی محبت مین مزہ کیا ہے

جسے کرتے ہین دیوانہ اُسی کے دل مین رہتے ہین
جفا پیشہ تو ہین لیکن وفا منزل مین رہتے ہین
کہ گھر بیٹھے ہوے سارے جہان کے دل مین رہتے ہین
اسی امید پر ہم کوچۂ قاتل مین رہتے ہین
ہمارے چاند سورج اور ہی منزل مین رہتے ہین
مرے ارمان کیا سنتے ہین جو دل کے دل مین رہتے ہین
بہت سے جلنے والے آپ کی محفل مین رہتے ہین
سوالِ وصل کیسا جب تمہارے دل مین رہتے ہین
ہمارے ساتھ وہ بھی کوچۂ قاتل مین رہتے ہین
ہمارے دل کے مالک ہین ہمارے دل مین رہتے ہین
یہ اُس کے دل سے پوچھین آپ جسکے دل مین رہتے ہین

کسی کا بھی چراغ اُن کے مقابل جل نہین سکتا
وہ اپنے حُسن پر خود ہو کے شیدا کہہ اُٹھے مجھ سے
قدم رکھا جو راہِ عشق مین ہم نے تو یہ دیکھا
تری چاہت پہ شیدائی ترا یون ناز کرتا ہے
خدا جانے جلانا ہے مجھے یا پھونکنا اُسکو
تصور مین نگاہِ شوق مین پہلوے عاشق مین
ہمارے خون کا الزام بھی الزام ہے کوئی
ہجوم آرزو سے دل کوئی خالی نہین رہتا
کسی کو مل کے تڑپانا کسی کو کچھ کے ترسانا

ہمیشہ شمع محفل بن کے وہ محفل مین رہتے ہین
تمہارے دل کا ارمان اب ہمارے دل مین رہتی ہین
جہان مین جستجو رہزن ہین اسی منزل مین رہتی ہین
جو سب کے دل مین رہتا ہو ہم اُس کے دل مین رہتی ہین
وہ اکثر جلوہ فرما غیر کی محفل مین رہتے ہین
کہین بھی وہ رہین لیکن تلاشِ دل مین رہتی ہین
ہزارون ایسے دھبے دامنِ قاتل مین رہتی ہین
جو ہین خلوت نشین وہ بھی بھری محفل مین رہتی ہین
یہی وہ ایک جوہر خنجرِ قاتل مین رہتے ہین

شبِ مہتاب ہو خلوتکدہ ہو یار ہو ہم ہون
**جلیل** ارمان یہ وہ ہین جو سب کے دل مین رہتی ہین

مزے بیتابیون کے آرہے ہین
لحد ایک ایک کی ٹھکرا رہے ہین
جو پچھلے جور اب یاد آرہے ہین
ابھی کل تک تھے کیسے بھولے بھالے
وہ بجلی ہین تو ہون اُن کو مبارک
مجھے تو انتظارِ چارہ گر ہے
ہمارا حال جب دیکھا تو بولے
کہا اُس نے سوالِ وصل سنکر

وہ ہمکو ہم اُنہین سمجھا رہے ہین
قیامت بر وہ جو ٹین آرہے ہین
وہ دل ہی دل مین کچھ شرما رہے ہین
ذرا اُبھرے ہین آفت ڈھا رہے ہین
مجھے کس واسطے تڑپا رہے ہین
الٰہی غش پہ غش کیون آرہے ہین
سزا اپنے کیے کی پا رہے ہین
کہ مجھ سے آپ کچھ فرما رہے ہین

غم و درد و الم تھے کب کے بچھو کے — کہ سب ملکر کلیجا کھا رہے ہین
ستم دیکھو جگر ہین لیکے چٹکی — وہ کہتے ہین کہ دل بہلا رہے ہین
عزیزو خونبہا مانگو نہ میرا — یہ کیا کم ہے کہ وہ پچھتا رہے ہین
رہے دامن بھرا اُن کا ہمیشہ — لحد پر پھول جو برسا رہے ہین
دو روزہ حسن پر پھولے ہین کیا گُل — بڑے کمظرف ہین اِترا رہے ہین
نظر سے کیا چھپے ہین چال کی ہے — وہ اب آنکھون سے دل مین آ رہے ہین
سُنا کر قصۂ پروانہ و شمع — ہمارے دل کو وہ گرما رہے ہین

کبھی ہم نے پیا تھا بادۂ عشق
**جلیل** اُس کے مزے اب آ رہے ہین

شوخ آنکھون کے اشارے اور ہین — تیر جو قاتل نے مارے اور ہین
یون تو ہے سارا جہان مشتاقِ دید — چاہنے والے تمہارے اور ہین
تیرے تارے بھی ہین روشن اے فلک — پر مری آنکھون کے تارے اور ہین
بولو بچکر تلوار قاتل نے کہا — آئین جو آفت کے مارے اور ہین
بعدِ قتلِ عام بولی وہ نگاہ — حوصلے دل مین ہمارے اور ہین
دیکھتے ہین عید کا ہر سال چاند — مہ جمالون کے نظارے اور ہین
جب ہے کی درخواست اُن سے رحم کی — جان لینے پر اُتارے اور ہین
داغ ہین سینے پہ کیا چھوٹے بڑے — یہ فلک پہ چاند تارے اور ہین
بعدِ شکر نامہ کہنا نامہ بر — ایک دو ارمان ہمارے اور ہین
تیری باتون سے ہو کیا تسکین مجھے — تیری جتون کے اشارے اور ہین

آئی جب فصلِ جنون پھر ہم کہان
چار دن بس مین تمہارے اور ہین

مہ جبینون مین گزرتی ہے **جلیل**
آجکل اپنے ستارے اور ہین

اور دغا باز فسونگر تجھے ہم جانتے ہین
لے گیا دل کو اُڑا کر تجھے ہم جانتے ہین

بھر گیا تو ہمین غم سے تجھے ہم جانتے ہین
کر گیا تو ہمین مضطر تجھے ہم جانتے ہین

شان ہین آن مین رعنائی و زیبائی ہین
سارے معشوقون سے بڑھکر تجھے ہم جانتے ہین

ایک ہی شوخ ہے عیّار ہے سنگین دل ہے
کوئی کیا جانے ستمگر تجھے ہم جانتے ہین

اور کیا وصف ترا اے مژہ یار کرین
رگِ جان کے لئے نشتر تجھے ہم جانتے ہین

جانتے ہین تجھے ہم روزِ ازل سے لیکن
یہ نہین جانتے کیونکر تجھے ہم جانتے ہین

اور اوصاف سے اخلاق سے آگاہ نہین
صرف اے یار ستمگر تجھے ہم جانتے ہین

ہان خدا کے لیے رُکنا نہ کہین اشکِ روان
کوچۂ یار کا رہبر تجھے ہم جانتے ہین

تو کہے مجھ سے بگڑ کر تجھے ہم کیا جانین
مین کہون تجھ سے لپٹ کر تجھے ہم جانتے ہین

تو وہی ہے کہ نظر کر کے چُرا لین آنکھین
جلد یا مار کے خنجر تجھے ہم جانتے ہین

ترے آگے کسی عصیان کی حقیقت کیا ہے
کرم داورِ محشر تجھے ہم جانتے ہین

تو ہے سیدھی نگہ یار تو سب سیدھے ہین
اپنا بخت اپنا مقدر تجھے ہم جانتے ہین

پہلے مانوس نہ تھے تجھسے خیالِ جانان
جان کے اب تو برابر تجھے ہم جانتے ہین

**شاہِ آصف کو ہے تجھپر نظرِ لطفِ جلیل**
آج قسمت کا سکندر تجھے ہم جانتے ہین

دیدۂ تر مرے خونبار ہوے جاتے ہین
لالہ گون یار کے رخسار ہوے جاتے ہین

آتے جاتے جو اڑاتے ہین وہ آنکھین ہم سے
غیر سُن سُن کے یہ بیمار ہوے جاتے ہین

ہم بھی خوش ہین کہ ہمین رشک کا موقع نہ رہا
ساری دنیا سے وہ بیزار ہوے جاتے ہین

نئے انداز کی سوجھی ہے ترقی ان کو
ہو کے دلدار دل آزار ہوے جاتے ہین

حضرت دل مجھے کیا کم ہین ستانے کیلئے
آپ کیون درپئے آزار ہوے جاتے ہین

عشق کہتے ہین کسے ہم اُنہین سمجھاوینگے
وہ بھی دو روز مین ہشیار ہوے جاتے ہین

صورت آئنے مین دیکھی ہے جو صبحِ شبِ وصل
میری صورت سے وہ بیزار ہوے جاتے ہین

پھر بندھا سلسلہ اشکون کا خدا خیر کرے
پھر گلے کا یہ مرے ہار ہوے جاتے ہین

رشکِ یوسف ہین مگر رشک تو دیکھو اُن کا
آپ اپنے وہ خریدار ہوے جاتے ہین

آپ آئین تو سہی گورِ غریبان کی طرف
سونیوالے ابھی بیدار ہوے جاتے ہین

لطف اُٹھائین لبِ جانان کی مسیحائی کا
لوگ اس شوق مین بیمار ہوے جاتے ہین

وجد مین نے جو کیا اُن کی ادا پر بولے
بے پیے آپ تو سرشار ہوے جاتے ہین

آپ ہوتے ہین جو رخصت تو یہان دیر ہی کیا
ہم بھی اک آن مین تیار ہوے جاتے ہین

نگہِ ہوش ربا اس سے ہے واقف کہ نہین
مست سب آپکے ہشیار ہوے جاتے ہین

سخت جان ہون نہ چھدے گا مرا سینہ قاتل
تیر جھک کر ترے تلوار ہوے جاتے ہین

دوڑ زاہد کہ قیامت مین قیامت آئی
داخلِ خلد گنہگار ہوے جاتے ہین

کان تک اُن کے جو پہونچے ہین مرے شعر جلیل
سب کے سب گوہر شہوار ہوے جاتے ہین

وہ کب تشریف لاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین
نہ آئینگے نہ آتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

ہمین معلوم ہے جو آجکل ہے رنگ صحبت کا
تمہین ہم یاد آتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

وہ کہتے ہین ستم مین عاشقونکو لطف آتا ہے
ہم اُن کا دل دکھاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

عدو نادان ہے اُن کی دوستی پر ناز کرتا ہے
وہ کب قابو مین آتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

ہم اُن کو قصۂ درد و الم اپنا سناتے ہین
وہ ہمکو یہ سناتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

قضا کا وار غیرون پر چلے یہ بھی نہین آسان
ادا سے لوٹ جاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

جو اُن کے سامنے ہے شمع کی حالت وہ روشن ہے
وہ روتون کو ہنساتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

عدو باتین بناتے ہین کہ ہم اُن سے مل آتے ہین
کسے وہ مُنہ لگاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

ہمارا حال کہنے مین کمی کرنا نہ اے قاصد
تجھے جو کچھ سُناتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

اُنہین فرصت کہان ہوتی ہے زلف اپنی بنانے سے
مری بگڑی بناتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

مسیحا رکھ لیا ہے نام یارون نے خوشامد سے
وہ مُردے کو جلاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

ڈبونے کے لئے ہے آبداری اُن کے خنجر مین
لگی وہ کب بجھاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

جھلک پردے کی دیکھی ہو گی جسپر لوٹ ہین موسیٰ
وہ صورت کب دکھاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

سُنا کرتے ہین معشوقون پہ آنا حضرت دل کا
نہ آتے ہین نہ جاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

جلیل آتش کے پرکالے ہین آنسو دیدۂ تر مین
جلن دل کی مٹاتے ہین یہ سب کہنے کی باتین ہین

یہ گویا کہہ رہی ہے حسرتِ دیدار آنکھون مین
خیالِ یار ہو دل مین جمالِ یار آنکھون مین

مکین جب سے ہوئی ہے حسرتِ دیدار آنکھون مین
بہت بے چین رہتی ہے نظر اے یار آنکھون مین

ہزارون درد کو ہوتی ہے کافی اک نظر تیری
صفت جو تھی مسیحا مین وہ ہے بیمار آنکھون مین

پئے نظارہ جاتے ہین اگر اللہ نے چاہا
پھر آئینگے وہان سے ہم لیکر جمالِ یار آنکھون مین

نگاہِ شوق اپنی کیون پریشان دربدر رہتی
جو تم رہتے بجائے حسرتِ دیدار آنکھون مین

ہم اکثر سامنے غیرون کے آنکھین بند رکھتے ہین
سبب یہ ہی کہ پھرتا ہے جمالِ یار آنکھون مین

کسی کے پھول سے رُخ کا نظارہ ہم نہ چھوڑینگے
نہین جو دیکھ سکتے وہ چُبھو لین خار آنکھون مین

تسلی مردمِ دیدہ کی ہے مدِ نظر مجکو
جگہ دون کیون نہ تجکو اے شبیہِ یار آنکھون مین

نہایت فخر سے اپنا دلِ پُر درد کہتا ہے
کہ مین برسون رہا ہون یار کی بیمار آنکھون مین

ادا اک دیکھنے کی ہے وہ جس سے قتل کرتے ہین
نہ خنجر ہے نگاہون مین نہ ہے تلوار آنکھون مین

یہ شانِ پردہ داری ہے کہ قدرت کا تماشا ہے
جہان دیکھو سما جاتی ہے شکلِ یار آنکھون مین

دمِ نظارہ ہم مارے خوشی کے روے دیتے ہین
نہین آنسو بھرا ہے شربتِ دیدار آنکھون مین

مجھے تو بیخودی ہے آپکو ہے نیند کا دھوکا
کریگی نیند کیا آکر مری بیدار آنکھون مین

روان ہین اسطرح آنسو کہ دریا جیسے بہتا ہو
مگر پھر بھی جمی ہے حسرتِ دیدار آنکھون مین

دلِ زاہد مین مستی کا گمان واللہ ایسا ہے
کہ جیسے خواب کو ڈھونڈے کوئی بیدار آنکھون مین

یہ کہکر اُڑ گئی اوپر ہی اوپر شب کو نیند اپنی
مجھے رہنے نہ دیگا انتظارِ یار آنکھون مین

دلِ شیدا کو اپنے مست ہوتے دیر کیا ساقی
جگہ مل جاے دم بھر کو تری سرشار آنکھون مین

یہ پہونچکر وحشتِ مجنون مین عجب حالت ہی لیلیٰ کی
یہ کہتی ہے کہ مین چُن چُن کر رکھ لون خار آنکھون مین

درازی دیکھ کر بالون کی حیرت اسپہ ہوتی ہے
سما جاتے ہین کیونکر گیسوے خمدار آنکھون مین

کبھی مجھ سے کبھی اغیار سے اُٹھ اُٹھ کر لڑتی ہین
کہان سے آگئی طاقت تری بیمار آنکھون مین

جو دو دیدار کے ترسے کبھی آپس مین ملتے ہین
تو ہو جاتی ہین پہلے چار باتین چار آنکھون مین

یہ کن آنکھون کا متوالا انجمن مین آج آیا ہے
جگہ دیتی ہے جسکو نرگسِ بیمار آنکھون مین

**جلیل** اپنی نگاہون نے خبر کر دی زمانے کو
چھپا رکھی تھی ہم نے دولتِ دیدار آنکھون مین

## ردیف واو

اے مرے شاہِ مہ لقا نورِ خدا تمہین تو ہو
حسنِ ازل ہے آئینہ جلوہ نما تمہین تو ہو

شانِ جمالِ کبریا تاجِ وقارِ انبیا
کہتے ہین جن کو مصطفٰے صل علیٰ تمہین تو ہو

روحِ روان سے تم سوا حورِ جنان سے تم سوا
دونون جہان سے تم سوا بعدِ خدا تمہین تو ہو

تم ہو خدا کو دیکھتے خلق ہے تمکو دیکھتی
قبلۂ جان تمہین تو ہو قبلہ نما تمہین تو ہو

آتشِ غم ہے مشتعل سوزِ درون ہی متصل
کس سے کہون مین حالِ دل دلکی دوا تمہین تو ہو

غم سے نہان ہین تو ہین سوختہ جان ہین تو
تشنہ دہان ہین تو ہین آبِ بقا تمہین تو ہو

احمدِ پاک جب کہا دل کو قرار آ گیا
نام مین جس کے ہے شفا نامِ خدا تمہین تو ہو

دی جو خدا سے آگہی مٹ گئی سب کی گمرہی
خضر بھی کہتے ہین یہی راہ نما تمہین تو ہو

منہ سے کچھ اب تو بولدو قند لبون سے گھولدو
عقدہ مرا بھی کھولدو عقدہ کشا تمہین تو ہو

دونون جہان مین رات دن پھیلی ہے کسکی روشنی
پردے مین مہر و ماہ کے جلوہ نما تمہین تو ہو

دستِ کرم ہے خلق پر دل سے خدا پہ ہے نظر
سب مین ملے تمہین تو ہو سب سے جدا تمہین تو ہو

حشر مین ایک شور اٹھا جب یہ جلیل نے کہا
اے مرے شاہِ مہ لقا نورِ خدا تمہین تو ہو

---

ہے یہ امید رسولِ دوسرا سے مجکو
بخشوا لین گے قیامت مین خدا سے مجکو

یادِ گیسو سے بہل جائیگا دل تربت مین
چھوڑے جاتے ہین اندھیرے مین بلا سے مجکو

ہجر سے جان نکل جانے مین کیا باقی تھا
آپنے آکے چھڑایا ہے قضا سے مجکو

لے اڑے ہند سے طیبہ کو مجھے مثلِ غبار
ہے یہ امید مدینے کی ہوا سے مجکو

جانتے ہین کہ یہ ہے میری محبت کا فقیر
اور ہی جلوہ سمایا ہے مری آنکھون مین
مین بھی اک طالبِ دیدار ہون موسیٰ کیطرح
چھاگلین کھولدون چھالونکی مین کانٹون کیلیئے
آپ ہی کہدین مرا حال خدا کے آگے
اس ہوا خواہ کو سرکار بلائین تو سہی
التجا دل کی یہ ہے مین ہون تہارا مجرم
تابشِ مہرِ قیامت سے بچالے گا مجھے

دیکھتے جاتے ہین شاہانہ اداسے مجکو
کیون بلاتے ہین حسین نازواداسے مجکو
ہان تم دو نگہ ہوشربا سے مجکو
کہ زبان خشک دکھاتے ہین یہ پیاسی مجکو
بات کرنے کی نہین تاب حیا سے مجکو
بائین گے چار قدم آگے ہوا سے مجکو
باندھ لو پھر خدا زلف دوتا سے مجکو
ہے یقین آپکے دامانِ قبا سے مجکو

نعت گوئی مین مری کیون نہو تاثیر **جلیل**
فیض ہے اس مین امیر الشعرا سے مجکو

مریضون کو تسکین ذرا دیتے جاؤ
دعا گر نہ دو کو سنا دیتے جاؤ
دیا ہے جو دل مفت سمجھو نہ اسکو
ستم کا ہے لپکا پھر آنا پڑے گا
یہ کیون کر کہون تم نہ جاؤ مگر ہان
مرا دل تو برباد ہی کر چلے تم
گذرگاہِ خوبان مین اپنی صدا ہے
ستم ہے یہ بسمل سے دامن بچانا
نکلتی ہے اس مین بھی شان اک وفا کی

دعا لیتے جاؤ دوا دیتے جاؤ
مرے پیار کا کچھ صلا دیتے جاؤ
خطا مین نے کی ہے سزا دیتے جاؤ
مجھے زندگی کی دعا دیتے جاؤ
مرے دردِ دل کی دوا دیتے جاؤ
کہان اب ملوگے پتا دیتے جاؤ
کوئی بوسہ راہِ خدا دیتے جاؤ
ذرا زخمِ دل کو ہوا دیتے جاؤ
یونہین تم دغا پر دغا دیتے جاؤ

عدو کے یہان بھیجتا ہے جو قاصد
تو مجکو پیامِ قضا دیتے جاؤ

مین کیا کہکے سمجھاؤنگا اپنے دل کو
زبان مجکو بہرِ خدا دیتے جاؤ

یہ نازک سا شیشہ ہے تم دل کے پتھر
خدا کے لئے دل مرا دیتے جاؤ

جلیل آہی جائیگا رحم اُس صنم کو
تم اللہ کا واسطہ دیتے جاؤ

اپنی نگاہ مین جو وہ ترچھی نظر نہو
رہ رہ کے دردِ دل نہو دردِ جگر نہو

اُس روے صاف پر کبھی خط جلوہ گر نہو
مصحف ادب کی چیز ہے زیر و زبر نہو

تم کو نہ میرے حال کی ہو کچھ خبر بجا
اُس سے کہو یہ جا کے جسے کچھ خبر نہو

آپس مین لڑ رہی ہین نگاہین شبِ وصال
دل سوچ مین پڑا ہے کدھر ہو کدھر نہو

اے ہوش تجکو آنے سے مین روکتا نہین
ساقی کو تیرے آنے کی لیکن خبر نہو

دشمن سے پوچھتے ہین مری رنگِ رُخ کا حال
وہ کیا کہے بسنت کی جسکو خبر نہو

آنکھون سے دلمین آؤ یہ خلوت کا ہی مکان
ایسی جگہ رہو کہ نظر کا گزر نہو

معشوق ہو کے اونچی بننے کا شوق ہی
تلوار آپ باندہین گے چاہی کمر نہو

ناصح کے پند و وعظ کا ہے خامشی جواب
بکنے دو واے جلیل اُسے تم خبر نہو

دل ہو اور اس مین دردِ محبت کہین نہو
عبرت کا ہے محل کہ مکان ہو مکین نہو

تم آئنے مین نوک پلک دیکھتے تو ہو
ڈرتا ہون مین کہ پہلے نشانہ تمہین نہو

جاتے ہو تم تو جاؤ اسے بھی نکال کر
حسرت تمہاری کس لئے ہو جب تمہین نہو

آئینے کو بھی تیرے اب آتا نہین قرار
جب تک بغل مین کوئی تجھی سا حسین نہو

دل سے کبھی اُتر نہین سکتا بت حسین | اللہ اس قدر بھی کوئی نازنین نہو
پتلی کو کیا شرف ہے جو آنکھون مین گھر کرے | اس پردے مین کوئی بت پردہ نشین ہو
بوسہ وہ دین نہ دین مگر اے جذب اشتیاق | اتنا تو ہو کہ ہان جو کہین ہم نہین نہو
بیٹھی لحد جو اُٹھ گئے وہ پڑھ کے فاتحہ | اس واسطے کہ مجکو غم ہمنشین ہو
ناوک ابھی تو سینے پہ بیٹھا تھا کیا ہوا | دیکھو تو چور زخم جگر مین کہین نہو
رگ رگ مین ہے بھری ہوئی الفت بجای خون | وہ درد یہ نہین کہ کہین ہو کہین نہو
آتے نہین جو یون تو تصور مین بھی آئین | کیون دل نشین ہو کوئی جو پہلو نشین نہو
اک سیر ہو جو دل بھی مرے ساتھ دفن ہو | یہ ہو کہ آسمان کے نیچے زمین نہو
چلتے ہین وہ ادا سے تو کہتی ہے نازکی | نقش قدم زمین پہ کہین ہو کہین نہو
اے خنجر ادا یہ ترا ہی کمال ہے | دل تڑپے اور زخم بدن پر کہین نہو
دل چاک چاک دیکھ کے وہ اُٹھ کھڑے ہوے | بولے یہان وہ بیٹھے جو پردہ نشین نہو

کیا چبھ رہی ہے پھانس سی دل مین مرے جلیل
دیکھو تو یار کی نگہ شرمگین نہو

کرون مین ضبط یہ ای غمگسار کیونکر ہو | وہ شوخ دل مین ہے دلکو قرار کیونکر ہو
وفا کا عہد مری جان ہے عبث مجھ سے | جو تم ہو جان تو پھر اعتبار کیونکر ہو
اُڑاؤ خاک جو تم اس طرح عدو کیلئے | تمہین بتاؤ نہ دل مین غبار کیونکر ہو
بجا ہین غیر کو وہ ہم خدا سے چاہتے ہین | پرائے دل پہ مگر اختیار کیونکر ہو
تمہارے پرتو عارض سے پھول ہین رنگین | جو تم نہو تو چمن مین بہار کیونکر ہو
نہین یہ بات کہ ناوک ہی توڑ مین کچھ کم | وہ دل نشین ہے مرے دل سے پار کیونکر ہو

جلیل نذر کو اچھی سی چیز لانی تھی
پسند یار دلِ داغدار کیونکر ہو

ہمین الزام دیتے ہو کہ ہم پر کیون فدا تم ہو
ہماری آنکھ سے دیکھو تو ہو معلوم کیا تم ہو

تمہاری کڑوی باتین بھی مجھی ہین گھونٹ شربت کے
تصدق جانِ شیرین کس قدر شیرین ادا تم ہو

بجا ہے تم نے تڑپایا ہمین یون ہی تڑپتا ہون
تمہارے تیر ہین کچھ بے خطا کچھ بے خطا تم ہو

بگڑ کر جان کیون لیتے ہو صاحب یون ہی حاضر ہے
خفا ہونیکو میرا دم ہے کیا کم جو خفا تم ہو

ملے کیا ٹوٹ کر دشمن سے توڑا ہے دل میرا
کہون کس دل سے اب تمکو کہ دل کا آسرا تم ہو

بھروسا زیست کا گر ہو تو تم پر بھی بھروسا ہو
مریجان جان ہی ٹھہرے تو پھر کیون باوفا تم ہو

وہ تیر اُن کا لگانا جان کر پہچان کر مجکو
لٹانا ہاے پھر کہہ کر بڑا دھوکا ہوا تم ہو

ملو تم بے تکلف غیر سے ملنا مبارک ہو
مجھے تسکین ہے اس سے کہ پورے بیوفا تم ہو

نکالا کام اپنا بار دے دے کر یہ قاتل کو
بڑی ہمت تمہاری ہے بڑے حاجت روا تم ہو

جہان دل لے لیا پھر آنکھ عاشق سے نہین ملتی
بڑے ہی خود غرض خود کام مطلب آشنا تم ہو

جلیل آیا ہے کس کرب و بلا مین مبتلا ہو کر
طرفدار اُس کے روزِ حشر شاہ کربلا تم ہو

ستم سے بھی کہین کر دے نہ محروم آسمان مجکو
کہون مین کیون کہ دیتا ہے مزہ دردِ نہان مجکو

لگاوٹ کی نگاہون سے نہ دیکھو میری جان مجکو
بُری نظرون سے اس دم دیکھتا ہے آسمان مجکو

گلستان مین ہے درکار اک نگاہ باغبان مجکو
یہ ہے وہ شاخ جسپر باندھنا ہے آشیان مجکو

رہی یاد آپ کو دون وہ جواب اس لن ترانی کا
جو تھوڑی دیر کو دیدیجیے اپنی زبان مجکو

چمن مین رکھے ساری عمر مشقِ گلفشانی کی
قفس مین آتے آتے آگئی طرزِ فغان مجکو

مین اُس کے ظلم کا شاکی نہین لیکن یہ غیرت ہے
برنگِ بوے گل تقدیر مین برباد ہونا تھا
تری اک چال نے کس کس کو آفت مین نہین ڈالا
قفس مین بند کرتا ہے تو ہو تدبیر کچھ ایسی
جو ہر آشیان تنکا اُٹھاؤن لے خبر بجلی
یہ ممکن ہے ملے دولت یہ ممکن ہے ملے راحت
جفا سوچو تو تم سوچو ستم ڈھاؤ تو تم ڈھاؤ
ترے انصاف کی اے بد زبان مین داد دیتا ہون
مزے کی بات ہے مین تو اِدھر مُنہ چومتا جاؤن
کدھر جاؤن کہان ٹھہرون نہ یہ پرسان نہ وہ خواہان
مین اُن سے چاہتا ہون کچھ کہون اور کہہ نہین سکتا

تمھین بدنام کرتا ہے ستا کر آسمان مجکو
نکلکر آشیان سے پھر نہ سوجھا آشیان مجکو
تجھے مین ڈھونڈتا ہون ڈھونڈتا ہے آسمان مجکو
کہ اے صیاد یاد آے نہ اپنا آشیان مجکو
جو کوئی شاخِ گل چھانٹون چھری دے باغبان مجکو
بتا تو اے جوانی پھر ملیگی تو کہان مجکو
بکھیڑون سے چھُٹا تم سے رلا کر آسمان مجکو
زبان دیتا ہے غیرون کو زبان سے گالیان مجکو
اُدھر تم دیتے جاؤ اپنے مُنہ سے گالیان مجکو
گلِ بازی بناتے ہین زمین و آسمان مجکو
یہ ڈرتا ہون کہین مُنہ کی نہ کھلوائے زبان مجکو

**جلیل** آزاد ہون مین بوے گل کی طرح گلشن مین
نہ ہے صیاد کی پروا نہ خوفِ باغبان مجکو

اِدھر صیاد کا کھٹکا اُدھر فکرِ خزان مجکو
کنکھیون سے نہ یون رہ رہ کے دیکھو جانِ جہان مجکو
بنایا ہے سکھا کر غمزے نے کانٹے کی زبان مجکو
مین وہ مظلوم ہون مانے ہوے ہے آسمان مجکو
تمنا ہی رہی کوچے مین اُس کے بیٹھ رہنے کی
سمجھتا یہ تو پہلے ہی ادا پر جان دے دیتا

ملے گلشن مین رہنے کو نئے دو آشیان مجکو
کہ تکو تا کتا ہے بچا بنتا ہے آسمان مجکو
کہان فریاد کی طاقت کہان تابِ فغان مجکو
وہین گردن جھکا لی خوف سے دیکھا جہان مجکو
زمین تھوڑی سی دی بھر خدا اے آسمان مجکو
خبر کیا تھی کہ تم رکھو گے برسون نیمجان مجکو

ستم ہے ہمصفیرو غنچۂ خاطر کا مُرجھانا
چمن سارا نظر آتا ہے پامالِ خزان مجکو

سمجھ بھی آگئی لیکن وہی بے التفاتی ہے
اب آگئے تم سے کیا امید ہو اے مہربان مجکو

جب اُس کمسن حسین کو دیکھتا ہون دلمین کہتا ہُون
جوانی گر ملی تھی سخت بھی ملتا جوان مجکو

چلا جاتا نہین لیکن بھلا ہو جوشِ گریہ کا
لیے جاتے ہین اپنی ساتھ ساتھ اشکِ رَوان مجکو

کمالِ حُسن سمجھون یا کمال اپنی نگاہون کا
کہ بچپن مین نظر آتے ہو تم پورے جوان مجکو

اشارہ ہے یہ اپنے زخمِ دل کا تیغِ قاتل سے
دہن دیتا ہون مین تمکو اگر دے تو زبان مجکو

ہوئی مِنّت جووان پوری بنایا مجھکو دیوانہ
بڑھاے طوق جب اپنے پہنا ئین بیڑیان مجکو

الٰہی خیر حق گوئی مری کچھ بڑھتی جاتی ہے
چڑھاے اب نہ سولی پر کہین میری زبان مجکو

لگاتی ہے دو طرفہ آگ لاگ اے دل محبّت کی
اسی کافر نے تڑپایا وہان اُن کو یہان مجکو

کدھر ڈھونڈون مین راہ عافیت بچکر کدھر جاؤن
بلا مین چار سو گھیرے کھڑا ہے آسمان مجکو

دکھلائے مین نے گلہاے معانی کے چمن کیا کیا
**جلیل** اب تو کہو گے شاعرِ رنگین بیان مجکو

بوے مے پاکے مین چلتا ہوا میخانے کو
اک پری تھی کہ اُڑا لیگئی دیوانے کو

میرے ساقی سا کہان کوئی پلانے والا
آنکھین کہتی ہین لُٹا دیجیے میخانے کو

سختیِ عشق اُٹھانے کا زمانہ نہ رہا
اب تو ہے پھول بھی پتھر ترے دیوانے کو

ہاتھ مین آتے ہی کیا پاؤن نکالے ساقی
آفرین ہے ترے چلتے ہوے پیمانے کو

اس مین اے اہلِ وطن راے تمہاری کیا ہے
کہتی ہے وحشتِ دل گھر سے نکلجانے کو

چلگیا کام یہان جام چلے یا نہ چلے
بادہ کش لوٹ گئے دیکھکے میخانے کو

دل سُلگتے رہین پروا نہین ہوتی اُن کو
شمع اچھی کہ جلا دیتی ہے پروانے کو

شامل دور ہون اغیار ستم ہے ساقی
اپنے پیمانے سے بڑھنے دی نہ پیمانے کو

حُسن خدمت کا صلہ دیکھئے یون پاتے ہین
رُخ ملا آئینے کو زلف ملی شانے کو

چال ہے مست ۔ نظر مست ۔ ادا مین مستی
جیسے آتے ہین وہ لُوٹے ہوے میخانے کو

ابر مین برق کا رہ رہ کے چمکنا کیسا
یہ بھی ایک اُس کی ہے شوخی مری ترپانے کو

اس مین اے پردہ نشین پردہ دری کس کی ہے
دیکھنے آتی ہے خلقت ترے دیوانے کو

خوب انصاف ہے اے بادہ کشو کیا کہنا
تم کو تسکین ہو گردش ہو جو پیمانے کو

ہے بڑی چیز لگی دل کی خدا جس کو دے
آگ مین کود پڑا دیکھئے پروانے کو

ہو کے پابندِ جنون سب سے رہائی پائی
بیڑیان لپٹی تھین لاکھون ترے دیوانے کو

کھینچ چکی تیغ تو اب ہے یہ رکاوٹ کیسی
آپ ترپانے کو آئے ہین کہ ترسانے کو

کوئی ایسی بھی ہے صورت ترے صدقے ساقی
رکھ لون مین دل مین اُٹھا کر ترے میخانے کو

بتِ پندار کو توڑو تو ہو دل صاف **جلیل**
تم خدا خانہ بناؤ اسی بت خانے کو

لے گیا جوشِ جنون کون سے ویرانے کو
ہوش بھی ڈھونڈ رہے ہین ترے دیوانے کو

توبہ کرنے پہ بھی اتنا ہے علاقہ باقی
دور سے دیکھ لیا کرتے ہین میخانے کو

دل جلانے کا ہون شاکی تو کہے پردہ نشین
شمع فانوس جلاتی نہین پروانے کو

ایسے موقع پہ تو غیرت تجھے آئی ہوتی
کہ لیے پھرتی ہے وحشت ترے دیوانے کو

شکوۂ دل شکنی کیجئے کیا ساقی سے
جوڑتا کون ہے ٹوٹے ہوے پیمانے کو

اپنا شیدا جو کیا بندہ نوازی اُس کی
ورنہ کیا شمع سے نسبت کسی پروانے کو

خلد مین بعد قیامت کے جو رونق ہوگی
آج وہ بات ہے حاصل مرے میخانے کو

ہاتھ دھونے پڑے توبہ سے جو دیکھا ہمنے
دستِ ساقی مین چھلکتے ہوے پیمانے کو

ایسے سودے کے مین قربان جو ہو حسن فریب
گھیرے بیٹھے ہین پری رو ترے دیوانے کو

پوچھتا کون ہے بیکس کو سوا مستون کے
بیخودی جاے کہان چھوڑ کے میخانے کو

دل شکستہ جو مین تھا پھوٹ کر رو دیا گیا
ساقیا دیکھ کے ٹوٹے ہوے پیمانے کو

ابتو للہ گنہگارون کی غیبت چھوڑو
شیخ جی بیٹھے ہو اللہ کے گھر جانے کو

دل یہ کہتا ہے کہ یون فیصلہ ہونے کا نہین
آج توبہ سے لڑا دیکھئے پیمانے کو

دمِ زینت اُنہین کیا جانئے کیا یاد آیا
آئینہ توڑ دیا پھینکدیا شانے کو

ہے سبق یاد دو عالم کی فراموشی کا
ہوش اتنا تو ہے ابتک ترے دیوانے کو

بزمِ ساقی مین نہین کوئی شکستہ خاطر
پھینکدیتا ہے وہ ٹوٹے ہوے پیمانے کو

اُن کو معلوم ہے جنّت ہے جو انون کیلئے
حضرتِ شیخ بھلا جائین گے میخانے کو

کیا کہون تم پہ طبیعت مری آئی کیونکر
دیکھ لو شمع پہ گرتے ہوے پروانے کو

تجکو بھی ساتھ گھسیٹا طرفِ کوچۂ زلف
دل کو سمجھاؤ یہ کیا سوجھی ہے دیوانے کو

حرمتِ میکدہ کہتی ہے یہ مجھ سے کہ جلیل
دل سے شیشہ کو لگا آنکھ سے پیمانے کو

## ردیفِ ہاے ہوّز

واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے اللہ اللہ
دل تو کیا جان بھی قربان ہے اللہ اللہ

دیکھیے دیکھیے ماہِ مدنی کا جلوہ
شان کے ساتھ عجب آن ہے اللہ اللہ

فرش سے عرش تک اِک نور کا عالم دیکھا
وصلِ محبوب کا سامان ہے اللہ اللہ

آج کیا ذکر فرشتون کا ہے اللہ کو بھی
دونون عالم مین بچھا خوانِ کرم ہے جسکا
فرق پر جس کے ہوا تاجِ شفاعت موزون
جسپہ جن وملک و حور و پری صدقے ہین
دیکھ کر حسن ترا آنکھ ہر اک اختر کی

دیکھنے کا ترے ارمان ہے اللہ اللہ
آج وہ عرش پہ مہمان ہے اللہ اللہ
دیکھنا یہ وہی سلطان ہے اللہ اللہ
مصطفیٰ نام وہ انسان ہے اللہ اللہ
صورتِ آئینہ حیران ہے اللہ اللہ

جلوۂ پاک کبھی خواب مین دیکھا تھا جلیلؔ
جب سے لب پر مرے ہر آن ہے اللہ اللہ

انگڑائیان وہ لیتے ہین کس کس ادا کے ساتھ
تونے کیا ہے کونسا احسان قضا کے ساتھ
کی مجھ سے بیرخی نگہِ جانفزا کے ساتھ
کوئی نیا شکار ہے شاید نظر مین آج
لیتے ہین اپنے عکس سے تعلیم دلبری
تیغِ روان کی چال تو اپنی نظر مین ہے
پھرتے ہین آہ کرتے ہوے تیرے اشکبار
رنگِ حنا مین ایسی تڑپ ہوتی ہے کہان
غمزے ہزار ہا ہین وہان ایک دو نہین
شوخی نے کر دیا ہے بہت دن سے بیحجاب
سایہ غریب خاک پہ لوٹے نہ کیا کرے
زینت کے وقت کہتی ہین اُن سے یہ شوخیان

اچھا سلوک کرتے ہین شرم و حیا کے ساتھ
ہنتی ہے جو لگی ہوئی تیری ادا کے ساتھ
لی اُس نے جان زہر پلا کر دوا کے ساتھ
آئینہ دیکھتے ہین وہ کس کس ادا کے ساتھ
آئینہ دیکھتے ہین وہ کس کس ادا کے ساتھ
چلنا یہ کس سے آپ نے سیکھا ادا کے ساتھ
اُڑتے ہون جیسے ابر کے ٹکڑے ہوا کے ساتھ
پیسا ہے تم نے دل بھی کسی کا حنا کے ساتھ
کچھ شوخیون کے ساتھ ہین کچھ ہین حیا کی ساتھ
اب وہ فقط نباہ رہے ہین حیا کے ساتھ
کس نے کہا تھا آپ کو چلیے ادا کے ساتھ
مہندی ملین جو آپ تو خونِ وفا کے ساتھ

لیتا ہے چپکے چپکے کلیجے مین چٹکیان
تنہا وہ آئین جائین یہ ہے شان کے خلاف
اک آہ کھینچنا تھا کہ سُنکر اُلجھ پڑے
تلوار۔ تیر۔ سب کی کمانین اُتر گئین

پتلا ہے شوخیون کا وہ شرم و حیا کے ساتھ
آنا حیا کے ساتھ ہے جانا ادا کے ساتھ
کیا جانتا تھا مین کہ لڑین گے ہوا کے ساتھ
تیوری جہان کسی نے چڑہائی ادا کے ساتھ

یادِ خدا سے جان چُرالو ابھی جلیل
آخر کبھی تو کام پڑے گا خدا کے ساتھ

نعتیہ

آنچل وہ مُنہ پہ ڈال کے چلنا ادا کے ساتھ
آے جہان مین صلّی علیٰ اُس ادا کے ساتھ
عاشق مزاج جتنے ہین اُن کا یہ قول ہے
کہتا ہے اُس گلی مین یہ دل بھر کے آہِ سرد
تلوار تیر ساتھ چلانا کمال ہے
دو کام ہین ایک دل سے خلافِ اصول ہی
جب یہ کھلا کہ دزدِ حنا دل کا چور ہے
ترسون مین اُس کی دید کو قدرت خدا کی ہی
اٹھل انہین کے ہاتھ سے ساری جہان مین ہے
اب وار تم کرو نہ کرو کام ہو گیا
جب سر مین تھی ہوا سے چمن کچھ نہ پوچھیے
لب پر اِدھر ہنسی اُدھر آنکھین جھکی ہوئی
مدت ہوئی وصال کو اب تک یہ ہے خیال

سایے کو دیکھکر وہ جھجکنا حیا کے ساتھ
سایہ بھی چل سکا نہ حبیبِ خدا کے ساتھ
آے اگر قضا بھی تو آے ادا کے ساتھ
سیرِ چمن کا لطف ہے ٹھنڈی ہوا کے ساتھ
کرتی ہے کام اُس کی نگہ بھی ادا کے ساتھ
کیونکر بتون کی چاہ ہو یادِ خدا کے ساتھ
ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے رنگِ حنا کے ساتھ
آنکھون مین پھر رہا ہی جو ناز و ادا کے ساتھ
بیٹھے ہین سر جھکاے جو شرم و حیا کے ساتھ
تلوار کھینچنا ہی غضب تھا ادا کے ساتھ
ہم بھی جہان سحر ہوئی پہونچے صبا کے ساتھ
شوخی ہے آج دست و گریبان حیا کے ساتھ
بیٹھا ہے کوئی گود مین ناز و ادا کے ساتھ

آفت نصیب دل ہے فقط اس تصور پر
کی تھی وفا غریب نے اک بیوفا کے ساتھ

جب یہ سنا کہ منہ سے ہوئی اُن کی آہ بند
تڑپا ہین ساتھ برق کے رویا گھٹا کے ساتھ

آرام منحصر فقط اسباب پر نہین
بیمار کو دعا بھی ہے لازم دوا کے ساتھ

ہمنے بہت اُٹھائے ہین آزار اے جلیل
اب دل لگائین گے نہ کسی بیوفا کے ساتھ

## ردیفِ یاے تحتانی

ہم اپنا آپ کا پاتے تو آتے اپنی آنکھون سے
گُہر اشکون کے روضے پر چڑھاتے اپنی آنکھون سے

زیارت کی تمنا مین خیالِ رنج و راحت کیا
گردی جو راہ مین پڑتی اُٹھاتے اپنی آنکھونسے

نظر آتا کوئی تنکا اگر یثرب کی گلیون مین
اُٹھاتے اپنی پلکون سے لگاتے اپنی آنکھونسے

جلا کر شمع سان دل کو مزہ لیتے محبت کا
کھڑے روضے پہ ہم آنسو بہاتے اپنی آنکھونسے

در و دیوار کے انوار نظرون مین سما جاتے
وہ نقشہ اپنے دلبر کھینچ لاتے اپنی آنکھونسے

خدا کرتا کبھی حضرت سے آنکھین چار ہو جاتین
ہم اپنا دردِ دل سب کہہ سناتے اپنی آنکھونسے

کہان تھین ایسی آنکھین جن کا سرمہ خاکِ رہ ہوتی
تبرک جانکر اُسکو لگاتے اپنی آنکھونسے

یہ سنتے ہین کہ آنسو موتیون مین تولے جائین گے
مزہ ہوتا جو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھونسے

تصور گر اُچٹتا بھی تو رو کر پھر جما لیتے
ہم اپنے پیارے روٹھے کو مناتے اپنی آنکھونسے

سنا ہے خاک پر جب لوٹ جاتا گوشۂ دامن
فرشتے دوڑ کر اُسکو اُٹھاتے اپنی آنکھونسے

وہ آتے خواب مین تو پتلیان قدمون سے مل لیتی
ہم اپنی سوتی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھونسے

بلا سے ہوش جاتا دیکھ تو لیتے نگہ اُن کی
ہمین وہ کاش دیوانہ بناتے اپنی آنکھونسے

نگاہِ لطف ہی کافی تھی بیمار محبت کو — نہ سنتے حال لیکن دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے

جلیل اشکِ ندامت جوش پر آتے تو کیا کہنا
ہم اپنی بگڑی حالت کو بناتے اپنی آنکھوں سے

ہائے پھر آج مدینے کی فضا یاد آئی
خلد کو دیکھ کے دل لوٹ گیا سینے میں
سن کے بیمار دیا مژدۂ دیدار مجھے
بھول بیٹھا میں دو عالم کو ہوا یہ عالم
ہچکیاں نزع میں یارب مجھے کیوں آنے لگیں
نفس سرد کے جھونکے جو غم سینہ میں چلے
جان لیتی تھی درازی شبِ تنہائی کی
ایسے بھولے کہ بلایا نہ ابھی تک مجکو
پھر بہار آئی ہوئے زخم مرے دل کے ہرے
پھر وہ نارہ مدنی پھرنے لگا آنکھوں میں
پھر ہوا حسرت و ارمان و تمنا کا ہجوم
آنکھ بھر آئی جہاں سامنے پانی آیا

حالت ایسی ہوئی دل کی کہ قضا یاد آئی
وہ تجلی گہ محبوبِ خدا یاد آئی
دردِ دل کی مرے عیسے کو دوا یاد آئی
جب تمہاری نگہِ ہوش ربا یاد آئی
میرے سرکار کو اسدم مری کیا یاد آئی
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ مدینے کی ہوا یاد آئی
رات کیا کیا مجھے وہ زلفِ دوتا یاد آئی
ہائے اُن کو مری حالت نہ ذرا یاد آئی
پھر مجھے گنبدِ خضرا کی فضا یاد آئی
پھر وہ انداز وہ چتون وہ ادا یاد آئی
پھر وہ بھولی ہوئی بزمِ رفقا یاد آئی
پیاس میں حالتِ شاہِ شہدا یاد آئی

کیوں تڑپنے لگے آوازِ اذاں سن کے جلیل
کونسی بات تمہیں مردِ خدا یاد آئی

عشق محمد کی مرے دل میں بھری ہے
میں یا دہن رخسار کی آہیں نہیں کرتا

اُتری ہوئی اس شیشۂ نازک میں پری ہے
ڈالی لیے پھولوں کی نسیمِ سحری ہے

پیری مین بھی ہے دل کی تمنّا وہی باقی
کیا حسرتِ دیدار کہون عیسی دوران
معراج مین تھی جو دمِ دیدارِ الٰہی
دنیا کی نہ خواہش ہے نہ عقبےٰ کی ہوس ہے
سختی ہے بہت ہجر مین بیخود مجھے کردے
نام آپ کا لیکے جو کرتا ہون مین نالے
روضے پہ پڑی لوٹتی ہین سب کی نگاہین
قربان ہوئی جاتی ہے احمدؐ پہ خدائی

ٹوٹی ہوئی ہے شاخ مگر اب بھی ہری ہے
آنکھون مین دمِ اشک ہے دمِ چارہ گری ہے
ابتک وہی مستی تری آنکھون مین بھری ہے
وہ اور ہوا ہے جو مرے سر مین بھری ہے
اب وقت خبر لینے کا اے بیخبری ہے
عالم کو تماشا مری شوریدہ سری ہے
بے پردہ ذرہ ذرہ بپردہ وہی جلوہ گری ہے
اے حسنِ ازل سب یہ تری جلوہ گری ہے

کہتے ہین شہِ دین کہ خبر لون تری کیونکر
تجکو تو جلیل آٹھ پہر بیخبری ہے

سوزِ دل کی بجھے مجھے ملجائے دوا تھوڑی سہی
حال مستون کا ترے دیکھ کے رشک آتا ہے
کیون کوئی دولتِ دارین خدا سے مانگے
جان بلب ہو کے چلا ہون مین زیارت کیلئے
جان سے بڑھکے مجھے داغِ محبت ہے عزیز
بوے محبوب جو پاجاؤن تو جی جاؤن ابھی
لوٹنے کی قدمِ پاک پہ حسرت ہی رہی
در بدر پھر کے مین آیا ہون درِ اقدس پر
مانگتا ہے کوئی دنیا کوئی عقبےٰ تم سے

یا نبیؐ دیجئے دامن کی ہوا تھوڑی سی
اس طرف بھی نگہِ ہوش ربا تھوڑی سی
دل مین ہو الفتِ محبوبِ خدا تھوڑی سی
دے مری عمر کو اللہ وفا تھوڑی سی
کاش اس پھول مین ہو بوے وفا تھوڑی سی
تو ہی تکلیف کر اے بادِ صبا تھوڑی سی
دو اجازت مجھے اب پھر خدا تھوڑی سی
بیٹھ رہنے کو مجھے چاہیے جا تھوڑی سی
عرض میری بھی ہے شاہِ دوسرا تھوڑی سی

زائرو جلوہ گہِ پاک ہے مقبول جگہ
پاکے مین ساقیِ کوثر کو یہ کرتا ہون سوال
مین تمھین دیکھ کے تڑپا جو بھری محفل مین
حضرت آئے ہین دمِ نزع زیارت کرلون
مجکو آئینہ خاطر کی جلا کرنا ہے

مانگ لینا مرے حق مین بھی دعا تھوڑی سی
اے عطا پاش ادھر بھی ہو عطا تھوڑی سی
ہے خطا دل کی سوا میری خطا تھوڑی سی
کاش اسدم مجھے مہلت دے قضا تھوڑی سی
پانی چاہیے خاکِ کفِ پا تھوڑی سی

لے لیا ہمنے صلے مین چمنِ خلد جلیل
کرکے موزون شہِ والا کی ثنا تھوڑی سی

مجھے دردِ دل کی دوا چاہیے
مدینے تک آئے ہین مرمرکے ہم
یہ کہتی ہین آنکھین کہ دیدار کو
محبّت نے جو کچھ کیا دل کے ساتھ
جسے چاہتے تھے اُسے پا گئے
مدینے پہونچنا ہے دشوار کیا
سفر مین توجّہ رہے ساتھ ساتھ
یہ پیکِ تصوّر سلامت رہے
صبا کیا کھلائے گی دل کی کلی
طبیبون سے مین کیا کہون دردِ دل
ہوس نعمتِ دوجہان کی نہین
مرے سے کوئی درد خالی نہین

غبارِ رہِ مصطفےٰ چاہیے
پے قبر تھوڑی سی جا چاہیے
جمالِ حبیبِ خدا چاہیے
مرنے کا ہے قصّہ سُنا چاہیے
اب اس کے سوا اور کیا چاہیے
دلِ زار فضلِ خدا چاہیے
کہ ہون نابلد رہنما چاہیے
نہ قاصد نہ بادِ صبا چاہیے
تمہاری گلی کی ہوا چاہیے
مجھے کوئی دردآشنا چاہیے
مجھے خواجۂ دوسرا چاہیے
مگر اپنے دل مین مزا چاہیے

یہ کہتی ہے پابوس کی آرزو
کہ دل میں ترا نقش پا چاہیے

بلائیں گے حضرت تمہیں بھی جلیل
مگر صدقِ دل سے دعا چاہیے

خواب ہی میں ہو کسی دن جلوہ گر یا مصطفےٰ
ڈھونڈتی ہے تمکو آنکھوں میں نظر یا مصطفےٰ

مسکرا کر دیکھ لو گر اک نظر یا مصطفےٰ
پھول ہو جائیں مرے زخمِ جگر یا مصطفےٰ

دردمندوں پر ہو کچھ ایسی نظر یا مصطفےٰ
درد خود ہو جائے اپنا چارہ گر یا مصطفےٰ

نام لیوا آپ کا ہوں اور کچھ آتا نہیں
رات دن یا مصطفےٰ شام و سحر یا مصطفےٰ

گر نگاہِ خلق سے پردہ تمہیں منظور ہے
میری آنکھوں میں رہو مثلِ نظر یا مصطفےٰ

ہو نمک افشا کسی دن آپ کا حسنِ ملیح
چاہتا ہوں لذتِ زخمِ جگر یا مصطفےٰ

ایک خلوت گاہ ہے اور اک تجلی گاہ ہے
دیدۂ و دل آپ کے دونوں ہیں گھر یا مصطفےٰ

چشمِ تر لیکر چلے ہیں ہم زیارت کے لئے
اس سے چھڑکیں گے تمہاری رہگزر یا مصطفےٰ

آپ کی فرقت میں دو ٹکڑے دلِ پر داغ ہے
یہ نیا روشن ہوا شق القمر یا مصطفےٰ

اک ذرا گوشہ توجہ اپنے بسمل کی طرف
کہہ رہے ہیں کچھ لبِ زخمِ جگر یا مصطفےٰ

زندگی اپنی جو یوں گزرے تو پھر کیا بات ہے
ہم تو ہوں بیمار تم ہو چارہ گر یا مصطفےٰ

شوق میں ہم یاد کرتے ہیں تمہیں کس کس طرح
یا نبی یا شاہ یا خیر البشر یا مصطفےٰ

اور ہے وہ کون جو سردارِ جنت کا بنے
آپ ہیں یا آپ کے نورِ نظر یا مصطفےٰ

ڈھونڈ لینا تمکو محشر میں کوئی مشکل نہیں
تم جدھر ہو گے خدا ہوگا ادھر یا مصطفےٰ

کون ہے جو آپ کے جلوے کا دیوانہ نہیں
رات دن چکر میں ہیں شمس و قمر یا مصطفےٰ

اور تو کوئی نہیں ہے میرے رونے کا علاج
پائے اقدس سے ملوں میں چشمِ تر یا مصطفےٰ

خواب مین دیکھا ہے جب سے بڑھگیا ہی شوق دید
نکلی پڑتی ہے اب آنکھون سے نظر یا مصطفےٰ

میرے دل مین پھر رہی آنکھو تصور آپ کا
پھر اُٹھا تعظیم کو درد جگر یا مصطفےٰ

کہہ گئی کیا زیر لب تیغ تبسم آپ کی
مسکرائے کیون مرے زخم جگر یا مصطفےٰ

درد دل کا کوئی کیون پوچھے مسیحا سی علاج
وہ بھی کہتے ہین کہ تم ہو چارہ گر یا مصطفےٰ

اس جلیلِ خستہ جان کا خاتمہ بالخیر ہو
دم نکلجائے تمہارے نام پر یا مصطفےٰ

بات ساقی کی نہ ٹالی جائیگی
کرکے توبہ توڑ ڈالی جائیگی

وہ سنورتے ہین مجھے اسکی ہے فکر
آرزو کس کی نکالی جائیگی

دل لیا پہلی نظر مین آپنے
اب ادا کوئی نہ خالی جائیگی

تیغِ قاتل سے گلے مل لین گے آج
حسرتِ دل یون نکالی جائیگی

اب تو وعدے کی بھی مدت ہو چکی
کب غریبون کی دعا لی جائیگی

آتے آتے اُن کو آئے گا خیال
جاتے جاتے بے خیالی جائیگی

پڑ گئی چہرے پہ میری چشمِ شوق
اب نقاب اُن سے نہ ڈالی جائیگی

اے تمنا تجھکو رو لون شامِ وصل
آج تو دل سے نکالی جائیگی

کیا خبر تھی عشق کے بازار مین
دل سی شئے بھی دیکھی بھالی جائیگی

کیا کہون دل توڑتے ہین کس لئے
آرزو شاید نکالی جائیگی

باندھتے جاتے ہین بلبل آشیان
ایک دن پھولون کی ڈالی جائیگی

اپنی پلکون سے تم اتنا پوچھ دو
پھانس دل کی کب نکالی جائیگی

جان لی تم نے ہمین شکوہ نہین
جانتے تھے جانے والی جائیگی

جو تجھے دیکھے گا اُس سے بعد مرگ
آنکھ حورون پر نہ ڈالی جائیگی

کفرِ زاہد توڑنا کیا بات ہے
صرف اک مے کی پیالی جائیگی

کچھ حیا کا بھی رہے شوخی مین پاس
ورنہ یہ نازون کی پالی جائیگی

ہم نہ کہتے تھے یہ تم سے اے کلیم
آنکھ بجلی پر نہ ڈالی جائیگی

بے سبب اپنی جگر کا دی نہین
عشق کی بنیاد ڈالی جائیگی

دل تو نذرانے مین بوسے کے گیا
کہتے ہین قیمت جدا لی جائیگی

قبر مین بھی ہوگا روشن داغِ دل
چاند پر کیا خاک ڈالی جائیگی

گر یہی نظارہ بازی کا ہے شوق
داغ سے نرگس نکالی جائیگی

دیکھتے ہین غور سے میری شبیہ
شاید اُس مین جان ڈالی جائیگی

فصلِ گل آئی جنون اُچھلا جلیل
اب طبیعت کیا سنبھالی جاے گی

حشر مین اس چال سے آئے وہ اٹھلاتے ہوے
فتنے سب اُٹھ اُٹھ کے بھاگے ٹھوکرین کھاتے ہوے

وہ ڈھٹائی سے یہ کہہ اُٹھتے ہین اتراتے ہوے
ہم چلین گے حشر مین بھی یون ہی اٹھلاتے ہوے

ناز سے چلتے ہوے شوخی سے اٹھلاتے ہوے
تیر بھی آے تو سینے دل کو تڑپاتے ہوے

آپ کی پیاری حیا پامال ہو کر رہ گئی
اور پھر چلئے ناز سے جوبن پہ اتراتے ہوے

لگ گیا آنکھون مین جب آیا نہ پردے کا خیال
آج سیکھے ہو حیا کی سامنے آتے ہوے

کیون نہ کھینچے رشک کانٹون مین دلِ صد چاک کو
ہاے مین شانے کو دیکھون زلف سلجھاتے ہوے

جان کی ہو خیر یارب وہ اڑا کر دل مرا
پھر ادھر آتے ہین کچھ غمزے کو سکھلاتے ہوے

ایسی جنس بے بہا اور اک نگاہِ بیرخی
شرم بھی آئی نہ دل کا مول ٹھہراتے ہوے

دل کی اُلجھن ہے یہ تیری زلف کی اُلجھن نہین
رات ہم بھی کوے جانان کو چلے کس شان سے
جانِ من صدقے تمہاری شوخیون پر جان و دل
کیون نہ ڈھانکون مُنہ کفن سے مین سراپا جرم ہون
آؤ بیٹھو شوق سے دل مین مگر اِس شرط سے

عمر گزری ہے مری جان اُسکو سُلجھاتے ہوے
درد و غم ہمراہ نالے شمع دکھلاتے ہوے
پھر اُسی انداز سے آجاؤ اِٹھلاتے ہوے
شرم آتی ہے خدا کے سامنے جاتے ہوے
ساتھ لے لینا کوئی ارمان بھی جاتے ہوے

دل تڑپ جاتا ہے جب مین یاد کرتا ہون جلیل
ہاے وہ مُڑ مُڑ کے اُسکا دیکھنا جاتے ہوے

موجود تھے ابھی ابھی روپوش ہو گئے
سوتے ہین وہ جو مجھ سے ہم آغوش ہو گئے
جلوہ ترا تھا یا کوئی داروے بیہوشی
وعدے کی رات آئی قضا اس ادا کے ساتھ
برسون ہوے نہ تم نے کیا بھول کر بھی یاد
تم تھے یہان تو عیش تھا راحت تھی لطف تھا
آمد ہوئی جو اُن کی خبر آکے غش نے دی
آنکھون مین بھی جو آے تو اللہ رے حجاب
کیا کیا زبان دراز چراغ انجمن مین تھے
ساقی اب اُنکا آب مین آنا محال ہے
یارانِ رفتہ بات کا دیتے نہین جواب
فریادِ عندلیب نہ تھی اک فسانہ تھا

اے مستِ ناز تم تو مرے ہوش ہو گئے
جتنے گلے تھے خوابِ فراموش ہو گئے
ہمتو نقاب اُٹھتے ہی بیہوش ہو گئے
دھوکے مین تیرے اُس سے ہم آغوش ہو گئے
وعدے کی طرح ہم بھی فراموش ہو گئے
یہ سب تمہارے جاتے ہی روپوش ہو گئے
قربان مجھسے پہلے مرے ہوش ہو گئے
بنکر نظر نظر سے وہ روپوش ہو گئے
دامن کشان تم آئے تو خاموش ہو گئے
[illegible] نثار سب ترے مینوش ہو گئے
کیا کہدیا قضا نے کہ خاموش ہو گئے
گلشن کے پھول سب ہمہ تن گوش ہو گئے

وہ بھی تمہاری طرح نہ نکلے حجاب سے
ارمان دل کے پردے مین روپوش ہو گئے

اے جان ماہ کے لیے ہالہ بھی حسن ہے
اچھا ہے تم جو زینت آغوش ہو گئے

سونی ہوئی نہ قبر مری بات رہ گئی
گل ہو گئے چراغ جو خاموش ہو گئے

آئی شب وصال تو نیند آگئی انہین
ہم ہوش مین جو آئے وہ مدہوش ہو گئے

مرکر تمام سر سے ٹلین آفتین جلیل
ہم جان دیکے سب سے سبکدوش ہو گئے

ہم تو قصوروار ہوے آنکھ ڈال کے
پوچھو تو نکلے کیون تھے وہ جوبن نکال کے

کیا خوشنما ہے سبزۂ خط گرد خال کے
لپٹے ہوے ہین خضر گلے سے بلال کے

کہتے ہین عاشقون سے یہ انداز چال کے
رکھدو قدم قدم پہ کلیجا نکال کے

نکلی جو راہ سب مرے ارمان نکل گئے
پچتاے وہ بہت ہی کلیجا نکال کے

نادم ہون ذکر چھیڑ کے مین دلکی چوٹ کا
کہتے ہین وہ دکھاؤ ہمین دل نکال کے

وہ کون سرو قد ہے تصور مین جو نہین
جھنڈے گڑے ہوے ہین ہمارے خیال کے

بگڑے جو وہ نکل نہ سکی دل کی آرزو
مطلب نکال لے گئے آنکھین نکال کے

آنکھون مین خواب کا ہو گزر کیا مجال ہے
پہرے بٹھا دیے ہین کسی نے خیال کے

لپٹی ہوئی ہے دل سے مرے آرزوے یار
تیر نگاہ ناز ذرا دیکھ بھال کے

دل مین وہ بھیڑ ہے کہ ذرا بھی جگہ نہین
آپ آئیے مگر کوئی ارمان نکال کے

جب وہ نکالنے لگے پہلو سے تیر کو
بولا تڑپ کے دل مجھے پہلے نکال کے

آ آ کے دل مین کرتے ہو تم شوخیان بہت
ایسا نہو کہ پھینکدون دل ہی نکال کے

رسوائیون سے ایک جہان ہو گیا خبر
اللہ پاؤن لگ گئے کیا میرے حال کے

دل دیکھے بھی وہی ہے تواضع کا حوصلہ | کہیے ابھی تو رکھدون کلیجا نکال کے

سننے کو سنئے شوق سے عاشق کی داستان | لیکن ذرا سنبھل کے کلیجا سنبھال کے

کیا مین بھی کوئی غیر کے دل کا تھا مدعا | اتنا جو خوش ہوے مجھے گھر سے نکال کے

کیا خوب چشم وابروِ جانان کی ہے مثال | بجلی چمک رہی ہے یہ نیچے ہلال کے

سنئے تو اک ذرا مرے اشعار دردناک | لایا ہون مین کلیجے کے ٹکڑے نکال کے

راضی وصال پر تو اُنہین کرلیا مگر | پوچھا جو وقت بولے کہ بعد انتقال کے

اتنے سے دل کو دی ہے وہ اللہ نے تڑپ | چاہے تو مجکو عرش پہ رکھدے اچھال کے

بوٹا سا اُس پری کا جو قد حور دیکھ لے | طوبےٰ پہ پھبتیان کہے شاخین نکال کے

لکھی ہے کھا کے خونِ جگر یہ غزل جلیل | مصرع نہین ہین شعر کے ٹکڑے ہین لال کے

یون ساتھ ہے شباب بتِ خُردسال کے | پوشیدہ جیسے بدر ہو گھر مین ہلال کے

پوچھا کسی نے مجکو تو اُس شوخ نے کہا | امیدوار ہین یہ ہمارے وصال کے

صدشکر وصفِ قد پہ وہ اتنا تو بول اُٹھے | مضمون بلند ہین مرے عالی خیال کے

دل رہگیا اُلجھ کے نگاہون کے تار مین | اچھا وہ جال ڈال گئے آنکھ ڈال کے

زیرِ زمین تو چین سے رہتے کوئی گھڑی | کرنا تھا دفن سینے سے دل کو نکال کے

ہون تنگ اسقدر کہ جو لے مفت بھی کوئی | دیدون ابھی مین سینے سے دل کو نکال کے

نہ ہمین دل کو لیتے ہو لیجاؤ شوق سے | اتنی ہے التماس کہ رکھنا سنبھال کے

ذکرِ کلیم وطور پہ بولے وہ ناز سے | یہ سب کرشمے ہین مری برقِ جمال کے

لذت یہی کھٹک کی جو ہے راہ عشق مین | رکھ لونگا دل مین پاؤن سے کانٹے نکال کے

ارمان نکلتے ہین مرے دل کے کہ غیر کے
سفاک آج دیکھ تو خنجر نکال کے

ساتھ اُن کے دل بھی آنکھ بچا کر نکل گیا
رونا پڑا ہے آنکھ سے آنسو نکال کے

میرے ہی دل کا ہو کے رہے یار قیب کا
غمزے اُٹھین گے ہم سے نہ تیری خیال کے

آئینہ ہے جو اُن کا مصاحب تو کیا ہوا
ہم بھی کبھی تھے دیکھنے والے جمال کے

اپنا بنالے وہ ہمین یہ ہے غرض **جلیل**
مشتاق دید کے ہین نہ طالب وصال کے

تپشِ دل نے یہ کی مجھ پہ عنایت کیسی
پوچھ اُٹھا کوئی کہ ہے آج طبیعت کیسی

دل مین رہتے ہو مگر نام سے جلتے ہو مرے
جانِ من ہے یہ محبت مین عداوت کیسی

دل ترا ہو کے بھلا میری سنی کیون کہنے لگا
واسطہ ہی نرہا جب تو مروت کیسی

درد و غم دل مین تڑپ دل مین تمنّا دل مین
گھر ذرا سا ہے مگر اس مین ہے وسعت کیسی

آئینے کا ہو بُرا جس نے بنایا مغرور
تمکو یہ بھی نہ خبر تھی کہ ہے صورت کیسی

دل نہین خون ہوا سینے مین اچھا نہی
یہ تو فرمایئے اشکون مین ہے رنگت کیسی

ہم دکھا دین تجھے زاہد کہ یہ بُت کیسے ہین
تو دکھا دے ہمین حورونکی ہے صورت کیسی

آپ قائل تپشِ دل کے نہین مرنے پر
دیکھیے دیکھیے ہلتی ہے یہ تربت کیسی

دل تو لے ہی چکے اب جان بھی کیا لینا ہے
خیر ہے آج یہ مجھپر ہے عنایت کیسی

آپ ہم کٹ گئے تلوار کا احسان نہ ہوا
پڑ گیا وقت تو کام آگئی غیرت کیسی

وصلِ دشمن جو غلط تھا تو چرائی کیون آنکھ
آپ ہین بات کے سچے تو ندامت کیسی

ہے اشارہ نگہِ ناز کا فتنہ کیسا
آپ کے پاؤن کی ٹھوکر ہے قیامت کیسی

تم نے تیرِ نگہِ ناز نہ مارا ہوتا
اب یہ مجھسے ہے تڑپنے کی شکایت کیسی

وصل مین تو نہ کہا آپ کا مانے گا جلیل
آج کی رات مری جان اطاعت کیسی

جب آنکھ اُن کی ان آنکھوں سے لڑی ہے — نظر افتادہ بن بن کر پڑی ہے
شبِ گیسو ہر اک شب سے بڑی ہے — شبِ فرقت اسی کی اک گھڑی ہے
نگاہِ ناز سے کیا کم تھی تلوار — کہ جی اُٹھا ہون جب مجھ پر پڑی ہے
نہ آتے دیر کچھ اسکو نہ جاتے — جوانی وصل کی شاید گھڑی ہے
بھلا توبہ کا میخانے مین کیا ذکر — جو ہے بھی تو کہین ٹوٹی پڑی ہے
جو دیکھی آرسی بولے جھجک کر — کسکی آنکھ اس مین تو جڑی ہے
اُدھر خنجر ادھر کھنچتے ہین نالے — مجھے اپنی انہین اپنی پڑی ہے
فروغِ رخ سے کھلتا ہی نہین کچھ — اُٹھی ہے یا نقاب اب تک پڑی ہے
کٹے گی نرم ہو کر منزل اپنی — یوہین گر آنکھ قاتل کی کڑی ہے
نگاہِ شوق نے جھگڑے مین ڈالا — یہی پہلے پہل اُن سے لڑی ہے
شبِ فرقت نہ ٹھہری موت ٹھہری — کہ جب دیکھو مرے سر پر کھڑی ہے
دھڑکتے دل کو رکھو جیب مین تم — کوئی پوچھے تو کہدینا گھڑی ہے
نہین کٹتی تو کہتا ہے ستمگر — یہ گردن ہے کہ فرقت کی گھڑی ہے
ملائین آؤ کاکل سے شبِ غم — ذرا دیکھین تو کون ان مین بڑی ہے
عدم والون کو کیا باندھے گی جاکر — یہ چوٹی کیون کمر پر جا پڑی ہے
دُہائی زلفِ جانان کی شبِ غم — بلا ہو کر مرے پیچھے پڑی ہے
نظر کی غیر پر تڑپا مرا دل — چھری کس پر اُٹھی کس پر پڑی ہے

جلیل اُس آنکھ کی تعریف کیا ہو
بڑا اک حسن تو یہ ہے بڑی ہے

لڑی خاک اُن سے بجلی یون لڑی ہے
نظر جب اُٹھ گئی ہے گر پڑی ہے

جس آئینے کی آنکھ اُس پر پڑی ہے
نظر اُس سے مری برسون لڑی ہے

نگاہ و تیغ دو کی دونون خونریز
کوئی کچھ نرم ہے کوئی کڑی ہے

نظر تیری ہے ایسی شوخ دیدہ
یہ مجھسے کیا زمانے سے لڑی ہے

رقیبون سے جہان بگڑی ہے اُن سے
وہان کیا کیا مری قسمت لڑی ہے

ڈری ہے کیا تمہاری چتونون سے
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

مین کہتا ہون کہ جلد آؤ چلا مین
وہ کہتے ہین کہ جلدی کیا پڑی ہے

وہ میرے دل مین دل رنج والم مین
تری الفت بھی آفت مین پڑی ہے

اُلجھ کر اپنی چوٹی سے وہ بولے
کہ دیوانی یہ کیون پیچھے پڑی ہے

شہیدِ زلف و مژگان کی یہ تعظیم
کہین پھانسی کہین سولی کھڑی ہے

اُٹھاتے ہو تو پھر سب کو اُٹھا دو
یہ چلمن کس لئے در پر پڑی ہے

پڑا دیکھا جو دل بولے گھٹا سے
اُٹھالے تیری بجلی گر پڑی ہے

خجالت اُف رے احسانِ اجل کی
زمین مین لاش غیرت سے گڑی ہے

ادا چلتی ہوئی لیکر مری جان
قضا اب کیون سرِ بالین کھڑی ہے

غضب تھا جو سنا لب کا شبِ وصل
زبان سے وہ زبان گھر ملون لڑی ہے

شبِ غم کی درازی سُن کے بولے
مرے گیسو سے بھی کیا وہ بڑی ہے

قیامت سے ڈرا اون کیا مین اُن کو
قیامت کو الگ اپنی پڑی ہے

تری گات اور تیری بات ہے اور
دم سینے میں تو یہ دل میں گڑی ہے

دم نزع آمد آمد حسن کے اُن کی
قضا بالین پہ گھبرائی کھڑی ہے

قیامت کو وہ ٹھکرا کر یہ بولے
اسی کی خلق میں شہرت بڑی ہے

تری خاطر گرے قدموں پہ اُن کے
**جلیل** ایسی کسیکو کیا پڑی ہے

---

گلے سے ملکے جو وہ تیغ سرخرو ہوتی
لپٹ لپٹ کے تصدق رگِ گلو ہوتی

تمہارے ہاتھ میں ہے کتنی خوشنما تلوار
یہ ہوتی اور کسی کی رگِ گلو ہوتی

بھلے کو ساتھ مرے دل نہیں مٹا میرا
وگرنہ آج کہاں تیری آرزو ہوتی

ڈری نہوتی اگر میرے دل کی آہوں سے
گلے سے لپٹی نہ وہ زلفِ مشکبو ہوتی

یہ پیارے پیارے لب اور اُسپہ قہر سبزۂ خط
خضر بھی ہوتے تو مرنے کی آرزو ہوتی

شبیہ یار سے کہتے ہیں دیکھنے والے
بجائے مردمک آنکھوں میں کاش تو ہوتی

وہ آئنہ ہے کہ منہ پر کچھ اور پیچھے اور
ہمارے اُن کے جو کچھ ہوتی دوبدو ہوتی

خیالِ زلف کی بُو پھوٹ نکلی آخرِ کار
ذرا سے دل کو تو ننھی سی آرزو ہوتی

وہ ہم سے دیکھنے والوں کے روبرو ہی رہا
نہ تھے کلیم جو پردے سے گفتگو ہوتی

ملے نہ خوب ہوا ورنہ ہوش ہی جاتے
ابھی تو اُن کی ہے پھر اپنی جستجو ہوتی

جما ہوا تھا وہاں رنگ خونِ عاشق کا
حنا تھی ایسی کہاں کی جو سرخرو ہوتی

تمہارے چھپنے سے کیا یار پردہ ہو جاتا
تمہاری شکل خیالی نہ روبرو ہوتی

جواب تیغ سے دیتے جو مانگتا بوسہ
بڑے مزے کی مرے اُن کے گفتگو ہوتی

مزہ تھا جبکہ وہ ناوک کو کھینچتے دل سے
اور اُس سے لپٹی ہوئی اُن کی آرزو ہوتی

جو تو ملا تو نظر اب تری نہیں ملتی — اسی کی کاش ہمین پہلے جستجو ہوتی

سر اور جسم کا جھگڑا جو پیش ہو جاتا — بتا تو کس طرف اے تیغ ناز تو ہوتی

امید وصل سے کہتا ہے یہ دلِ مایوس — مرا کوئی بھی نہوتا بس ایک تو ہوتی

بگڑتی دونون مین عارض پہ لوٹنے کیلئے — اِدھر نگاہ اُدھر زلفِ مشکبو ہوتی

جو دیکھ لیتے کہین آپ سیر رونے کی — کچھ اور رہی مرے اشکون کی آبرو ہوتی

اثر جو سوزِ دلِ عندلیب دکھلاتا — تو پھول پھول مین داغِ جگر کی بو ہوتی

بڑھا رہا تھا تجھے فیضِ حضرتِ استاد — **جلیل** کیون نہ تری دھوم چارسو ہوتی

وہ آنکھ دیکھ کے حیران آرسی ہو گی — غریب دور سے منھ اُن کا دیکھتی ہو گی

جو پوچھتا ہون ملاقات بھی کبھی ہو گی — تو کس مزے سے وہ فرماتے ہین کہ جی ہو گی

بلا سے تم پہ کرے گی نہ دل کی آہ اثر — تمہاری زلف تو شانے پہ لوٹتی ہو گی

لڑانے بیٹھے جو ہون گے وہ آنکھ دشمن سے — نقاب بیچ سے سرکا کے اُٹھ گئی ہو گی

برہنہ ہو کے چلے یون گلے پہ تیغ اُن کی — رگِ گلو تھی حیا وار کٹ گئی ہو گی

شبِ وصال جو زلف اُن کی کھل گئی بولے — اب اس سے اور کوئی رات کیا بڑی ہو گی

بھرے ہوئے ہین جو دل مین اُنہین کے ہین ارمان — لگائین تو وہ ذرا تیر دل لگی ہو گی

چمن مین رو کے خجل کس قدر ہوئی شبنم — نجانتی تھی کہ پھولون مین یون ہنسی ہو گی

عبث یہ فکر تمہین ہے کہ ساتھ کون چلے — اُٹھو گے تم تو قیامت نہ اُٹھ کھڑی ہو گی

اسطرانہ ہو گا مرا دل بغیر سازش کے — ضرور تیری نظر سے نظر ملی ہو گی

سحر کو ایک بھی ہو گا نہ آپ کا قیدی — کھلی جو زلف تو چھوٹی ہوئی مسی ہو گی

اسی خیال مین لگتی نہین ہے رات بھر آنکھ
کہ آرسی تمہین ہر صبح دیکھتی ہوگی

دکھادے جلوۂ دیدار چل کے نرگس کو
کھڑی چمن مین تری راہ دیکھتی ہوگی

وفا پرست ہے موڑیگی منہ نہ تیغ اُنکی
کھچے گی بھی تو گلے سے مرے لگی ہوگی

چمن مین ہنستے ہین وہ مجکو شرم اسکی ہے
ہنسی وہ پھول سا منہ اُنکا چومتی ہوگی

ہمارے دل کو وہ تلوؤن سے آج ملتے تھے
بہت ہی دل مین حنا رشک سے پسی ہوگی

یہان تک آکے پلٹ جاتے ہین ہم یہ ہین ساقی
سبو مین دیکھ تو لے کچھ بچی کھچی ہوگی

اُدھر ہے وصل مین شوخی ادھر شرارت ہی
یہ رنگ دیکھ کے بجلی بھی لوٹتی ہوگی

جلیل کیون نہین لگتی ہے آنکھ راتون کو
کہین تو آنکھ ضرور آپ کی لگی ہوگی

مجھے بھی ہوتا ہے شک بہکی بہکی باتون سے
جلیل کا نہین کچھ اعتبار پی لی ہوگی

غلط ہے گر کہون میری کوئی حسرت نہین نکلی
کہ دل پہلو سے نکلا جسم سے جانِ حزین نکلی

تری تلوار بھی اک شاہدِ پردہ نشین نکلی
اُدھر وہ میان سے نکلی ادھر جانِ حزین نکلی

جنون کی جب ہوئی آمد بڑھے سب پیشوائی کو
چلا دامن ادھر سے اُسطرف سے آستین نکلی

لبون پر بار بار آتی تو ہے جاتی نہین ظالم
غضب ہی جان بھی اپنی حسینون کی نہین نکلی

نہ پوچھو رات میری کیسی گزری بس یہ عالم تھا
کہ اب آیا کلیجا منہ کو اب جانِ حزین نکلی

مزہ جب ہے کہ خنجر پر لگے تو مجھے خنجر
کہون مین ہان مرے قاتل ابھی حسرت نہین نکلی

لگے ہر دو قدم چلنے مین بھی سو ناز کرتی ہی
تری تلوار تو تجھسے بھی قاتل نازنین نکلی

مرقع بن گیا مین آپ جب دیکھا مرقع کو
اُتر آئی وہ میرے دل مین جو صورت حسین نکلی

تلاش اُس شعلہ رو کی اور دم لینے دی کیا ممکن
جو نالے رُک گئے تھک کر تو آہِ آتشین نکلی

حسینون کے مرقع یون تو نظرون سے بہت گزرے
مگر سو مین کہین ایک آدھ صورت دلنشین نکلی

ترے ہاتھون پڑی آپسین کیسی پھوٹ او قاتل
کلیجے پر لگا جب تیر دل سے آفرین نکلی

قدم باہر نہین رکھتی کبھی آئینے کے گھر سے
تری تصویر تجھ سے بڑھ کے اور پردہ نشین نکلی

جزاک اللہ کیا نکلا ہوا تھا ہاتھ او قاتل
کہ ہر ہر وار پر زخمون کے منہ سے آفرین نکلی

اُسی نے وصل مین بے موت مارا اُٹھکے پہلو سے
اُسی کے ساتھ چلنے کو مری جانِ حزین نکلی

**جلیل** اُن کو سوالِ وصل کا اندیشہ ایسا ہے
کہ جب کچھ بات کہنے کو ہوے منہ سے نہین نکلی

کہا مین نے کبھی ہان بھی زبان سے نازنین نکلی
تو کیا جھنجلا کے بولے پھر اجارہ ہاں نہین نکلی

غضب ہے آہ دلکی آسمان باز آستانے سے
ابھی ہے خیر او ظالم ابھی منہ سے نہین نکلی

تعجب تھا کہ وہ اور میرے آنسو پونچھتے آئین
کھلا منشا چھری جس وقت زیرِ آستین نکلی

گمان بیجا نہ تھا بوتل اُڑا لینے کا واعظ پر
تلاشی لی جو حضرت کی تو زیرِ آستین نکلی

سوالِ وصل پر خاموش رہنا اُن کا اچھا تھا
جو منہ سے بات نکلی بھی تو کیا نکلی نہین نکلی

ستایا اس قدر ظالم نے رہنا ہوگیا مشکل
فلک سنتے تھے جسکو تیرے کوچے کی زمین نکلی

ابھی حرفِ سوالِ وصل آیا بھی نہ تھا لب پر
پکارا اُٹھا دلِ مایوس وہ منہ سے نہین نکلی

نکالے وہ پری مضمون کہ پھڑکے حسن والے بھی
حسین تم تھے طبیعت میری تم سی بھی حسین نکلی

نہین معلوم تو کیون قتل کر کے خوش ہوا اتنا
ترا ارمان نکلا یا مری جانِ حزین نکلی

سوالِ وصل کرنا تھا کہ آفت آگئی مجھ پر
بغل سے تیغ اِدھر نکلی اُدھر منہ سے نہین نکلی

توانائی ہوئی رخصت شکیبائی ہوئی چمپت
سوا غم کے وہ تھی کیا چیز جو دل سے نہین نکلی

غضب ہے آج اُسی منہ سے ہین وعدے وصلِ دشمن کے
ہمارے سامنے سو بار جس منہ سے نہین نکلی

جلیل ایسی غزل تم نے کہی انسان تو کیا ہین
زبانِ حضرت روح القدس سے آفرین نکلی

آنکھ کہتی ہے کہ دیدارِ جمال اچھا ہے
دل کا ہے قول کہ دلبر کا خیال اچھا ہے

دلِ بیتاب کو پہلو ہین مچلتے کیا دیر
سُن لے اتنا کسی کمسن کا جمال اچھا ہے

دردِ دل سن کے مرا سمجھے فسانہ ہے کوئی
بولے رکیئے نہ کہے جایئے حال اچھا ہے

اُنکی نظرون ہین جچی کچھ بھی نہ یوسف کی شبیہ
منہ بنا کر یہ کہا ہان خط وخال اچھا ہے

شکل اُس بت کی ہین زاہد کو دکھاؤن تو کہون
ابتو فرمایئے حورون کا جمال اچھا ہے

بات اُلٹی وہ سمجھتے ہین جو کچھ کہتا ہون
ابکے پوچھا تو یہ کہدون گا حال اچھا ہے

مجھپہ کیا کیا نہ اُس ابرو نے سنبھالی تلوار
منہ سے اک دن کہین نکلا تھا ہلال اچھا ہے

صحبت آئینے سے بچپن ہین خدا خیر کرے
وہ ابھی سے کہین سمجھین نہ جمال اچھا ہے

اپنی صورت سے ملاتے ہین وہ یوسف کی شبیہ
مجھ سے کہتے ہین کہو کس کا جمال اچھا ہے

چشم و دل جس کے ہون مشتاق وہ صورت اچھی
جسکی تعریف ہو گھر گھر وہ جمال اچھا ہے

ہم کرین دل طلب اپنا یہ تقاضا ہے برا
غیر بوسے کا ہو طالب وہ سوال اچھا ہے

اک تو یون ہی وہ مٹے بیٹھے ہین خود بینی پر
اُسپہ آئینہ سجھاتا ہے جمال اچھا ہے

دل کی ہو خیر وہ غمزہ ہے بڑا ہی شاطر
کہین سنگار نہ دے آنکھ کو مال اچھا ہے

آئینے کا ہو بھلا بات ہماری رکھ لی
خود وہ بیساختہ بول اُٹھے جمال اچھا ہے

لے وہ بوسے لبِ جانان کے یہ محروم رہے
دل ہمارا ہے برا دل کا سوال اچھا ہے

لوٹ ہو جسپہ حسینون کی نظر دل ہے وہی
جسکے گاہک ہون بہت سو وہی مال اچھا ہے

نہ سہی وجہ کوئی - غیر کی تو ہو گی خوشی
یہ نئی طرح کی رنجش یہ ملال اچھا ہے

باتون باتون مین لگا لاے حسینون کو جلیل
تمکو بھی سحر بیانی مین کمال اچھا ہے

نہ خوشی اچھی ہے اے دل نہ ملال اچھا ہے
یار جس حال مین رکھے وہی حال اچھا ہے

ابھی غصے سے وہ شوخ آگ ہوا جاتا ہے
کہدے اتنا کوئی پریون کا جمال اچھا ہے

مشتری دل کا یہ کہہ کہہ کے بنایا اُن کو
چیز انوکھی ہے نئی جنس ہے مال اچھا ہے

کیا مزہ ہو جو تمہین دیکھ لے اک دن ناصح
اور ہم جا کے یہ پوچھین کہو حال اچھا ہے

داغ دیکھا ہے جو دل مین تو اُسے پھیرتے ہین
کہتے ہین ہم نے نہ جانا تھا کہ مال اچھا ہے

طلبِ بوسہ پہ مجکو تو بُرا کہتے ہو
اور مین بھی جو کہون دل کا سوال اچھا ہے

اور بیمار بنا دُینگے دکھا کر آنکھین
جب تک آتے نہین وہ دیکھنے حال اچھا ہے

کیون کہون اُن سے کہ دل لیکے مجھے دو بوسہ
آپ وہ دام لگائین گے جو مال اچھا ہے

کوستے گو ہین مجھے یاد تو کر لیتے ہین
میرے حق مین تو صفائی سے ملال اچھا ہے

داغِ دل جس سے چمک جائین وہ نالہ بہتر
جس سے رونق ہو چمن کی وہ نہال اچھا ہے

آنکھ سے دیکھتے جاتے ہین کہ حالت ہے خراب
اور منہ سے کہے جاتے ہین کہ حال اچھا ہے

بوسہ یون مانگون کہ وہ آکے مزے مین یہ کہین
مانگے جا اے مرے سائل یہ سوال اچھا ہے

آج سنتا ہون خبر لین گے وہ بیمارونکی
اب بُرا بھی ہے اگر تو مرا حال اچھا ہے

یار تک روز پہنچتی ہے بُرائی میری
رشک ہوتا ہے کہ مجھسے مرا حال اچھا ہے

رشک ہے یاد سے بھی اپنی کہ وہ کہتے ہین
مجھسے کیا واسطہ بس میرا خیال اچھا ہے

اپنی آنکھین نظر آتی ہین جو اچھی اُن کو
جانتے ہین مرے بیمار کا حال اچھا ہے

روز ملتا ہے گلے اک بُتِ مہ پارہ جلیل

روز ہم عید مناتے ہین یہ سال اچھا ہے

ہاے یہ رُت یہ ہوا ساون کی
چھا گئی دل پہ گھٹا ساون کی

جان سی آگئی میخوارون مین
درم بیمے ہے ہوا ساون کی

بوٹے بوٹے پہ غضب جوبن ہے
رُت ہے کیا نام خدا ساون کی

اُن کی زلفین جو بکھر جاتی ہین
لوٹ جاتی ہے گھٹا ساون کی

دَور رہو آتش تر کا ساقی
کیا ہی ٹھنڈی ہے ہوا ساون کی

دل ہے اور دھیان کسی گیسو کا
ہم ہین اور کالی گھٹا ساون کی

دل امنگون پہ ہے یون بارش مین
جس طرح پھبکے حنا ساون کی

ٹکڑے بادل کے پری تھے یون ہی
لے اُڑی اور ہوا ساون کی

فرق ہے میری تری آنکھون مین
وہ ہین بجلی یہ گھٹا ساون کی

فرش سبزے کا ہے کیسا پیارا
لوٹی جاتی ہے ہوا ساون کی

رات دن آنکھین برستی ہین جلیل
لگ گئی ان کو ہوا ساون کی

پری کا حسن انسان کو تماشا ہو ہی جاتا ہے
جہان تم جلوہ گر ہوتے ہو میلا ہو ہی جاتا ہے

ہوا جو کچھ شب وصل اُس کا ذکر ایجان جانے دو
جہان دو آدمی مل بیٹھے جھگڑا ہو ہی جاتا ہے

بنے ہین حسن کی تصویر اُنھین لازم ہے بیدردی
کہ بُت ملنے سے پتھر کا کلیجا ہو ہی جاتا ہے

نکلتے ہین جو وہ گھر سے سما جاتے ہین آنکھون مین
حیا والے جہان ہوتے ہین پردا ہو ہی جاتا ہے

دُلھن بنکر سنورتی ہین پری بنکر نکھرتی ہین
وہ زلفین اک بلا ہین دل کو سودا ہو ہی جاتا ہے

مُحبت سے جو پیش آؤ تو دلبر کیون نہ ہو قبضہ
یہ وہ جادو ہے جس سے غیر پیا ہو ہی جاتا ہے

گزر جاتی ہے آرائش مین ساری رات وعدہ کی
وہ آئینہ جہان لے بیٹھے تڑکا ہو ہی جاتا ہے

یہ آنسو تل ہی تل بڑھکر مری کشتی ڈبوئینگے
مثل سچ ہے کہ قطرہ قطرہ دریا ہو ہی جاتا ہے

حیا کچھ آڑے آتی ہے نہ غمزے ہم سے چلتے ہین
کوئی اقرار کرلے پھر تو پورا ہو ہی جاتا ہے

نہ سوجھا لطف ہے یا ناگنی لے ہی لیا بوسہ
محبت ہے بلا انسان اندھا ہو ہی جاتا ہے

جلیل اکثر کیا کرتے ہین توبہ شعر کہنے سے
مگر چرچے سے دل مین جوش پیدا ہو ہی جاتا ہی

یہ کہہ گیا بتِ ناآشنا سنا کے مجھے
کہ آپ مین نہین رہتا ہے کوئی پاکے مجھے

کرین ہلاک نہ تیور ترے ڈرا کے مجھے
دکھا رہی ہین بھوین نیچے قضا کے مجھے

نقاب کہتی ہے مین پردۂ قیامت ہون
اگر یقین نہو دیکھ لو اُٹھا کے مجھے

بلند نام نہو گا ستم شعاری سے
تم آسمان نہو جاؤ گے ستا کے مجھے

لچک کے تیغ یہ کہتی ہے دستِ قاتل مین
کہ پیار کرلے گلے سے کوئی لگا کے مجھے

ادا سے کھینچ رہا ہے کمان وہ تیر انداز
قضا پکار رہی ہے ذرا بچا کے مجھے

مین اُن کی سنگدلی روزِ حشر کہہ گزرا
بہت بتون نے دیئے واسطے خدا کے مجھے

نتیجہ ظلم کا گردش نہین تو پھر کیا ہے
فلک سے پوچھیے کیا پا گیا ستا کے مجھے

اُٹھا رہے ہین وہ قرآن عشقِ دشمن پر
اور اُس پہ قہر یہ ہے سامنے بٹھا کے مجھے

ہر اک سے پوچھتے کیا ہو خدنگِ ناز کا توڑ
تم آزما ہی نہ لو ایک دن لگا کے مجھے

ملونگا خاک مین آنسو کی طرح یاد رہے
ملو نہ ہاتھ کہین آنکھ سے گرا کے مجھے

ترے حساب مین تیری قبا کا دامن ہون
کہ جب مزاج مین آیا چلا لٹا کے مجھے

یہ جوشِ عشق جوانی مین ہم سے کہتا ہے
کہ آپ رکھین گے کب تک دبا دبا کے مجھے

مین ڈر رہا ہون تمہاری نشیلی آنکھونسے
ستم تو دیکھو خود اٹکھیلیون کی چال چلے
تمہارے واسطے اِس دل کا مول ہی کیا ہے
وہ فتنہ گر کوئی فتنہ مجھے سمجھتا تھا
نظر مین کھُب کے یہ کہتی ہے یار کی تصویر

کہ لوٹ لین نہ کسی روز کچھ پلا کے مجھے
جو حشر اُٹھا تو الگ ہو گئے بتا کے مجھے
ادا سے دیکھ لو اکدن نظر اُٹھا کے مجھے
کہ خوش ہوا ہے بہت بزم سے اُٹھا کے مجھے
کہ دیکھتے ہی رہو آئینہ بنا کے مجھے

بتون کو تاکتے گزری ہے شرم آ ئیگی
جلیل لے نہ چلو سامنے خدا کے مجھے

کہکے بچتا ہے ہم آنکھون مین ٹھہرنے کیلئے
آنکھین ساقی کی سلامت مرے دشمن ترسین
دل اُڑانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا مگر
اُس کے ہر موے مژہ سے مرا جی ڈرتا ہے
تیری تصویر کو نظرون پہ چڑھاؤن کیونکر
کھینچ کر شکل مری ذنگ ہے نقاش ازل
بھوٹ کر روے ہم اشکون کی پریشانی پر
پڑ گیا صبر مرے دل کی پریشانی کا
شوخیون سے نگہ ناز کہین رُکتی ہے
درد و دل دونون ملے ساتھ ازل مین مجکو
پھر دکھا دو مجھے عالم کی دورنگی کا سمان
دل چراتے ہوے آنکھین وہ چرا لیتے ہین

پاؤن پھیلاتے ہین اب دل مین اترنے کیلئے
وُھری میخانے مین نیت میری بھرنے کیلئے
مین نے پوچھا تو کہا سینے پہ دھرنے کیلئے
کتنے نشتر ہین رگ جان مین اُترنے کیلئے
ہاے یہ تو ہین کلیجے مین اُترنے کیلئے
رنگ ملتا نہین تصویر مین بھرنے کیلئے
کیا خبر تھی کہ یہ موتی ہین بکھرنے کیلئے
اب وہ گیسو بھی ترستے ہین سنورنے کیلئے
چلتے جادو سے کہے کون ٹھہرنے کیلئے
وہ ٹھہرنے کے لئے یہ نہ ٹھہرنے کیلئے
زلفین پھر کھول دو گالون پہ بکھرنے کیلئے
خوب پہلو یہ نکالا ہے مکرنے کیلئے

خالی اغیار ہی کرتے نہین برہم اُن کو
زلف بھی تو ہے لگی کان سی بھرنے کیلئے

نیند کیون شام ہی سے مانگ رہی ہی رخصت
کوئی آتا ہے ان آنکھون مین ٹھہرنے کیلئے

کس مسیحا کی ہے مقتل مین الٰہی آمد
موت بھی آج مری جاتی ہے مرنے کیلئے

میرے مرنے کی خوشی کیون ہے قیامت ہی قریب
زندہ ہو جاؤنگا پھر آپ پہ مرنے کیلئے

آئینے پر مری آنکھون کو نہ کیون رشک آئی
سب اُسی نے تو مزے تیرے سنورنے کیلئے

کوئی بن ٹھن کے اُٹھا ہے مرے گھر آنیکو
بگڑے بیٹھے ہین نصیب آج سنورنے کیلئے

گیسوؤن کو بھی مری طرح ہے شوق پابوس
لوٹتے ہین ترے شانے سے اُترنے کیلئے

دل مین آنے کی جو سوجھی لگے اڑنے مجھسے
وہ پری بن گئے شیشے مین اُترنے کیلئے

دم مرا یاد تری دونون ہین مہمان عزیز
کوئی آنکھون مین کوئی دلمین ٹھہرنے کیلئے

بار سر سے وہ سبکدوش کئے جاتے ہین
بوجھ احسان کا سر پر مرے دھرنے کیلئے

اُن کی تصویر مین دی داغ جگر کی رنگت
خوب سوجھی یہ مجھے رنگ اُبھرنے کیلئے

قیس و فرہاد کے بعد آپ غنیمت ہین جلیل
جیتے جی یار پہ سو جان سے مرنے کیلئے

---

تصویر شوخ یار کی کیسا چال کر گئی
اندر رہی اندر آنکھ سے دل مین اُتر گئی

اے تیغ ناز چل بھی جو گزری گزر گئی
اب پانی لے کے آئی ہے جب پیاس مر گئی

اشکون سے جب یہ جوش بھری آنکھ بھر گئی
دل سے مرے چڑھی ہوی گنگا اُتر گئی

آمد ہوی جو اُن کی تو لینے کو راہ مین
دل مجھسے آگے دل سے بھی آگے نظر گئی

جادوگری کو ناموری کا ہوا جو شوق
شوخی بنی اور آپ کی آنکھون مین بھر گئی

جائیں گے جاتے جاتے یہ قسمت کے پیچ مین
کیا زلف ہے کہ ہاتھ لگا اور سنور گئی

مین خوش ہون اب رہیگا نہ دل مین ترے ملال<br>جتنی جگہ تھی غیر کی الفت سے بھر گئی

ہے تیری زلف مین بھی کنھیا کا خاصہ<br>یان دلپہ چھائی وان ترے رخ پر بکھر گئی

برچھی کا کام کر گئی عرضی رقیب کی<br>تیری نظر سے میرے جگر سے گزر گئی

اُس رخپہ دونون گُتھ گئین بوسے کیواسطے<br>آئی اُدھر سے زلف اِدھر سے نظر گئی

حیرت فزا تھا جلوۂ دلدار کس قدر<br>دم بھر مین بیقرار طبیعت ٹھہر گئی

جب تک کہ دم رہا نہ گلے سے ہوئی جدا<br>تیغ اُن کی وضعدار تھی اپنی سی کر گئی

تیری کمر چھپی تو وہ چھپنے کی چیز تھی<br>ملتی نہین نگاہ یہ ظالم کدھر گئی

دیکھو تو دل کا رشک جو رخصت ہوا وہ شوخ<br>خود بھی گیا یہ ساتھ جہانتک نظر گئی

کیا جانے کیسی کل ہے جلیل اُن کے ہاتھ مین<br>جب رکھدیا جگر پہ طبیعت ٹھہر گئی

دل سے نکل کے آہ کی قسمت سنور گئی<br>بن بن کے زلف رخپہ کسی کے بکھر گئی

بارش مین حسن دختر رز کا نہ پوچھیے<br>چھینٹا پڑا تو اور بھی رنگت نکھر گئی

آتی تھی چشم تر مین شبیہ اُنکی سیر کو<br>ٹھنڈی جگہ پسند جو آئی ٹھہر گئی

تم نے تو میری جان کو سایا بنا لیا<br>چلتے ہوے چلی گئی ٹھہرے ٹھہر گئی

ممکن نہین کہ اُس کی ملاحت کا وصف ہو<br>جسکی ہنسی نمک مرے زخمون مین بھر گئی

گھبرا کے اُٹھ کھڑی ہوئی تعظیم کے لئے<br>وہ چال تم چلے کہ قیامت بھی ڈر گئی

الجھن ہوئی بلا سے ہوئی فکر زلف مین<br>اتنا تو ہو گیا کہ طبیعت سنور گئی

یاد آگئین مجھے کسی کمسن کی شوخیان<br>بجلی تڑپ کے اور بھی بیتاب کر گئی

عصمت ہے یہ بھی کوئی کہ نکلو نہ گھر سے آپ<br>اور حسن پاکباز کی گھر گھر خبر گئی

میرا خیال آتے ہی دشمن جو آگیا
چڑھتے ہی چڑھتے یار کی تیوری اُتر گئی

دل کی طرح ہے جان بھی مشتاقِ دیدِ یار
آنکھون مین جاتے جاتے جو پہنچی ٹھہر گئی

سارا جہان آئینہ خانہ ہے یار کا
آیا وہی نظر جدھر اپنی نظر گئی

خود مر رہے ہے تجھے موت نے کیا آکے کر لیا
احسان دھرنے آئی تھی احسان دھر گئی

گلرنگ آنکھین ہوگئین ساقی کی یاد مین
فصلِ بہار آکے مرے جام بھر گئی

ٹھہرے نظر مین جسکی اُسی کا یہ مال ہے
لو دل کے دام چک گئے قیمت ٹھہر گئی

دشمن پہ بھی نظر تھی وہی اور مجھپہ بھی
امیدوار اُسے مجھے مایوس کر گئی

ہر ایک سے یہ کاکلِ لیلے کا تھا گلہ
مجنون کی آہ مجکو پریشان کر گئی

بن ٹھن کے وہ اِدھر سے گزرنا کسی کا ہاے
کیا کہیئے اے **جلیل** جو دل پر گزر گئی

شاہِ خوبان جو ترا چاند سا مکھڑا دیکھے
کیون نہ وہ اوج پہ قسمت کا ستارا دیکھے

ہر جگہ شان نئی آن نئی رنگ نیا
کیا کرے دیکھنے والا ترا کیا کیا دیکھے

اُس کی زلفون مین جو عالم ہے وہ ہم جانتے ہین
قیس کی آنکھ سے کوئی رخِ لیلے دیکھے

سامنا برقِ جہان سوز کا آسان نہین
کوئی کس آنکھ سے اُس شوخ کا جلوا دیکھے

جو قیامت کا نہ قائل ہو یہ اُس سے کہدو
کھولکر آنکھ تمہارا قدِ رعنا دیکھے

دل کو ہوتا ہے جنون اور بھی سمجھانے سے
جو اسے جھوٹ سمجھتا ہو وہ سمجھا دیکھے

تم ہو پردے مین تمہین کون حسین جانے گا
حُسن کا لطف تو جب ہے کہ زمانا دیکھے

وہ نکلتے بھی ہین گھر سے تو حجابِ شب مین
چاہتے ہین کہ نہ مجکو مرا سایا دیکھے

نیمجان اُس نے کیا دیکھکے اکبار مجھے
وار پورا ہوا گر مُڑ کے دوبارا دیکھے

دیکھنا جلوۂ دیدار کا مشکل ہے جلیل
ہو نہ باور جسے وہ حالتِ موسیٰ دیکھے

گوش زد گر مری پر درد کہانی ہو جاے — تم تو انسان ہو پتھر ابھی پانی ہو جاے

بند یارب مرے اشکون کی روانی ہو جاے — مجھ کو ڈر ہے نہ کلیجا کہین پانی ہو جاے

اب تو دل دیتے ہین آئندہ مقدر اپنا — دوست ہو جاے کہ وہ دشمن جانی ہو جاے

دیدیا حکم مرے قاتلِ دریا دل نے — وقف پیاسون کے لئے تیغ کا پانی ہو جاے

دل مین ہے کثرتِ اندوہ خدا خیر کرے — دل سے باہر نہ کہین رازِ نہانی ہو جاے

شمع کہتی ہے محبت ہے سزاوار اُسے — گرمیٔ عشق سے گھل گھل کے جو پانی ہو جاے

کھینچ اس رنگ سے تصویر مری اے بہزاد — دیکھ کر شکل عیان دردِ نہانی ہو جاے

سینچ لون نخلِ تمنا ترے صدقے قاتل — لطف تھوڑا سا مجھے تیغ کا پانی ہو جاے

صورتین لاکھ سہی آئینۂ ہستی مین — غیر ممکن ہے کہ پیدا ترا ثانی ہو جاے

سب کو دعوے ہے محبت کا جو تم لو تلوار — دودھ کا دودھ رہے پانی کا پانی ہو جاے

حسن ہو عشق کے پردے مین تو پردہ کیسا — چڑھ کے سولی پہ نہان رازِ نہانی ہو جاے

کوہکن عمر کے دن کاٹ رہا ہے ورنہ — کھینچے اک آہ تو پتھر ابھی پانی ہو جاے

چاہتا ہون کہ نہ منت کشِ فریاد ہون مین — آپ سے آپ عیان دردِ نہانی ہو جاے

بحرِ غم کے ہین جو ڈوبے اُنھین کیا ڈر قاتل — سر سے اونچا تری تلوار کا پانی ہو جاے

یہی قاصد ہین خبر دل کی جو پہنچاتے ہین — اور یارب مرے اشکون کی روانی ہو جاے

کمسنی مین وہ مہِ نو ہے مگر ایسا ہے — کہ تصدق مہِ کامل کی جوانی ہو جاے

بھل تو ہم کھا چکے خنجر کا ترے اے قاتل — اب عنایت ہمین تلوار کا پانی ہو جاے

اشکِ خون آنکھ نے ٹپکاے یہ کہکر مجھے
تیرے دامن پہ محبت کی نشانی ہوجاے

کرکے دیوانہ مجھے چھپ رہے تم پردے مین
وقت اب ہے کہ عیان رازِ نہانی ہوجاے

بڑھتے جاتے ہین خریدارِ محبت تیرے
کیا تعجب ہے کہ سودے کی گرانی ہوجاے

صحبتِ پیرِ مغان کے نہین قابل وہ جلیل
جس سے مستی مین عیان رازِ نہانی ہوجاے

مہربان مجھ پہ جو وہ ظلم کا بانی ہوجاے
آسمان کو ہو یہ صدمہ خفقانی ہوجاے

واعظ آیا ہے برستا ہوا میخانے مین
مجھکو ڈر ہے کہ مے گلرنگ نہ پانی ہوجاے

ہوش مین شیخ نہین دخترِ رز کو پاکر
جیسے حاصل کسی بوڑھے کو جوانی ہوجاے

اشکِ حسرت سے ہے وہ طوفان جو چھوڑون دامن
نہ زمین ہو نہ فلک پانی ہی پانی ہوجاے

چاہنے والون کو تم بھول نہ جانا اُس وقت
جب لڑکپن سے ہم آغوش جوانی ہوجاے

تم جو آؤ تو روان ہو ابھی اشکِ شادی
آتشِ دل کی دوا آنکھ کا پانی ہوجاے

کیا مقدر ہے کہ سیراب ہو عالم قاتل
خشک میرے لئے تلوار کا پانی ہوجاے

پونچھکر اشک مرے ہاے یہ کہنا اُن کا
دیکھ افشا نہ کہین رازِ نہانی ہوجاے

تشنہ لب جتنے ہین قاتل کو یہ دیتے ہین دعا
تیری تلوار مین دریا کی روانی ہوجاے

تیغِ ابرو کا تصور ہے دمِ فکرِ سخن
اس غرض سے کہ طبیعت مین روانی ہوجاے

مین تو قائل ہون جب اے اشکِ محبت تیرا
شعلہ خُو یار مرا آگ سے پانی ہوجاے

مختصر وصف یہ ہے ناز بھری چتون کا
اک اشارے مین فنا عالمِ فانی ہوجاے

دُرِ غلطان اگر اشکون کا ڈھلکنا دیکھے
وہ خجالت ہو کہ پھر پانی کا پانی ہوجاے

مین یہ سمجھون کہ ملے گوہرِ مقصود مجھے
دردِ دل سُن کے اگر اشک فشانی ہوجاے

غیر کی بات تو ہو آپ کے نزدیک حدیث
دردِ دل ہم جو کہین قصہ کہانی ہوجاے

ایسی حالت ہین کہ ہے شعلۂ آہ و فغان
مین لکھون نامہ تو دیوانِ فغانی ہوجاے

وہ اندھیرا ہے شبِ ہجر کہ دم گھٹتا ہے
تم جو آجاؤ وہی رات سہانی ہوجاے

پھر تجھے بھول گیا وہ ستم ایجاد **جلیل**
کھینچ اک نالہ کہ پھر یاد دہانی ہوجاے

ہم نے شبِ غم کونسی آفت نہین دیکھی
اب کہہ نہین سکتے کہ قیامت نہین دیکھی

زاہد تری نظرون مین بہت ہین مری عصیان
تو نے ابھی اللہ کی رحمت نہین دیکھی

کیسے وہ خفا دیکھنے والون سے ہوے ہین
مدت ہوئی آئینے کی صورت نہین دیکھی

جب رخ سے نقاب اُس نے اُلٹ دی ہے چمن مین
پھر ہمنے کسی پھول مین رنگت نہین دیکھی

اب تک یہ صدا آتی ہے موسی کی لحد سے
آواز سنی ہے تری صورت نہین دیکھی

کیا خوب مصیبت کی ہین دادلی ہے
کہتے ہین ابھی تم نے مصیبت نہین دیکھی

پتھر کے نظر آتے ہین سب تبکدے والے
کیونکر یہ کہون مین تری صورت نہین دیکھی

یہ کیا ہے جو تم پونچھنے بیٹھے مرے آنسو
پھر کہتے ہو تاثیرِ محبت نہین دیکھی

میری نگہ شوق پہ ناحق کا ہے الزام
کیا آپ نے آئینے مین صورت نہین دیکھی

زنجیرِ تصور مین اُسے باندھ رہی ہے
لیلے نے ابھی قیس کی وحشت نہین دیکھی

کیا تم نے کوئی خون کیا جس کی خوشی ہے
ایسی تو کبھی چہرے کی رنگت نہین دیکھی

ایسا نہین کوئی جو نہو محوِ تجلے
وہ بھی ہین جنھون نے تری صورت نہین دیکھی

افسردہ دلی کشتۂ حسرت کی عیان ہے
روشن کبھی شمعِ سرِ تربت نہین دیکھی

کر دیتی ہے بیہوش ہین لذتِ دیدار
جی بھر کے کبھی یار کی صورت نہین دیکھی

آشوبِ جہان آفتِ جان فتنۂ دوران
دیکھے وہ تجھے جس نے قیامت نہین دیکھی

بلبل بھی پھڑکتے ہین جلیل اپنی زبان پر
کہتے ہین کہ پھولون مین یہ رنگت نہین دیکھی

شب کوئی مثالِ شبِ فرقت نہین دیکھی
دیکھی ہے مگر ایسی مصیبت نہین دیکھی

اُٹھتی ہوئی دنیا مین قیامت نہین دیکھی
شائد ابھی اُس نے مری تربت نہین دیکھی

مدت ہوئی اب تک نہ کھُلا طور کا عقدہ
دیکھی ہے کہ موسیٰ نے وہ صورت نہین دیکھی

کمبخت مرا دل ہے کہ زندانِ بلا ہے
ابتک تو نکلتی کوئی حسرت نہین دیکھی

کہتے ہو کہ دشمن کا ہمین سوگ نہین ہے
تمنے مگر آئینے مین صورت نہین دیکھی

جو دیکھنے والے ہین ترے اُن کا بیان ہے
تل بھر تری آنکھون مین مروّت نہین دیکھی

کیا تجھ سے کہون شیخ جمالِ بتِ رعنا
کچھ بھی نہین دیکھا جو وہ صورت نہین دیکھی

کُمھلا گئے وہ مین نے کہا پھول جو اُن کو
دیکھے تو ہین نازک یہ نزاکت نہین دیکھی

حُسنِ بتِ مغرور بھی ہے وصل کا دشمن
ملتی کسی صورت سے وہ صورت نہین دیکھی

آؤ تپشِ دل کی تمہین سیر دکھا دون
چتون کی اگر تم نے شرارت نہین دیکھی

نالے سے غرض اپنی ہے اظہارِ محبت
مانا کہ اثر کی کبھی صورت نہین دیکھی

پتھر مین بھی کرتا ہے اثر حسن وہ شے ہے
کیا آپنے آئینے کی حیرت نہین دیکھی

آئینے مین آئی ہے یہ تصویر کہان سے
اب کہیئے کسی نے میری صورت نہین دیکھی

سو بار سمان حشر کا جبتک نہین دیکھا
ان آنکھون نے صبحِ شبِ فرقت نہین دیکھی

یہ بات ہے کیا جو ہین ترے دیکھنے والے
اُن کو بھی ہے اقرار کہ صورت نہین دیکھی

گرمی کا زمانہ ہو کہ جاڑون کا زمانا
ہمنے کبھی چھوٹی شبِ فرقت نہین دیکھی

حیرت ہے کہ تشبیہ تجھے دیجئے کس سے
یوسف کی قسم ہمنے یہ صورت نہین دیکھی

آئینے مین کیا چیز ابھی دیکھ رہے تھے
پھر کہتے ہو اللہ کی قدرت نہین دیکھی

کھینچا ہے کس اُستاد نے دنیا کا مرقع
ایک ایک سے ملتی ہوئی صورت نہین دیکھی

آ کر مرے آغوش مین اُس شوخ کا کہنا
واللہ **جلیل** ایسی بھی قسمت نہین دیکھی

کیا کیا شبِ غم ہم نے مصیبت نہین دیکھی
اتنی ہے کمی صبح قیامت نہین دیکھی

موسیٰ تو اُسے دیکھ کے بیہوش ہوئی تھے
ہم لوٹتے ہین اور وہ صورت نہین دیکھی

اے غیرتِ خورشید کچھ اُن پر بھی نظر ہے
جن آنکھون نے صبحِ شبِ فرقت نہین دیکھی

اللہ رے تاریکیِ شبہائے جدائی
آنکھون نے کبھی خواب کی صورت نہین دیکھی

دل ہے ترے پیکان مین تو پیکان ترا دل مین
دو دل مین کہین ایسی محبت نہین دیکھی

جو اُن کے رُخِ صاف کا ہے دیکھنے والا
اُس نے کبھی آئینے مین صورت نہین دیکھی

اب دیکھنے آئے ہو مریضِ تپِ غم کو
کیا اپنی گلی مین کوئی تربت نہین دیکھی

ناصح مرا ذی ہوش ہے دیوانہ نہین ہے
بات اتنی ہے اُس نے تری صورت نہین دیکھی

مقصود ہے اتنا کہ خرامان ہون ادا سے
کہتا ہون مین اُن سے کہ قیامت نہین دیکھی

ہوتا ہے مقابل جو تمہارے یہ سبب ہے
آئینے نے اپنی کبھی صورت نہین دیکھی

بجلی نگہِ شوخ ہے لیکن ہے جبھی تک
جب تک دلِ بیتاب کی حالت نہین دیکھی

دم جسپہ نکلتا ہے نہ پوچھو کہ وہ کیا ہے
ہم نام سے آگاہ ہین صورت نہین دیکھی

کیا جانئے کیا آج وہ ہین مانگنے والے
ایسی تو کبھی اُن کی عنایت نہین دیکھی

یہ کہکے وہ ٹھکرا گئے ایک ایک لحد کو
کل کو نہ کہے کوئی قیامت نہین دیکھی

وان سوگ ہے دشمن کا پہونچ کیا ہو سکی
مدت ہوئی آئینے نے صورت نہین دیکھی

یون ناز بھری آنکھون مین کاجل نہ لگاتی
تم نے کسی بیمار کی حالت نہین دیکھی

دل آنکھون سے آزردہ ہے آنکھین ہین نظر سے
جسدن سے مرے جان تری صورت نہین دیکھی

مہندی کو بھی بھولے سے نہ وہ ہاتھ لگاتے
بچپن ہے ابھی خون کی رنگت نہین دیکھی

گو حسن ترا چار طرف جلوہ نما تھا
حق یہ ہے کسی نے تری صورت نہین دیکھی

اظہار محبت پہ یہ ارشاد ہوا ہے
آتی ہوئی ہم نے تو طبیعت نہین دیکھی

اک دردنے دل کے جو ہمین لطف دکھایا
سو داغ جگر مین بھی وہ لذت نہین دیکھی

دیکھے ہین طرحدار جلیل آنکھ سے لاکھون
دل جس کا ہے آئینہ وہ صورت نہین دیکھی

ہے خبر پچھلے پہر وہ بے نقاب آنیکو ہے
صبح سے پہلے مرے گھر آفتاب آنیکو ہے

مژدہ اے دل دور مین جام شراب آنیکو ہے
آج چکر مین فلک پر آفتاب آنیکو ہے

اُن کو کوٹھے سے اُترتے دیکھکر کہتی ہے خلق
آسمان سے اب زمین پر آفتاب آنیکو ہے

کہہ رہی پھول سے گالون پہ سرخی کی نمود
دورِ طفلی ہو چکا عہدِ شباب آنیکو ہے

ایسی آفت کیا ہے اے دل اور تھوڑا صبر کر
نامہ بر جانے کو ہے خط کا جواب آنیکو ہے

آنکھ ساقی کی اشارون مین یہ مجھسے کہہ گئی
ہو مبارک دور مین جام شراب آنیکو ہے

دیکے مژدہ آمدِ جانان کا قاصد نے کہا
حشر بھی اُس فتنہ گر کے ہمرکاب آنیکو ہے

وصل مین بھی اپنی قسمت جاگنے والی نہین
شام ہی سے یار کی آنکھون مین خواب آنیکو ہے

آمد آمد محتسب کی سنکے کہتے ہین یہ رند
آج رحمت کے عوض ہم پر عذاب آنیکو ہے

جستو مین کہتی ہین اب موقع نہین ہے چھیڑ کا
شوخیان رخصت ہوئین شرم و حجاب آنیکو ہے

شافع عصیان کے قدمون پر گرو چلکر جلیل
حشر برپا ہو گیا وقتِ حساب آنیکو ہے

بوے لیلے جو صبا لائی ہے
دشتِ مجنون مین بہار آئی ہے

تھک کے بیٹھون تو یہ کہتا ہے جنون
دو قدم کوچۂ رسوائی ہے

ہوئی مدت کہ چمن چھوٹ گیا
اب ہمین کیا جو بہار آئی ہے

آپ اور سوگ مرا کیا کہنا
دیکھئے لب پہ ہنسی آئی ہے

تیرا جلوہ تو رہا ایک طرف
ہے تماشا جو تماشائی ہے

قبر پر روتے ہین کھولے ہوئے بال
مینہ برستا ہے گھٹا چھائی ہے

گر کے ٹوٹا ہے جو ساغر میرا
ہاے ساقی کی صدا آئی ہے

کون محفل مین جگہ دے مجکو
ساتھ میرے مری رسوائی ہے

بزمِ ماتم مین ہے شرکت اُن کی
میرے پھولون مین بہار آئی ہے

ہاتھ رکھدو دلِ نالان پہ مرے
ورنہ رکھی ہوئی رسوائی ہے

ہو گیا ہے جو مسیحا بیدرد
اور بھی درد کی بن آئی ہے

ہم ہین بیمارِ محبت جب سے
نہ مسیحا نہ مسیحائی ہے

غش جو آیا ہے قفس مین ہمکو
بوے گل لے کے صبا آئی ہے

آئینہ کیا اُسے سمجھے گا غریب
جو ادا تیری مجھے بھائی ہے

ایک تم کیا ہو جلیل ایک جہان
مستِ خمخانۂ مینائی ہے

کیا پری بن کے بہار آئی ہے
گھر مرے جب شبِ وصل آئی ہے
آئنہ کر کے مری حیرت کو
دیکھئے داغ مرے سب غمخوار
باغِ ہستی سے بہت دور تھے ہم
اشکِ خون کا سرِ دامن ہر داغ
پھانس کہتے ہین کلیجے کی جسے
داغ جو تم نے دیا ہے مجکو
دیکھکر داغ دل مجنون کا
وا ہوا ہے جو درِ چاکِ جگر
نور ہی نور ہے صورت تیری
اے جنون رنگِ پریدہ میرا
اُس کے نیرنگ پہ ہم مرتے ہین
قیس محوِ رُخِ لیلے ہو کر

ہر کلی چشمِ تماشائی ہے
صبح کو ساتھ لگا لائی ہے
آپ اپنا وہ تماشائی ہے
نہ سکون ہے نہ شکیبائی ہے
بو کسی گل کی لگا لائی ہے
یادگارِ شبِ تنہائی ہے
آرزوے دلِ شیدائی ہے
وہ چراغِ شبِ تنہائی ہے
غرقِ خون لالۂ صحرائی ہے
کوے جانان کی ہوا آئی ہے
جب تو آنکھون مین جگہ پائی ہے
غازۂ چہرۂ رسوائی ہے
بے نشان ہو کے جو ہرجائی ہے
اپنی صورت کا تماشائی ہے

کہنے بیٹھو گے تو کیا ہو گا جلیل
خامشی مین تو یہ گویائی ہے

دل و دلدار مین یکجائی ہے
کالی کالی جو گھٹا چھائی ہے
اب نہین کا نہین موقع ساقی

کس مرے کی مری تنہائی ہے
زلفِ ساقی مجھے یاد آئی ہے
پھول لا پھول بہار آئی ہے

بال کھولے ہین یہ کس مہوش نے
صبح سے آج گھٹا چھائی ہے

ایک بلبل بھی نہین گلشن مین
ہائے کس وقت بہار آئی ہے

گھر مرا بھول گئی تھی شاید
بعدِ مدت شبِ وصل آئی ہے

گدگدا دیتی ہے دل کو ظالم
شوخ کتنی تری انگڑائی ہے

بدگمانی سے وہ یہ سمجھے ہین
آرسی چشم تماشائی ہے

حُسن اور عشق مین ہے فرق یہی
وہ تماشا یہ تماشائی ہے

دل مین آئے جو مرے فرمایا
خوب یہ گوشۂ تنہائی ہے

کیون گلہ کیجیے تنہائی کا
بارہا آپ کی یاد آئی ہے

دلِ آزردہ کا سمجھانا کیا
تم یہ کہدو مرا شیدائی ہے

جس پہ سو انجمنین صدقے ہون
وہ مرا گوشۂ تنہائی ہے

ہم جو مر مر کے جیا کرتے ہین
یہ محبت کی مسیحائی ہے

وہ ہے پردے مین مگر پھر بھی **جلیل**
سارے عالم سے شناسائی ہے

میکدے پر جو گھٹا چھائی ہے
یہ بھی پینے کے لئے آئی ہے

لطف دیکھو جو ہے قاتل میرا
اُس کو دعوائے مسیحائی ہے

جب سے چھوٹا ہے گلستان ہم سے
روز سنتے ہین بہار آئی ہے

آئینہ خانہ ہے اور خود بین
یہ نئی انجمن آرائی ہے

کیا تماشا ہے کہ لیتے ہین وہ جان
لوگ کہتے ہین مسیحائی ہے

بزم خوبان مین صدا ہے اپنی
کہین میرا دلِ شیدائی ہے

سوتے مین کھل جو گئی ہے وہ زلف
جستجو کی مجھے حاجت کیا ہے
غل یہ کرتی ہے ہماری زنجیر
صورتِ یار ہے آپ اپنی نظیر
تم پہ جس روز سے آیا ہی شباب
مجھ سے کیا ہوگا تماشاے جمال
پیراہن جب سے ہوا نذرِ جنون
کونسا پھول چمن مین نہ رہا
سببِ حیرتِ آئینہ نہ پوچھ
تو بھی ہو لوٹ اُسے گر دیکھے
خاک آئینے کو دیکھے لیلے
ایک دو ہون تو کرے رشک کوئی

کیا دبے پاؤن نسیم آئی ہے
اُس کا طالب ہون جو ہرجائی ہے
جس کو سودا نہ ہو سودائی ہے
آئینہ شاہدِ یکتائی ہے
باغِ عالم مین بہار آئی ہے
اُسکو دیکھون جو تماشائی ہے
زیبِ تن جامۂ رسوائی ہے
پتّی پتّی پہ خزان چھائی ہے
کسی جلوے کا تماشائی ہے
جو ادا تیری مجھے بھائی ہے
اب تو مجنون کی تماشائی ہے
سارا عالم ترا شیدائی ہے

ہم ادھر آپ سے باہر ہین جلیل
وہ اُدھر محوِ خود آرائی ہے

ترا شباب رہے ہم رہین شراب رہے
نہ یار پردہ اُٹھائے نہ بے نقاب رہے
اجازت اسکی نزاکت نے کس طرح دیدی
ہزار مجھپہ ستم ہو یہی دعا دونگا
پکارے کہتے ہین اب اُن کے آتشین رخسارے

یہ دَورِ عیش کا تا دورِ آفتاب رہے
یہ سب قبول اگر ہم سے بے حجاب رہے
کہ تیرے پھول سے رخسار پر نقاب رہے
کہ چرخ پیر ہے جبتک ترا شباب رہے
کہ دامن اپنا بچائے ہوے نقاب رہے

کسی کی راہ شبِ وعدہ دیکھنا ہے مجھے
الگ تھلگ مری آنکھون سے آج خواب رہے

یہ ایک چوٹ تھی گھونگٹ پہ شمعِ محفل کے
جو رات مُنہ پہ وہ ڈالے ہوے نقاب رہے

چلا ہے گھر سے وہ مستِ شباب لازم ہے
قدم قدم پہ سنبھالے ہوے حجاب رہے

نمودِ رنگِ حیا ہو چلی ہے چہرے سے
عجب نہین ہے کہ بنکر یہی نقاب رہے

وہ باز آئے تغافل سے کیونکر اس سن مین
شباب کا ہے تقاضا کہ مستِ خواب رہے

غضب کا نورِ رُخِ پر ضیا سے چھنتا ہے
نقاب پر بھی ہے لازم کوئی نقاب رہے

دو روزہ حُسن تو لاکھون کی جان لیتا ہے
نجانے کیا ہو اگر کچھ دنون شباب رہے

کسی کو تاب کہان تھی کہ سامنے آتا
برہنہ تیغ رہے وہ جو بے نقاب رہے

عدو کے مرنے کا اتنا ملال کیون ہے تجھے
بہت مرینگے سلامت ترا شباب رہے

خفا نہو جو مری آنکھ پڑ گئی رُخ پر
نظر گزر کے لئے کوئی تو نقاب رہے

یہ عذر خوب نکالا ہے بے حجابی کا
بھری ہے آنکھ مین شوخی کہان حجاب رہے

وہ سامنے مرے آئین تو شرم کہتی ہے
نگاہ شوق کو روکے ہوے نقاب رہے

نگاہ مین ہے جو مستی وہ جا نہین سکتی
تم آنکھ بند بھی کر لو تو بنکے خواب رہے

یہی بہت ہے مرے لوٹنے تڑپنے کو
نظر کے سامنے اُس شوخ کی نقاب رہے

ادا ادا مین ہے قدرت کی دی ہوئی مستی
شراب کی تمہین حاجت ہی کیا شباب رہے

یہ رند کہتے ہین لے لیکے بیخودی کے مزے
کہ ہم رہین نہ رہین نشۂ شراب رہے

تمہین کہو یہ تڑپنے کی بات ہے کہ نہین
مری نظر تو نہ رخ پر رہے نقاب رہے

اُبھار دے جو مرا دستِ شوق شوخی کو
نہ یہ نقاب رہے پھر نہ یہ حجاب رہے

ہم اک نگاہ کو ترسین خدا کی قدرت ہے
اور اُن کی آنکھون مین آ آ کے روز خواب رہے

ضیائے شمع ہے فانوس مین بھی رہ کر وہی
فضول ہے ترے رخ پر اگر نقاب رہے

جلیل اب ہوس سے کہان بقولِ امیر
مزے شراب کے تا عالمِ شباب رہے

رکی رکی جو چھری دستِ نازنین مین رہی
تڑپ تڑپ کے تمنا دلِ حزین مین رہی

برہنہ تیغ جو اُس دستِ نازنین مین رہی
قضا چھپائے ہوئے منہ کو آستین مین رہی

ہمارے دیدۂ تر اب نصیب کو رونین
جنون کے ہاتھ سے دھجی نہ آستین مین رہی

عجیب لطف سے کٹتی ہے تیغ قاتل کی
کبھی کمر مین کبھی دستِ نازنین مین رہی

یہ کم نہین دلِ شیدا کے فخر کرنے کو
نگاہِ ناز مرے واسطے کمین مین رہی

عدو کو دیکھ کے چینِ جبین مٹی تو نہین
تری جبین سے نکلکر مری جبین مین رہی

پڑا یہ بار کہ بس پس گئی نزاکتِ یار
جو دو گھڑی بھی حنا دستِ نازنین مین رہی

کہان تک اشکون کے موتی لٹائین گی آنکھین
جگہ ذرا بھی نہ دامان و آستین مین رہی

لڑے گی برقِ سرِ طور سے یہی شوخی
جو چار دن بھی تری چشمِ سرمگین مین رہی

ہزار تیرگیِ بخت تھی مگر پھر بھی
تجھے کیا تھا جو سجدہ چمک جبین مین رہی

وفا پرست تھی اُس شوخ کی شرارت بھی
مزاج سے جو گئی روئے آتشین مین رہی

تڑپ سکی نہ مرے سامنے خجالت سے
گری فلک سے جو بجلی گڑی زمین مین رہی

جگر کی آگ یہ بھڑکی کہ چشمِ تر کیسی
تری نہ جیب نہ دامن نہ آستین مین رہی

صبا نہ آئی کبھی بوئے دلربا لیکر
اسیر وہ بھی مگر زلفِ عنبرین مین رہی

جلیل مل گئی جب یار کی نظر سے نظر
نہ آرزو کوئی باقی دلِ حزین مین رہی

عدم سے سوے ہستی تیرے کوچے کی ہوا لائی	کہان تھا آشیان میرا کہان مجکو اُڑا لائی

سلامت اے صبا تو لانیوالی بوے جانان کی	مرے دل کی خوشی لائی مرے غم کی دوا لائی

جدا ہونا خیالِ یار کا کس کو گوارا ہے	چلا جب روٹھ کر دل سے مری حسرت منا لائی

تجھے زاہد تنفر ہے تو ہو صانع کی صنعت ہے	مجھے تو ان بتون کے سامنے یادِ خدا لائی

نگاہِ ناز کے صدقے ہجومِ عاشقان دیکھو	تمہاری اک نظر ساری خدائی کو لگا لائی

پنچھاور کروے داغِ جگر کے پھول چُن چُن کر	بہارِ وصل جانان کی خبر جسدم صبا لائی

نگاہِ مستِ ساقی کا یہ ادنےٰ سا تصرف ہے	مجھے دم بھر مین سیرِ عالمِ بالا دکھا لائی

اجل بیوقت کیون آتی شہیدانِ محبت کی	تری ترچھی نظر لائی تری بانکی ادا لائی

بہت خوش ہین وہ میرا خون ملکر اپنے ہاتھون مین	ہر اک سے کہتے پھرتے ہین کہ رنگ اچھا حنا لائی

درِ دلدار پر مرنا میسر کس کو ہوتا ہے	بہت خوش ہون کہ مجکو تیری کوچے مین قضا لائی

نہ کعبہ ہی چھٹا ہم سے نہ چھوٹا کوئی بت خانہ
**جلیل** اُس بے نشان کی جستجو گھر گھر پھرا لائی

یہ کہنا اُس سے اے قاصد جو محوِ خود پرستی ہے	کہ تیرے دیکھنے کو آنکھ مدت سے ترستی ہے

بنے ہین جب سے وہ ساقی مزے کی مے پرستی ہے	اِدھر مے ہی پیالو مین اُدھر آنکھو نمین مستی ہے

تری آنکھون کے صدقے ایک دنیا ان مین بستی ہے	فسون ہی سحر ہی اعجاز ہے شوخی ہی مستی ہے

تباہی دل مین رہتی ہے خرابی دل مین بستی ہے	یہی آباد بستی ہے یہی ویران بستی ہے

نگاہون سے ملاتا ہون نگاہین اس تمنا مین	وہ میرے دل مین آجائے جو ان آنکھو نمین مستی ہے

وہ جنسِ دل کی قیمت پوچھتے ہین مین بتاؤن کیا	یہی مہنگی سی مہنگی ہے یہی سستی سی سستی ہے

نہ صہبا ہے نہ ساغر ہے نہ مینا ہے نہ خُمِ ساقی	مجھے جو مست کرتی ہی تری آنکھون کی مستی ہے

ازل سے حق پرستی بت پرستی سنتے آتے ہین — مگر یہ آپ کا مشرب نرالا خود پرستی ہے

جوانی نے دیے ہین اُن کو لاکر ہمنشین کیا کیا — ادا ہین ناز چتون مین حیا آنکھون مین مستی ہے

مدارِ زندگی ٹھہرا نفس کی آمد و شد پر — ہوا کے زور سے روشن چراغِ بزمِ ہستی ہے

تماشا ہے مری رندی کہ ساغر ہاتھ مین لے کر — ہر اک سے پوچھتا ہون مین کہین تھوڑی سی مستی ہے

فراقِ روح کیونکر ہو گوارا جسمِ انسان کو — اُجڑ کر پھر نہین آباد ہوتی یہ وہ بستی ہے

وہ میکش ہون کہ آتا ہے جو لب پر نام توبہ کا — تو مجھ پر جوش مین آکر گھٹا کیا کیا برستی ہے

عجب شے جنسِ الفت ہے کہ دل جاے تو ہاتھ آے — ہمیشہ ایک قیمت ہے نہ مہنگی ہے نہ سستی ہے

جبھی تک عکس قائم ہے کہ آئینہ مقابل ہو — ہماری یہ حقیقت ہے ہماری اتنی ہستی ہے

یقین جانو کہ منہ دیکھی محبت ہم نہین رکھتے — وہ آئینہ ہے جو وارفتہ صورت پرستی ہے

بہت چھیڑے نہ دے دستِ جنون جیب و گریبانکو — سہے تجکو لحاظ اس کا پرانا رختِ ہستی ہے

دلِ عاشق مین حسرت بھی ہے ارمان بھی تمنا بھی — وہ جس بستی مین رہتے ہین بڑی آباد بستی ہے

فنا اول بھی تھی ہمکو فنا آخر بھی ہونا ہے — کرین کیا دو عدم کے بیچ مین اک اپنی ہستی ہے

**جلیل** اُستاد کا کہنا سنو باندھو کمر تم بھی
عجب بستی مدینہ ہے جہان رحمت برستی ہے

مژدہ اے دل لب پہ نالے پُر اثر آنے لگے — جو نہ آتے تھے کبھی وہ میرے گھر آنے لگے

آنسوؤن مین لختِ دل لختِ جگر آنے لگے — کانون سے سنتے تھے آنکھونسے نظر آنے لگے

بال بکھراے پریوش بام پر آنے لگے — لو ہوا پر سانپ لہراتے نظر آنے لگے

شوخ چشمونکا ہے رُتنا سبزہ رازِ دل مرا — روز دو دو چار چار آہو ادھر آنے لگے

نشئہ جوش جوانی اب تو کچھ کچھ جم چلا — لال ڈورے انکی آنکھون مین نظر آنے لگے

تونے اے دل خوب دونونکو لگایا راہ پر
دیدہ پرشوق لڑنے پر نہ کیون تیار ہون
نصف عالم ہوگیا دامِ محبت مین اسیر
شب کے جلسے کیسے قیدِ وقت بھی جاتی رہی
شانِ وحدت بنگئی آئینہ کثرت نما

ہم جدھر جانے لگے وہ بھی اُدھر آنے لگے
پھر اُدھر سے دیکھئے تیر نظر آنے لگے
جب سے بن بن کر وہ گیسو تا کمر آنے لگے
دن دہاڑے یار و اغیار اُن کے گھر آنے لگے
ابتو یان ایک ایک مین سو سو نظر آنے لگے

جوش کیا اب بھی طبیعت مین نہ ہوگا اے **جلیل**
آسمان پر لکہ ہائے ابرِ تر آنے لگے

یہان بھی آپ باز آتے نہین مستانہ چالونسے
صباحت کو ہے سرسبزی تمہارے گوری گالونسے
زبانِ حال سے کہتے ہین گویا پھول گلشن کے
مہ و انجم سے رونق رات کی خورشید سے دن کی
ہزارونکو ہوا سودا ہزارون کو ہوا سکتہ
سنا تونے دلِ نالان یہ آیا ہے پیام اُنکا
پیاپے غش پہ غش آتے ہین صبر و ہوش جاتے ہین
یہی فریاد و شیون ہے تو اکدن آپ سن لینگے
وفورِ ناتوانی دیکھکر الجھن یہ ہوتی ہے
مین اُس ساقی کی آنکھین دیکھنے والا ہون اے زاہد
مجھے یہ پوچھنا ہے تم ملوگے کس قیامت مین
خزان نے کیا بگاڑا آکے تیرے تختہ جانون کا

بس ابتو بھر گیا میدانِ محشر پائمالون سے
ملاحت پرورش پاتی ہے ان گالون کی خالون سے
جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے بلبل تیرے نالون سے
کبھی خالی نہین رہتا زمانہ حسن والون سے
تمہارے بکھرے بالون سے تمہارے گوری گالون سے
ذرا ہم سے بھی مل لینا اگر فرصت ہو نالون سے
نہین خلوت مین بھی آرام آنے جانے والون سے
پرخچے اُڑ گئے چرخِ کہن کے میرے نالون سے
اُٹھیگا موت کا احسان کیونکر مرنیوالون سے
کیا ہے دو جہان کو مست جس نے دو پیالون سے
یہان تو روز رہتی ہے قیامت میرے نالون سے
رہی بھولے بھلے داغِ جگر سے دل کے چھالون سے

کسی کا دل اگر کھو جائے تو ڈھونڈے کہان اسکو
ذرا یہ پوچھ دو تم اپنے گھونگھر والی بالون سے

نہ بل قسمت کا جاتا ہے نہ الجھن دل کی ہٹتی ہے
پڑے ہین پیچ کیا کیا تیری گھونگر والی بالون سے

نظر انجام پر شبنم کی ہے کہتی ہے رو رو کر
گلون کو دیکھ رکھین اتنا کہدو ہنسنے والون سے

جہان مین کفر و ایمان لازم و ملزوم ٹھہرا ہے
چمک گالون مین بالون سے ہے بالونمین ہے گالون سے

**جلیل** اک حوروش کافر ادا پر مبتلا ہو کر
فراغت پا گئے دنیا کے جھگڑون سے ملالون سے

یہ چھیڑ ہوتے ہوتے اب ہونے لگی بیداد بھی
یہ سمجھ لو منہ پہ ہے رکھی ہوئی فریاد بھی

سچ ہے ہوتی ہے بری مظلوم کی فریاد بھی
دیکھ بلبل کو چھُری پھڑکا گیا صیاد بھی

واقعی کیا چیز ہے اپنا دلِ ناشاد بھی
ذکرِ حق بھی ہوتا جاتا ہے بتون کی یاد بھی

ہاتھ کیا آتا کہ تھا مین طائرِ رنگِ حنا
باغبان بھی تاک مین پھرتا رہا صیاد بھی

جان کر چھیڑا ہے مجھکو اب نہو انجان تو
دل دکھایا ہے تو سنتا جا مری فریاد بھی

ایک مرغِ دل ہے جو پھنسکر رہا ہوتا نہین
ورنہ ہوتے ہین عنادل قید بھی آزاد بھی

تجھسے ملنے پر بتِ بیدرد یہ عقدہ کھُلا
بھولی بھولی شکل والے ہوتے ہین جلاد بھی

اے چمن والو چمن مین یون گذارا چاہیئے
باغبان بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

کیا تماشا ہے وہ کرتے ہین جو وعدہ وصل کا
دل یہ کہدیتا ہے چپکے سے رہے جب یاد بھی

سب کے سب وحشت زدہ ہین مین اکیلا کیا کرون
اشک بھی رُکتے نہین تھمتی نہین فریاد بھی

تم جو خوش خوش آئے شادی مرگ عاشق ہو گئے
اپنی آمد کی ذرا اُسکو مبارک باد بھی

باغ سے جانے کہان دیتا ہے اب لالچ اُسے
پھانسکر دو چار بلبل پھنس گیا صیاد بھی

روکتا ہون نالہ دل کو تو دیتا ہے جواب
خیر ہے پابند ہوتے ہین کہین آزاد بھی

کوستے ہین وہ کہ دل تیرا جلے مثلِ سپند
مدعا یہ ہے کہ تڑپے بھی کرے فریاد بھی

سادگی ہی سادگی معشوق مین اچھی نہین
لطف ہین کچھ کچھ جھلک دیتی رہے بیداد بھی

آئیے دل لیجیے مین کب چراتا ہون نظر
آپ بھی آنکھون پہ میری آپ کا ارشاد بھی

دل مین وہ آئی ہوا دل دامِ الفت مین اسیر
لو مبارک ہو مقید ہے تمہاری یاد بھی

نکہتِ برباد سمجھو یا فغانِ عندلیب
ہون وہ طائر پوچھتا جسکو نہین صیاد بھی

وصلِ شیرین پر نہین موقوف خسرو کا علاج
دردِ سر کی ہے دوا خونِ سرِ فرہاد بھی

ہاے کیا حسرت کدہ تھا دل ہمارا اے **جلیل**
ہوگیا دو روز مین آباد بھی برباد بھی

ناز بھی ہوتا رہے ہوتی رہے بیداد بھی
سب گوارا ہے جو تم سنتے رہو فریاد بھی

ایک آفت ہین حسینانِ ستم ایجاد بھی
کرتے ہین بیداد پھر چاہتے ہین داد بھی

وقت پڑتا ہے تو کوئی آشنا ہوتا نہین
دشمنِ فرہاد نکلا تیشۂ فرہاد بھی

کھو کے بچپن کا زمانہ ہم بلاؤن مین پھنسے
ہوش بلبل کو جو آیا آگیا صیاد بھی

چپ نہ ہو رہتے تو کیا کرتے تمہارے دادخواہ
لب پہ ہردم آتے آتے تھک گئی فریاد بھی

مین جو کہتا ہون نشیمن سے بچھڑنا ہے ستم
کرتی ہے تائید میری نکہتِ برباد بھی

آفرین باد اے تصور سیرِ گلشن ہے وہی
ہم کنجِ صیاد مین ہین قید بھی آزاد بھی

آہ بھرنا تو تجھے خوب آگیا ہے اے حباب
سیکھ لے ہم دل دکھون سے نالہ و فریاد بھی

آتشِ سودا اٹھی ایسی تیز جسدم فصد لی
تھا لہو کے ساتھ پانی نشترِ فصاد بھی

تم جو کہتے ہو بگڑ کر ہم نہ آئین گے کبھی
یہ بھی کہدو اب نہ آئیگی ہماری یاد بھی

مین جو تڑپا سامنے اُس کے تو خوش ہو گیا
ہان مرے سر کی قسم اسدم ذرا فریاد بھی

مرگِ دشمن سے ترے بے چین ہونے کی خبر
اب ترس کھانا نہ کھانا اُنکا ہے قسمت کے ہاتھ
جس نے دیکھی دل کی حالت اُس نے رو کر کہا
دل مین رکھو شوق سے الفت رقیبونکی مگر
مین تو منھ کھولون نہ اظہارِ محبت کے لئے
زلف کھولے آے ہین قیدی بنانے کے لئے
ہمسے نوآموز سے صیاد راضی ہوچکا

میرے حق مین تعزیت بھی ہے مبارکباد بھی
دیکھ لی صورت ہماری سُن چکے فریاد بھی
یا خدا ہوگا یہ ویرانہ کبھی آباد بھی
ہو جگہ اتنی کہ آجاے ہماری یاد بھی
پر ہے مشکل بند ہو جاے لبِ فریاد بھی
قید آنکھون پر مگر جب ہو کوئی میعاد بھی
نغمہ سنجی اک طرف آتی نہین فریاد بھی

مرتبہ حضرت کا روشن ہے زمانے پر **جلیل**
تھے امیرِ ملکِ معنی بھی جگت اُستاد بھی

اس شان سے وہ آج پئے امتحان چلے
کیا پوچھتے ہو ہجر کے مارے کہان چلے
کس صید پر لئے ہوے تیر و کمان چلے
نالہ اِدھر کھنچا اُدھر اشکِ روان چلے
اپنی اداے نیم نگاہی کا واسطہ
کچھ تو لحاظ ساتھ کا منزل مین چاہیئے
کیا یاد ہم کرین گے کہ آئے تھے وقتِ نزع
بیٹھے ہین لوگ دیر سے آمادۂ سفر
ہر گھونٹ پر نکلتی ہے دل سے مرے دعا
اُٹھتا ہون مین جو دشت سے جانکو اے جنون

فتنون نے پاؤن چوم کے پوچھا کہان چلے
آتے نہین پلٹ کے جہان سے وہان چلے
مین تو یہان ہون سینہ سپر - تم کہان چلے
جیسے صدا جرس کی ہوا ور کاروان چلے
لے بیخبر خبر کہ ترے نیمجان چلے
ہم ناتوان ہین تیز نہ عمرِ روان چلے
اتنا بھی تو نہ آپ نے پوچھا کہان چلے
چلنا اگر ہے تیغ کو قاتل تو ہان چلے
تا دورِ آفتاب یہ مے کی دکان چلے
کہتے ہین خار تھام کے دامن کہان چلے

اپنی رگِ گلو ہے کہ اک شاہراہ ہے
خنجر چلے چھری چلے تیغ روان چلے

احسان ہے کشاکشِ امید و بیم کا
اے جان آجتک جو ترے نیمجان چلے

آنکھون مین کون آکے الٰہی نکل گیا
کس کی تلاش مین مرے اشکِ روان چلے

کتنی ہی دیر رہ کے وہ جانے کا نام لین
کہتا ہے دل یہی کہ ابھی سے کہان چلے

رکھے خدا سدا انھین حاجت روائے خلق
رکھنا ہمین بھی یاد جو تیغ روان چلے

گویا تھا انتظار تمہارا ہر ایک کو
چھریان چلین کٹار چلی تم جہان چلے

سودائے زلفِ یار سے پیچھا نہ چھٹ سکا
سائے کیطرح ساتھ چلا ہم جہان چلے

راہِ طلب مین شوق کا اپنے یہ حال ہے
بیٹھا کہین مین تھک کے تو اشک روان چلے

سنتے ہین پہونچے گور کنارے ترے مریض
اتنا بھی گر چلے تو بہت ناتوان چلے

ہمراہ ساتھیون کے ہمارا یہ حال ہے
جیسے غبارِ راہ پسِ کاروان چلے

بحرِ جہان کی سیر بھی ہونا ضرور ہے
آہستہ اپنی کشتیِ عمرِ روان چلے

جتنے اُٹھے تھے خاک سے پھر خاک ہوگئے
محشر مین اس ادا سے وہ دامن کشان چلے

جسجا گرے وہین کے ہوے تیرے ناتوان
نقشِ قدم کی چال پسِ کاروان چلے

قاتل گلوے خشک دکھاؤن نہ کیا کرون
دریا کی موج بن کے جو تیغ روان چلے

کیا بات ہے پہونچکے جو منزل پہ لے قرار
کوئی چلے تو صورتِ عمرِ روان چلے

جینے کی بات کوئی مجھے سوجھتی نہ تھی
احسان آپکا ہے کہ دیگر زبان چلے

دم توڑتا ہے عشق مین جب کوئی دردمند
کہتا ہے درو چھوڑکے ہمکو کہان چلے

جب مین چلون تو سایہ بھی اپنا نہ ساتھ دے
جب تم چلو زمین چلے آسمان چلے

ذکرِ حبیب سے ہو نہ غفلت کبھی جلیل
چلتا رہے یہ کام بھی جبتک زبان چلے

دن کی آہین نہ گئین رات کے نالے نہ گئے
تیرے دلسوز مرے چاہنے والے نہ گئے

اپنے ماتھے کی شکن تم سے مٹائی نہ گئی
اپنی تقدیر کے بل ہم سے نکالے نہ گئے

آج تک ساتھ ہین سرکار جنون کی تحفے
سر کا چکر نہ گیا پاؤن کے چھالے نہ گئے

ایسے کچھ خستہ ہوے تیر اُتر کر دل مین
اُس نے چاہا کہ نکالون تو نکالے نہ گئے

میری آہون سے شبِ وصل وہ کیا اُلجھے ہین
گوشے آنچل کے جو رخسار پہ ڈالے نہ گئے

تذکرہ سوزِ محبت کا کیا تھا اک بار
تا دمِ مرگ زبان سے مری چھالے نہ گئے

خود نہ سنبھلے جو دمِ دید جنابِ موسیٰ
تجھ سے بھی حسرتِ دیدار سنبھالے نہ گئے

وہ بھلا پیچ نکالین گے مری قسمت کے
اپنے بالون کے تو بل اُن سے نکالے نہ گئے

جی جلانے پہ فلک تجکو بہت غرہ ہے
کیا کہون اور کچھ اونچے مرے نالے نہ گئے

ابتو ہے اے دلِ صد چاک ترے سر سہرا
پیچ اس زلف کے شانے سے نکالے نہ گئے

شعروہ ہو کے فقط تم نے جلانا سیکھا
میرے غم مین کبھی دو اشک نکالے نہ گئے

راہ روکے ہوے سرپر تو کھڑا تھا گردون
تم یہ کہتے ہو کہ اونچے ترے نالے نہ گئے

تیر سے چھید کے دلکو بتِ قاتل نے کہا
اب نہ کہنا مرے ارمان نکالے نہ گئے

سیر دیکھو وہ مرے دلمین جگہ چاہتے ہین
جن سے ارمان کبھی دل کے نکالے نہ گئے

اور بوئین مرے دشمن مرے حق مین کانٹے
آخر اُس بزم سے چن چن کے نکالے نہ گئے

ہمسفر ایسے وفادار کہان ملتے ہین
تیرے وحشی کے قدم چھوڑ کے چھالے نہ گئے

کوئی شب ایسی نہ گزری کہ بنا کر گیسو
سیکڑون بل مری تقدیر مین ڈالے نہ گئے

دل کی تسکین کو فقرہ ہمین اچھا سوجھا
وصل دلبر کے تھے ارمان نکالے نہ گئے

تم سے ارمان ہمارے جو نہ نکلے نہ سہی
اپنے خنجر کے بھی ارمان نکالے نہ گئے

کون ہے بزم کے قابل وہ سمجھ جاتے ہین
سب نکالے گئے پروانے نکالے نہ گئے

اپنا دیوان مرقع ہے حسینون کا **جلیل**
نکتہ چین تھک گئے کچھ عیب نکالو نہ گئے

اظہار حال پر مجھے قدرت نہین رہی
اُن کو یہ وہم ہے کہ محبت نہین رہی

درمان طلب ہون تا ہو مسیحا نہ بےخبر
کچھ یہ نہین کہ درد کی لذت نہین رہی

لیلے جو آکے آنکھ ملاے تو کیا ہے دور
اب آہوون کو قیس سے وحشت نہین رہی

مرنے پہ بھی نہ بند ہوئی چشمِ منتظر
اب انتظار کی کوئی مدت نہین رہی

آنا تھا ہوش مین کہ اندھیرا سا چھا گیا
ہم جسکو دیکھتے تھے وہ صورت نہین رہی

مصروف کرلیا مجھے اُسکے خیال نے
جا اے اجل کہ مرنے کی فرصت نہین رہی

پامال جن کی ہے وہی چل کر اُٹھائین گے
خود اُٹھ کھڑی ہو اتنی قیامت نہین رہی

اُن کو ستم کا شوق ہوا کیا بُرا ہوا
یہ تو ہوا کہ ہمسے وہ نفرت نہین رہی

پیرِ مغان سمجھتے ہین سب اہلِ میکدہ
کیا رند ہونے سے مری حرمت نہین رہی

آنکھین دکھائی جاتی تھین ہمکو کبھی کبھی
اُتنی بھی اب نگاہِ عنایت نہین رہی

دل مفت مانگتے ہو ندامت اُٹھاؤ گے
سب یہ کہین گے حُسن کی دولت نہین رہی

بچپن کے ایک جانے سے وہ کیون اداس ہون
شوخی نہین رہی کہ شرارت نہین رہی

یا عمر بھر کا شوق تھا یا اک نگاہ مین
دیدار کی کلیم کو حسرت نہین رہی

کیا خاک چاہ پیار کی باتین کرین **جلیل**
وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی

یہی غرض تھی جو زلفون کو ہین بڑھائے ہوے
کہ آج سارے زمانے پہ ہین وہ چھائے ہوے

غریب جان کے ہمکو بہت ستاتا ہے
فلک سے کہدو کہ یہ ہین مرے ستاے ہوے

مٹاتے چلتے ہو کیون نقش پا خدا کے لئے
ہماری خاک سے دامن ذرا اٹھاے ہوے

شہید ناز کسی کے برنگ گل دیکھے
لہو ہین ڈوبے ہوے دلپہ چوٹ کھاے ہوے

وہ مجکو یاد کرین گے عدو کو کوسین گے
یہ نامہ بر ترے فقرے ہین سب بناے ہوے

نگاہ آپ کی دیکھی کہ سُن لی آہ مری
فلک سے پوچھئے پہلو ہے کیون بچاے ہوے

وہی جنون وہی پہلی سی بیخودی پھر ہے
کسی کے ساتھ گئے پھر حواس آے ہوے

وہ کس امید پہ اب وصل کی دعا مانگین
جو بد نصیب ہین تقدیر آزماے ہوے

عجب ادا سے وہ بیٹھے شبیہ کھچوانے
نگاہ پھیرے ہوے تیوریان چڑہاے ہوے

کروگے اپنی طرح گم مجھے بھی حضرت دل
جو اپنے ساتھ لیے جاتے ہو لگاے ہوے

زمانہ ہے تری چبھتی نگہ کا فریادی
ذرا سی پھانس ہے کتنو نکا دل دکھاے ہوے

ہمنون کے ہاتھ سے چھوٹنے نہ گل بھی اے بلبل
خراب حال رہے دھجیان لگاے ہوے

گری ہے برق سر طور آج اے موسیٰ
ہمین زمانہ ہوا دل پہ چوٹ کھاے ہوے

مرا قرار مرا صبر انہین نے چھینا ہے
غریب بن کے جو بیٹھے ہین سر جھکاے ہوے

اُنہین غرض نہین کوئی بچے کہ مرجاے
مرے سے بیٹھے ہین کیا دل مین گھر بناے ہوے

وہ تولتے ہوے تیغ ادا جو آتے ہین
قضا یہ کہتی ہے مجکو ذرا بچاے ہوے

یہ جان لو کہ زمانہ ہے نکتہ چینی کا
جلیل سقم کا پہلو ذرا بچاے ہوے

بچپن سے اُن کے آنکھ مین شوخی بلا کی ہے
بجلی مین ابتدا سے تڑپ انتہا کی ہے

گرما کے داغ دل کو یہ کہتی ہے آہ سرد
پھولون مین ساری آگ لگائی صبا کی ہے

کیا کیجیے کہ فاش نہو پردہ جنون
مثلِ خبر اُڑی ہوئی دھجی قبا کی ہے

یہ شامیانہ خاص ہے مستون ہی کے لئے
چھائی ہوئی مزار پہ رحمت خدا کی ہے

دیکھو تو میکدے پہ ذرا اس کا جھومنا
رندون سے بھی بڑھی ہوئی مستی گھٹا کی ہے

لیتے ہین چپکے چپکے کلیجے مین چٹکیان
اور ہنس کے کہتے ہین کہ یہ شوخی حیا کی ہے

شاید اسی طرف سے قیامت بھی آئیگی
بیٹھی ہوئی جو ڈاک ترے نقشِ پا کی ہے

کیا جانے شیخ قدر ہماری شراب کی
ہر گھونٹ مین پڑی ہوئی رحمت خدا کی ہے

پھیلا ہوا اُس آنکھ کا کاجل تو دیکھیے
یہ حور کی کھلی ہوئی چوٹی بلا کی ہے

سمٹی ہوئی ہے ڈر سے کہ لپٹا نہ لے کوئی
تصویر کیا ہے آپ کی پتلی حیا کی ہے

تنگ آکے ہم قضا کو بلاتے ہین جس گھڑی
کہتے ہین وہ قضا تو مری اک ادا کی ہے

فتنے زمانے بھر کے ہین چشمِ سیاہ مین
اس کالی کوٹھری مین جگہ ہر بلا کی ہے

کھلتی نہ یون تمہاری مسیحائی اے بتو
ہمکو دیا جو درد یہ حکمت خدا کی ہے

جب دیکھیے بلائین لیا کرتی ہے تری
کیونکر نہ ہم کہین کہ یہ کاکل بلا کی ہے

ہان ساقی اپنے شیشہ وساغر سے ہوشیار
دیکھ آج میکدے پہ چڑھائی گھٹا کی ہے

تل بھر جگہ بھی ناز بھری آنکھ مین نتھی
حیرت ہے کیونکر اس مین سمائی حیا کی ہے

دیکھو تو میری آہِ شرر بار کی بہار
کیا پھولون سے بھری ہوئی جھولی صبا کی ہے

کیا خوبصورت آنکھ ہے قربان جائیے
شوخی کی لاڈلی ہے تو پیاری حیا کی ہے

کیا کیا ہین گن جلیل کے دل مین بھرے ہوے
صورت جو دیکھیے تو بڑے پارسا کی ہے

مانا کہ مریض آپ کا بیمار بہت ہے
صحت کے لئے شربتِ دیدار بہت ہے

ہمکو بُتِ کافر سے ہے کیا واسطہ ناصح
ہان بات ہے اتنی کہ طرحدار بہت ہے

کیا فائدہ کیون دیجئے تکلیف اجل کو
جی لینے کو یہ عشق کا آزار بہت ہے

بازارِ جزا مین ہے خدا طالب احمدؐ
ایسا ہو تو صرف ایک خریدار بہت ہے

قربان مین اس جنبش ابرو کے ستمگر
تلوار جب ایسی ہو تو اک وار بہت ہے

نرگس کو ذرا آنکھ دکھا آؤ چمن مین
سنتے ہین اُسے حسرتِ دیدار بہت ہے

کیونکر نہ **جلیل** آپ سے امداد طلب ہو
یا شافع محشر وہ گنہگار بہت ہے

خانۂ دل مین غمِ عشق کی مہمانی ہے
میزبانی کے لئے بے سروسامانی ہے

ہم نہ کہتے تھے کہ زلفون مین نہ رکھو دل کو
اب یہ بیکار گلہ ہے کہ پریشانی ہے

اپنی محفل مین بٹھاتا نہین کوئی مجھکو
جانتے ہین کہ مرے ساتھ پریشانی ہے

پردہ ڈالے ہوئے ابتک ہی لڑکپن اُن کا
دولتِ حُسنِ جوانی کی نگہبانی ہے

جلوۂ یار سے ہر آنکھ کو روشن دیکھا
لاکھ آئینون مین اک صورتِ نورانی ہے

اشکباری ہین خدارا مجھے سمجھو معذور
دل پہ صدمہ ہے کچھ ایسا کہ جگر پانی ہے

اُسکا جلوہ ہے مرے آئینۂ دل مین **جلیل**
جس کا ہمسر ہے کوئی نہ کوئی ثانی ہے

ستم ہے غیر کی چاہت کا ہوتا ہی بیان ہم سے
جو کچھ کہتے تو کہتے ہین لڑاتے ہو زبان ہمسے

مخالف ہو گئے آخر ہمارے رازدان ہم سے
پھرین آنکھین کھچے نالے جلا سوزِ نہان ہمسے

ذرا سا دل اُسے بھی وہ چھپا کر رکھ نہین سکتے
نظر ملتے ہی کہدیتی ہین انکی شوخیان ہمسے

کمانین کھچ گئین ابرو کی دل جب سامنے آیا
نگاہین بول اُٹھین جاتا ہے اب بچکر کہان ہمسے

کہانکی نیند سونا دشمنون کا خواب ہوجاتا
کسیدن تم جو سن لیتے ہماری داستان ہمسے

بڑی جاسوس ہین آنکھین بڑی غماز ہین آنکھین
دلون کا حال کہتی ہین وہان تمسے یہان ہمسے

چمک کر اُٹھ کھڑے ہونا ٹھہر جانا تو تڑپانا
بتاتا ہے تمہارا روٹھنا دردِ نہان ہمسے

کسی پہلو سے ہو مطلب تو دل کا لوٹ جانا ہے
یہی کہدو نزاکت سے نہین کھچتی کمان ہمسے

چلے تو ساتھ ہی تھے کل درِ محبوب سے اُٹھکر
مگر یاد اب نہین آتا کہ دل چھوٹا کہان ہمسے

نگاہین دیکھنا دشمن کی اور پھر کس ڈھٹائی سے
جو کہئے یہ اشارے تم سے ہین کہتے ہین ہان ہمسے

تمہین مشکل ہے جانا دل سے ہمکو آپ مین آنا
نہ تمسے ناز ہین ہونگے نہونگے ناتوان ہمسے

بہارانِ خوشنما پھولونکی دو دن دیکھ لینے دے
چمن مین پھر جو ہم آئین قسم لے باغبان ہمسے

یہ سب آتش کے پرکالے ہین جتنے ہیچ وائی ہین
لگاتے رہتے ہین ظالم وہان اُنسے یہان ہمسے

تلاشِ یار مین اچھا دیا ساتھ اشکباری نے
ہمیشہ دو قدم آگے رہے اشکِ روان ہمسے

یہ تیر اب کیون یہان آتے ہین کیا رکھا ہی پہلو مین
کہ دل تو لیگیا پہلے ہی وہ ابرو کمان ہمسے

یہ کیا تم کہہ گئے مہر و وفا کا نام عنقا ہے
ذرا سوچو تو دل مین ایسی باتین مہربان ہمسے

جو مین تڑپا تو وہ چلتے ہوے اک نیمچہ جڑ کر
کہا دیکھا نہین جاتا ہے کوئی نیمجان ہمسے

ہمارے ساتھ دل نے ہجر کی راتین یونہین کاٹین
کبھی کچھ سرگزشت اپنی سنی کچھ داستان ہمسے

یہ جی مین ہے چھپا لین تمکو اپنے دلکے پردے مین
پتا بھی دین نہ پھر پوچھے اگر سارا جہان ہمسے

گلے پر میرے چلکر ناز سے کہتا ہے وہ خنجر
غنیمت ہے ہمارا دم جہان مین پھر کہان ہمسے

سنا کرتے ہین دل سے شکوۂ جانان کے افسانے
کیا کرتا ہے باتین رات بھر اک بیزبان ہمسے

جلیل اُنکو تمہارا نام لیتے شرم آتی ہے
یہ کہتے ہین کہ رکھتا ہے محبت اک جوان ہمسے

یہ بچپن ہے کہ دل کا ذکر کرنا ہمکو مشکل ہے
وہ کہتے ہین دکھاو چیر کر پہلو کہان دل ہے

کٹے مشکل ہماری سخت جانی سے یہ مشکل ہے
فقط اتنا سہارا ہے کہ دلکا سخت قاتل ہے

تمہارے تیر کے دشمن رہین گھٹ گھٹ کر ترکش مین
خدا رکھے جگر ہے عاشقونکا سینہ ہے دل ہے

وہ اپنے سامنے آئینہ رکھتے یون جھجکتے ہین
سُنا ہے بارہا مجھسے نگاہِ ناز قاتل ہے

شبیہ غیر لیکر دیکھنا تو دیکھ سکتا ہون
قیامت ہے یہ سننا پیار کر لینے کے قابل ہے

یہ بھولی شکل بولی نرم اسکو کون مانے گا
کہ او ظالم ترے سینے مین پتھر کا چھپا دل ہے

ملائین آنکھ وہ کیا داورِ محشر سے محشر مین
سمجھتے ہین کہ ملتے ہی بتا دیگی یہ قاتل ہے

سرِ ناوک جو رنگین ہے تو کیا کیا بحث ہی اسپر
وہ کہتے ہین کہ پیکان ہی مین کہتا ہون مرا دل ہے

یہان کچھ صبر اگر ہوتا تو مین تجھ سے چھپا سکتا
تری برچھی کا تیرے تیر کا چھانا ہوا دل ہے

تڑپ جاتا ہون مین جدم بھڑک جاتا ہی دم اسکا
وہ بسمل ہون کہ میرے لوٹنے پر لوٹ قاتل ہے

نہ بیٹھو میرے پہلو مین مگر اتنا سمجھ رکھو
رہا کرتے ہو تم جس دل مین پہلو ہی مین وہ دل ہے

رہا ہے تیرے زلفون مین بھرا ہے تیری آنکھون مین
بجا ہے گر کہون مین پیار کے قابل مرا دل ہے

بناتے جاتے ہو تم دلربا ہر اک ادا اپنی
خیال اسکا نہین کرتے مرے پاس ایک ہی دل ہے

دکھا کر دل جو کی تعریف مین نے ہنسکے فرمایا
اگر یہ مفت ملجائے تو لے لینے کے قابل ہے

جو بیٹھے بھی ہین پہلو مین تو کرتے ہین سلوک اچھا
یہ چبھو کر تیر مجھسے پوچھتے ہین کیون نہین دل ہے

ٹھہر جاتا ہے دم لینے کو چلتے چلتے گردن پر
ترے نازک سے خنجر کے لئے جو رگ ہی سِل ہے

ذرا مین پیار کی باتین ذرا مین قہر کے تیور
وہی دم بھر مین عیسے ہے وہی دم بھر مین قاتل ہے

تری مٹھی مین چکے دیکھکر اسکو مین حیران ہون
مرے پہلو مین جو ہاتھون اُچھلتا تھا وہی دل ہے

بھلے کو دل چرایا حالِ دل کہنے سے مین چھوٹا
تم اب خود جان سکتے ہو تمہارے ہاتھ مین دل ہے

زمین آسمان ہے تو کیا اگر دشوار ہے تو کیا
جلیل اچھی غزل کہنا تو ہر حالت مین مشکل ہے

کیا بلا عشق کی بیماری ہے — دل گیا جان کی اب باری ہے

کتنی اچھی ہین یہ بیمار آنکھین — تیری جو بات ہے وہ پیاری ہے

حال پوچھو نہ مری آنکھون کا — حسرت دید کی بیماری ہے

دبتے ہین قد سے ترے سب فتنے — ایک ہے سو پہ مگر بھاری ہے

اشک بہتے ہوے دیکھا تو کہا — عشق کا کام ابھی جاری ہے

نہ کرے بات تمہاری تصویر — مجکو اس پر بھی بہت پیاری ہے

وصل کی رات ہے نیند آج کہان — آنکھ مین بخت کی بیداری ہے

بچکے نکلا ہے نگاہون سے جو دل — بڑھکے غمزے نے چھری ماری ہے

کیا کہین اب تو گریبان بھی نہین — دم الجھتا ہے جو بیکاری ہے

ابتدا ہی مین تغافل ہے انہین — شام سے نیند وہان طاری ہے

درہم داغ ملے ہین جب سے — روز سودے کی خریداری ہے

کھلگئے دیکھ کے دل کو پر داغ — بولے کیا اچھی یہ پھلواری ہے

لیتے ہی دل جو بنین متوالی — تیری آنکھون کی یہ ہشیاری ہے

ہوتے ہین لوگ سبکدوش ای تیغ — خیر یہ دم سے ترے جاری ہے

خود کرین گے وہ تری قدر جلیل
کچھ بھی گر تجھ مین وفاداری ہے

سیر ہوتی میرے پہلو مین جو دم بھر بیٹھتے — درد بنکر آپ اٹھتے تیر بنکر بیٹھتے

حضرتِ دل پاس تھا مجکو فقط دلدار کا
ورنہ ممکن تھا کہ تم جو چاہتے کر بیٹھتے

دل جو ہوتا پاس تو کوئی اُٹھاتا کیون ہمین
بیٹھتے محفل مین اور اُن کے برابر بیٹھتے

سر زمین کوے جانان ہاے کیا دلچسپ ہے
بیقراری بیٹھنے دیتی تو دم بھر بیٹھتے

کس قدر گھبرا رہا ہے دم مرا اے ہمنشین
کاش دو اک تیر ہی پہلو مین آ کر بیٹھتے

شعلۂ آواز ہی سے پھونکے دیتے ہین مجھے
ہاے کیا کرتے جو پردے سے نکلکر بیٹھتے

عمر بھر ہم غمزۂ بیجا اُٹھاتے شوق سے
یہ نہ تھا ممکن کہ اُنکا شکوہ لیکر بیٹھتے

آپ جلدی اُٹھ گئے کیون مین بھی تو تیار تھا
دیکھ لیتے دم نکلنا اور دم بھر بیٹھتے

چار ہی باتون مین ایسے ہو گئے تم لوٹ پوٹ
دردِ دل سننے جو بیٹھے تھے سنبھلکر بیٹھتے

بیٹھنے کے واسطے کیا کم تھا سکّہ آپ کا
آپ کے دشمن ہر اک محفل مین جا کر بیٹھتے

کہتے ہین اچھا ہوا پوچھا نہ ہمنے دردِ دل
تم ذرا پاتے اشارہ لے کے دفتر بیٹھتے

پاس سے اُٹھنا نہین منظور اُنھین تیرا جلیل
ورنہ کیون دامن وہ زانو سے دبا کر بیٹھتے

کس لطف سے سلوک کا اظہار ہم سے ہے
اک تو ہی کامیاب ہمارے ستم سے ہے

تیور مین ہے جو بانکپن ابرو کے خم سے ہے
قاتل کی ساری نوک اسی خنجر کے دم سے ہے

معشوق کے لئے کج ادائی ضرور ہے
کاکل جو ہے پری تو فقط پیچ و خم سے ہے

ممکن نہین کہ جھوٹ نہو عہدِ وصل مین
ہارا ہوا یہ قول تمہاری قسم سے ہے

ہے ایک ہی نگاہ مگر اُف رے طرزِ دید
اقرار مدعی سے ہے انکار ہم سے ہے

لکھا ہے جب سے حال ترے دلفگار کا
جاری لہو کی دھار شگافِ قلم سے ہے

ملکر مرے گلے سے کہا تیغ یار نے
اب تو نہ یہ کہو گے کبھی تو بھی ہم سے ہے

کہتا ہے جب وہ ترک کہ مقتل ہے اک چمن
ہر بات مین ہے مصحفِ رخسار کی قسم
پلّے پہ تیر ناز کے آتا نہین کبھی
اُس رشکِ گل کو لیکے جو آئین ہین باغ مین

رگ رگ پکارتی ہے کہ بسمل کے دم سے ہے
کیا جھوٹ کو فروغ تمہاری قسم سے ہے
سہما ہوا فلک بھی تمہارے ستم سے ہے
جو گُل ہے مُنہ پھُلائے ہوئے آج ہم سے ہے

مجھسے گناہگار کو بھی حشر مین جلیل
امید مغفرت کی خدا کے کرم سے ہے

شرم ایسی ہے نقاب رخِ یار کیلئے
تلوار اُگلی پڑتی ہے قاتل کی میان سے
چُبھ جائے دل مین ایسی نہ برچھی نہ تیر ہے
چہرے سے عاشقون کے اُڑتا ہے رنگ عشق
اُس قدر سے عشق کرکے پڑے ہم عذاب مین
دشمن کے دیکھنے سے بچاؤ تم آنکھ کو
رحمت اُسیکی اس کے غضب کی پناہ ہے
ساقی شراب خانے مین آئے ہین آج شیخ

آئینے بھی ترستے ہین دیدار کیلئے
رحمت تڑپ رہی ہے گنہگار کیلئے
یہ بات ہے فقط نگہِ یار کیلئے
غازہ بنا نیکو ترے رخسار کیلئے
سُولی کھڑی ہے روز گنہگار کیلئے
پرہیز کچھ تو چاہیئے بیمار کیلئے
اچھی سپر یہ نکلی ہے تلوار کیلئے
لانا ذرا مزے کی مرے یار کے لئے

غنچے ہین کیون رہین نہ حسینون کے ہم جلیل
کانٹا بھی کوئی چاہیئے گلزار کے لئے

بہا کر خون میرا مجھ سے بولے
جو دل پایا ہے تو چار اشک رو لے
صدا اپنی ہے بازارِ جنون مین

کہ لے جینے سے اپنے ہاتھ دھو لے
زبان اچھی ملی ہے بیچ بولے
دل اپنا مُفت کا سودا ہی جو لے

وہ جاتے ہین اکیلے مرے گھر سے
نکلکر جان تو ہی ساتھ ہولے

کھلیگی زلف سے خود دل کی چوری
وہ جادو کیا نہ جو سر چڑھ کے بولے

تجھے ہے اختیار آنا نہ آنا
دلِ مُضطر کا کہنا مان تو لے

اجل بولی یہ تُربت مین لٹا کر
بہت جاگا ہے اب جی بھر کے سولے

گھٹائین جھومتی ہین میکدے پر
کہ پریان اُڑ رہی ہین بال کھولے

کسی کو دیدیا دل مفت اپنا
جلیل ایسے ہی تو ہین آپ بھولے

ہان ہان لگا کو تیر مرا دل یہی تو ہے
کچھ اور فائدہ نہ سہی دل لگی تو ہے

مرتے تو ہین تمہین پہ تمہین کیون ہو ناگوار
اپنی پسند اپنی نظر اپنا جی تو ہے

اب لوٹ کیون ہو دل کی تڑپ دیکھ دیکھکر
اترا کے جسکو پھینکدیا تھا وہی تو ہے

آنکھ اپنی اُس نے دیکھکے آئینے مین کہا
بیمار سب بتاتے ہین اچھی بھلی تو ہے

دیکھین لگی وہ دل کی بُجھاتے ہین یا نہین
اک زہر کی بُجھی ہوئی جھنجھلا کے لی تو ہے

کیا اپنا حق اجل کے لئے وقف کردیا
بالین سے کیون تم اُٹھ کے چلے جان ابھی تو ہے

لوٹے گا اور کون درِ میکدہ پہ یون
یہ کام ہے جلیل کا دیکھو وہی تو ہے

سرِ محفل وہ اداسے جو خرامان ہونگے
ناز و انداز اُٹھائے ہوے داماں ہونگے

ہر طرح داغ محبت کے نمایان ہونگے
پردہ کرنے سے چراغ تہِ داماں ہونگے

ہمنے تو جان کے زلف اُنکی بلائین لے لین
اور ہونگے جو بلاؤن سے پریشان ہونگے

چٹکیان لینے سے تیری جو کلیجے مین ہین نیل
خال بنکر ترے چہرے پہ نمایان ہونگے

جھٹکے کھا کھا کے محبت کے سنور جائینگے ہم
زلف بن بن کے حواس اپنے پریشان ہونگے

نازِ اشکون کے اُٹھاتا ہون آنکھون سے مگر
سمجھے بیٹھا ہون کہ اک دن یہی طوفان ہونگے

جان جائیگی محبت مین بلا سے جاے
سوگ مین آپکے گیسو تو پریشان ہونگے

میرے دامن مری چھالے جو سلامت ہین جنون
ننگے بھوکے نہ کبھی خارِ بیابان ہون گے

بوسے لینے کو بکھر جائین گے رُخ پر گیسو
کھول کر بال بہت آپ پریشان ہونگے

آپ آئین تو سہی آپکو چھیڑین گے نہ ہم
آپ کی عمر دراز آپ پہ قربان ہونگے

قتل ہو کر بھی سبکدوش نہون گا قاتل
سر جو گردن پہ نہو گا ترے احسان ہونگے

غیر کا سوگ اُنھین ہو گا مجھے جان کا روگ
اسطرف حال اُدھر بال پریشان ہونگے

ہلکے ہاتھون سے کیا ہے مجھے بسمل اُسنے
پھول ہو جائین گے وہ زخم جو خندان ہونگے

بکھرے بالون سے کہہ لیتے ہین کیون دل میرا
اور بھی دل کے پریشان سے پریشان ہونگے

پیاس مشتاق شہادت کی بُجھائینگے وہ کیا
آپ ہی خون کے پیاسے ترے پیکان ہونگے

زُلف سے بڑھ کے ہے قصّہ مری بربادی کا
نہ سنین آپ اسے ورنہ پریشان ہونگے

وصل مین وہ مرے سینے سے لپٹ کر بولے
آج رخصت ترے دل سے مرے ارمان ہونگے

جسطرح ڈالیون مین پھول چُنے جاتی ہین
تیرے دیوانون کے دامن مین گریبان ہونگے

رنگ لائینگے مرے داغِ دل و داغِ جگر
ابھی دو پھول ہین دو دن مین گلستان ہونگے

اب گلے شکوے حسینون کے ہین بیکار جلیل
ہم نہ کہتے تھے بہت آپ پشیمان ہونگے

خود نمائی سے تری شکل چھپائی نگئی
گئی جس بزم مین لیتی ہوے آئینہ گئی

آئینہ دیکھتے ہی لوٹ گیا وہ خود بین
چوٹ بھی سامنے کی اُس سے بچائی نہ گئی

صبح کر دی مگر اکدم کو نہ جوڑا کھولا
بات تو اتنی بڑھی رات بڑھائی نگئی

سُن کے پیغامِ اجل جان ہی دیدی ہمنے
ناتوان تھے جو بہت بات اُٹھائی نگئی

اُس نے دیدار قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے
ہاے نالون سے قیامت بھی اُٹھائی نہ گئی

وصلِ دشمن جو کُھلا کیسے پریشان وہ ہوے
زُلف بگڑی ہوی تھی بات بنائی نہ گئی

ہنس دے سُن کے مری موت کُجا دلسوزی
پھول تُربت پہ چڑھے شمع جلائی نہ گئی

سامنے تیغ کے مقتل مین نہ ٹھہرے اغیار
منہ کی کھایا کئے منہ پر کبھی کھائی نہ گئی

آنکھین دو جام سہی بلکہ ہین دو میخانے
بھکے تو آپ سے دو گھونٹ پلائی نہ گئی

بس بس اے دیدۂ گریان تجھے ہم دیکھ چکے
آجتک دل کی لگی تجھ سے بجھائی نہ گئی

وعدۂ وصل پہ کسطرح قسم وہ کھاتے
طبع نازک تھی قسم جھوٹی تھی کھائی نہ گئی

مجکو زخمی تو کیا تیغ سے ٹھنڈا نہ کیا
آگ جو تم نے لگائی وہ بجھائی نگئی

تیغ اُٹھتی جو نہ تھی تیر ہی مارا ہوتا
جانِ من تم سے نظر بھی تو اُٹھائی نگئی

کیا وفادار ہے یاد اُس شہ خوبان کی جلیل
گوشۂ دل مین یہ جس روز سے آئی نہ گئی

لاگ کی آگ کسی طرح بجھائی نہ گئی
آنکھ جبدن سے لگی آنکھ لگائی نہ گئی

آگیا یاد مرا خون دمِ آرایش
آنکھ بھر کی حنا اُن سے لگائی نگئی

تیرے پردے کا تو رنجش مین بھی چھوٹا نہ لحاظ
بات جو دل مین تھی لب پر کبھی لائی نگئی

میل جول اُن سے کسی سے جو نہ تھا چھپے کیونکر
صاف بنتے تھے مگر آنکھ ملائی نہ گئی

ملگیا دل کا پتا آنکھ سے جب آنکھ ملی
تیری چوری تری چتون سے چھپائی نہ گئی

رات بھر آپ ہی لوٹا کئے وہ اپنی بہار
آرسی آنکھ کے آگے سے ہٹائی نہ گئی

پھر گئی آنکھ مری پھر کے نہ دیکھا اُس نے
میری آئی نہ ٹلی اس کی رُکھائی نہ گئی

چل بھی اے تیغ روانی تری دیکھی ہمنے
ہم ترستے ہی رہے پیاس بجھائی نہ گئی

پی گئے پند کو ہم لب پہ نہ لائے توبہ
تھی کڑی ایسی یہ مے منہ سے لگائی نہ گئی

کم نگاہی کا گلہ سُنکے بہانہ سوجھا
بولے بیمار جو تھی آنکھ اُٹھائی نہ گئی

اپنے کشتے سے نہ سیدھی ہوئی پھر کر وہ نگاہ
اُنکی روٹھی ہوئی تلوار منائی نہ گئی

ڈالدی جلوۂ دیدار نے پھوٹ آنکھوں مین
آجتک رشک سے آپس کی جدائی نہ گئی

ہمکو دعوی تھا کہ الفت مین اُٹھالینگے پہاڑ
وقت پر بول گئے بات اُٹھائی نہ گئی

جان دیتے ہی بنی ناز بھری چتون کو
آنکھ کا تھا جو لحاظ آنکھ چرائی نہ گئی

عمر سب کٹ گئی باتین ہی بنانے مین **جلیل**
اپنی بگڑی ہوی افسوس بنائی نہ گئی

اُڑا لیتی ہے دل کیا کہئے چشمِ یار کیسی ہے
نشیلی ہے مگر نامِ خدا ہشیار کیسی ہے

جو بسمل ہو چکے ہین وہ بڑی تعریف کرتے ہین
ذرا ہم بھی تو دیکھین آپ کی تلوار کیسی ہے

خود آرائی کہانتک آنکھ سے اب آنکھ ملنے دو
اُٹھاؤ آئنہ یہ بیچ مین دیوار کیسی ہے

تصدق بھولے پن کے حشر کتنے ہو چکے برپا
خبر اب تک نہین اُنکو مری رفتار کیسی ہے

وہ در پردہ مسیحائی کا یون اظہار کرتی ہین
صبا سے پوچھتے ہین نرگسِ بیمار کیسی ہے

شرابِ عشق کی ناصح بُرائی ہم نہ مانین گے
ذرا چکھ لے تو پھر تجھسے یہ پوچھین یار کیسی ہے

فدا ہین اپنے دردِ دل کے ایسے بخت کسکے ہین
وہ کہتے ہین تری حالت مرے بیمار کیسی ہے

ملے ابرو کا بوسہ تو کرون تعریف بھی قاتل
مین کیا جانون بُری ہے یا بھلی تلوار کیسی ہے

جو کرتا آہ و زاری مین تو وہ مجھپر برس لیتے
نہ بارش ہے نہ چلتی ہے ہوا بوچھار کیسی ہے

یہ کہکر جسم کا پشتارہ پھینکا روح نے آخر
بدولت عشق کی دامن بھرا ہے لعل و گوہر سے
نگاہِ ناز پر قربان ہو جانے دو عالم کو
جو چکھتا ہے مزہ تیر اترپ کر مرہی جاتا ہے

مرے سر مفت کی آٹھون پہر بیگار کیسی ہے
خدا رکھے مری سرکار بھی سرکار کیسی ہے
ابھی سے پوچھتے کیا ہو مری تلوار کیسی ہے
یہ شیرینی مین تلخی شربتِ دیدار کیسی ہے

جلیل آسان نہین ہے بوسۂ لب مانگنا اُن سے
ذراسی بات ہے کہنے کو پر دشوار کیسی ہے

مٹاتا ہے کسکو ارے دل یہی ہے
ادھر لاؤ رولین گلے سے لگا کر
چلا تھا وہ خنجر کہ موت آکے بولی
علاقہ نہو قطع کٹ جاے گردن
جب اُس تیغ کے گھاٹ اُتری تو سمجھے
تصوّر ہی مین اُسکو ہر پھر کے رہنا
وہی بیقراری ہے دل کی لحد مین
کوئی ٹھوکر اسکو بھی قدمونکا صدقہ
لہو ہو کے دل عاشقونکے بہینگے
مرے خون کا رنگ دیکھا تو بولے
تری جو ادا ہے وہ آفت ہے ظالم
کہا وصل مین چھیڑ کر مین وہی ہون
کہا اُس نے دیکھا جو عکس آئنے مین

مری جان تری عیش منزل یہی ہے
ہمارا قدیم آشنا دل یہی ہے
گلے سے اُتر تیری منزل یہی ہے
ہمارا غریبون کا قاتل یہی ہے
کہ دریاے اُلفت کا ساحل یہی ہے
مرے ماہِ کامل کی منزل یہی ہے
جو مر کر بھی تڑپے وہ بسمل یہی ہے
ارے جانے والے مرا دل یہی ہے
اگر جانِ من رنگِ محفل یہی ہے
کہ ہان میری مہندی کے قابل یہی ہے
کسے مین بتاؤن کہ قاتل یہی ہے
جسے تم یہ کہتے تھے قابل یہی ہے
حسینون مین اپنا مقابل یہی ہے

دوبارہ دیا بوسہ لیکن یہ کہکر | نہین جسکو غیرت وہ سائل یہی ہے

بُلاتے ہین یون مجکو خوبانِ عالم
جلیل آؤ پریون کی محفل یہی ہے

تڑپ کر اُن کا فرمانا ستم ہے | ستم ہے تیرا افسانہ ستم ہے
ترے وعدے سے ہے تسکین لیکن | مرے سر کی قسم کھانا ستم ہے
بھری برسات مین یہ بُخل ساقی | ارے پیاسون کو ترسانا ستم ہے
چُھری لی ہے تو قاتل پھیر بھی دے | مجھے بے ذبح تڑپانا ستم ہے
ہمین نے ناز کا سکّہ بٹھایا | ہمین سے ناز اُٹھوانا ستم ہے
کسی کمسن کو بہلانا ہے آسان | دلِ نادان کو سمجھانا ستم ہے
تُجھے دیکھا اور آپے سے گئے ہم | کرم ہے یا ترا آنا ستم ہے
ہجومِ یاس مین دل کھو گیا ہاے | بھری محفل مین لُٹجانا ستم ہے
کمر مین رہ کے نازک ہو گیا ہے | ترے خنجر کا بل کھانا ستم ہے
پڑے پھرتے ہین دل کیا مارے مارے | بندھے جُوڑے کا کھُلجانا ستم ہے
وہ کہتے ہین کہ تم بیخود ہی اچھے | تمہارا آپ مین آنا ستم ہے

جلیل زار کی حالت نہ پوچھو
کسی پر دل کا آجانا ستم ہے

چیر کر پہلو کو رکھ لون دل مین پیکان تو سہی | اپنے ہاتھون سے نکالون اپنا ارمان تو سہی
دلجلون کا صبر تو اے آسمان لیتا تو ہے | پھونکدے تُجھکو کسی دن آہِ سوزان تو سہی
داغ کھانے کے لئے اتنا سا دل تھوڑا نہین | ایک غُنچے سے کھلاؤن لاکھون گلستان تو سہی

کھولکر جوڑا نکلنا اس ہوا مین قہر ہے
منہ تمہارا چوم لے زُلفِ پریشان تو سہی

تم چھپا سکتے نہین چوری دلِ پر گرداغ کی
بن کے بدنامی کا ٹیکا ہو نمایان تو سہی

باغ مین دامن اُٹھا کر تم چلو تو دو قدم
غنچہ و گل خاک کر ڈالین گریبان تو سہی

حسرت و غم کے سوا کچھ خاک بھی اسمین نہین
تم مرا دل لے کے دلمین ہو پشیمان تو سہی

پھر مرے دل سے تڑپنے کے لئے اصرار ہے
پھر کلیجا تھام کر بیٹھو مری جان تو سہی

جو کلیجے مین اُتر آے وہ صورت ہی سہی
منہ تمہارے چڑھ کے ہو آئینہ حیران تو سہی

چاندنی مین کیا تکلف ہے اُٹھا بھی دو نقاب
گرد پھر پھر کر فدا ہو ماہ تابان تو سہی

خنجرِ قاتل کی چالون پر ابھی ہنستے تو ہین
منہ پہ دامن رکھ کے روئین زخم خندان تو سہی

شعر کیا رنگین کہے ہین وصفِ لب مین اے جلیل
خون تھوکے رشک سے لعلِ بدخشان تو سہی

کھو کے دل میرا تمہین ناحق پشیمانی ہوئی
تم سے نادانی ہوئی یا مجھ سے نادانی ہوئی

ایک دن بھی تو نہ اپنی رات نورانی ہوئی
ہمکو کیا اے مہ جبین گر چاند پیشانی ہوئی

مجھکو بوسہ دیکے سب سے کیون پشیمانی ہوئی
اتنی سہی تو بات ہی کہدو کہ نادانی ہوئی

سرد مہری کا تری ساقی نتیجہ تھا یہی
آگ کے مولون جو بکتی تھی وہ مے پانی ہوئی

خاکِ صحرا دامنِ مجنون سے یہ شوخی رہے
مجھ سے اُڑتی ہے مری سو بار کی چھانی ہوئی

دل تو سودائی سڑی ہے اُس نے کھینچی ہوگی آہ
آپکی زلفون کو اتنی کیون پریشانی ہوئی

اللہ اللہ پھوٹ نکلا رنگ چاہت کا مری
زہر کھایا مین نے پوشاک آپکی دھانی ہوئی

ہمکو ہو سکتا نہین دھوکا ہجومِ حشر مین
تیری صورت ہے ازل سے جانی پہچانی ہوئی

مجکو چکر آگیا وہ ہاتھ سے جھٹکر گری
کشتیِ صہبا بھنور مین پڑ کے طوفانی ہوئی

لے اُڑی گھونگٹ کے اندر سی نگاہِ مست ہوش
آج ساقی نے پلائی مے ہمین چھانی ہوئی

جان کر دشمن جو پلٹے جان مین جان آگئی
بارک اللہ کس مزے کی تم سے نادانی ہوئی

رات کو چھپکر نکلجاتی ہے میری آنکھ سے
سَیر دیکھو نیند بھی کمبخت سیلانی ہوئی

چُومتے ہی مُنہ پڑی رُخ پر پسینے کی نقاب
ایک نادانی سے دونون کو پشیمانی ہوئی

کیا ضرورت کیون کہے دشمن زبان سے دلکی بات
ہے مری جانی ہوئی اور آپ کی مانی ہوئی

لے صبا مین اور کیا دون قبرِ مجنون کیلئے
خاک تھوڑی سی چڑھا دینا مری چھانی ہوئی

قبر پر رو ہنس گئے وہ صورتِ شمع و چراغ
کچھ گُل افشانی ہوئی کچھ گوہر افشانی ہوئی

دل مین گھر کرنا پھر اپنے گھر کے جانیکا خیال
واہ صاحب یہ بھی کیا گھر جانی من مانی ہوئی

اشکباری پر مری ہنستے ہین یون ہر صبح کو
کہیئے حضرت رات کیا کیا گوہر افشانی ہوئی

بھانسنا چاہا تھا دل کو رہگئی خود دلمین زُلف
بدلے یوسف کے زلیخا آپ زندانی ہوئی

یار کے ہاتھون ہوا جو کچھ ہوا اے تیغ ناز
تیری عریانی ہوئی یا میری قربانی ہوئی

آکے شیشے کے گلے تک بھسلی پڑتی ہے یہ شوخ
دخترِ رز بھی سیانی ہو کے مستانی ہوئی

رفتہ رفتہ دیدۂ تر کو ڈبو یا اشک نے
پانی رِستے رِستے کشتی میری طوفانی ہوئی

کر گئی دیوانگی ہمکو بری ہر جرم سے
چاک دامانی سے اپنی پاک دامانی ہوئی

رہگئے تم آنکھون ہی آنکھو نمین زاہد لے اُڑا
دختِ رز کی منھچوا اچھی نگہبانی ہوئی

خون کی چادر مبارک باحیا تلوار کو
میان سے باہر نکلکر بھی نہ عریانی ہوئی

شعبدے کیا کیا دکھاتی ہے اُتر کر دلمین زلف
سمٹی تو الجھن ہوئی پھیلی پریشانی ہوئی

باڑھ دی بانکی اداؤن نے جو خنجر کو جلیل
ذبح کرنے مین مرے قاتل کو آسانی ہوئی

وہ خود بھی لوٹ ہو صورت کچھ ایسی بھولی بھالی ہے
جب اُس نے آرسی دیکھی ہے آنکھوں سے لگالی ہے

لطافت سے مرا محبوب تصویر خیالی ہے
وہ پہلو مین ہے اور پہلو مرا خالی کا خالی ہے

قضا اک غیر تھی سو وہ ادا پر مرنے والی ہے
بس اب کیا سوچ ہے لو میان یہ میدان خالی ہے

تمہاری آرسی اللہ کیا تقدیر والی ہے
کھُلی ہے صبح کو جب آنکھ تم پر آنکھ ڈالی ہے

فروغِ رُخ نے اندھا کر دیا نظارہ بازون کو
نقاب اُس نے اُٹھا کر اور بھی صورت چھپالی ہے

بھرے آتے ہین آنسو آنکھ مین جوشِ ندامت سے
کہون کیونکر مین اے ساقی کہ میرا جام خالی ہے

قیامت کا مجھے ڈر کیا جو کل آتی ہے آج آے
تمہارے ساتھ کی کھیلی ہے میری دیکھی بھالی ہے

نظر تک تو سما سکتی نہین نکلی ہی جاتی ہے
مری جان آنکھ مین کسطرح تم نے آنکھ ڈالی ہے

نہ سمجھا تھا کہ وہ تیرون سے بھر دینگے مرا پہلو
نہ کہنا تھا ادھر بیٹھو جگہ پہلو مین خالی ہے

خوشی دل مین نہین ساقی سرور آنکھومین خالی ہے
پیالے کیا بھرین جب خیر سے شیشہ ہی خالی ہے

وہ کہتے ہین کہ ہے سارا جہان دیدار کا خواہان
مری صورت نے یا رب جان کس جھگڑے مین ڈالی ہے

جگر کی آہ سے اپنے ہی دلکی ہو گئے ٹکڑے
صبا کے ہاتھ ٹوٹین کیسی ڈالی توڑ ڈالی ہے

ترے ہوتے یہ اُسکو دیکھ سکتی ہے نہ وہ اسکو
بُرا ہو رشک کا آنکھون مین کیسی پھوٹ ڈالی ہے

قد اُنکا بڑھ پر آیا ہے تو کیا کیا وہ تنتے ہین
بنے ہین اونچی برچھی قیامت کی سنبھالی ہے

وہ دیکھو عکس بھی کچھ آئنے مین کہتا جاتا ہے
ہلا کر تمنے لب تصویر مین کیا جان ڈالی ہے

رخِ نازک پہ دُہرا بوجھ ہو یہ کب گوارا تھا
نقاب اُس نے اُٹھا لی ہی نظر تب ہمنے ڈالی ہے

**جلیل** اپنا تخلص ہے وظیفہ خوش جمالون کا
جلالی نام مین نامِ خدا شانِ جمالی ہے

او برقِ جمال اب رخِ روشن کو چھپا لے
اندھے ہوے جاتے ہین ترے دیکھنے والے

اُس زُلف کے پھندے سے نکلنا نہین ممکن
ہان مانگ کوئی راہ نکالے تو نکالے

کانٹے بھی اگر چھوٹ گئے ٹوٹ کے اُنسے
پھوٹی ہوئی قسمت کو بہت روئینگے چھالے

مشتاق ہوں میں ہجر میں اس درجہ قضا کا
آ جائے تو چپکے سے کروں جان حوالے

سوئے سے نمودار ہوا ابھرا ہوا جوبن
یہ دل نہیں جسکو کوئی آنچل میں چھپالے

تقدیر یہ دل کی کہ وہ نازک ہوے ایسے
ارمان نکلتے ہی نہیں اُن کے نکالے

کانٹے انہیں نشتر کی طرح چھیڑ رہے تھے
مُنہ کھولتے کب تک نہ مرے پاؤں کے چھالے

اب آپکو پردے میں چھپا رکھنے سے حاصل
سب جان گئے حال مرا دیکھنے والے

تُربت پہ ہیں کچھ پھول پڑے نقش قدم کے
گذرا ہے ادھر سے کوئی دامن کو سنبھالے

آنچل جو ڈھلا شانے سے وہ تم سے نہ سنبھلا
مچلے ہوے دلکو کوئی کس طرح سنبھالے

کیوں خاک نشینوں پہ یہ تیروں کی ہے بوچھار
اونچی نگاہوں سے ادھر دیکھنے والے

ہر آبلہ جلتا ہے مری گرم روی سے
کانٹوں کی زبان پر کہیں پڑ جائیں نہ چھالے

نکلے تو کوئی پار سے تسکین کا پہلو
ارمان نکالے کہ مری جان نکالے

نبھنے کے نہیں آبلۂ و خار میں دو دن
یہ ٹوٹنے والے ہیں تو وہ پھوٹنے والے

خوب آنکھوں میں رکھنے کے لئے دلکو لیا تھا
بس دیکھ لیا لاؤ کرو میرے حوالے

کچھ چھیڑ کے مُنہ چوم کے سینے سے لگا لے
جس طرح بنے آج **جلیل** اُن کو منالے

جان بھی نذرِ بُتِ خودکام ہے
اب یہاں کیا ہے خدا کا نام ہے

بیقراری سے مجھے آرام ہے
مفت میں دردِ جگر بدنام ہے

گیسوئے شبگون کا عالم کیا کہوں
صبح کیا ہوگی یہ جسکی شام ہے

دل کو ملتا ہے ارے تلووں سے تو
اے نگین میں نقش تیرا نام ہے

وہ تو آنکھین پھیر کر چلتے ہوے
ہم ہین اور اب گردشِ ایّام ہے

اپنے گھر تک مین لگا لایا اُسے
اے مقدّر آگے تیرا کام ہے

اک مرے دم کے لئے کتنے ہین گھر
آشیانہ ہے قفس ہے دام ہے

حور کیسی جانِ من کیسی پری
وہ لقب تیرا یہ تیرا نام ہے

مجکو ٹھہراتے تو ہو یہ جان لو
ساتھ میرے گردشِ ایّام ہے

مُنہ ترا دیکھے جو سوتے جاگتے
صبح اُس کی ہے اُسی کی شام ہے

زلفِ پیچان سے نہ دل نکلے نہ بل
جو وہان ہے وہ اسیرِ دام ہے

نزع مین ہون مجکو ہوش اتنا نہین
جان ہے لب پر کہ تیرا نام ہے

پردہ محمل ہین مجنون کے رقیب
شرم لیلے مفت مین بدنام ہے

بسملِ تیغ نگاہِ لطف ہون
کچھ ہے بیچینی تو کچھ آرام ہے

مست ہے قاتل تماشا دیکھکر
رقصِ بسمل ہے کہ دَورِ جام ہے

آمد اُس خورشید رو کی یا نصیب
دیکھنا یہ صبح ہے یا شام ہے

مین دعا مانگون وہ ہو یارب قبول
یہ مری کوشش وہ تیرا کام ہے

جان دیتے ہین ہم اتنی بات پر
جان نثارون مین ہمارا نام ہے

کربلا کی صبح کا عالم وہ ہاے
سوگوار اب تک سوادِ شام ہے

کیا عجب ہو صاحبِ باطن جلیل
گو بظاہر رندِ مے آشام ہے

رُخ پہ بکھری زلفِ عنبر فام ہے
مثلِ بلبل گل اسیرِ دام ہے

بچکے جائین گے کہان صیّاد سے
ہم ہین آگے پیچھے پیچھے دام ہے

آنکھ مین ڈورون کا عالم دیکھئے
یہ نیا آہوا اسیرِ دام ہے

پینے والے کرتے ہین توبہ کا خون
دخترِ رز مفت مین بدنام ہے

اُن کی صورت دیکھ لی خوش ہو گئے
اُن کی سیرت سے ہمین کیا کام ہے

میکدے مین جتنے ہین سب مست ہین
ہان ذرا چلتا ہوا اک جام ہے

رُخ پہ نکلیگا کبھی خطِّ سیاہ
جان لو تم ہر سحر کی شام ہے

دیدۂ و دل سب ہین مشتاقِ جمال
گوشے گوشے مین تمہارا نام ہے

نغمۂ بلبل نے جادو کر دیا
ابتو خود صیاد اسیرِ دام ہے

یہ کچھ سمجھکر آہ مین کرتا نہین
وہ سمجھتے ہین مجھے آرام ہے

دونون آنکھین دو ہین چھریان تیز کی
اسکا فتنہ اُس کا جادو نام ہے

ظلم کرنا بھی نہ ظالم چھوڑ دے
کیون کہون تکلیف مین آرام ہے

مے ہو کتنی بھی کڑی لیکن ہمین
پھول ہے ساقی اگر گلفام ہے

پیاس لپٹی ہے مری امید سے
صبح سے دست و گریبان شام ہے

تجھسے اے قاتل مین کچھ کہتا نہین
ہان تری تلوار سے کچھ کام ہے

ہر حسین کے لب پہ ہے نامِ جلیل
اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے

اک سوا تیرے نظر ہوشربا کسکی ہے
جان دے جسپہ قضا ایسی ادا کسکی ہے

آئنہ دیکھکے چھپیے یہ ادا کس کی ہے
سامنے اپنے نہ آئے یہ حیا کسکی ہے

دیکھئے آج وہ بن ٹھن کے کدھر جاتے ہین
ہم بھی ہین غیر بھی دونون مین قضا کسکی ہے

آہین کرتا ہوا پھرتا ہے یہ کون اے بلبل
تیرے گلشن مین بندھی آج ہوا کسکی ہے

دیجئے بوسہ تو اب دیجئے الو دشنام مجھے
شور بلبل پہ ذرا بھی تو نہ منہ سے پھوٹا
تجکو چاہا تو خطا اس مین ہماری کیا ہے
تو بھی قاتل ترا خنجر بھی یہ کھلتا ہی نہین
ستم و جور سے تم ہاتھ اُٹھا بیٹھے کیون
خون میرا جو بہا یا تھا تمہین یاد نہین
دامن گل کی ہے بو باس عجب روح فزا
اپنی تعریف وہ سننے کو یہ فرماتے ہین
جان کیا چیز ہے جسکو مین کرون تجھ سے عزیز

وہ دوا تھی مرے دل کی یہ دوا کسکی ہے
تجھ مین اے غنچہ سر بستہ حیا کسکی ہے
جیسی صورت ہے تری ماہ لقا کسکی ہے
دم نکلجاتا ہے جسپر وہ ادا اسکی ہے
وہ تو الفت کی سزا تھی یہ سزا کسکی ہے
یہ لگائی ہوئی ہاتھون مین حنا کسکی ہے
یہ قبا اُتری ہوی باد صبا کسکی ہے
تیرے دل مین ہے محبت تو بتا کسکی ہے
تو سلامت رہے یہ تیرے سوا کسکی ہے

آنکھ دلبر سے لڑی دل ہی مصیبت مین جلیل
کسکو ملتی ہے سزا اور خطا کسکی ہے

وقت دید آنکھون مین جان زار ہے
عشق اے دل جانستان آزار ہے
یا خدا تیری بڑی سرکار ہے
دیکھئے کسکی ادا کرتی ہے کام
اُن سے کہتا ہون دکھا کر آئینہ
تجھسی کوئی صورت ان آنکھوں نے کبھی
جب پڑا پورا پڑا قاتل کا ہاتھ
اُسنے گے گھر مین آنا دیکھئے

ہاے کیا شے لذت دیدار ہے
کہہ چکے ہم آگے تو مختار ہے
چلبلا اک بت مجھے درکار ہے
حور ہے قاتل پری تلوار ہے
اک حسین ایسا مجھے درکار ہے
جسجگہ اب حسرت دیدار ہے
اس نزاکت پر بھی کیا تیار ہے
اُن کے آگے در ہے جو دیوار ہے

ابتو اک تارِ گریبان بھی نہین
دستِ وحشت کیون گلے کا ہار ہے

چرخ ہم سے لاگ رکھے یا لگاؤ
پھر غنیمت ہے بُرا نا یار ہے

آنکھ ہین وہ سرمہ دنبالہ دار
میان سے اُگلی ہوئی تلوار ہے

ابر کی صورت رُلاتا ہے ہمین
چاند کا ہالہ گلے کا ہار ہے

ہو کے بسمل کچھ تو آنسو پچھ گئے
زخم جو کھایا ہے دامن دار ہے

تیغ ہی کے گھاٹ اُترنا ہی ہمین
جب لگا دو ہاتھ بیڑا پار ہے

جان دینے کا ہو اُن پر کیا اثر
جانتے ہین جان سے بیزار ہے

کوہکن پتھر اگر کاٹے تو کیا
ہجر کے دن کاٹنا دشوار ہے

کاش تم بھی اپنی چتون دیکھتے
بیوفائی کا جسے اقرار ہے

دیکھنے والون کو سکتہ ہو گیا
آج وان پردہ سرِ بازار ہے

وصل ہی کا نام جب ٹھہرا وصال
آرزوے مرگ بھی بیکار ہے

مین نے باہین ڈالدین یہ کہکے رات
اس گلے کے واسطے یہ ہار ہے

رند سب سُن لینگے واعظ کی مگر
سُنکے پی جانا ذرا دشوار ہے

چال کر کے مجھسے کہتا ہے وہ شوخ
اب زمانے کی یہی رفتار ہے

جسکا جتنا حوصلہ اُتنی تلاش
تجھکو عالم مجھکو تو درکار ہے

تیشۂ فرہاد کی فریاد تھی
عاشقی کا ہے کو ہے بیگار ہے

اب تو وحشت بھی وہ اگلی سی نہین
طوق کیون میرے گلے کا ہار ہے

لاکھون عاشق ہین مگر اللہ رے مین
میرے ہی دل پر نگاہِ یار ہے

تیرِ سہم اسکو کہین کیا دیکھکر
ہم سے تو ٹیڑھی نگاہِ یار ہے

تو ہی تو ہر سو نظر آنے لگا
دیکھے جنبش اُس نے ابرو کو کہا

لن ترانی اب تری بیکار ہے
لے یہ میرے نیمچے کا وار ہے

شعر گوئی کی کسے فرصت جلیل
یہ تو اپنے درد کا اظہار ہے

پھول سے نازک سوار خسار ہے
بوسہ لینا بھی مجھے دشوار ہے

مُسکراتے ہین اِدھر وہ اور اُدھر
پانی پانی موتیون کا ہار ہے

آپ سے آئے تھے تمکو دیکھنے
آپ مین آنا بھی اب دشوار ہے

دل کو اپنے کیا کہون گیا گھر کہون
آج خلوتخانہ کل بازار ہے

ہمنے بھر پایا ترا مُنھ چوم کر
گالیون کی رات دن بھرمار ہے

سر چڑھاتے ہین مرے دلکو حسین
اب یہی گُل طرّہ دستار ہے

دیکھکر دنیا کی رونق دنگ ہون
کون سے یوسف کا یہ بازار ہے

جانتے بھی وہ نہین بازار کو
جن کی ساری گرمیِ بازار ہے

آج کل جس حال مین ہم ہین جلیل
کیا کہین کہنا بھی تو دشوار ہے

کیا لطف ہے اُس داغ کا جو دل مین نہین ہے
بیکار ہے وہ شمع جو محفل مین نہین ہے

مشکل ہے ترے ساتھ رقیبونکو بھی چاہون
عالم کی سمائی تو مرے دل مین نہین ہے

کھچتا بھی ہے رُکتا بھی ہے تھمتا بھی ہے لیکن
قاتل کی ادا خنجرِ قاتل مین نہین ہے

الفت کا دیا غم بھی ہے حسرت بھی قلق بھی
سب کچھ ہے مگر صبر مرے دل مین نہین ہے

آئینے مین کیون عکس سے ہوتی ہے یہ ٹکرار
جانے بھی دو کچھ جان مقابل مین نہین ہے

ہر وار پہ اک جان سی آجاتی ہے تن مین
خالی جو مکان تھا تو بلاؤن سے بھرا تھا
اللہ رے تجلی کہ رخِ یار کے آگے
زخمِ جگرِ گُل پہ کبھی ہو نمک افشان
خوشبو سہی خوشرنگ سہی پھول چمن کے
کیا دیکھ لیا قیس نے کہتا ہے جو سب سے
وابستہ گیسو کا ہوا راز نہ افشا
قاتل کو نزاکت پہ بہت ناز تھا لیکن
کیا پھوٹ پڑی ہے ترے اک تیر کے ہاتھون
بیخود ہے مئے حُسن کی مستی سے وہ مغرور
ناقے مین تو وحشت تھی نہ ایسی دمِ رفتار
اغیار پھرا غیار ہین باتون پہ نہ جاؤ
قاتل کا ادب مدِ نظر ہے دمِ دیدار
پیاری ہے مزے کی ہے نکیلی تری مژگان
نازان ہون کہ ہون یار ترا چاہنے والا
ارمانِ شہادت کا کہین خون نہ ہو جاے
موت آکے کسی روز جو لیجاے تو لیجاے
فرماتے ہین زخمون سے مرے ہو کے وہ بدظن
کھینچے ہوے تلوار وہ بالین پہ کھڑے ہین

عیسیٰ مین ہے کیا جو مرے قاتل مین نہین ہے
تم جب سے ہوا ارمان کوئی دلمین نہین ہے
یون شمع ہے محفل مین کہ محفل مین نہین ہے
اتنا بھی اثرِ شورِ عنا دل مین نہین ہے
کیا بات ہے ایسی جو مرے دل مین نہین ہے
لیلیٰ مری آنکھون مین ہے محمل مین نہین ہے
صد شکر کہ آواز سلاسل مین نہین ہے
اک زخم بھی ہلکا تنِ بسمل مین نہین ہے
اب کوئی علاقہ جگر و دل مین نہین ہے
جو رونقِ محفل ہے وہ محفل مین نہین ہے
لیلےٰ کی جگہ قیس تو محمل مین نہین ہے
جو ان کی زبانون پہ ہے وہ دل مین نہین ہے
کوئی حرکت دیدۂ بسمل مین نہین ہے
لیکن یہ ستم ہے کہ مرے دل مین نہین ہے
جو کچھ ہے مرے دل مین ترے دل مین نہین ہے
سنتا ہون کہ غصہ مرے قاتل مین نہین ہے
تنہا تو گزر کوچۂ قاتل مین نہین ہے
لب پر ہے ہنسی کیون جو خوشی دلمین نہین ہے
یہ دیکھتے ہین جان تو بسمل مین نہین ہے

اقرار بھی کرتے ہین وہ انکار بھی ہم سے
کیا جانئے کیا دل مین ہے کیا دل مین نہین ہے

تیغ نگہِ یاس نے کیا کام کیا ہے
اب فرق کوئی قاتل و بسمل مین نہین ہے

کیا نقص جو بوسون کے نشان پڑ گئے رخ پر
کیا داغ مرجان مہِ کامل مین نہین ہے

باتو ہمین جلیل آپ تو کر لیتے ہین تسخیر
یہ بات کسی مرشدِ کامل مین نہین ہے

مری طرف سے یہ بیخیالی نجانے اُنکو خیال کیا ہے
کبھی نہ پوچھا ملال کیا ہے کبھی نہ دیکھا کہ حال کیا ہے

مبارک اغیار سے تعلق نئی ہے چاہت نیا تعشق
بلا سے ہم ہو گئے تصدق تمہین اب اسکا ملال کیا ہے

تجھی کو جانا تجھی کو مانا تجھی پہ دی جان غائبانہ
چھپا نہین کچھ مرا فسانہ یہ اب جو اب سوال کیا ہے

وصال ہو یا رہے جدائی تمہاری اے جان جیسی مرضی
جو اپنی حالت تھی مین نے کہدی اب آگے میری مجال کیا ہے

نظر اُٹھا مین جو آرسی سے تو اُن سے پوچھون یہ مین ہنسی سے
لگائی ہے آنکھ کیا کسی سے کہو تو یہ دیکھ بھال کیا ہے

درِ محبت کا اک گدا ہون پری کا طالب نہ حور کا ہون
تجھی کو تجھ سے مین چاہتا ہون بس اور میرا سوال کیا ہے

کہانتک اے واعظو یہ جھگڑے مزے اُٹھانے دو بیخودی کے
جو ہوش مین ہون تو مین یہ سمجھون حرام کیا ہے حلال کیا ہے

بس اب محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ بھلے کو کہتے ہین مان جاؤ
نہ آپکو اس طرح مٹاؤ جلیل دیکھو تو حال کیا ہے

رات دل سے مرے اس درد کے نالے نکلے
گھر سے اپنے وہ کلیجے کو سنبھالے نکلے

عکس کو پیار سے جب دیکھتے دیکھا تو کہا
لیجیے یہ بھی مرے چاہنے والے نکلے

میری حسرت وہ نہین میری محبت وہ نہین
میرے نالے جو ٹلے تیرے نکالے نکلے

بادل اُڑتے ہوے دیکھے تو کہا مستون نے
لو ہوا کھانے حسین گیسوؤن والے نکلے

آ گئے آنکھ مین اب خیر نہین اشکون کی
ہاے کیون دل سے مرے نازون کے پالے نکلے

ناز و انداز نے تنہا اُنہین چلنے نہ دیا
ساتھ سب گوشۂ دامن کو سنبھالے نکلے

جو نہ مشتاق تھے وہ بھی ہوئے مشتاقِ جمال
منہ پر آنچل وہ اس انداز سے ڈالے نکلے

ہائے رخصت کی وہ ساعت وہ اُداسی گھر کی
ہم سنبھالے اُنھیں وہ ہمکو سنبھالے نکلے

پھول لالے کے کھلے ہنسنے یہ جانا ساقی
رند ہاتھوں پہ لیے مے کے پیالے نکلے

دل کا پہلو سے نکلنا تھا کہ اُس کے ہمراہ
میرے آنسو مری آہیں مرے نالے نکلے

کاش نکلے جو مرے دل سے تمہارا ناوک
ساتھ اپنے کوئی ارمان بھی مرا لے نکلے

میری اک جان پر اللہ رے یورش مژگاں کی
غول کے غول رسالے کے رسالے نکلے

جانِ من خیر تو ہے آج کدھر شام کو آپ
زُلفیں سُلجھائے ہوئے مانگ نکالے نکلے

بات مطلب کی نہیں کوئی فقط باتیں ہیں
نامۂ یار بھی منطق کے رسالے نکلے

بیوفا ہوتے ہیں معشوق پر اتنے بھی نہیں
اک تمہیں سارے زمانے سے نرالے نکلے

اب کے صوفی بھی نہیں صاف دل افسوس **جلیل**
مسجدیں جن کو میں سمجھا تھا شوالے نکلے

اپنے رہنے کا ٹھکانا اور ہے
یہ قفس ہے آشیانا اور ہے

یوں ہی بجلی ہے سمندِ حُسنِ یار
اُس پہ شوخی تازیانا اور ہے

موت کا آنا بھی دیکھا بارہا
پر کسی پر دل کا آنا اور ہے

ناز اُٹھانے کو اُٹھاتے ہیں سبھی
اپنے دل کا ناز اُٹھانا اور ہے

سُنکے جسکو دل بہل جائے مرا
داستان گو وہ فسانا اور ہے

دردِ دل سُنکر تمہیں نیند آ چکی
بندہ پرور یہ فسانا اور ہے

رات بھر میں شمعِ محفل جل بجھی
عاشقوں کا دل جلانا اور ہے

دل کو تڑپا کر جو وہ جانے لگے
جان بولی اک نشانا اور ہے

سب بے وفا نکلے زمانے کے حسین
اک تجھی کو آزمانا اور ہے

مست تیرے چونکنے والے نہین
جانِ من جادو جگانا اور ہے

چرخ نے رکھا نہ کچھ نام ونشان
اک مری تُربت مٹانا اور ہے

جان دینا ہے حیاتِ جاودان
عشق! تیرا کارخانا اور ہے

ہم کہان پھر باغبان گلشن کہان
ایک دودن آب ودانا اور ہے

چھوڑ دون کیونکر درِ پیرِ مغان
کوئی ایسا آستانا اور ہے

بھولی بھولی اُن کی باتین ہو چکین
اب خدا رکھّے زمانا اور ہے

یارِ صادق ڈھونڈتے ہو تم **جلیل**
مشفقِ من یہ زمانا اور ہے

فیضِ **آصف** سے دکن مین وہ بہار آئی ہے
بڑھتی دولت کی گھٹا چار طرف چھائی ہے

کیا مزے کی سرِ میخانہ گھٹا چھائی ہے
بال کھولے ہوے گویا یہ پری آئی ہے

دل کے دشمن بھی دل آزار بھی یہ بُت ہین مگر
کوئی تو بات ہے جو دل مین جگہ پائی ہے

زُلف مین دل جو نہین ہے تو اُلجھنا کیا
آج یہ پھر کسی وحشی کو لگا لائی ہے

صفِ عشاق اِدھر مجمعِ اغیار اُدھر
حشر کا ہے کو یہ ہے انجمن آرائی ہے

ہو گئی خواب شبِ وصل پر اب تک ہے وہ یاد
اُنکا کہنا کہ نہ چھیڑو ہمین نیند آئی ہے

کُھبکے آنکھون مین کُھبی جاتی ہے دلمین ظالم
تیری تصویر نے کیا نوک پلک پائی ہے

سب کی آنکھون مین ہمیشہ اِسے پھرتے دیکھا
تو تو پردے مین ہے صورت تری ہرجائی ہے

کنگھی بالون مین جو کی کُھلگئی چوری دل کی
کیسی اُلجھی ہوی بات آپ نے سُلجھائی ہے

کہین ملتا نہین صحرا مین پتا مجنون کا
روحِ لیلےٰ اُسے ہر سمت پکار آئی ہے

اک فدا دھیان بتا اور قیامت آئی — پھر وہی عالم وحشت وہی تنہائی ہے
ہر کلی کرتی ہے یون بادِ صبا کا شکوہ — اسی کمبخت نے چولی مری مسکائی ہے
عشق کا دم بھی عجب دم ہے کہ اک مجنون کیا — خاک کتنون سے مرے یار نے چھنوائی ہے

کیسے بیچین ہوے دیکھکے وہ حال جلیل
بولے ہے ہے یہ ہمارا وہی سودائی ہے

بہانا تھا نہ آنسو چشم تر سے — کہ مین رو رو دیا وہ ایسی برسے
کروگے قتل کس کس کو نظر سے — نزاکت ہو چکی لو اب کمر سے
چڑھاتے تو ابھی ہو دل کو سر پر — گراؤگے اسے کس دن نظر سے
تُلے ہو قتل پر کس بیگنہ کے — وہ دیکھو کھُل پڑا خنجر کمر سے
خوشی سے جان دینے کو ہون حاضر — وہ دیکھین تو محبت کی نظر سے
لگی ہے آگ بجلی سے گھٹا مین — الٰہی آتشِ تر آج برسے
وہ اکثر چھوڑ کر دونون مین اک تیر — لڑایا کرتے ہین دل کو جگر سے
لچکنے کی ادا تلوار ٹھہری — لگا رکھا ہے اسکو بھی کمر سے
جو بیٹھا ہے کوئی پہلو دبا ے — اٹھا جاتا نہین درد جگر سے
وہ اس پہلو مین آبیٹھے ہین جسدم — تڑپ کر جا ملا ہے دل جگر سے
پڑی ہے حشر کو اُٹھنے کی اُٹھے — ہم اُٹھین گے نہ تیری رہگزر سے

ہنسی ہوگی جو کوئی دیکھ لے گا
جلیل آنسو تو پونچھو چشم تر سے

وہ ہم کو ہم اُن کو اگر دیکھتے — عجب سیر اہلِ نظر دیکھتے

اگر وہ مری چشم تر دیکھتے
نہ آئینہ وہ دوپہر دیکھتے

چھلک اُن کے رُخ کی جدھر دیکھتے
اُسی رُخ کو ہم عمر بھر دیکھتے

ترے آنسوؤن مین جو ہوتا اثر
یہ دن کیون ہم اے چشم تر دیکھتے

پڑھائی تھی پٹی اُنہین غیر نے
مرا خط وہ کیون نامہ بر دیکھتے

کمر باندھنا تھا نہ بیداد پر
ذرا اپنی نازک کمر دیکھتے

مزہ تھا سماتے جو آنکھون مین تم
تمہین دیکھتے ہم جدھر دیکھتے

اُنہین اپنے ہنسنے سے فرصت کہان
وہ کیون میرے زخم جگر دیکھتے

چھلاوا تھا بجلی تھا سیماب تھا
اُسے کسطرح بھر نظر دیکھتے

رہی آرزو اسکی اے شام غم
کبھی ہم بھی روئے سحر دیکھتے

نہ تم بیٹھ رہتے جو چھپ کر کہین
تمہین لوگ کیون دربدر دیکھتے

اُسے دیکھ لیتا جو تو آنکھ سے
تجھی کو ہم اے نامہ بر دیکھتے

مجھے حال پر اپنے کیا ہو نظر
گزرتی ہے اُن کی نظر دیکھتے

ترا حُسن سنکر تو یہ حال ہے
قیامت ہی ہوتی اگر دیکھتے

بہت رہ چکے حضرت غم یہان
کرم کرتے اب اور گھر دیکھتے

مزے مین گزرتی اگر ہم جلیل
رخ زُلف و شام و سحر دیکھتے

لطفِ صحبت مے و معشوق سے دن رات رہے
سالہا سال الٰہی یونہین برسات رہے

میری الفت میری صورت سے وہ پہچان گئے
اب خدا ہے جو مرے اُن کے ملاقات رہے

مین نے مانا کہ میری یاد نے سونے نہ دیا
خیر اب یہ تو ہو ارشاد کہان رات رہے

شمع و پروانہ ہون یا بلبل و گل ان سب مین
تیرے افسانے رہے میرے حکایات رہے

ہم نے جانا شبِ وصل کا آنا جانا
آئے وہ رات گئے چلدئے کچھ رات رہے

جان جاتی ہے کسی کی تو بلا سے جاے
اُن کو اس بات کی ضد ہے کہ مری بات رہے

جب ترے مست ہی ٹھہرے تو ہمین یکسان ہے
مسجدون مین رہے یا وقفِ خرابات رہے

وہ دمِ صبح گئے کرکے قیامت برپا
ہمنے چاہا تھا کہ تا حشر یہی رات رہے

حاصلِ عمر ہے دم بھر ہوا اگر دل یکسو
ہائے وہ دل جو تری یاد مین دن رات رہے

کہتے ہین وصل مین تم چھیڑے ہی جاتے ہو مجھے
گالیان کچھ اگر پڑ جائین تو کیا بات رہے

جب وہ ملتے ہین تو گھڑیون نہین ملتا ہے مزاج
ایسے مغرور سے کیا رسمِ ملاقات رہے

انجمن کا تھا مزہ گوشۂ تنہائی مین
ایک دل اور ہزارون ہی خیالات رہے

حضرتِ عشق یہ سمجھاتے ہین ناصح بنکر
بات وہ کر کہ زمانے مین تری بات رہے

اُٹھکے ہم دیر سے جاتے ہین جو کعبے کو جلیل
سب یہ کہتے ہین کہان قبلۂ حاجات رہے

پھر آصف مرے لب پر جو دعا آئی ہے
در و دیوار سے آمین کی صدا آئی ہے

جھومکر آج جو متوالی گھٹا آئی ہے
یاد کیا کیا تری مستانہ ادا آئی ہے

بوئے گل لیکے قفس مین جو صبا آئی ہے
آگ مین آگ لگانے یہ ہوا آئی ہے

ہائے وہ کھولکے جوڑا یہ کسی کا کہنا
آئیے سو رہین اب رات سوا آئی ہے

تو بھی ٹھنڈا رہے قاتل جو کیا دل ٹھنڈا
کوچۂ زخم سے جنت کی ہوا آئی ہے

جانیے یہ بھی تصدق کسی معشوق کا ہی
جان لینے کی قضا کو جو ادا آئی ہے

دل جلانا مرے ماتم مین کچھ آسان نہین
شمع کے ساتھ ہی تربت پہ ہوا آئی ہے

شام غربت وہ ہماری تھی جو لیلے بنکر
نجد مین قیس کو دیوانہ بنا آئی ہے

مدتون تیغ رہی ہے کمر قاتل مین
جب کہین اسکو لچکنے کی ادا آئی ہے

دیکھتا یہ ہون کہ ان ناز بھری آنکھو نمین
راہ پائی ہے کہان سے جو حیا آئی ہے

ایسے نازک کہین پابند حنا ہوتے ہین
ہاتھ دھو ڈالے ہین رنگت جو ذرا آئی ہے

تم بھی رخسار پہ زلفون کو ذرا بکھرا دو
کالی کالی سو گلزار گھٹا آئی ہے

خشک پھولون کا مری قبر پہ ابتک ہے یہ رنگ
جسنے سونگھا ہے انہین۔ بوئے وفا آئی ہے

نہین معلوم کدھر آج گری برق جمال
ہاے دل ہاے کلیجے کی صدا آئی ہے

توبہ کرنا ہی تھا نے ہے کہ فلک ٹوٹ پڑا
کیا برستی ہوی رندون پہ گھٹا آئی ہے

کچھ جوانی کا پتا دیتی ہین کچھ بچپن کا
ساتھ شوخی کے جن آنکھون مین حیا آئی ہے

دیکھ بلبل کوئی گلشن مین شگوفہ نہ کھلے
بات کیا ہے جو دبے پاؤن صبا آئی ہے

مجھ مین یہ جان کہان تھی کہ مین نالہ کرتا
تینے توڑا ہے جو دل اُسکی صدا آئی ہے

ہمکو کیا بلبل وگل مین ہے کوئی بات اگر
یہ صبا تھی جو زمانے مین اُڑا آئی ہے

کس کا دل خون نہین ہے چمن عالم مین
پتّی پتّی سے ہمین بوے حنا آئی ہے

حُسن اخلاق بھی ہے حُسن جوانی کی طرح
جھک گئی ہین تری آنکھین جو حیا آئی ہے

جیسے مجنون سے گلے ملنے چلی ہو لیلے
اس طرح تا بکمر زلف رسا آئی ہے

ایک برچھی سی لگی ہے جگر و دل پہ **جلیل**
کبھی غربت مین وطن کی جو ہوا آئی ہے

تیر آیا ہے یہ کہتا کہ قضا آئی ہے
مین سمجھتا ہون مرے دل کی دوا آئی ہے

آنکھ مین اُن کی قیامت کی حیا آئی ہے
زلف کے حصے مین چوٹی کی ادا آئی ہے

قیس کی خاک بھی کیا اپنے محل پر پہنچی
قبر لیلےٰ پہ صبا اُسکو چڑھا آئی ہے

دل کے ہوتے ہوے کیون اور کو پامال کرو
میرے تلوون سے لگی ہے جو حنا آئی ہے

سچ ہے تم نے تو لگایا نہین منہ غنچون کو
ان مین پھر کس کے تبسم کی ادا آئی ہے

طور و موسےٰ کا بھی قصہ ہے زمانیسے جدا
بعد کو برق گری پہلے صدا آئی ہے

لاش مجنون نہ رہی گور و کفن کی محتاج
خاک اڑاتی ہوئی صحرا کی ہوا آئی ہے

رات بھر گریۂ شبنم سے جو غنچے تھے اُداس
صبح ہوتے ہی ہنسانے کو صبا آئی ہے

پائبوسی ہو میسر یہ کچھ آسان نہین
اُن کے قدمون مین تو پس پس کر حنا آئی ہے

بزم ماتم مین کوئی کھینچ رہا ہے دم سرد
اللہ اللہ مرے پھولون مین صبا آئی ہے

پھونکے دیتی ہے مجھے یاد مرے ساقی کی
آگ برساتی دھوان دھار گھٹا آئی ہے

جیتے جی وہ نہین ملتے کبھی مشتاقون سے
آدمی زاد مین حورون کی ادا آئی ہے

دونون ہین دشمن جان آگ ہو یا پانی ہو
غصہ اُترا ہے تو اب اُن کو حیا آئی ہے

کیون نہ فرہاد کو شیرین کی خبر کا ہو یقین
کوہ سے بھی وہی کمبخت صدا آئی ہے

دامن شام جدائی میں ہو وسعت کیسی
یہین آئی ہے فلک سے جو بلا آئی ہے

اک سوا اپنے زمانیسے وہ بیگانہ ہین
دل بھی آیا ہے کسی کا تو حیا آئی ہے

اک ذرا ترچھی نظر کی کہ پڑی دل پہ چھری
ایسی ہی آئی ہے جو اسکو ادا آئی ہے

یہی برسات تو ہے نشو و نما کا موسم
دل بڑھاتی ہوئی مستون کا گھٹا آئی ہے

ہم تو اس بات کے ہین دیکھنے والے اے شیخ
کہ حسینون مین کہان سے یہ ادا آئی ہے

شعر خوانی پہ تری سب کو گمان ہے یہ جلیل
بزم مین روح امیر الشعرا آئی ہے

نجانے نیند اُڑی کس کی فغان سے
خفا ہین آج اپنے پاسبان سے

کہون کیا اضطرابِ دل زبان سے
رہے جاتے ہین سب پہلو بیان سے

بھوین ہین کس لئے قاتل کشیدہ
کھچے ہین نیمچے کیون نیمچان سے

مری جو بات ہے وحشت بھری ہے
کہ آئی دل مین اور نکلی زبان سے

نگاہین کہہ رہی ہین رازِ دل کا
اِدھر مجھسے اُدھر اُس بدگمان سے

اُنہین چمکا رہا ہون چاند کہکر
عوض لینا ہے مجکو آسمان سے

کسیکا راز ہے برسون سے دل مین
اب اُسکو ہم نکالین کیا زبان سے

وہ نازک ہاتھ رکھے ہین جو دل پر
اُٹھا جاتا نہین دردِ نہان سے

زمینِ شعر ہم کرتے ہین آباد
چلے آتے ہین مضمون آسمان سے

ہم ایسے ناتوان وہ ایسے نازک
اُٹھائے کون پردہ درمیان سے

نسیمِ گُل نے بڑھ کر جال مارا
قدم باہر جو رکھا آشیان سے

تڑپ میری ترقی کر رہی ہے
زمین ملکر نجائے آسمان سے

مزہ ہر لختِ دل قدرت خدا کی
مرے کانٹون مین پھول آئی کہان سے

یہ رنگت اُن کی باتون مین نہ کیون ہو
جگر مین چٹکیان لی ہین زبان سے

خدا رکھّے چمن کا پھول ہو تم
ہنسو کھیلو نسیمِ بوستان سے

عروج اپنا ہے وجہِ خاکساری
زمین ہم نے نکالی آسمان سے

وہ باتون مین دیا کرتے ہین تسکین
ٹھہر جاتا ہے دل جلتی زبان سے

زبان تو دے چکے ہین دشمنون کو
کرین اقرار اب وہ کس زبان سے

بڑا لنگر تھا شعر و شاعری کا
اُٹھا کیونکر جلیلِ ناتوان سے

کریگی سُرخرو آج امتحان سے ٹپکتا ہے یہ تیغ خونچکان سے

نگاہِ گُل سے بلبل یون گری ہے گرے جسطرح تنکا آشیان سے

تمہاری چشمِ جادو مین ہے کیا وصف اسے پوچھو کسی جادو بیان سے

کُھلین کچھ اور بھی راہین ستم کی مرے نالے جو گُزرے آسمان سے

کہا محفل مین اُن کو شمعِ محفل کہ وہ کچھ کہ اُٹھین جلکر زبان سے

تمہاری نذر کو ہمنے سر اپنا لگا رکھا ہے سنگِ آستان سے

جھڑینگے پھول ہی منہ سے تمہارے کہو تم لاکھ سخت اپنی زبان سے

ہزارون مین اُنہین چُنکر دیا دل نکالا ہم نے یوسف کاروان سے

نگاہِ شوخ اُٹھا کر کس نے دیکھا گری پڑتی ہے بجلی آسمان سے

پڑے تھے در پہ پردے وہ نہ اُٹھے اُٹھایا اک مجھی کو آستان سے

ادا اک یہ بھی ہے دل مانگنے کی وہ کچھ کہتے نہین اپنی زبان سے

خدا سے پوچھ دے اے شیخ اتنا بتُون مین شوخیان آئین کہان سے

کہان اب پھوٹی قسمت لیکے جائین یہین سر پھوڑین سنگِ آستان سے

کلی سے بُو کلی کی پھوٹ نکلی اُڑی جاتی ہے بلبل آشیان سے

لگا کر تیر اک دل پر وہ بولے ادا ہوتا نہ تھا مطلب زبان سے

**جلیل** ایسا نہ سمجھے تھے تمہین ہم یہ باتین آگئین تم کو کہان سے

دیدار کی ہوس ہے نہ شوقِ وصال ہے آزاد ہر خیال سے مستِ خیال ہے

دستِ فلک سے باغِ جہان پائمال ہے بلبل شکستہ بال ہے گُل خستہ حال ہے

بدنامیون کے خوف سے جینا وبال ہے اپنا نہین خیال تمہارا خیال ہے

جائے کبھی نہ دل سے وہ تیرا خیال ہے
آئے کبھی نہ دل مین وہ تیری مثال ہے

تم خود نہو اسیر کہین مجھکو پھانس کر
دل مین سما کے دل سے نکلنا محال ہے

فتویٰ دیا ہے مفتیِ ابرِ بہار نے
توبہ کا خون بادہ کشون کو حلال ہے

کہدو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہین کمال
مر مر کے ہجرِ یار مین جینا کمال ہے

آنکھین بتا رہی ہین کہ جاگے ہو رات کو
ان ساغرون مین بوے شرابِ وصال ہے

کیونکر نباہ تجھ سے ہو اے دشمنِ آشنا
تیرا خیال کچھ ہے مرا کچھ خیال ہے

یہ اشکِ خون نہین جو ٹپکتے ہین آنکھ سے
کچھ ماجرا جگر کا ہے کچھ دل کا حال ہے

رحمت کا جسنے حشر مین دریا بہا دیا
وہ ایک قطرۂ عرقِ انفعال ہے

اِن گلگر خون سے مل کے ہوا کون سُرخرو
ہم ہاتھ مل رہے ہین حنا پائمال ہے

زینت سے مدعا ہے کہ آنکھون مین گھر کرین
رخسار پر جو خال ہے کاجل کا خال ہے

برساؤ تیر مجھپہ مگر اتنا جان لو
پہلو مین دل ہے دل مین تمہارا خیال ہے

تکو اُٹھا کے رکھ لون کلیجے مین آنکھ مین
لیکن تمہارے ناز اُٹھانا محال ہے

اس سادگی پہ لاکھ تکلف نثار ہون
منہدی نہین لگائی مگر ہاتھ لال ہے

آنکھین لڑا کے اُن سے ہم آفت مین پڑ گئے
پلکون کی ہر زبان پہ دل کا سوال ہے

یہ کہکے ہائے شمع بھی خاموش ہو گئی
دل کی لگی زبان پہ لانا محال ہے

پھندون مین وہ پھنسا گئے دیکر زبانِ وصل
اک دل ہے اور لاکھ طرح کا خیال ہے

نقشِ قدم پکارتے ہین کوے یار مین
بیٹھا جو اس جگہ اُسے اُٹھنا محال ہے

بنتے ہین اپنے منہ سے مسیحا بنا کرین
روشن ہے خلق پر جو مریضونکا حال ہے

پانی مین جیسے پھول کنول کا کھلا ہوا
یون دیدۂ پُر آب مین وہ نونہال ہے

جب بدر ہو کے چاند گھٹا یار نے کہا
مین دامن نیاز مین اشکِ چکیدہ ہون
بُت کہہ دیا جو مین نے تو اب بولتے نہین
کیا بیخودی ہے عشق مین قربان جائیے
دریا سے دور رہنے مین قطرہ کا ہے وجود

وہ تھا ترا کمال یہ میرا کمال ہے
کوئی اُٹھا کے دیکھ لے اُٹھنا محال ہے
اتنی سی بات کا تمہین اتنا ملال ہے
اتنا نہین خیال کہ کس کا خیال ہے
پایا تجھے تو آپ کو پانا محال ہے

پوچھا جو اُن سے جانتے ہو تم جلیل کو
بولے کہ ہان وہ شاعرِ نازک خیال ہے

اور اُن آنکھون نے میرے دل کی حالت زار کی
زخمِ دل مین گُل کی رنگت داغِ دل مین گُل کی بو
قتل کر ڈالا دمِ بسمل اداؤن نے مجھے
دیکھ اے پیرِ مغان جامِ مے گلرنگ پر
تیرے آنکھون کے بدلنے سے مسیحا یہ ہوا
پاؤن پر ہم دل کو رکھدین تم بھی جوڑا کھول دو
میل ابرو پہ نہ آتا قتل کا جب لطف تھا
مُہر کی ان پر ضرورت کیا ہے اے پیرِ مغان
ہاتھ کیا عیسیٰ لگائین گے کہ صورت کیطرح
پنجۂ مژگان سے اور اُن کے سنور جائینگے بال
خیر ہو یارب کہین وہ خود نہ بنجائین رقیب
جُنبشِ ابرو سے پہلے قتل مژگان نے کیا

ہو نہین سکتی دوا بیمار سے بیمار کی
دل مین رہکر سیر کرتا ہے کوئی گلزار کی
آج ان چھریون نے رکھلی آبرو تلوار کی
کیا گری ہی ٹوٹ کر توبہ ترے میخوار کی
شکل پہچانی نہین جاتی ترے بیمار کی
آج دیکھین تو رسائی گیسوِ خمدار کی
جاؤ بھی ہمنے صفائی دیکھ لی تلوار کی
ایک اک جُرم پر لگی ہے آنکھ ہر میخوار کی
نبض بھی دیکھی نہین جاتی ترے بیمار کی
لون مین آنکھون سے بلائین گیسوِ خمدار کی
آئینے پر آج پڑتی ہین نگاہین پیار کی
برچھیون کے سامنے چلتی نہین تلوار کی

خون کرکے وہ ہمارا بھر گئی وہ مست آنکھ
قتل کرتی ہے ہمین کس حسینون کی اُٹھان
شوخیون سے اُسکی بیچینی کا عالم دیکھیے
دید کے طالب تھے موسیٰ طور کو تھی کیا خبر

ایک ہی چلّو مین نیت بھر گئی میخوار کی
ان نئے پودھون مین گویا بارڑھ ہے تلوار کی
میری آنکھون مین پھرا کرتی ہی صورت یار کی
پھونک کر رکھدیگی بجلی جلوۂ دیدار کی

یار کو دیتا ہین الزام جفا کیونکر جلیل
میرے سب شکوے اور اسکی ایک چتون پیار کی

دیکھنے پر اُن کے اب تسکین ہے بیمار کی
کیا بھوین شوخی سے چلتی ہین ٹھہرتی ہی نہین
سامنے زُلف آپڑی ہے آنکھ کیونکر اُٹھ سکے
لوٹ جانے سے ہمین مطلب نظارہ ہو نہو
جلوۂ محبوب سے خالی نہ دیکھا دل کوئی
اپنے منہ سے کرچکے انکار وہ کیا کیجئے
اب سوال قتل پر ملنے لگا سوکھا جواب
میری وحشت ہو گئی گر دست قاتل کی شریک
دختر رز نے دیئے چھینٹے کچھ ایسے ساقیا
آنسوؤن سے اپنی آنکھون مین جگہ تل بھر نتھی
پی نہو جس نے کبھی کیا جانے وہ مےکا مزہ
اوپچی بنکر نکلتے ہین خدا کی شان ہے
ڈھونڈتی ہے آرزو دل سے نکلجانیکی راہ

چاٹ سی کچھ پڑگئی ہے شربت دیدار کی
جوا واہے چلتی پھرتی چھاؤن ہے تلوار کی
یہ سچ کہا ہے رات بھاری ہوتی ہے بیمار کی
تم ہی کہدو تجھے طاقت نہین دیدار کی
آئینے ہین سیکڑون اور ایک صورت یار کی
اب وہان قسمت سی گنجائش نہین اقرار کی
آبداری کیا ہوئی قاتل تری تلوار کی
دھجیان اُڑتی پھرینگی زخم دامندار کی
پانی پانی ہو گئی توبہ ہراک میخوار کی
ہوگئی کیونکر سمائی حسرت دیدار کی
دیدۂ موسیٰ سے لذت پوچھیے دیدار کی
اس کمر پر جھونک اُٹھا لیتے ہین وہ تلوار کی
پار ہو جائے کوئی برچھی نگاہ یار کی

چاہتی ہے خون پی لے عاشقِ جانباز کا
آبداری پر بھی ایسی پیاس ہے تلوار کی

چشم و لب مین بحث تھی بوسے کا موقع ملگیا
مرگ و عیسیٰ مین جو بگڑی بن پڑی بیمار کی

ہو سُبک رفتار کتنی ہی نسیمِ صبحدم
آنکھ کھُلجاتی ہے پھر بھی نرگسِ بیمار کی

رکھے اُس نازک کمر مین جوڑ اُس کا ہوگئی
کیا مزہ دیتی ہے چلنے مین لچک تلوار کی

ناوکِ نازک ذرا دیکھے ہوئے سنبھلے ہوئے
دل سے جو لپٹی ہوئی ہے آرزو ہے یار کی

جیسے شرمیلی دُلھن گردن جھکالے شرم سے
وہ ادا ہے خون مین ڈوبی ہوئی تلوار کی

کچھ پھلے پھُولے نہ یہ نازک مضامین اے جلیل
بے کھلے مرجھاگئین کلیان مرے گلزار کی

نگہ سے قتل کرین یہ ادا نہین آتی
لگائین تیغ وہ کیونکر لگا نہین آتی

ہمارے رنگِ پریدہ کا صبر پڑ ہی گیا
حنا وہ ملتے ہین رنگت ذرا نہین آتی

دلِ مریض کی یارب ہو خیر سینے مین
شکستِ دل کی بھی اب تو صدا نہین آتی

ہماری آنکھ پھری نزع مین وہ کہتے ہین
یہ روٹھ جانے کی ہم کو ادا نہین آتی

مزار والے قیامت کی نیند سوتے ہین
پکارتا ہون مین کب سے صدا نہین آتی

یہ کیا بلا ہے کہ دل پر تو چھائی جاتی ہے
ہمارے ہاتھ وہ زلفِ رسا نہین آتی

چمک کے آئی ہے کیا سر پہ نازنین تلوار
قضا بھی آتی ہے پر یہ ادا نہین آتی

وہ ہاتھ بھی نہین اُسکو لگاتے ہین جبتک
کسی کے خون مین بسکر حنا نہین آتی

خدا کی شان ہمین تیر وہ لگائین گے
کسی سے آنکھ بھی جن کو لگا نہین آتی

نکل ہی آئیگا پہلو مرے تڑپنے کا
ادا سے کہدو کہ ہمکو ادا نہین آتی

گلی تک آپکی جانا صبا کو دوبھر ہے
یہ مُشتِ خاک ٹھکانے لگا نہین آتی

بھڑک ہی جاے گی جو آگ ہے دبی دل مین
جگر کے چاک سے کس دن ہوا نہین آتی

عدو سے مل کے مجھے خاک مین ملا دیتے
ہزار شکر کہ اُن کو وفا نہین آتی

حلال کرتے ہو وہ بھولے پن کی باتون سے
پھر اس پہ کہتے ہین مجکو جفا نہین آتی

**جلیل** یون تو وہ باتین بہت بناتے ہین
کسی غریب کی بگڑی بنا نہین آتی

ہمارے درد کی اُن کو دوا نہین آتی
جفا تو آتی ہے لیکن وفا نہین آتی

دل و جگر کے دھڑکنے سے خاک تسکین ہو
لگے ہین سینے مین پنکھے ہوا نہین آتی

پیامبر پہ ہمارے نجانے کیا گزری
مرے بچے کی اُدھر سے صدا نہین آتی

یہ ایک کھیل تھا دل مین جو چٹکیان لی ہین
بہت ہی بھولے ہین اُن کو جفا نہین آتی

وہ دیکھو آئنے مین کوئی گھورتا ہے تمہین
حیا کی لیتے ہو اب کیون حیا نہین آتی

بہت نہ شوخ مزاجی کرو یہ محشر ہے
بتو خدا سے بھی تمکو حیا نہین آتی

مین جانتا ہون ہوا دشمنون نے باندھی ہے
ادھر جو تیری گلی کی ہوا نہین آتی

نگاہین پردے ہی پردے مین کام کرتی ہین
یہ تیر چلتے ہین لیکن صدا نہین آتی

سبھی کو خوف ہے میری شبِ جدائی کا
پکارتا ہون قضا کو قضا نہین آتی

بلا کی زُلف ہے آنکھین بلا نگاہ بلا
مرے سران مین سے کوئی بلا نہین آتی

شبِ فراق کو ے آسمان نگل جاے
ہمارے گھر کوئی ایسی بلا نہین آتی

مرے تو ہوش ہی اُڑتے ہین دیکھکر ساقی
پری یہ آتی ہے اُڑکر گھٹا نہین آتی

ادا ے یار سے ہشیار اے دلِ نادان
کہین پکار کے ظالم قضا نہین آتی

فراقِ آتش تر مین وہ کونسا دن ہے
کہ دل مین آگ لگانے گھٹا نہین آتی

ہوا ہون کون سے پردہ نشین کا مین ہمسایہ
نکلکے دل سے زبان تک دعا نہین آتی

ادا کے ہوتے قضا کی دعا مین کرتا ہون
یہ دیکھتا ہون کہ آتی ہے یا نہین آتی

اب آپ غیر کا دل لیکے سونگھتے کیا ہین
ہر ایک پھول مین بوئے وفا نہین آتی

کلی کی طرح جو وہ منہ پھلائے رہتے ہین
کچھ اُن سے بادِ صبا تو لگا نہین آتی

شگفتہ خاک ہو غربت مین غنچۂ خاطر
جلیل اپنے چمن کی ہوا نہین آتی

اُنہین عادت ہین لذت ستم کی
اُدھر شمشیر اِدھر تقدیر چمکی

کہون کیا دردِ دل کب سے بڑھا ہے
نگاہِ لطف تم نے جب سے کم کی

قدم چومینگے تیرے ہو کے پامال
چلین گے چال ہم نقشِ قدم کی

مری آنکھون سے آنسو کیون نہ برسین
گھٹا چھائی ہوئی ہے دلپہ غم کی

سرون پر چلتی پھرتی اُس کی تلوار
نظر آتی ہے چھان ابرِ کرم کی

شبیہ اُس مست کی لیتا ہے مانی
مزہ دیجاے گی لغزش قلم کی

جو چلنے مین کمر نے جھونک کھائی
بلائین زلف نے لے لین قدم کی

ہوے جو سُرخرو اُن کی دعا ہے
کہ دونی بارہ ہو تیغ دودم کی

الٰہی عمرِ دشمن تجکو ملجاے
مصیبت جھیلنی ہے شامِ غم کی

جو خط مین نامِ محبوب آگیا ہے
زبان چوسی ہے کاغذ نے قلم کی

یہان تک اُن کے وعدے جھوٹ نکلے
قسم کو بھی ہوئی حاجت قسم کی

وہ زلفِ مشکبو بکھری ہوئی تھی
کھلی چوری نسیمِ صبحدم کی

یہان تک اُن کو رازِ خط کا تھا پاس
کہ خامے کی زبان پہلے قلم کی

بھر آئے درد سے گو دل ہمارا
جگہ پھر بھی نکل آتی ہے غم کی

کدورت دل مین ہے تجھسے ملین کیا
کبھی ہے بیچ مین دیوار غم کی

شباب آیا غضب ڈھاؤگے اب اور
وہ چھوٹین کو بلین نخل ستم کی

جلیل اُس زلفِ شبگون کی جسے یاد
درازی بڑھگئی ہے شامِ غم کی

چلی جاتی ہے مشق اُن کے ستم کی
بڑھی جاتی ہے آبادی عدم کی

کیا وعدہ لیا اخفا کا وعدہ
زبان دیکر زبان میری قلم کی

بجا ہے تمکو دردِ دل سے کیا کام
سنین دشمن تمہارے بات غم کی

اندھیرے مین وہ جا نکلی کہین اور
سحر گم ہوگئی ہے شامِ غم کی

زمین پر اس ادا سے پاؤن رکھا
کہ آنکھین کھل گئین نقشِ قدم کی

شبیہ اُسکی نہ بول اُٹھی تو بہزاد
زبان مانی نہ جاے گی قلم کی

ہمیشہ قول تیرا جھوٹ نکلا
قسم کھائی ہے کیا سچی قسم کی

ازل سے آسمان چکر رہا ہے
یہ پہلی مشق ہے اُن کے ستم کی

مرا خط دیکھکر وہ ہنس رہے ہین
نئے گل شاخ لائی ہے قلم کی

یہ شوخی ہو کہ دل پس پس کے ہون خاک
نہ میلی آنکھ ہو نقشِ قدم کی

تمہاری تیغ سر برسا رہی ہے
مزے کی ہے جھڑی ابرِ کرم کی

اُنھون نے راہ لی اور گرد اُٹھکر
بلائین لیتی ہے نقشِ قدم کی

جگر کے زخم کیا کیا ہنس رہے ہین
مرے گھر مین خوشی پھیلی ہی غم کی

لکھا ہر چند حالِ گریہ لیکن
زبان سوکھی کی سوکھی ہے قلم کی

کہان پیری مین وہ روشن بیانی
نہ پوچھو دردِ دل دردِ جگر کو

زبان لَو ہے چراغِ صبحدم کی
چمک دونون مین ہے تیغِ دودم کی

کہان ہم اور کہان بخشش ہماری
جلیل اک موج تھی ابرِ کرم کی

اب کون پھر کے جائے تری جلوہ گاہ سے
او شوخ چشم پھونک دے برقِ نگاہ سے

جو بجلیان لڑی ہین تمہاری نگاہ سے
وہ بھی پناہ مانگتی ہین میری آہ سے

کس شان سے چلا ہے مرا شہسوارِ حسن
فتنے پکارتے ہین ذرا ہٹ کے راہ سے

اچھا ہوا کہ دور ہوا آنکھ سے رقیب
کانٹا نکل گیا مرے پائے نگاہ سے

محشر ترے حجاب سے محشر نہین رہا
اُٹھ اُٹھ کے فتنے دب گئے نیچی نگاہ سے

جھپکی پلک تو برق فلک سے زمین پہ بھی
سنبھلا نہ کوئی گر کے تمہاری نگاہ سے

دلچسپ ہو گئی ترے چلنے سے رہگزر
اُٹھ اُٹھ کے گردِ راہ لپٹتی ہے راہ سے

آئینے آرسی تو فقط دیکھنے کے ہین
دیکھو تم اپنے حسن کو میری نگاہ سے

نکلا ہے کیا تڑپ کے ترے گیسوؤن سے دل
بجلی گری ہے کوند کے ابرِ سیاہ سے

ہم کیا کہین کسی سے کہ دیکھا ہے کیا وہان
نکلے ہین ہوش کھو کے تری جلوہ گاہ سے

آئین گے آج ہار مین بھی جیت کے مزے
رحمت کا ہے مقابلہ میرے گناہ سے

دیکھو پھر ایسے دیکھنے والے نہ پاؤ گے
کیون خاک مین ملاتے ہو نیچی نگاہ سے

ہم اور کیا کہین تری مخمور آنکھ کو
آئی ہے حور اُٹھ کے ابھی خوابگاہ سے

کیا قہر ہے اس ابر مین بجلی کا کوندنا
توبہ ہے آج دست و گریبان گناہ سے

کس چشمِ مست کا ہے پیالہ پیے ہوے
مستی ٹپک رہی ہے جو ابرِ سیاہ سے

آب وہوا یہان کی موافق نہین اُسے
تاثیر بھاگتی ہے مرے اشک وآہ سے

ڈرتا ہے اُس کی مست خرامی سے حشر بھی
چلتا ہے ساتھ ساتھ مگر بچکے راہ سے

پایہ بلند کیون نہ ہمارا ہوا ے **جلیل**
پایا ہے فیض **امیرِ** سخن دستگاہ سے

اے دل پڑے نہ کام کہین دودِ آہ سے
کیون بھاگتا ہے سایۂ زلفِ سیاہ سے

تاثیر رو رہی ہے گلے ملکے آہ سے
واقف یہ اب ہوئی مرے حالِ تباہ سے

کیا بانکپن کی مشق ہے قربان جائیے
برچھی لگائی جاتی ہے ترچھی نگاہ سے

نظرون مین پھر رہا تھا کوئی وقتِ واپسین
کیونکر نکلتی جان نہ آنکھون کی راہ سے

جاتے ہو قتل کرکے ذرا مُڑکے دیکھلو
ٹھکراتے جاؤ لاش کو پائے نگاہ سے

لو آتشِ گُل اور ہوا سے بھڑک اُٹھی
گلشن مین آگ لگ گئی بلبل کی آہ سے

تارون کے ٹوٹنے کا سمان رات ہی کو ہے
افشان چھُڑا رہے ہین وہ زلفِ سیاہ سے

بیٹھے ہین کیسے چھپے ہوے پیشِ آئنہ
فوٹو حیا کا لیتے ہین نیچی نگاہ سے

جل جل کے کتنے خاک ہوئے طالبِ جمال
اُٹھا کبھی دھوان نہ تری جلوہ گاہ سے

تسخیر سے اُس آنکھ کی چھوٹا نہین کوئی
جادو بھی ہے بندھا ہوا تارِ نگاہ سے

ہوکر مری گلی سے گئے وہ عدو کے گھر
مجھسے چلے تو چال گمر راہ راہ سے

ہمکو ڈرا ے آتشِ دوزخ نہ اسقدر
ہم آپ پانی پانی ہین شرمِ گناہ سے

حسرت ہماری لے کے نہ جاؤ تو بات ہی
دیکھو تو دیکھتے ہین تمہین کس نگاہ سے

ڈالا مجھے عذاب مین شرمِ نجات نے
اچھی یہ در گذر ہوئی میرے گناہ سے

بھیدی نے گھر کے دل کا پتا دیدیا اُسے
میری نگاہ ملگئی تیری نگاہ سے

ہمپر زمانہ تنگ نہ ہوتا اگر جلیل
آتے نہ سوے میکدہ ہم خانقاہ سے

جُھرمٹ مین بجلیون کے ہے دل آہ آہ سے
کیا ہو گیا یہ گر کے تمہاری نگاہ سے

دل لوٹتا ہے اُسنے جو دیکھا ہے چاہ سے
ظالم نے تیر مارے ہین سیدھی نگاہ سے

چشمِ سیہ مین شوخ نگاہی بلا کی ہے
بجلی کہین گرے نہ اس ابرِ سیاہ سے

کیونکر کہون کہ تم نہین مجھ سے بھرے ہوے
دیکھو ٹپک رہا ہے تمہاری نگاہ سے

کثرت سے مے جو پی ہے نظر ہے مآل پر
رعشہ نہین ہے کانپ رہا ہون گناہ سے

مارا اسے اشارے مین اُسکو جِلا دیا
دو دو وہ کام لیتے ہین اک نگاہ سے

دل ہو کہ آنکھ جان کو دونون عذاب مین
جھگڑے مین کس نے ڈالدیا اک نگاہ سے

آکر مری لحد پہ جو آتے ہین بات پر
سب کچھ وہ کہ گزرتے ہین نیچی نگاہ سے

ہوتی ہے واہ واہ تمہاری جہان مین
اونچا ہوا ہے نام مری آہ آہ سے

پڑ جاے خاک میری خطا پر عجب نہین
مین گڑ گیا زمین مین شرمِ گناہ سے

روزن سے مجھ تک آنے مین رُکتی ہے کیون نگاہ
واقف ابھی نہین ہے محبت کی راہ سے

ہین عرش پر بھی آنکھ کا تارا بنے ہوے
جاتے وہ کیا بلند ہماری نگاہ سے

میزان کھڑی ہوئی مرے آگے نہ روزِ حشر
دبنا پڑا اُسے مرے بارِ گناہ سے

کیونکر ملائین آنکھ نزاکت کا عذر ہے
کہتے ہین وہ اُٹھا نہین جاتا نگاہ سے

چُن چُن کے غیر قتل ہوے مٹ گئی خلش
کانٹے ہٹاے تم نے محبت کی راہ سے

یہ زُلف کیا نکالے گی کج راہ دل کے بل
سیدھا بنا دو تم اسے ٹیڑھی نگاہ سے

اُٹھی چمک وہ درد کی دل تھام کر پھرے
آے نہ خالی ہاتھ تری جلوہ گاہ سے

دیتے ہین وہ دعا مجھے ٹھنڈا رہے جلیل
محفل ہے اُن کی گرم مری سرد آہ سے

دل کی حالت کہی نہین جاتی — کوئی امید کی نہین جاتی

اُن کو سینے سے بھی لگا دیکھا — ہائے دل کی لگی نہین جاتی

غصہ رُکتا نہین تو کہتے ہین — یہ کڑی مے ہے پی نہین جاتی

خوب چھوٹے وہ یہ سُنا کے مجھے — تیری حالت سُنی نہین جاتی

طنز ہے میری سخت جانی پر — جان پیاری ہے دی نہین جاتی

بات کرتے وہ قتل کرتا ہے — بات بھی جس سے کی نہین جاتی

دل لگانے کے ذکر پر بولے — آپ کی دل لگی نہین جاتی

کبھی ہم بھی تڑپ مین بجلی تھے — اب تو کروٹ بھی لی نہین جاتی

ہیں وہی مجھسے کاوشین دل کی — دوست کی دشمنی نہین جاتی

ہائے وہ جلوہ اُس کا ہوش ربا — آج تک بیخودی نہین جاتی

ہان نہ آئے زبان پر نہ سہی — کاش یہ آپ کی نہین جاتی

غیر کا مُنہ ہے یہ دمِ وعدہ — کہ زبان اُن سے دی نہین جاتی

بوسہ دینے مین سوچ ہی یہ انہین — دیکے پھر چیز لی نہین جاتی

داغ دیتے ہین زخم دیتے ہین — دل کو تسکین دی نہین جاتی

تو کبھی بھول کر نہین آتا — یاد تیری کبھی نہین جاتی

بار ہا ہو چکے جلیل ذلیل
عشق سے توبہ کی نہین جاتی

دل گیا دل لگی نہین جاتی
روتے روتے ہنسی نہین جاتی

آنکھین ساقی کی جب سے دیکھی ہین
ہم سے دو گھونٹ پی نہین جاتی

آہ لیتی تھی آسمان کی خبر
سانس بھی اب تو لی نہین جاتی

اک جفا ہے کہ وہ بے کہے وہ کرین
اک وفا ہے جو کی نہین جاتی

آپ مین آ سے بھی تو کیا آئے
لذتِ بیخودی نہین جاتی

پوچھنا آئنے سے وصفِ جمال؟
آپ کی سادگی نہین جاتی

کس کی ٹیڑھی نگاہ دیکھی ہے
چرخ کی کجروی نہین جاتی

وصل ممکن نہین تو قتل سہی
اب مصیبت سہی نہین جاتی

رعب اُن کی حیا کا چھایا ہے
بات دل کی کہی نہین جاتی

جان جاتی ہے جائے آپ کو کیا
بات تو آپ کی نہین جاتی

ہاتھ اُٹھاؤن بتون سے کیون عظّا
حور ابھی تو ملی نہین جاتی

سُن لیا جان نے یہ کیا دمِ نزع
کہتی ہے مین ابھی نہین جاتی

لب نازک کی آپ کے کیا بات
دل مین چٹکی بھی لی نہین جاتی

ہو گئے پھول زخمِ دل کھل کر
نہین جاتی ہنسی نہین جاتی

بات کوئی کہو مزے کی جلیل
ایسی ویسی سُنی نہین جاتی

پھر نگاہ آپ کی بجلی نہ گرائے کوئی
دیکھئے دیکھئے پھر لوٹ نہ جائے کوئی

غش مین ہون لخلخۂ زلف سنگھائے کوئی
گُم ہوا ہون کہ مجھے ڈھونڈ کے لائے کوئی

آئے بھی ہین تو کھچے بیٹھے ہین خنجر کی طرح
مدعا ہے کہ گلے سے نہ لگائے کوئی

آکے بیٹھے ہین وہ پہلو مین کہ ملجائیگا دل
کیا عجب وصل کا پہلو نکل آئے کوئی

نازنین تو ہے تجھے دل مین اُٹھا رکھلے
کیا پڑی ہے جو ترے ناز اُٹھائے کوئی

اچھے اچھون کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے
دخترِ رز کو تو کبھی منہ نہ لگائے کوئی

اپنا پروانہ بنا کر ہمین اب کہتے ہین
بے بُلائے مری محفل مین نہ آئے کوئی

دل ہے بگڑی ہے تو اب بیٹھے ہین دُکھڑا لیکر
چاہتے ہین مرے روٹھے کو منائے کوئی

قدردانی ترے ناوک کی تو ہم کرتے ہین
جیسے معشوق کو پہلو مین بٹھائے کوئی

خود فراموش ہوئے ہم تو ہوا کیا حاصل
بات جب ہے کہ ہمین یاد نہ آئے کوئی

میری تُربت پہ کھڑے حشر سے وہ کہتی ہین
سوتے فتنے کو ہمارے نہ جگائے کوئی

یون نہ آنے مین نزاکت کا بہانہ چل جاے
جب مین جانون کہ تصور مین نہ آئے کوئی

زندگی بھر کے ہین جاگے ہوے دم بھر سو لین
آکے تربت پہ قیامت نہ اُٹھائے کوئی

سُنتے ہین حشر پہ دیدار اُٹھا رکھا ہے
ہم بھی راضی ہین اگر بھول نہ جائے کوئی

حال تُم سن لو مرا دیکھ لو صورت میری
ور و وہ چیز نہین ہے کہ دکھائے کوئی

طور و موسیٰ کا جو انجام ہوا ظاہر ہے
ہمکو پردے سے نہ آواز سنائے کوئی

بے مروّت ہو جو دلبر تو وہ دلبر کیا ہے
دل چرالے مگر آنکھین نہ چرائے کوئی

عشق چھوڑا ہے نہ چھوڑینگے پریزادونکا
اس مین چاہے ہمین دیوانہ بنائے کوئی

شاہِ آصف کا دکن مین ہے یہی حکم جلیل
آکے اس ملک سے محروم نہ جائے کوئی

صورتِ اشک نظر سے جو گرائے کوئی
خاک سے اُٹھ نہ سکون لاکھ اُٹھائے کوئی

کیا مزہ نخلِ محبت سے اُٹھائے کوئی
پھول اس مین کوئی آئے نہ پھل آئے کوئی

یون جو بے پردہ حیا مانع نظارہ ہے
خواب ہی مین مجھے دیدار دکھائے کوئی

مین دعا دون تجھے قاتل مجھے تو قتل کرے
ہاتھ اُٹھائے کوئی تلوار اُٹھائے کوئی

یا خدا تیر وہ جس وقت نکالین دل سے
ساتھ ارمان بھی دل کا نکل آئے کوئی

اپنے آئینے سے ہو کر وہ خفا کہتے ہین
میری تصویر نہ سینے سے لگائے کوئی

دیکھو نرگس بھی محبت سے تمہین دیکھتی ہے
سیرِ گلزار شگوفہ نہ کھلائے کوئی

جان و دل دونون تہِ تیغِ ادا ہین مجرم
حکم قاتل ہے کہ دم لینے نہ پائے کوئی

دل مین پیدا ہو جلن آنکھ سے آنسو ہون روان
پانی برسائے کوئی آگ لگائے کوئی

راحت و عیش و طرب سب ہین تمہارے دم سے
تم مرے گھر مین نہ آؤ تو نہ آئے کوئی

کاش آباد کسی روز ہو پہلو میرا
تو نہ آئے تو تیرا تیر ہی آئے کوئی

پھیر لیتے ہین نظر وہ تو زمانہ کی طرح
کس لئے اُن سے جلیل آنکھ لگائے کوئی

قابلِ دربارِ غم ہم ہو چکے
رو چکے منہ آنسوؤن سے دھو چکے

عشق مین رو رو کے رسوا ہو چکے
آبرو سے ہاتھ ہم تو دھو چکے

ہے یہی بیچین دل تو بعدِ مرگ
قبر کی آغوش مین ہم سو چکے

کین حسینون نے ہزارون کاوشین
پھول میرے حق مین کانٹے بو چکے

اُن سے بوسون پر رہے جھگڑے بہت
ہوتے ہوتے ایک دل کے دو چکے

ہائے وہ کہنا کسی کا وصل مین
اب گلے مل لو گلے تو ہو چکے

جانِ من آنکھین سلامت آپ کی
آپ کے بیمار اچھے ہو چکے

اب ہے اُن کی گردشِ چشم اور ہم
جامِ جم کے دور دورے ہو چکے

عاشقی مین دو کی گنجایش کہان
اُن کو پایا آپ کو جب کھو چکے

آپ اب آئے ہین آنسو پونچھنے
جان ہارے جان کو جب رو چکے

صبحِ محشر چار سو ہے یہ پکار
رات گزری سونیوالے سو چکے

جب نگاہین پھر گئین تیوری چڑھی
کھنچ گئین تیغین جو ناوک ہو چکے

دل مین کیا ہے جس کا لالچ ہو جلیل
دیتے ہو وے ڈالو جھگڑا تو چکے

کریم کے جو کرم کا ظہور ہوتا ہے
خطا سے پہلے ہی عفوِ قصور ہوتا ہے

اکیلے آپ تو خلوت مین بھی نہین ہوتے
ادا مین ناز نگہ مین غرور ہوتا ہے

شبِ فراق ہماری ہے ایسی وحشت ناک
کہ شام ہوتے ہی سایہ بھی دور ہوتا ہے

لپٹ کے لے بھی لو دو ایک بوسے حضرتِ دل
وہ جانتے ہین بشر سے قصور ہوتا ہے

وہ چھپ کے آئے ہین اسطرح شب کے پردے مین
کہ جیسے آنکھ کی پُتلی مین نور ہوتا ہے

ہمارے اُن کے برابر کی چوٹ رہتی ہے
ادھر سے عجز اُدھر سے غرور ہوتا ہے

وہ بے نقاب اگر ہو تو کون دیکھ سکے
نقاب سے بھی سوا رخ پہ نور ہوتا ہے

کسی کا وصل گوارا نہین ہے قاتل کو
کمان سے تیر بھی ملتے ہی دور ہوتا ہے

کوئی بھی جال بچھاین وہ دل پھنسانے کو
شریکِ زُلف کا پھندا ضرور ہوتا ہے

خدا نے حُسن کچھ ایسا دیا ہے اُس بُت کو
کہ اُس کو حور بھی کہنا قصور ہوتا ہے

مجھے بہت دلِ صد پارہ یاد آتا ہے
جو گر کے شیشہ کوئی چور چور ہوتا ہے

ابھی سے حُسن پہ نازان ہو تم خدا سے ڈرو
یہی ہے ناز جو بڑھ کر غرور ہوتا ہے

چھپا کے وہ رُخِ روشن نقاب کہتی ہے
کہ یون ہی آنکھ کے پردے مین نور ہوتا ہے

تری شبیہ کی ہو تمکنت بیان کیونکر
کھچا ہوا ترا ناز و غرور ہوتا ہے

ہزار صلح ہو لیکن جہان ملے دو دل
نیاز و ناز مین جھگڑا ضرور ہوتا ہے

جلیل شانِ کرم جس نے دیکھ لی اکبار
وہ جان و دل سے فدائے حضور ہوتا ہے

سما کے دل مین بتون کو غرور ہوتا ہے
جسے قریب سمجھتا ہون دور ہوتا ہے

تڑپتیان تو مرے دودِ آہ کی دیکھو
جو بڑھ چلا تو یہی زلفِ حور ہوتا ہے

مجھے نہ گھور کے دیکھو کہ مثلِ شیشۂ و سنگ
کڑی نگاہ سے دل چور چور ہوتا ہے

ترستے رہتے ہین ملنے کو جیتے جی عشاق
حسین ہو کے یہ انسان حور ہوتا ہے

عدو سمجھ کے لگا لیتے ہین گلے مجکو
بڑے مزے کا یہ اُن سے قصور ہوتا ہے

تم اپنے دل کو تو روشن کرو ذرا موسیٰ
یہی چمک کے ابھی برقِ طور ہوتا ہے

خیالِ زلف کو کیونکر بلائے جان نہ کہون
ہزار کچھ نہ ہو سودا ضرور ہوتا ہے

کمالِ شکر کی جا ہے کہ بے کمال ہون مین
کمال مایۂ ناز و غرور ہوتا ہے

رُخ اُنکا اور چمکتا ہے جس قدر دیکھو
شریک اُس مین نگاہونکا نور ہوتا ہے

کلیم ہوش کو اپنے ذرا سنبھالے ہوئے
کلام کس سے یہ بالائے طور ہوتا ہے

وہ اپنے منہ سے ہی جو بنتے ہین کمسن اچھا ہے
شباب کے لئے لازم غرور ہوتا ہے

غم و خوشی تو ہین توام مگر مزے دلمین
سرور ہو کہ نہو غم ضرور ہوتا ہے

ملین وہ یا نہ ملین یہ تو دیکھ اے ناصح
خیالِ وصل بھی کیا دل سے دور ہوتا ہے

شکستِ دل کی مرے کیا خبر ہو ساقی کو
وہ اپنے حسن کے نشے سے چور ہوتا ہے

فراقِ یار تو ہر وقت ہے ستم لیکن
مین کیا کہون جو کبھی مل کے دور ہوتا ہے

جو گھورتی ہے بہت آرسی تو شرما کر
اُنہیں بھی آنکھ دکھانا ضرور ہوتا ہے

جزا سزا کا تجھے اختیار ہے یارب
غفور جان کے تجکو قصور ہوتا ہے

لگاؤ دل کا حسینون سے خوب ہے ای شیخ
یہی خیال بس مرگ حور ہوتا ہے

پلٹ کے آئیگا دم بھر مین پھر نظر کی طرح
وہ کیا سمجھ کے ان آنکھون سے دور ہوتا ہے

کچھ اہلِ درد جہان مل کے بیٹھ جاتے ہین
وہان **جلیل** کا چرچا ضرور ہوتا ہے

نگاہ پھیر لی محوِ جمال کر کے مجھے
ستم ہے چھوڑ گئے وہ حلال کر کے مجھے

دکھا کے نقش قدم کہہ رہی ہے قبر مری
کوئی گیا ہے ابھی پائمال کر کے مجھے

گھٹا کے مجکو بڑھایا فروغ حسن اپنا
بنے ہین وہ یہ کامل حلال کر کے مجھے

اس آسرے پہ سر رہگذر پڑا ہوں مین
کہ سرفراز کرو پائمال کر کے مجھے

بھلا خزان کا ہو پرواز کی ہوس نہ رہی
شکستہ بال کیا خستہ حال کر کے مجھے

ہزارون داغ دئے تم نے لاکھون زخم دئے
بڑا ثواب کمایا نہال کر کے مجھے

نہ تھا خیال کہ دیتا ہے بے طلب وہ کریم
ہوئی ہے کیسی خجالت سوال کر کے مجھے

وہ خوش رہین جو ذرا دیر کے لئے آکر
گئے نشانۂ تیرِ ملال کر کے مجھے

مزے اُٹھا گئے وہ تیغ نظر کے مین دیکھون
عدو کو دیکھئے لیکن حلال کر کے مجھے

کسی سے ملنے کے قابل مین اب رہا ہی نہین
وہ خوش ہین مستِ شرابِ وصال کر کے مجھے

**جلیل** دردِ محبت بہت ستاتا ہے
غریب جان کے بیکس خیال کر کے مجھے

**جلیل** شفقتِ اُستاد ہاے کیا کہئے
گئے تو شاعرِ نازک خیال کر کے مجھے

عاشقی کیا ہر بشر کا کام ہے
میرے دل میرے جگر کا کام ہے

ہو ہری شاخِ تمنا یا نہو
سینچ دینا چشمِ تر کا کام ہے

بڑھ چلے پیکِ تصور کے قدم
اب یہان کیا نامہ بر کا کام ہے

دل مرا لیجانے والا کون تھا
یہ کسی جادو نظر کا کام ہے

ہمسے کیا ہو وصفِ قاتل کا بیان
یہ لبِ زخمِ جگر کا کام ہے

موت جب آے تو راہی جان ہو
اس سفر مین راہبر کا کام ہے

فیصلہ ہونے مین دشواری ہے کیا
تیرے خنجر میرے سر کا کام ہے

آج آنسو تم نے پونچھے بھی تو کیا
یہ تو اپنا عمر بھر کا کام ہے

گُل دکھاتے ہین ہین کیا زخمِ تن
دل پہ کھانا کوئی چر کا کام ہے

دل سے لائے لب پہ ہم آہ و فغان
اب تجھے لانا اثر کا کام ہے

در بدر پھرتے ہی گزری چرخ کو
یہ اُسی بیداد گر کا کام ہے

آنکھون آنکھون مین اُڑا لیتے ہین دل
دلربائی بھی نظر کا کام ہے

تیغ کیون چلنے مین بل کھانے لگی
یہ تری نازک کمر کا کام ہے

سینے سے کچھ ہٹ کے ہے دل کی جگھ
اِس جگہ ترچھی نظر کا کام ہے

بے چلے ہی پاؤن دیتے ہین جواب
منزلِ اُلفت مین سر کا کام ہے

قدسیون سے کون بازی لیگیا
یہ بشر ہے یہ بشر کا کام ہے

موتیون سے منہ ترا بھرنا جلیل
آصفِ عالی گہر کا کام ہے

پڑا ہون جو بیمار اچھا تو ہے
مرض مین خیالِ مسیحا تو ہے

کری کون ویرانیِ دل کا غم
بھر آیا دل اُس کا مری آہ سے
ترے تیر آنے سے کیون رُک رہے
خدا جانے وہ ہین کہ اُن کا خیال
وہ جھوٹے ہی وعدے کرین خوش ہو نہین
اب آنکھونکو جو چاہو دے لو سزا
نہین دیتے مجکو وہ بوسہ نہ دین
مرے دلپہ ظالم نے رکھّا جو ہاتھ
غنیمت ہے پھر اپنا سمجھین دل
غلط ہے کوئی دل نہین باوفا
بُرا کیا جو بدنام ہم تم ہوئے
کبھی آنکلتے ہین وہ خواب مین

نہین کچھ بلا سے تمنّا تو ہے
غنیمت ہے پتھر پسیجا تو ہے
اگر دل نہین ہے کلیجا تو ہے
کوئی دل کو چٹکی سے ملتا تو ہے
کہ اک زندگی کا سہارا تو ہے
تمہین اک نظر مین نے دیکھا تو ہے
ہمیشہ مزے کا تقاضا تو ہے
یہ کہنا پڑا ہان دھڑکتا تو ہے
کہ آٹھون پہر اک تماشا تو ہے
تمہارا نہو گا ہمارا تو ہے
زمانے مین اے جان چرچا تو ہے
ہمارا خیال اُن کو اتنا تو ہے

چھپانے سے کیا فائدہ اے جلیل
کہین آپ نے دل لگایا تو ہے

کتنی گہری مرے ساقی کی نظر ہوتی ہے
زلف و رخ دیکھ کے پھر کسکو خبر ہوتی ہے
اُس طرف آنکھ لڑی لڑ گئی تقدیر ادھر
آئنہ آپ کو تکتا ہے نظر اپنے پہ نہین
چاند سورج کی طرح پھرتے ہین یون تو گھر گھر

مجکو پہرون مین کہین اپنی خبر ہوتی ہے
صبح ہوتی ہے کدھر شام کدھر ہوتی ہے
یون ہی ہوتی ہے مرادونکی اگر ہوتی ہے
اک نظر ہم ابھی دیکھین تو نظر ہوتی ہے
ہمسے ملنے کیلئے شام و سحر ہوتی ہے

بس بس آواز سناؤ نہ مجھے پردے سے
دیدۂ شوق مین بے چین نظر ہوتی ہے

اس طرح بھیس مین عاشق کے چھپا ہو معشوق
جسطرح آنکھ کے پردے مین نظر ہوتی ہے

حشر کیا ہوش مین لائیگا ترے مستونکو
پھنک چکا صُور مگر کسکو خبر ہوتی ہے

آنکھ غصّے کی دکھاتے ہین وہ اللہ رے نصیب
حال پر میرے یہ در پردہ نظر ہوتی ہے

جامِ مے شیشۂ لبریز کا دیتا ہے پتا
دل بھر آتا ہے جبھی آنکھ بھی تر ہوتی ہے

لطف بھی قہر سے خالی نہین معشوقونکا
تیر ہوتی ہے جو سیدھی سی نظر ہوتی ہے

طرزِ رفتار مین ہونے لگی جدت پیدا
روز تلوار نئی زیبِ کمر ہوتی ہے

فکرِ دنیا سے غرض ہے نہ خبر عقبیٰ کی
زندگی تو ترے مستون کی بسر ہوتی ہے

دیکھنے کی اک ادا ہے اُسے جو کچھ کہہ لو
تیر ہوتی ہے نہ تلوار نظر ہوتی ہے

آہ سنکر وہ ترس کھاتے ہین کٹتی ہین عدو
یہی تلوار یہی میری سپر ہوتی ہے

شام ہوتے ہی کبھی جان سے آجاتی تھی
اب وہی شب ہے کہ مر مر کے بسر ہوتی ہے

دل مین کس پیار سے تیرِ ستم آبیٹھا ہے
یون ہی ہوتی ہے جو چاہت کی نظر ہوتی ہے

قتلگہ مین کوئی قاتل کا تماشا دیکھے
شیر کی آنکھ تو چیتے کی کمر ہوتی ہے

شوقِ زینت نہ خدا دے کبھی معشوقونکو
نذرِ آئینہ محبت کی نظر ہوتی ہے

بیوفائی کا ہو شکوہ کہ ستم کی فریاد
سب کا توڑ ایک لگاوٹ کی نظر ہوتی ہے

سامنے اُن کے میرا نام کوئی لے دیکھے
قابلِ دید وہ شرمیلی نظر ہوتی ہے

خیر ہم شامِ غریبی کی مناتے ہین **جلیل**
جسکے سائے مین غریبون کی بسر ہوتی ہے

تری چتون تو او بیداد گر کچھ اور کہتی ہے
زبان کچھ اور کہتی ہے نظر کچھ اور کہتی ہے

یہ مانا آج باندھی ہے کمر تیغ آزمائی پر
صبا نے بلبل و گل مین شگوفہ چھوڑ رکھا ہے
کوئی خورشید رُو کہتا ہے کوئی ماہرو تجکو
جوان ہونے پہ دیکھا چاہیے کیا حشر برپا ہو
ہوئی برخاست بزمِ عیش تو عبرت پکار اُٹھی
خبرگیری جسے سمجھا ہے تو اپنے اسیرون کی
جوابِ نامہ لایا ہو مجھے باور نہین آتا
وہ کوئی اور ہوگا جسکو دشمن سے تعلق ہی
مسیحائی کو اپنی آپ رکھ چھوڑین مین باز آیا
ترے انداز سے ظاہر ہے فرقِ اعجاز و جادو کا
رہے کیا پردہ داری جب یہان آپس کی ضد ٹھہری

مگر ظالم تری نازک کمر کچھ اور کہتی ہے
اُدھر کچھ اور کہتی ہے ادھر کچھ اور کہتی ہے
مرے یوسف لقا میری نظر کچھ اور کہتی ہے
ابھی سے آنکھ تیری فتنہ گر کچھ اور کہتی ہے
ذرا ٹھہرو ابھی شمعِ سحر کچھ اور کہتی ہے
اُسے خلقِ خدا اے بیخبر کچھ اور کہتی ہے
یہ صورت تو تری اے نامہ بر کچھ اور کہتی ہے
یہ تم کہتے ہو پر اُڑتی خبر کچھ اور کہتی ہے
یہان اب شدتِ دردِ جگر کچھ اور کہتی ہے
کہ لب کچھ اور کہتے ہین نظر کچھ اور کہتی ہے
چھپاؤن دردِ دل تو چشمِ تر کچھ اور کہتی ہے

**جلیل** اغیار نے غمّاز یان کین فتنہ سازی کی
یہ سب سچ ہے تری قسمت مگر کچھ اور کہتی ہے

سیکڑون پُر داغ سینے وقفِ پیکان ہو گئے
مرے حق مین کیا بلا گیسوئے جانان ہو گئے
یان نگاہین تاک ہی مین تھین کہ ڈورے ڈالئے
چٹکیون کے نیل تھے دل مین مرے چھپتے وہ کیا
بسملِ لذتِ طلب کی کم نصیبی ہائے ہائے
غنچہ ہائے گل کا گل ہونا غضب ہے اے نسیم

ایک غنچے پر فدا کتنے گلستان ہو گئے
دل مین اُلجھن آنکھ مین خوابِ پریشان ہو گئے
وائے قسمت زخم پہ وان گیسو پریشان ہو گئے
خال بنکر اُن کے چہرے پر نمایان ہو گئے
زخم بھرتے ہی رہے خالی نمکدان ہو گئے
جگمگے پریون کے دم بھر مین پریشان ہو گئے

بال زلفون کے جو بکھرے کھل پڑے چوری کے دل
دل جگر مین خون تھا جو کچھ ہوا پلکون کے نذر
تجھسے اے آشفتہ حالی مر کے بھی پایا نہ چین
تیرے ارمان بھی ہین اے سفاک کیا چبھتے ہوئے
کر رہی ہے اُن کے غصے کی ادا مجکو حلال
ایک سی حالت تصور مین ہے یان کسکو خبر
ہنس رہے تھے وہ مری صورت جو دیکھی رو پڑے
خوبرویون نے بگاڑا ہے ہمارا بھی مزاج
اک جنون کے سر چڑھانے سے ہوا کیا کیا نہ کچھ
اے فلک اک چاند کے چھپنے سے ہے تیرا یہ حال
یہ تو مانا بال اُلجھے تھے صبا کے ہاتھ سے
ہاے رے بچپن کہ خالی ہو گیا سارا جہان
ایسے وحشی دلکو رکھنا ساتھ کچھ آسان نہ تھا

شام کو ڈوبے ہوے تارے نمایان ہو گئے
پھول کانٹا ہو گئی کانٹے گلستان ہو گئے
دیدۂ تربت مین ہم خواب پریشان ہو گئے
چار دن دل مین یہ ٹھہرے اور پیکان ہو گئے
ہو کر جامے سے وہ باہر تیغ عریان ہو گئے
کب نظر آئے وہ کب نظرون سے پنہان ہو گئے
گلفشانی کرتے کرتے گوہر افشان ہو گئے
چار پریون مین جہان بیٹھے سلیمان ہو گئے
پا برہنہ پا بزندان پا بجولان ہو گئے
ایسے کتنے چاند زیر خاک پنہان ہو گئے
دشمنون کو کیا ہوا تھا جو پریشان ہو گئے
یہ خبر اُن کو نہین کب پہ قربان ہو گئے
آخر اُن کے گیسوِ پیچان پریشان ہو گئے

شاعری اپنی جنون مین رنگ لائی اے **جلیل**
شعر کے مصرع بہم دست و گریبان ہو گئے

جاتے ہی شب وصل چلے وہ مرے گھر سے
ہان تیر لگاؤ تو کوئی سیدھی نظر سے
ہے شام سے زورون پہ یہان پنجۂ وحشت
کہتے ہین ستم جسکو تمہارا وہ کرم ہے

منہ اپنا چھپاتے ہوئے دامان سحر سے
ہم داد تمہین دینگے لب زخم جگر سے
اے چرخ خبردار گریبان سحر سے
سر جسکو چڑھاتے ہو گراتے ہو نظر سے

اے شمع مری طرح تجھے چاہیے جلنا — اُٹھے جو دھواں دل سے تو اونچا ہو نہ سر سے
دامن کی ہوا دو تو شگفتہ ہو مرا دل — یہ غنچہ نہین ہے جو کھلے بادِ سحر سے
بجلی جو گری چرخ سے پھر پہونچی سرِ چرخ — لیکن وہ نہ سنبھلا جو گرا تیری نظر سے
ہین شکرِ عنایات سے غافل نہین قاتل — ہر تیر پر اک آہ نکلتی ہے جگر سے
بے لاگ لگاوٹ کے محبت کا مزہ کیا — کچھ سوز ادھر سے ہو تو کچھ ساز اُدھر سے
دیوار نئی گردِ کدورت نے اُٹھائی — ملتی نہین اب اُن کی نظر میری نظر سے
جب سوئے چمن کوچۂ محبوب سے آئی — گل کھول کے آغوش ملے بادِ سحر سے
ہلکا ہون جبین ضعف سے غیرت سے ہون بھاری — گڑ جاؤن زمین مین جو گرون تیری نظر سے
تو اے دلِ صد چاک رہے شانۂ دلدار — سایہ نہ اُٹھے زلفِ سیہ کا ترے سر سے
سب مہرِ درخشان نظر آتے نہین ذرے — مٹ جائین ابھی ہم جو تم اوجھل ہو نظر سے
اے ضعف تڑپنے کے مزے کھو دئے تو نے — اُٹھا نہین جاتا ہے مرے دردِ جگر سے
تم مجھسے ہو بیزار مگر یہ تو بتا دو — نالے مرے کیون ہو گئے بیزار اثر سے
ہین آہ سے گلزار مین کیون آگ لگاتا — جلتے ہین گل و لالہ مرے داغِ جگر سے
حسرت مری تربت پہ جلاتی ہے دل اپنا — یہ شمع کبھی گل نہ ہوئی بادِ سحر سے
مین یہ نہین کہتا کہ تم آئینہ نہ دیکھو — دیکھو مگر اے جانِ جہان میری نظر سے

اور آگ لگائیگا جلیل آپ کا رونا
بجھتی ہے کہین دل کی لگی دیدۂ تر سے

ہو جائین گے آگاہ مرے دردِ جگر سے — اتنا ہو کہ ملجائے نظر اُن کی نظر سے
تم نے جو کبھی تیر لگائے تھے نظر سے — بن بن کے وہی آہ نکلتے ہین جگر سے

ایسا تجھے لازم تھا نہ اے بیخودیِ وصل
وہ گھر مین جو آئے تو نکالا مجھے گھر سے

مشکل ہے کہ ہو حسن و محبت مین جدائی
وہ دل سے ہین نزدیک جو ہین دور نظر سے

ہان دیکھ کے تیور ہی ہوا خاتمہ اپنا
اب آپ نکالا کرین تلوار کمر سے

دیتا ہے مزہ آپ کے بسمل کا فسانہ
سنئیے تو کسی روز لبِ زخمِ جگر سے

دربارِ محبت کے ہین آداب نرالے
آتے ہین یہان لوگ کفن باندھ کے سر سے

تعلیمِ ادا کی انہین حاجت نہین ہوتی
بُت آتے ہین سیکھے ہوے اللہ کے گھر سے

آتے ہین وہ جس بزم مین کہتی ہے یہ چتون
ہشیار رہو دل سے خبردار جگر سے

کچھ اور تو یان نذر کے قابل نہین لیکن
کچھ سجدے ترے در کے لگا رکھے ہین سر سے

شاعر کے لئے دردِ محبت بھی ہے درکا
وہ شعر ہے کیا شعر جو خالی ہو اثر سے

افسردہ ہوا دل مگر ارمان ہین باقی
پروانے ہین کچھ لپٹے ہوے شمعِ سحر سے

اے چرخ رُلائیگی کہان تک شبِ ہجران
اب پونچھ دے آنسو مرے دامانِ سحر سے

اے شمعِ لحد اور ذرا دیر ٹھہر جا
ہونا نہ پڑے مجکو خجل بادِ سحر سے

رات اپنی عجب رات ہے دن اپنا عجب دن
یہ شام سے مایوس وہ محروم سحر سے

جب آتے ہین سن جاتے ہین الفت کا فسانہ
کچھ میرے لبِ خشک سے کچھ دیدۂ تر سے

اے چرخ قیامت تو اُٹھی ہاتھ سے تیرے
برقع شبِ غم کا نہ اُٹھا روئے سحر سے

پھر تیغِ تبسم سے اگر آپ نے چھیڑا
ہو گی نہ ہنسی ضبط مرے زخمِ جگر سے

وہ رند ہون پابند نہین دخترِ رز کا
اک یہ بھی ہے وابستہ مرے دامنِ تر سے

کہہ دو تو جلیل اور بھی طوفان بپا ہو
جو بات ٹپکتی ہے ترے دیدۂ تر سے

دل اگر تڑپے تو یارب کچھ مزا پیدا کرے
درد دے ایسا کہ تاثیرِ دوا پیدا کرے

پھول سے موتی صدف سے موتیا پیدا کرے
ہے وہ قادر جس سے جو چاہے خدا پیدا کرے

ہے وہی جلنے کا اک مضمون زبانِ شمع پر
بات کرنا جو نہ جانے بات کیا پیدا کرے

اک ذرا چٹکی سے ملکر دیکھئے دل کی بہار
بوئے گُل دینے لگے رنگِ حنا پیدا کرے

کب مسیحا جان سکتا ہے کسی کے دل کا حال
دردِ دل کہنا ہو تو درد آشنا پیدا کرے

بن نہین پڑتی شبِ وعدہ بُتِ عیار سے
دے چکا ہے وہ زبان اب بات کیا پیدا کرے

گُل جہان کھلتے تھے وان ہمنے دل اپنا رکھدیا
آج دیکھین کیا اثر بادِ صبا پیدا کرے

کوئی کیونکر جان دیدے اُسکو ہنستے بولتے
چاہیے پہلے قضا تیری ادا پیدا کرے

بات جو تیرِ مژہ مین ہے وہی کس تیر مین
ہو خلش جتنی سوا لذت سوا پیدا کرے

ہے دلِ پُرخون سے ہمرنگی کا دعوی اے حنا
جب مین جانون پسکے تو بوئے وفا پیدا کرے

جس کا غازہ عہدِ طفلی مین ہو خونِ عاشقان
دیکھئے اُسکی جوانی رنگ کیا پیدا کرے

موسمِ گُل رازِ مستی کا ہے دشمن ساقیا
کیا عجب ہے ٹوٹ کر توبہ صدا پیدا کرے

حُسنِ یکتا کے خدا وحدت مین کثرت دیکھئے
ایک صورت اور لاکھون دلمین جا پیدا کرے

نعتیہ

آفرینش سے مرادِ اُسکی تمہاری ذات تھی
تمکو پیدا کرچکا اب اور کیا پیدا کرے

قدردان جسکو شہِ آصف سا ملجائے جلیل
نام پھر کیون کر نہ وہ نامِ خدا پیدا کرے

سُرخروئی بے پسے کیونکر حنا پیدا کرے
خون ہو جب دل تو رنگِ مدعا پیدا کرے

کہتے ہو دل آرزوئے دلربا پیدا کرے
آرزو جب خون ہو جائے تو کیا پیدا کرے

جان جس کے ہاتھ مین ہے کاش وہ تمپر مجھے
بارہا صدقے کرے اور بارہا پیدا کرے

کہہ چکے ہم جسکو یوسف بک گئے ہم جسکے ہاتھ
ہاے وہ ہر روز اک گاہک نیا پیدا کرے

چرخ سے کہدو طبیعت ہی مری جدت پسند
غم ہوا گہنہ کوئی مضمون نیا پیدا کرے

ہو رسائی تیرے قدمون تک خدا کی شان ہے
بات جو ہم سے نہ پیدا ہو حنا پیدا کرے

وصل کی امید تو پیدا ہوئی تدبیر سے
دیکھئے اب خوبیِ تقدیر کیا پیدا کرے

روز نظارہ نہو لیکن رہے اتنا خیال
یاد کر لے مجکو جب کوئی ادا پیدا کرے

اُس کا جلوہ دلنشین رخ دلنشین خود دلنشین
پھر خیالِ غیر کیونکر دل مین جا پیدا کرے

صورت و سیرت مین یکسان ہون حسین تو لطف کیا
چاہیے ہر پھول رنگ و بو جدا پیدا کرے

آئنہ بننے کو دل بن جاے اسپر ناز کیا
بات جب ہے کوئی صورت آشنا پیدا کرے

یون تو ہر غمزے پہ اپنے ناز ہے اُنکو مگر
وہ سوا پیارا ہے جو آفت سوا پیدا کرے

بُت بنو تو یون بنو ترسین عدو بھی بات کو
بات اتنی تو لبِ معجز نما پیدا کرے

غیر پر ہو کیا بھروسا جب ہوا اپنو نکا یہ حال
مین جو پنہان ہون تو مجکو نقشِ پا پیدا کرے

میری وحشت کا تقاضا ہی کہ خلاقِ جہان
اور اک عالم دو عالم کے سوا پیدا کرے

دل کسی کے ہجر مین افسردہ رہتا ہے جلیل
ایسی حالت مین کوئی مضمون کیا پیدا کرے

مار ڈالا مسکرا کر ناز سے
ہان مری جان پھر اُسی انداز سے

ہجر کی شب راہ دیکھے موت کی
یہ نہو گا آپکے جان باز سے

کس نے کہدی اُن سے میری داستان
چونک چونک اُٹھتے ہین خوابِ ناز سے

پھر وہی وہ تھے وہان اور کچھ نہ تھا
جس طرف دیکھا نگاہِ ناز سے

نوچ ڈالے خود قفس مین بال و پر
تنگ آ کر حسرتِ پرواز سے

ڈھونڈتا ہون اُسکو جس بیدرد نے
لاکھ فتنون کا ہے گویا جا گنا
دردِ دل پہلے تو وہ سُنتے نہ تھے

تیر مارے ہین نگاہِ ناز سے
ایک اُٹھنا اُن کا خوابِ ناز سے
اب یہ کہتے ہین ذرا آواز سے

مٹ گئے شکوے جب اُس نے اے جلیل
ڈالدین بانہین گلے مین ناز سے

شب بھر جو آپ زلفِ معنبر بنائین گے
آنے تو دو عروج یہ حُسنِ شباب کو
اُنکی مژہ سے حضرتِ دل کا یہ قول ہے
حیران کرین گے حُسن سے آئینے کی طرح
آنکھون سے یون نہ جائیگی دیدار کی ہوس
داغون کی ہین اگر یہی آتش فروزیان
دل مین رہے تھے آکے وہ دو روز کے لئے
زینت کا ہے یہ شوق تو نظّارہ ہو چکا
بچپن ہی سے یہ کہتے ہین انداز آپ کے
آسان نہین ہے منزلِ مقصود تک گزر

بگڑی کسی غریب کی کیونکر بنائین گے
عارض تمہارے چاند کو اختر بنائین گے
چھالا نہین گے ہم تجھے نشتر بنائین گے
انسان سے یہ بُت ہمین پتھر بنائین گے
ہم ان کو آئنے کا ترے گھر بنائین گے
دل کو سپند سینے کو مجمر بنائین گے
کیا جانتے تھے ہم کہ اُسے گھر بنائین گے
آئینے کو وہ سدِّ سکندر بنائین گے
جو اہلِ دل ہین وہ ہمین دلبر بنائین گے
دل کو رفیقِ شوق کو رہبر بنائین گے

دل مین جو آگئی ہے اُسے کہدواے جلیل
بگڑین گے بھی تو کیا وہ بگڑ کر بنائین گے

چاہیئے دنیا نہ عقبے چاہیئے
مین کہون دل دیکھے اب کیا چاہیئے

جو تجھے چاہے اُسے کیا چاہیئے
تم کہو تیرا کلیجا چاہیئے

سامنا پہلے پہل ہے یار کا
آج کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے

زندگی کیا جو بسر ہو چین سے
دل مین تھوڑی سی تمنا چاہیے

آجتک سنتے ہین دشتِ نجد مین
کوئی کہتا ہے کہ لیلےٰ چاہیے

رات بھر مین شمعِ محفل جل بجھی
چاہیے اُسکو تو ایسا چاہیے

مجکو اے وسعت دو فرشِ زمین
بیٹھ رہنے کو ٹھکانا چاہیے

تابِ نظّارہ ان آنکھون کو کہان
دیکھنے والون سے پردا چاہیے

لو گلہ ہونے لگا فریاد کا
دل دُکھانے کو کلیجا چاہیے

غیر نے چاہا اگر چاہا کرے
مہربان تمکو نہ ایسا چاہیے

مار ڈالا ہاے جس امید نے
کہتی ہے کچھ اور جینا چاہیے

روئے لیلےٰ بہرِ مجنون ہر طرف
چشمِ مجنون بہر لیلےٰ چاہیے

یہ جگر اور آئے دن کی سختیان
ایک پتھر کا کلیجا چاہیے

خواب مین آئے کو یوسف سیکڑون
خواب کو چشمِ زلیخا چاہیے

وہ جنون زا موسمِ گل جا چکا
اب تمہین عاشق سے پردا چاہیے

حضرتِ دل سا کوئی قانع کہان
صرف اِن کو دین و دنیا چاہیے

کہتی ہے ساقی بہارِ سرو و گل
ارتباطِ جام و مینا چاہیے

مجکو دیکھو اور میری آرزو
اک حسین اچھے سے اچھا چاہیے

وہ بہت دیر آشنا ہے اے جلیل
آشنائی کو زمانا چاہیے

ہٹا دے اپنے چہرے سے نقاب اے یار تھوڑی سی
نکلنے دے خدارا حسرتِ دیدار تھوڑی سی

ہوا پورا نہ یہ ارمان بھی قاتل کی نزاکت سے
گلے پر میرے چلکر رہگئی تلوار تھوڑی سی

اثر ہو یا نہو حالت مری اُن سے بیان کر دون
کرین تکلیف میرے ہمدم و غمخوار تھوڑی سی

تمنّا ہے کہ تیرے ہاتھ سے پینے کو ملجائے
نہین پروا بہت سی ہو کہ ہو اے یار تھوڑی سی

کوئی بوسے کا طالب ہے کوئی ہے وصل کا خواہان
نگاہ لطف ہے تیری ہمین درکار تھوڑی سی

بڑی قسمت ہو اُن کی جو پڑے ہین آپکے در پہ
جگہ ہمکو بھی ملجائے بس دیوار تھوڑی سی

کہا تھا مین نے گورے گال پر کیا خوشنما تل ہے
اسی پر میرے اُنکے ہو گئی تکرار تھوڑی سی

لحد والے بہت مشتاق ہین شورِ قیامت کے
سنا دو چلکے تم پازیب کی جھنکار تھوڑی سی

تری چبھتی ہوئی مژگان کا پورا لطف تو جب ہے
کہ تھوڑی سی ہو دلمین اور دلکے پار تھوڑی سی

خطا میری نہ تھی کچھ وہ رقیبون پر برستے تھے
ادھر بھی آگئی تقدیر سے بوچھار تھوڑی سی

ہزارون کی تمنّا آپکے ہاتھون ہوئی پوری
جلیلِ زار کی بھی عرض ہے سرکار تھوڑی سی

مرنیوالے خوب چھوٹے گردشِ ایام سے
سو رہے ہین پاؤن پھیلائے ہوئے آرام سے

اور تو مطلب نہین کچھ ہمکو دورِ جام سے
ہان عوض لینا ہے ساقی گردشِ ایام سے

گرچہ ترکِ آشنائی کو زمانہ ہو گیا
لیکن ابتک چونک اُٹھتے ہین وہ میرے نام سے

اشتیاقِ میکشی کچھ میکشی سے کم نہین
ہم تو ساقی مست ہوجاتے ہین خالی جام سے

ہر طرح اپنے دلِ مضطر کو ٹھہراتا ہون مین
مدعا یہ ہے کہ تم دل مین رہو آرام سے

میکدے کا راز پردے ہی مین رہنا خوب تھا
دیکھ ساقی شیشہ کچھ کہتا ہے جھک کے جام سے

بال و پر نے ساتھ چھوڑا ہمصفیرونکی طرح
اب ہین یکسان ہم چھوٹین یا نہ چھوٹین دام سے

ہم مسافر تھے اگر قاتل کی مرضی دیکھتے
تیغ کے سایے مین دم بھر بیٹھتے آرام سے

شمعِ حسرت ہون یہان کیا ہے بجز سوز و گداز — صبح تک ہے فیصلہ رونے جو بیٹھون شام سے

دل کو لوٹا رفتہ رفتہ چشمِ مستِ یار نے — شیشہ ہو جاتا ہے خالی ملتے ملتے جام سے

دل تڑپتا ہے مرا تڑپے خوشی کی بات ہے — آپ پہلو مین جمے بیٹھے رہین آرام سے

آجتک مینوش آنکھون سے لگاتے ہین اُسے — تو بہ ٹوٹی تھی مری جس ٹوٹے پھوٹے جام سے

بادشاہِ حُسن ہو تم کچھ تدارک چاہیے — دردِ دل رہنے نہین دیتا مجھے آرام سے

زُلفِ سُنبل نکہتِ گل موجِ سبزہ موجِ آب — باغ مین کوئی جگہ خالی نہ دیکھی دام سے

آفتین ساری جبھی تک تھین کہ تھی تم سے امید — اب ہماری بھی گزرتی ہے بڑے آرام سے

ہم فقیرِ میکدہ ساقی ہمین کیا چاہیے — ہے وہی کافی چھلک جاتی ہی جتنی جام سے

بے نشان تجکو سمجھ کر صبر آجاتا مجھے — پر یہ مشکل ہے کہ مین واقف ہون تیرے نام سے

کیا بلا ہے اے فلک دن اپنے پھرتے ہی نہین — تھی بڑی امید ہم کو گردشِ ایام سے

کیا خدا کی شان ہے جنکا وظیفہ تھا جلیل
آج وہ کہتے ہین مین واقف نہین اس نام سے

سان پر تم نے اگر تیغِ جفا رکھی ہے — ہم نے بھی گردنِ تسلیم جھکا رکھی ہے

دیکھنے والون سے آنکھ اُسنے چرا رکھی ہے — قابلِ دید تھی جو چیز چھپا رکھی ہے

تیرے کھچنے سے تو جھگڑا نہین چکتا قاتل — کھینچ اسکو بھی کمر سے جو لگا رکھی ہے

قدمِ یار پہ گرنے کی ہوس ہے اے چرخ — تو نے کسدن کو یہ اُفتاد اٹھا رکھی ہے

دوستی کی تو ہے اغیار سے پھر جھیکین گے — وہ سمجھتے ہین کہ ہر دل مین وفا رکھی ہے

حسنِ یوسف سے فقط مصر کا بازار تھا گرم — آپ نے چار طرف آگ لگا رکھی ہے

سامنا اُس کا زمانے مین کہان ہوتا ہے — یہ قیامت بھی قیامت پہ اُٹھا رکھی ہے

سخت جان بھی کوئی جانباز نکل آتا ہے — ایسے موقع کے لئے تیغ ادا رکھی ہے

اور تو خاک نہین کچھ دلِ ویران مین مگر — ہمنے تھوڑی سی تری آس لگا رکھی ہے

ہمتو بیتاب ہین دل تھامے ہوئے بیٹھے ہین — آپ کہتے ہین کوئی چیز چھپا رکھی ہے

بانٹتی پھرتی ہے سب مین اُسے چشمِ موسیٰ — تونے دولت جو قیامت پہ اُٹھا رکھی ہے

بات کرتی نہین تصویر تمہاری ہم سے — ساتھ صورت کے یہ سیرت بھی اُڑا رکھی ہے

کیا نہ تھا کوئی گلے اس کو لگا لینے والا — تم نے تلوار کمر سے جو لگا رکھی ہے

غیر کیون ہوتے ہین شامل مری رسوائی مین — کون سی بات مرے دل نے اُٹھا رکھی ہے

شوق کا خون شبِ وعدہ ہوا جاتا ہے — تمنے منھدی کی بُری شاخ لگا رکھی ہے

قطع امید جو ہو جاے تو مین کیون تڑپون — اک یہی رگ مرے قاتل نے لگا رکھی ہے

خوبرویون کی ادا بھی اک ادا ہے لیکن — شوخی و ناز نے تلوار ربار رکھی ہے

ہو چکے ہوتے ہم اے جان تصدق کب کے — آہِ کمبخت نے اک سانس لگا رکھی ہے

تجھ سے اے ساقیِ بے مہر یہ امید نہ تھی — ایک ساغر کے لئے آنکھ چُرا رکھی ہے

بیکسی دیکھ کے احباب کا دل جلتا ہے — میری تُربت پہ نئی شمع جلا رکھی ہے

اُسکی قدرت کا مین ہون دیکھنے والا جسنے — تیری جادو بھری آنکھون مین حیا رکھی ہے

حسرتِ دید ہے کیا شے کوئی ہم سے پوچھے — یہ لگی وہ ہے کہ آنکھون سے لگا رکھی ہے

کیا قیامت ہے وہ دل توڑ رہے ہین میرا — اس گمان پر کہ کوئی بات چھپا رکھی ہے

دین و ایمان دل و جان عشق مین کھو بیٹھے ہم — سبکو رونے کے لئے آنکھ بچا رکھی ہے

تم لئے بیٹھے رہو بازِ محبت دل مین — چشمِ پُر خون نے یہان آگ لگا رکھی ہے

تیغ خوش آب کی تعریف وہ یون کرتی ہین — یہ دوا حلق سے اُتری کہ شفا رکھی ہے

سُوجھتا ہی نہین کچھ جوشِ جوانی مین ہمین
کس قدر خاک اس آندھی نے اُڑا رکھی ہے

بد گمان ہمسے خدا کے لئے کیون ہوتا ہے
آرزو ہے تری جو دل سے لگا رکھی ہے

مین ترستا ہون وہان بے خبری ہے الحمد
ایسی کس نے مرے ساقی کو پلا رکھی ہے

کچھ مرے گوہرِ مضمون تو نتھے ایسے **جلیل**
آبرو حضرتِ **آصف** نے بڑھا رکھی ہے

بنی ہے جان پہ جانے کی تم نے خوب کہی
مرا یہ حال پھر آنے کی تم نے خوب کہی

لگا وُہ تیر انہین جن سے آنکھ لڑتی ہے
مجھے نشانہ بنانے کی تم نے خوب کہی

منائین وہ تمہین جس نے کوئی خطا کی ہو
بگڑ کے مجھ سے منانے کی تمنے خوب کہی

یہان تو خواب کا آنا خیال مین بھی نہین
ہمارے خواب مین آنے کی تمنے خوب کہی

مجھے زمانہ بُرا کہہ رہا ہے کہنے دو
غرض ہے تم سے زمانے کی تمنے خوب کہی

جمے ہوئے ہین قدم اُن کے ناصحو دل مین
ہٹون سے ہاتھ اُٹھانے کی تم نے خوب کہی

جمال ہوش ربا خط و خال ہوش ربا
یہ مجھ سے ہوش مین آنے کی تمنے خوب کہی

کہا تھا دردِ دل اسواسطے کہ داد ملے
مرے بیان پہ فسانے کی تمنے خوب کہی

کہا جو تیر لگانے کو دل پہ فرمایا
یہ ایک بات ٹھکانے کی تمنے خوب کہی

کہین یہ سوزِ جگر بھی مٹا ہے رونے سے
لگا کے آگ بجھانے کی تمنے خوب کہی

دکن مین آج بھی قدرِ کمال ہوتی ہے
**جلیل** اگلے زمانے کی تمنے خوب کہی

جانا ہوائے صبا جو مدینے نصیب سے
کہنا مرا اسلام خدا کے حبیب سے

تم دلربا ہو تم سے کہون آرزوئے دل
اچھا نہین مرض کا چھپانا طبیب سے

اک پھول بھی پہاڑ ہے عاشق کے کیواسطے
داغ فراق گل نہ اُٹھا عندلیب سے

غفلت سے اپنی پوچھ دو یہ بات تم مجھے
کیا اب کوئی امید نہ رکھون نصیب سے

عشاق سے ہے شہرۂ معشوق خلق مین
اُڑتے ہین پھول بال و پر عندلیب سے

حسرت نے بڑھ کے سینے پہ برچھی رسید کی
ناوک نکل گیا جو ہمارے قریب سے

قاصد سے کچھ نہ ہو مگر اپنا یہ حال ہے
جیسے مریض کو ہو تسلّی طبیب سے

انجام یہ ہوا کہ قفس توڑنا پڑا
پوچھا جو ماجراے چمن عندلیب سے

کھینچا تھا دل سے تیر جو قاتل نے یاد ہے
یارب جدا نہو کوئی اپنے حبیب سے

ہم کیا کھلائین گے غم جانان کو لخت دل
کھاتے ہین سب جہان مین اپنے نصیب سے

قسمت نے خوش کیا نہ کسی بات سے ہمین
وصل حبیب سے نہ وصال رقیب سے

اہل زبان کہین بھی ہون رہتے ہین گلفشان
گلزار ہو رہا ہے قفس عندلیب سے

لے اُڑ کے میری خاک نہ دامن جبھی سہی
تم دیکھ لو نکل کے لحد کے قریب سے

پرزے اُڑا کے رکھدیے دامان وجیب کے
کیا ایسی بات گل نے کہی عندلیب سے

تمنے تو اپنے چلتے کمی کی نہین کوئی
جیتا رہا مین آجتک اپنے نصیب سے

اے شمع جان لے کے بھی ٹھنڈی نہ تو ہوئی
کیا اور چاہتی ہے پتنگے غریب سے

کہتے نہ تھے یہ ہم کہ چمن ہے بہشت کا
آیا کوئی پلٹ کے نہ کوئے حبیب سے

ہو رشک تو اُسے جو تمہین جانتا نہو
مجھسے نہین نبھی تو نبھے گی رقیب سے

غم تھا جو اپنے حصے مین اُس سے بھی یاس ہے
غمخوار کتنے ہوگئے پیدا نصیب سے

جس نے مرض دیا ہے وہی چارہ ساز ہے
کیون اپنے دل کا درد کہون مین طبیب سے

اک دور کی جھلک نے تو ہمکو لٹا دیا
اللہ رے آنکھ جو تجھے دیکھے قریب سے

لڑتے اگر نصیب تو ہان ایک بات تھی
مجکو کہان دماغ کہ جھگڑون رقیب سے

خامی ترے خیال کی ہو ورنہ اے جلیل
تجکو ترا یہ درد ہے کیا کم طبیب سے

غنیمت ہے جو پہلو مین دلِ ناشاد باقی ہے
ابھی اس مین خدا رکھے کسی کی یاد باقی ہے

غم اتنا اپنے مٹنے کا نہین جتنا ہے غم اس کا
کہ اُس بیداد گر کو حسرتِ بیداد باقی ہے

کبھی سرمایہ دارِ عشق ہم بھی تھے مگر ابتو
کچھ آنسو چشمِ تر مین لب پہ کچھ فریاد باقی ہے

ترا دام و قفس آنکھون پہ لیکن عرض ہے اتنی
بہارِ گل ابھی کچھ کچھ مرے صیاد باقی ہے

مٹے جھگڑا کہین یہ بھی نصیبِ یاس ہو جائے
جو تھوڑی سی تمنائے دلِ ناشاد باقی ہے

ترے صدقے ہزارون کو تو اپنا کر لیا تونے
مری قسمت کا بھی پھندا کوئی صیاد باقی ہے

بہارِ لعل و لالہ کہہ رہی ہے کوہسارون مین
کہ ابتک گرمیِ خونِ سرِ فرہاد باقی ہے

اُڑا کر بال و پر کیون ہاتھ کھینچا ہم اسیرون سے
ابھی تو حسرتِ پرواز اے صیاد باقی ہے

مسلکر رکھدیا مایوسیون نے دلکو غربت مین
کہین منہ سے یہ نکلا تھا وطن کی یاد آتی ہے

تپ غم سے شفا کب دیکھئے اللہ دیتا ہے
مسیحا کر چکے میری دوا جلاد باقی ہے

جنون آباد الفت مین ہزارون قیس و وامق تھے
اب اُن سب مین جلیل اک خانمان برباد باقی ہے

میرے قاتل کا زمانے سے جدا انداز ہے
تیر برچھی تیغ جو سمجھو نگاہِ ناز ہے

ایک شوخی کیا ادا ہے عشوہ ہے انداز ہے
سب مین لیکن ناز ہے جسپر اُنہین وہ ناز ہے

دل کے حق مین ایک آفت وہ نگاہِ ناز ہے
مثلِ مرگِ ناگہانی تیر بے آواز ہے

آنکھون آنکھون مین کہا ساقی نے میخوارون سے آج
دو پیالون مین ہے جو کچھ میکدے کا راز ہے

نازنین معشوق کو جلاد کہنا ہے گناہ
جو گلے پر پھیر دیتا ہے چھری وہ ناز ہے

رہ چکے قیدی ترے دیوانہ نازک مزاج
یان گران زنجیر سے زنجیر کی آواز ہے

بیوفا کہہ کہکے مجکو مُسکراتے جائیے
ہان مری جان جان لینے کا یہی انداز ہے

جیسے بو غُنچے سے پھوٹے وہ ہے صورت آجکل
شق ہوا جاتا ہے دل کھُلنے پر اپنا راز ہے

ناز اُٹھاتے ہی اُٹھاتے عمر آخر ہوگئی
ہم نہ سمجھے تھے کہ ظالم تو سراپا ناز ہے

گفتگو کرتے تو ہو موسیٰ ذرا سنبھلے ہوے
ہوش پر بجلی گراتی ہے یہ وہ آواز ہے

دام مین ہون یا قفس مین خوب تنہائی نہین
مین جہان ہون ساتھ میرے حسرت پرواز ہے

خوبرو کیا کیا چھپاتے ہین مگر چھپتا نہین
ہائے جو بن بھی کسی بیچین دل کا راز ہے

کہدیا مین نے کوئی لیتا ہے دلمین چٹکیان
اب یہ تو جانے ترا انداز ہے یا ناز ہے

تو سہی پہچان لون تجکو ہجوم حشر مین
شکل گو دیکھی نہین گوش آشنا آواز ہے

آنکھ لڑتے ہی جو نکلی آہ دل سمجھا یہ مین
تیر تھی اُن کی نظر یہ تیر کی آواز ہے

چلتے ہین اٹکھیلیون سے وہ تو اُن کے ساتھ ساتھ
کہتی جاتی ہے قیامت ہائے کیا انداز ہے

گوش ولب کو آشنا کیون کیجیے کیا فائدہ
میرے تیرے دلمین جو ہے ایک ہی وہ راز ہے

مرغ دل کو سوزِ الفت نے بنایا ہے سپند
اس کے حق مین شعلہ آتش پر پرواز ہے

نکلواسے ذوقِ اسیری تاب ہلنے کی نہین
لوگ سمجھے ہین مری زنجیر بے آواز ہے

زخم دل کے توڑ کر ٹانکے یہ ظالم نے کہا
ایک یہ بھی مُسکرانے کا مرے انداز ہے

پھُول اڑتے آگے سے دیکھا تو ہوگا باغبان
یہ حقیقت ہے مری اتنی مری پرواز ہے

حُسنِ جانان کی ترقی کا تقاضا ہے یہی
کہئے ہر انداز پر یہ اور یہی انداز ہے

نالے شکوے سب دلِ خستہ سے دسن لو چھیڑ کر
ٹوٹے پھوٹے ساز مین سو طرح کی آواز ہے

ہو رہا تھا تذکرۂ محشر کا اُن کے سامنے
وہ ہوئے چلتے یہ کہکر یہ بھی اک انداز ہے

حُسن والون مین کوئی پوچھے نہ پوچھے اے جلیل
عشقبازون مین تو آج اپنا بڑا اعزاز ہے

توبہ جب توڑیے پیدا یہ صدا ہوتی ہے
ہاے کیا چیز مے ہوشربا ہوتی ہے

قبرِ عاشق کی اُداسی بھی بلا ہوتی ہے
شمع کہتی ہے مری روح ہوا ہوتی ہے

ہم ترستے ہین رقیبون پہ جفا ہوتی ہے
کونسا جرم ہے جسکی یہ سزا ہوتی ہے

عالمِ قید مین بھی روح رہا ہوتی ہے
کچھ عجب حالتِ اربابِ فنا ہوتی ہے

اے فلک دلشکنی کی تو ہے یہ یاد رہے
آہ ٹوٹے ہی ہوے دلکی رسا ہوتی ہے

روے معشوق سے اُس کا ہے اُٹھانا دشوار
لاکھ پردون کا جو اک پردہ حیا ہوتی ہے

آپ زخمون پہ نمک یون ہی چھڑکتے جائین
لذتِ درد تڑپنے سے سوا ہوتی ہے

کبھی اس بُت کا نظارہ ہے کبھی اُس بت کا
پردے پردے مین یہان یادِ خدا ہوتی ہے

تلخ کامی کا محبت مین ہے شکوہ بیکار
جیسا ہوتا ہے مرض ویسی دوا ہوتی ہے

ہین زبانین مژۂ تر کی فقط کہنے کو
بات دل کی کہین آنکھون سے ادا ہوتی ہے

کیا اثر دردِ جدائی کا ہے اللہ اللہ
نامِ تاثیر سے بیزار دوا ہوتی ہے

دل سے پیکان جو کھچا ساتھ ہی آئی آواز
جسم سے جان اسی طرح جدا ہوتی ہے

دلربائی مرے ساقی کی جو ہوتی ہے شریک
تب کہین دخترِ رز ہوشربا ہوتی ہے

رنگ چہرے سے اُڑا خواب اُڑا آنکھون سے
کوچۂ عشق مین کیا تیز ہوا ہوتی ہے

خوب اُستاد ملا حُسنِ ستمگر تجھکو
مٹگئے لاکھون ابھی مشق جفا ہوتی ہے

پونچھتا کون ہے یان شمعِ لحد کے آنسو
کچھ جو ہوتی ہے ہوا خواہ صبا ہوتی ہے

زور چٹکی مین نہین خاک چلے تیر اپنا
منفعل ہونٹوں پہ آ آ کے دعا ہوتی ہے

چاٹ دی خوب ہی خونِ شُہدا کی تم نے
اب کہان ہاتھ سے تلوار جدا ہوتی ہے

عشق مین آہ کے گُل کھلتے ہین یا اشکون کے
اس گلستان کی عجب آب و ہوا ہوتی ہے

رنگ لیے ہاتھ مرا خونِ تمنّا ملکر
اب بلا آپ کی پابندِ حنا ہوتی ہے

خاک مین چرخ ملاتا ہے ملانے دو جلیل
اور بھی آئینۂ دل کی جلا ہوتی ہے

یون تو اُسکی ہر ادا ہوش ربا ہوتی ہے
جو ذرا شوخ نکلتی ہے قضا ہوتی ہے

گلگون مین وہی مقبول حنا ہوتی ہے
جس مین آمیزشِ خونِ شُہدا ہوتی ہے

پھر سُنا ہے کہ وہان مشقِ جفا ہوتی ہے
آجکل پھر مرے جینے کی دعا ہوتی ہے

دردِ دل سُن کے علم تیغِ جفا ہوتی ہے
کچھ جو کہیے تو یہ کہتے ہین دوا ہوتی ہے

کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ نظر قاتل کی
جانستان ہوتی ہے یا روح فزا ہوتی ہے

دو دو چھُریان لیے رہتا ہے حسینوں کا شباب
شان ہوتی ہے جدا آن جدا ہوتی ہے

بیچ مین تم نہ اگر ہو تو فلک سے پوچھون
نارسا ہوتی ہے یا آہِ رسا ہوتی ہے

دولتِ حُسن جوانی ہو مبارک تم کو
کبھو خیرات بھی کچھ راہِ خدا ہوتی ہے

باغ مین شوخیِ رفتار کا موقع کیا ہے
دیکھئے دیکھئے پامالِ حنا ہوتی ہے

لن ترانی جو سُنی دل مین کہا موسیٰ نے
حُسن کی شان بھی کیا شانِ خدا ہوتی ہے

اب کہان آپ مین عشاق چلی بادِ بہار
ہوش اُڑانے مین تو آندھی یہ ہوا ہوتی ہے

دل جو لینا ہو کسی کا تو نگہ ہو کہ ادا
ایک سے ایک لگاوٹ مین سوا ہوتی ہے

فائدہ نامہ و پیغام سے کچھ خاک نہین
ہان یہ ہوتا ہے کہ تسکین ذرا ہوتی ہے

ناوک اندازیِ مژگان کوئی اُسدم دیکھو
ملکے جب آنکھ سے وہ آنکھ جدا ہوتی ہے

کوستا ہے لبِ جان بخش سے کوئی مجکو
میں سمجھتا ہون مری عمر سوا ہوتی ہے

بات ہی کیا ہے کسی سے جو نہین وہ ملتے
اُن کی ہر بات زمانے سے جدا ہوتی ہے

چٹکیان لے کے مرے دل میں کہا ظالم نے
یان گنہگار کو ایسی ہی سزا ہوتی ہے

وصل مین شرم وحیا دیکھکے حیرت ہی مجھے
ایسے موقع پہ وہ شوخی تری کیا ہوتی ہے

آرزو خلد کی حورون کی تمنا زاہد
ایسے دل سے بھی کہین یادِ خدا ہوتی ہے

ٹھنڈے ٹھنڈے مرے سینے پہ نہ رکھو کوئی ہاتھ
آتشِ دل کی بھڑک اور سوا ہوتی ہے

ملگئی شاہ کے قدمون مین جگہ مجکو جلیل
اس طرح ہوتی ہے قسمت جو رسا ہوتی ہے

رکھین نہ آپ گُل کو مرے دل کے سامنے
بسمل شگفتہ ہوگا نہ بسمل کے سامنے

مجنون ذرا نظر تو جما دل کے سامنے
محمل مین جو نہین وہ ہے محمل کے سامنے

صیاد کو تلاش چھُری کی ہے کس لئے
نام بہار لیجے عنادل کے سامنے

ناقہ چلا ہے نجد کو لیلےٰ کی ہے دعا
پردہ اُٹھے تو قیس ہو محمل کے سامنے

کیا بیخودیِ شوق ہے الفت کی راہ مین
منزل کی جستجو مین ہون منزل کے سامنے

اب قسمت آزمانے کی صورت ہے اک یہی
تلوار رکھدون کھینچکے قاتل کے سامنے

یان مثلِ شمع سینے سے اُٹھنے لگا دھوان
کس نے بھری یہ آہ مرے دل کے سامنے

جو چاہے عاشقون پہ ستم کرلے سنگدل
دل کو نہ توڑ بہرِ خدا دل کے سامنے

آدابِ قتلگاہ سکھاتی ہے سبکو تیغ
گردن رہے جھکی ہوی قاتل کے سامنے

ایسا تجھے تصورِ مژگان نہ چاہیے
نشتر کا ذکر آبلۂ دل کے سامنے

تکلیفِ ذبح دیکے ہون کس درجہ منفعل
خنجر کی پشت ہو مرے قاتل کے سامنے

اُن کا بھی اب جو فضلِ خدا سے شباب ہے
کیا کیا وہ تنتے ہین مہِ کامل کے سامنے

آئینہ جوشِ گریہ سے بیتاب ہو گیا
مثلِ حباب پھوٹ بہا دل کے سامنے

یہ کہکے چاندنی میں کیا اُن کو بے نقاب
چھپتا نہیں ہے حق کبھی باطل کے سامنے

پایا ہے زیرِ تیغ عجب لطفِ زندگی
سرپیٹ لے جو کہدون یہ قاتل کے سامنے

پرَ کی طرح ہوا سے بہت دور جا پڑا
مین نے لیا دم آکے جو منزل کے سامنے

سب چاہتے ہین سینے مین پیکان رہے ترا
اُس دل کی قدر رہ گئی اس دل کے سامنے

رنگِ وفا جمانیکا موقع یہی تو ہے
رہنے دو میری لاش کو قاتل کے سامنے

تھا ذوقِ دید شوقِ شہادت کے ساتھ ساتھ
جھپکی نہ آنکھ خنجرِ قاتل کے سامنے

چلتا ہون سیرِ باغ کو اس شرط پر جلیل
سونگھے نہ کوئی پھول مرے دل کے سامنے

لایا نصیب ناوکِ قاتل کے سامنے
آیا ہمارے دل کا کیا دل کے سامنے

دعویٰ تھا اضطراب کا سیماب و برق کو
کوئی ٹھہر سکا نہ مرے دل کے سامنے

اس انفعال پر کوئی کس طرح مر نہ جاے
بیٹھے ہیں سر جھکائے وہ بسمل کے سامنے

جن کو دلِ شگفتہ ملا اُن کا قول ہے
جنت کی کچھ بساط نہین دل کے سامنے

اتنا تو اے فلک ہو کہ وہ ہاتھ ٹوٹ جائیں
جو پھول توڑتے ہیں عنادل کے سامنے

کیا ہو ابھی جو کوندکے بجلی گرے کوئی
بیٹھے تو ہو تڑپتے ہوئے دل کے سامنے

گل ہون کہ غنچے سب یہ مسافر چمن مین ہین
کوئی ہے دور کوئی ہے منزل کے سامنے

کیا محتسب نے شیشۂ مے پر ستم کیا
یہ تذکرہ کرو نہ مرے دل کے سامنے

کہتا ہے نور چہرہ کا چھنکر نقاب سے
ہلکا سا ابر ہے مہِ کامل کے سامنے

بیدردیون کا تجھسے عوض لے اگر ہمین
کیا بات ہے یہ درد بھرے دل کے سامنے

جانے کو یون تو جان گئی سر گیا مگر
صد شکر بات رہ گئی قاتل کے سامنے

آئینے مین وہ چھیڑ کے کہتے ہین عکس سے
چپ لگ گئی ہے کیسی مقابل کے سامنے

پروانہ ہے کیسے دیکھ لے وہ شمع رو مجھے
ہو گی جلی کٹی بھری محفل کے سامنے

اے لذتِ نظارہ یہ کیون کر سمجھ سکون
آنکھون کے سامنے ہے کہ وہ دل کے سامنے

ہے مدعا کہ شوق مین باہر نکل پڑے
بیٹھے ہین تیر جوڑے مرے دل کے سامنے

نکلے تھے سیرِ گل کو یہ دیکھا چمن مین آج
ٹکڑے ہین کچھ جگر کے عنادل کے سامنے

یارب بنادے آئنہ رُوے یار اسے
دل اُس کے سامنے رہے وہ دل کے سامنے

تلوار چل کے مانعِ رفتار ہو گئی
کشتون کے پشتے بندھ گئے قاتل کے سامنے

چہکین ریاض و مضطر و آہ اب کہین جلیل
رکھے ہین مین نے پھول عنادل کے سامنے

اُس نے تاکا تھا جگر تیر نظر سے پہلے
دل تڑپ کر یہ پکارا کہ ادھر سے پہلے

شمع دم بھر ہوئی ٹھنڈی نہ سحر سے پہلے
روتے گزری ہے مسافر کو سفر سے پہلے

جیسے جیسے درِ محبوب قریب آتا ہے
دل یہ کہتا ہے کہ پہونچون مین نظر سے پہلے

تیری منزل بھی ہے منزل کوئی اے شمع مزار
شام کے بعد چلی پہونچی سحر سے پہلے

دل پہ گھبرانے کی ادا خاص ہوا کرتی ہے
دیکھ لیتے ہین وہ دزدیدہ نظر سے پہلے

یار سے پردہ اُٹھانے کو ابھی کیا کیجیے
ہو لے دامن تو جدا دیدۂ تر سے پہلے

دونون مظلوم ہین کچھ بن نہین پڑتی دمِ حشر
دل سے فریاد ہو یہ پہلے کہ جگر سے پہلے

خوب ہو وصل کی شب مین جو وصال اپنا ہو
آپ رخصت ہون سحر کو مین سحر سے پہلے

موت کی یاد نے ہنجو وہین کر رکھا ہے — گھر کو چھوڑے ہوئے بیٹھے ہین سفر سے پہلے

پھر ستمگر تری ناوک فگنی دیکھون گا — دیکھلون مین تجھے حسرت کی نظر سے پہلے

راہ لین گے عدم آباد کی مرنے والے — آپ تلوار تو لین اپنی کمر سے پہلے

دونون مٹنے ہین برابر ہین مگر سنتا ہون — خاتمہ دل کا ہوا میرے جگر سے پہلے

رخ سے گیسو جو ہٹے دل کو شگفتہ پایا — کوئی غنچہ نہ ہوا پھول سحر سے پہلے

ہے حسینون مین اسی پر مجھے دعویٰ دل کا — جس نے دیکھا تھا لگاوٹ کی نظر سے پہلے

مین تو کہتا ہون لگانے دو گلے خنجر کو — وہ یہ کہتے ہین لگا لون مین کمر سے پہلے

پھر مزہ آئیگا آئینہ اگر دیکھو گے — دیکھ لو آپ کو تم میری نظر سے پہلے

اجنبی بن کے کوئی یار سے آنا پوچھ آئے — آپ ملتے تھے کسی خستہ جگر سے پہلے

بیحجابی جو یہی ہے تری شوخ آنکھونکی — رسم پردے کی اٹھے گی اسی گھر سے پہلے

شامِ غربت کا فسانہ نہ ابھی چھیڑا دل — پوچھلون حالِ وطن بادِ سحر سے پہلے

چھوڑ دو ساتھ ہی دونون کو تڑپنے کیلئے — دل سے تم ہاتھ اٹھاؤ نہ جگر سے پہلے

وہ اُدھر تیغ بکف ہین مین اِدھر آہ بلب — دیکھنا یہ ہے کہ چلتی ہے کدھر سے پہلے

کہ گیا آج وہ بیدرد گلے ملکے **جلیل**
ہم نہ واقف تھے ترے دردِ جگر سے پہلے

یون نہ ٹپکا تھا لہو دیدۂ تر سے پہلے — دیکھنا آگ لگی پھر اسی گھر سے پہلے

آنکھ قاتل کی پڑی تیغ دو سر سے پہلے — مل گیا زادِ سفر مجکو سفر سے پہلے

نامۂ یار پڑھون گا ابھی جلدی کیا ہے — نامہ بر کو تو لگا لون مین جگر سے پہلے

بڑھتی جاتی ہین یہ کہتی ہوئی زلفین اُنکی — دیکھئے کون لپٹتا ہے کمر سے پہلے

بال و پر کھو کے ترستے ہین چمن کو اب ہائے
ہم پہونچتے تھے کبھی بادِ سحر سے پہلے

وہ کماندار مری شکل سے بیزار رہی
غیر ممکن ہے پڑے تیر نظر سے پہلے

ڈرتے ڈرتے جو پیئے اُسکو ضرر کیا واعظ
دیدۂ تر ہے یہان دامن تر سے پہلے

یون تو نالے دلِ عاشق سے نکلنے کے نہین
کوئی لینے کو بڑھے بابِ اثر سے پہلے

مدعیِ عشق کی اب چاہے خدائی ہو جائے
کسنے یہ بار اُٹھایا تھا بشر سے پہلے

قتل کرتی ہے لچکنے کی ادا عاشق کو
وہ بھی نیمچہ لیتے ہین کمر سے پہلے

وصل کی شب گئی دیوانہ بنا کر مجکو
جی مین ہے دست و گریبان ہون سحر سے پہلے

دل تو نادان سدا کا ہے اُسے کیا جھینکون
سچ تو یہ ہے کہ ہوئی چوک نظر سے پہلے

خلشِ دل کا ذرا دیر مزہ رہنے دے
کھینچ ناوک کو مرے یار جگر سے پہلے

وصل کا دن جو دکھاتی بھی ہے تقدیر کبھی
شام آتی ہے مرے گھر مین سحر سے پہلے

آہ کی کیا ہے خطا دل مین جو کچھ ہوتا ہے
وہ ٹپکتا ہے مرے دیدۂ تر سے پہلے

جیتے جی اپنے کہین عمرِ روان رُکتی ہے
ہے تماشا کہ سفر مین ہون سفر سے پہلے

نعتیہ

انبیا مین تمہین اے ختمِ رسل افضل ہو
بات ہی کیا ہے جو پھول آئے ثمر سے پہلے

چارہ گر آج نیا عشق کا آزار نہین
تھا یہی زخمِ جگر داغِ جگر سے پہلے

لاگ نے آگ لگائی تھی وہ پروانون مین
رہ کے سب ٹھنڈے ہوئے شمعِ سحر سے پہلے

اے جلیل آپ بھی کس دھیان مین ہین خیر تو ہے
خواہشِ قدرِ ہنر کسبِ ہنر سے پہلے

---

نہ چھیڑو دیکھو تم کسیدن خنجرِ بیداد سے
دل تڑپ جائے وہ چٹکی لون لبِ فریاد سے

رو رہا ہون اُس کے آگے چرخ کی بیداد سے
ہے ستم ایجاد کا شکوہ ستم ایجاد سے

نیند تو اُن کی اُڑی کیا جانے کسکی یاد سے
مجھسے برہم ہین اُلجھتے ہین مری فریاد سے

آئی بسمل کی اجل مقتل مین یہ کہتی ہوئی
ہو گلے ملنا مبارک خنجرِ جلاد سے

یاد جاتے جاتے جائیگی چمن کی ہمصفیر
اُنس ہوتے ہوتے ہوگا خانۂ صیاد سے

آدمی تو آدمی پتھر بھی پانی ہو گئے
روئی جب شیرین لپٹکر تربتِ فرہاد سے

دیکھتا ہون اُنکی آنکھین ڈھونڈتا ہون وہ نگاہ
جس نگہ نے صبر چھینا ہے دلِ ناشاد سے

لے گیا بلبل پکڑ کر سب کھڑے دیکھا کئے
کوئی کانٹا بھی نہ اُلجھا دامنِ صیاد سے

رنج تنہائی سہی لیکن بہلجاتا ہے دل
کچھ تمہاری یاد سے کچھ نالہ و فریاد سے

ایسی کیا تدبیر ہو جس سے کٹین دن ہجر کے
جی مین آتا ہے یہ پوچھون خنجرِ جلاد سے

مین یہ کیون کہتا کہ تم بیداد سے توبہ کرو
خو تمہین بیداد کی راحت مجھے بیداد سے

جال کی صورت جو دیکھی مرگئی بلبل غریب
پھنس گئی دامِ اجل مین بچگئی صیاد سے

رات دن فکرِ عدو شام و سحر ذکرِ عدو
کیا غرض تمکو کسی بھولے ہوئے کی یاد سے

فصلِ گل مین آدمی کے ہوش کیا رہتے بجا
تنکے چھُوائے جنون نے بلبلِ ناشاد سے

سنگدل شیرین کو جوے شیر کی حاجت تھی کیا
خون کی ندی بہائی تھی سرِ فرہاد سے

اب تو جیتے جی قفس سے چھوٹنا ممکن نہین
بلبلو ناخوش رہو یا خوش رہو صیاد سے

شیشۂ لبریز سے مستون نے سیکھی ہے یہ بات
ایک دم بھی دل نہ خالی ہو کسی کی یاد سے

یہ تو ممکن ہے کہ بلبل آشیان مین چھپ رہے
آشیان کیونکر چھپائے دیدۂ صیاد سے

چاہتا ہے دل کہ سر ہو جاے گردن سے جدا
ہو جدا اگر دن نہ لیکن خنجرِ جلاد سے

بے خلش ہمنے بسر کی زیست گلشن مین **جلیل**
ربط گلچین سے تو یارانہ رہا صیاد سے

تم اگر بےچین ہوتے ہو مری فریاد سے — چٹکیان دل مین نہ لے کہہ دو یہ اپنی یاد سے

چین کس کمبخت نے پایا دلِ ناشاد سے — میرے کہنے کو نہ مانو پوچھلو فریاد سے

اپنے دل سے پوچھنی تھی مرگِ شیرین کی خبر — کیا کہین فرہاد کو ہم رہ گئی اُستاد سے

گل اِدھر پھولے ہوئے غنچے اُدھر روٹھے ہوئے — بات کیا ایسی ہوئی ہے بلبلِ ناشاد سے

کہہ رہی ہے سانس بسمل کی غنیمت ہے یہ دم — سیکھلون رک رک کے چلنا خنجرِ جلاد سے

یہ قفس ہے بلبلو من مانی گھر جانی نہین — نالہ کرنا ہے تو لو پروانگی صیاد سے

چل رہا تھا بےستون پر اک ذرا ہلکا جو ہاتھ — کٹ گئے دن زندگی کے تیشۂ فرہاد سے

قطع ہو جاتی مری امید بھی گردن کے ساتھ — رہگیا یہ ایک تسمہ خنجرِ جلاد سے

بو جہان غنچے سے نکلی ہاتھ آتی ہے کہان — جیسے طائر چھوٹ جائے پنجۂ صیاد سے

زہر کیا ہے خوابِ شیرین اپنی آنکھون کے لیے — خوف یہ ہے دل نہ غافل ہو تمہاری یاد سے

اس کے دل سے پوچھیے داغِ اسیری کی بہار — لائی ہے یہ پھول بلبل خانۂ صیاد سے

داغ دینگی یہ اسیر دن کی چمن آرائیان — جز گلِ حسرت ملا کیا پوچھیے شداد سے

دے رہا تھا بار بار اک شیرین ادا کا اشتیاق — ورنہ پتھر خاک کٹتا تیشۂ فرہاد سے

پھر رہا کرنے نہ کرنے کا ہے صیاد اختیار — ایک دو نالے تو سن لے بلبلِ ناشاد سے

سیرِ گل تو کر چکے ہنس ہنس کے یارانِ چمن — آؤ اب کچھ رو لین ملکر بلبلِ ناشاد سے

تیری اس مشاطگی پر اے جنون پتھر پڑین — مانگ شیرین کی بھری خونِ سرِ فرہاد سے

نغمۂ بلبل سے غنچے مسکرائے بھی تو کیا — گل فشانی کر کے ہم نے داد لی صیاد سے

ہنس رہے تھے یا تو گل یا چھا گئی افسردگی — کچھ پتے کی کہہ گئی بلبل لبِ فریاد سے

باغ سے لایا مقدر خانۂ صیاد مین — دیکھین اب جانا کہان ہو خانۂ صیاد سے

اللہ اللہ کیا توجہ ہے کہ ہم اب تک جلیل
فیض پاتے ہین مزارِ حضرتِ اُستاد سے

مین وہ بلبل ہون قفس سے جو رہائی ہوتی
بوے گل دور سے لینے مجھے آئی ہوتی

سخت جان آپ کا یون ذبح نہین ہونے کا
تیغ فولاد کی پتھر کی کلائی ہوتی

تم سے دیکھا نہین جاتا جو تڑپنا دلکا
نگہ شوخ کی بجلی نہ گرائی ہوتی

ہوگئی جب ترے گیسوے رسا کا حصہ
پھر کہان سے مری قسمت مین رسائی ہوتی

شرم نے اور بھی جھگڑے کو بڑھا رکھا ہی
نگہ ناز جو لڑتی تو صفائی ہوتی

پھر کہان جلوۂ جانان کی بہار اے موسیٰ
ایسے موقع پہ تمہین نیند نہ آئی ہوتی

چاہتا ہون کوئی امید نہ رکھون ان سے
کاش میری بھی امید بر آئی ہوتی

راحتِ وصل جو ملتی بھی تو کے دن کیلیے
پھر وہی صبح وہی شام جدائی ہوتی

سیر ہوتی مرے دل سے جو بگڑتی مجھ سے
تم جدھر ہوتے اُدھر ساری خدائی ہوتی

تیری آنکھون کو تو جادو ہی جگاتے گزری
کوئی سوتی ہوئی تقدیر جگائی ہوتی

اور اثر میرے فسانے کا نہوتا نہ سہی
یہ تو ہوتا کہ تمہین نیند نہ آئی ہوتی

بال و پر ہین جو سلامت تو خوشی کیا صیادؔ
کچھ نہ ہوتا مگر امیدِ رہائی ہوتی

عمر بھر راہ دکھائی ہے اجل نے ہمکو
اب بھی کمبخت یہ کیون آئی نہ آئی ہوتی

حُسن پردے مین ہے اُس پر ہے یہ حالت اپنی
فیصلہ تھا جو نقاب اُس نے اُٹھائی ہوتی

مار ڈالا سرِ محفل مجھے غمزہ کر کے
رحم آیا نہ تمہین شرم تو آئی ہوتی

بیخودی خوب تھی پابندِ علائق کیلیے
یہ جو ہوتی تو اسیری مین رہائی ہوتی

مین ادھر قتل ہوا کٹ گئے اغیار اُدھر
آپنے دیکھ کے تلوار لگائی ہوتی

تجکو آنے سے ہے انکار یہ مانا ہم نے
آپ کو دیکھ کے وہ اور بھی تن جاتے ہین
شوقِ دیدار مین اُفتاد جو پڑتی ہم پر

بات جب تھی کہ تری یاد نہ آئی ہوتی
آئینہ بیچ سے اُٹھتا تو صفائی ہوتی
دیکھتے آپ کہ آنکھون سے اُٹھائی ہوتی

محفلِ شعر و سخن سرد پڑی ہے کب سے
تم نے کچھ پڑھ کے جلیل آگ لگائی ہوتی

طور کی آگ مرے دل مین لگائی ہوتی
تمنے ہمسے جو کبھی آنکھ ملائی ہوتی
پہلے اتنا غمِ فرقت نہ ستاتا تھا ہمین
خواب مین بھی تمہین آنے سے حیا مانع ہے
وعدۂ دید ٹھہرتا نہ اگر محشر مین
چاند سورج کی طرح آپ پھرا کرتے ہین
خواہش دید پر اب آنکھ دکھانا کیسا
تھا جو تقدیر مین جلنا تو ہوے کیون انسان
کوئی جلوے کا اگر دیکھنے والا ہوتا
پی گئے اشک اُسے دیکھکے ہم خیر ہوئی
وہ بلا تیری محبت کا ہے پھندا صیاد
اور کچھ دیر شہیدانِ وفا سو لیتے
شوق لایا تھا مرا تا درِ دلدار مجھے
لذتِ آبِ خنک پیاس کا صدقہ سمجھو

ایسی بجلی کوئی اے چرخ گرائی ہوتی
دشمنون کو بخدا نیند نہ آئی ہوتی
وصل کے بعد نہ اے کاش جدائی ہوتی
اسی پردے مین کبھی جلوہ نمائی ہوتی
مرنے والون کو کبھی نیند نہ آئی ہوتی
میرے گھر مین بھی کبھی جلوہ نمائی ہوتی
تمنے پردے سے نہ آواز سُنائی ہوتی
شمع ہوتے تری محفل مین رسائی ہوتی
یار کو خود ہوسِ جلوہ نمائی ہوتی
چشمِ گریان نے ابھی آگ لگائی ہوتی
گر رہا بھی مجھے کرتا نہ رہائی ہوتی
آکے تربت پہ قیامت نہ اُٹھائی ہوتی
جذب تائید جو کرتا تو رسائی ہوتی
وصل دیتا نہ مزہ گر نہ جدائی ہوتی

آفتاب اوس کے قطرون کو اُڑا دیتا ہے
روح و قالب کی جدائی کا نہین کچھ شکوہ
گر اُسے پردہ کثرت مین نہ چھپنا ہوتا

کون ہوتا جو تری جلوہ نمائی ہوتی
کاش دو دل مین نہ لے چرخ جدائی ہوتی
ذرّے ذرّے مین نہ یون جلوہ نمائی ہوتی

شکر ہے حشر مین پرسش نہ ہوئی اپنی جلیل
ورنہ ہم سے نہ کوئی بات بن آئی ہوتی

آنکھین نشیلی دیکھیے اُس رشکِ حور کی
کیا تمکنت بیان ہو بُتِ رشکِ حور کی
صورت ہر اک حسین نے پائی ہے نور کی
سبقت غضب پہ لیگئی رحمت غفور کی
اُس آنکھ اور آنکھ کے سُرمے کو دیکھیے
آخر کو اُس نے پاؤن سے کُل دَل کے رکھدیا
موتے کے اضطراب نے اچھا دیا جواب
گرمی سے اُس کے رُخ پہ ہے کاکل عرق فشان
پھر کیون نہ ہو قصور کسی سے خطا معاف
دیوانے تیرے تجھکو نہین پائے عمر بھر
قائل تو جب ترا ہون مین آئے اضطراب شوق
اللہ رے اپنے چاہنے والون کا امتحان
آئی جواب سمجھ تو وہ آنکھین نہین رہین
قصر بہشت جس سے ملا وہ یہ بات تھی

ہین دو گلابیان یہ شرابِ طہور کی
تصویر ہے کھچی ہوئی ناز و غرور کی
صورت یہ تو نے خوب نکالی ظہور کی
پرسش نہ کچھ ہوئی مرے جرم و قصور کی
دُنبالہ کہہ رہا ہے کہ چوٹی ہون حور کی
مٹی لگی ٹھکانے دلِ ناصبور کی
دیکھی تڑپ تو لوٹ گئی برق طور کی
بوتل ڈھلک رہی ہے شرابِ طہور کی
تم اپنے ہاتھ سے جو سزا دو قصور کی
صورت تری پری کی ہے سیرت ہے حور کی
پیدا ہو درد دل مین چمک برقِ طور کی
کس کس ادا سے ہوتی ہے تعریف حور کی
نرگس کے پھول دینے لگے بُو غرور کی
پروردگار حد نہین میرے قصور کی

دیکھون ہزار آنکھ سے جلوہ ترا مگر
جب دیکھنے بھی دے مجھے کثرت ظہور کی

احسان آپکا ہے کہ مایوس کر دیا
تسکین اب تو ہو گی دلِ ناصبور کی

کہتے ہین سب انی جسے قاتل کی آن ہے
تیغ کشیدہ ایک ادا ہے غرور کی

کس بادہ کش کی آنکھ کھلی پچھلی رات سے
رہ رہ کے آ رہی ہے صدا یا غفور کی

کیونکر کلیم کو شبِ تاریک روکتی
اُن کو تو تھی لگی ہوئی لو شمعِ طور کی

دیکھو ذرا سکوت تم اپنی شبیہ کا
چھان دے رہی ہے یہ بھی تمہارے غرور کی

شرمِ گنہ سے حشر مین روپوش ہے **جلیل**
پھرتی ہے ڈھونڈتی اُسے رحمت غفور کی

جنت مین جا کے کھینچی ہے تصویر حور کی
صورتگرِ خیال کو سوجھی ہے دور کی

تیوری اُتر چلی ہے بتِ رشکِ حور کی
رہتی چڑھی کمان کہان تک غرور کی

تجکو پڑی ہے کیون مرے جرم و قصور کی
واعظ بُرا نہ مانیئے گی رحمت غفور کی

اللہ کس کے روے حسین کا خیال ہے
آتی ہے روز خواب مین اک شکل حور کی

کچھ اور انکسار سے اپنی غرض نہین
منظور ہے شکست تمہارے غرور کی

تربت وہ کونسی ہے جو روندی نہین گئی
نکلے تھے آپ کرنے زیارت قبور کی

آتش بیانیون پہ مری کہتے ہین کلیم
مُنہ مین ترے زبان ہے کہ لو شمع طور کی

رخسار سے اُلٹ دو ذرا گوشۂ نقاب
پھر سیر دیکھو میرے دلِ ناصبور کی

کس شان سے ہین بیٹھے ہوئے پیش آئنہ
تصویر لے رہے ہین وہ اپنے غرور کی

الفاظ پیچدار ہین نامے مین یار کے
جو سطر ہے گندھی ہوئی چوٹی ہے حور کی

قدرت خدا کی دستِ نگارین ہے یار کا
یاقوت کا ہے پنجہ کلائی بلور کی

یہ کہکے ہم سزا کے سزاوار ہو گئے ملتی ہے عاشقوں کو سزا کس قصور کی
شدت جو ہو گی پیاس کی میدان حشر میں کر دیگی آب آب ندامت قصور کی
بالائے بام پہونچے وہ جوڑا جو باندھ کر چوٹی دکھائی دینے لگی کوہِ طور کی
چھوڑی نہ چاہ غیر کی اللہ رے تیری ضد کرنی نہ تھی جو بات انہیں وہ ضرور کی
طوفانِ نوح دیدۂ تر نے بپا کیا ٹھنڈی ہوئی نہ آگ مگر اس تنور کی
کیا بیکسی بیان ہو شام فراق کی اک میں ہوں اک تڑپ ہے دلِ ناصبور کی
مجنوں کے سر پہ اُن کو لئے پھر رہی ہوا دامن کی دھجیاں ہیں کہ ٹکڑی طیور کی
دنیا کا ذکر یاں کبھی آتا نہیں جلیل صحبت ہمیں پسند ہے اہلِ قبور کی

ممکن نہیں کہ داغ ہوں دل سے جدا کبھی ان پھولوں سے نہ جائیگی بوئے وفا کبھی
وہ دن بھی یاد ہیں کہ وہ سادہ مزاج تھے ملتی تھی ہاتھ دیکھ کے اُنکو حنا کبھی
محفل میں روز بیٹھ کے ہنستے ہو شمع رو کچھ کہہ کے اُٹھے نہ منہ سے کوئی دلجلا کبھی
کہتے ہیں بات کے لئے لازم ثبات ہے وعدہ ہی کب رہا جو ہوا وہ وفا کبھی
کہتا ہوں میں کہ جانِ من ابتو وفا کرو کہتے ہیں وہ کہ جان نے کی ہے وفا کبھی
قدرت خدا کی خون کو مہندی سمجھتے ہیں چھوٹے نہ تھے جو ہاتھ سے عطرِ حنا کبھی
جب ہو مجھے یقین کہ بھولے بہت ہو تم بھولے سے گر جفا کی جگہ ہو وفا کبھی
اُٹھتے شباب میں بھی ہیں آنکھیں جھکی ہوئی دبکر رہی کسی سے نہ اُن کی حیا کبھی
کیا نازکی کی شان ہے قربان جائیے دل پر گراں ہوئی نہ تمہاری جفا کبھی
ہوتا ہے روز ابتو وفا وعدہ ستم منہ سے نکل گیا تھا مرے بیوفا کبھی
تھا زاہدوں کا ذکر وہاں بول اُٹھا وہ شوخ سنتے ہیں ہم جلیل بھی تھے پارسا کبھی

یارب ہو خیر جوشش پہ سودا ابھی سی ہے
پھرنے لگا وہ یوسفِ ثانی نگاہ مین
ہم کیا کرین سوال یہ ٹھہرا نہین ابھی
نکلین وہ میرے دیدۂ و دل سے محال ہے
کمسن سہی وہ شوخ سہی ناسمجھ سہی
بلبل کا حشر دیکھئے کیا ہو بہار تک
عاشق کو تیرِ ناز سے تاکا بھی تو نہین
دیکھون گا اُس جمال کو یارب کس آنکھ سے
کر دیگا بے حجاب یہ چلمن مین بیٹھنا
لیلیٰ کو چار دن مین رہیگا نہ کچھ حجاب
جھگڑا جو کچھ پڑے تو ہو ثالث کی احتیاج
نامہ ابھی لکھا نہین قاصد گیا نہین
کیا مضطرب ہین وعدۂ فردا سے چشم و دل
پردا اُٹھا نہین کہ تماشائے حسن ہو
تر دامنی ڈبوے نہ یارب کہین مجھے
بدنامیون کا خوف رُلاتا ہے عشق مین
گل پھاڑتے ہین اپنا گریبان بہار مین
اُن کا تو قصد صبح کو رخصت کا ہی مگر
ہمنے تو دل بتون کو دیا دیکھ بھال کر

ہاتھ اپنا اور دامن صحرا ابھی سی ہے
میرا خیال خوابِ زلیخا ابھی سے ہے
وہ کیا جواب دینگے یہ دھڑکا ابھی سی ہے
بچپن مین یہ حیا ہے کہ پردا ابھی سے ہے
ہے کچھ تو بات ہم سے جو پردا ابھی سی ہے
سارے چمن کی آنکھ مین کانٹا ابھی سے ہے
تھامے ہوئے غریب کلیجا ابھی سے ہے
حیرت کا تو پڑا ہوا پردا ابھی سے ہے
اے شوخ رخنہ گر ترا پردا ابھی سے ہے
محمل مین چشمِ قیس کا پردا ابھی سے ہے
کیون میرے اُن کے بیچ مین پردا ابھی سی ہے
لیکن امید و یاس مین جھگڑا ابھی سی ہے
قسمت تو کل لڑیگی یہ جھگڑا ابھی سی ہے
مشتاق جو ترا ہے تماشا ابھی سے ہے
ایک ایک تارِ دامن دریا ابھی سے ہے
طوفان ہے دُور جوش پہ دریا ابھی سی ہے
یان حضرتِ جنون کا تقاضا ابھی سی ہے
کہتی ہے جان میرا ارادہ ابھی سی ہے
زاہد کے سر مین حور کا سودا ابھی سی ہے

تنکے مین چُن رہا ہون ابھی فصلِ گل ہے دور
ہے یہ کمالِ حُسن کہ آیا نہین شباب
دل مین یہ اُن کے ہو کہ نہ ہو ہم کو کیا خبر
تم نا سمجھ ہی مگر اتنا تو جان لو
بن ٹھن کے اُس نے شکل دکھائی نہین ابھی
حضرت کرینگے یاد تو یثرب کو جائینگے
کیا جانے کب بنے گی مسیحا نگاہِ ناز
سُنتے ہین آج ہونگے وہ گلشن مین جلوہ گر
جوشِ جنون مین زور نحافت تو دیکھئے
لطف و غضب کی شان نگاہون مین آچلی
تیر و کمان کا شوق مبارک ہو آپ کو

نختیہ

اب کے بہار پر مرا سودا ابھی سے ہے
اُن پر مہ تمام کا دھوکا ابھی سے ہے
لیکن ہمارے قتل کا چرچا ابھی سے ہے
کوئی تمہارا چاہنے والا ابھی سے ہے
بگڑا ہوا ہر ایک کا نقشا ابھی سے ہے
اپنا خیال اپنا ارادا ابھی سے ہے
دردِ جگر یہان مرے عیسیٰ ابھی سے ہے
ایک ایک پھول دیدۂ موسیٰ ابھی سے ہے
مجنون غبار دامنِ صحرا ابھی سے ہے
قاتل ابھی سے ہے وہ مسیحا ابھی سے ہے
ہمکو تو اپنے خون کا دعویٰ ابھی سے ہے

انجامِ کار دیکھئے ہوتا ہے کیا **جلیل**
گھر گھر ہمارے عشق کا چرچا ابھی سے ہے

محبت رنگ دیجاتی ہے دل جب دل سے ملتا ہے
دہانِ زخم سے ہر وار پر آواز آتی ہے
لُٹاتے ہون وہ دولت حُسن کی باور نہین آتا
خدا کے واسطے پھر ایکبار ارشاد ہو جائے
ملین کیا اپنے مشتاقون سے وہ اتنا سمجھتے ہین
نگاہین ملتی ہی اُٹھ جائین پردے دونون جانب سے

مگر مشکل تو یہ ہے دل بڑی مشکل سے ملتا ہے
خدا رکھے مسیحا کا مزہ قاتل سے ملتا ہے
ہمین تو ایک بوسہ بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے
کہ ملتے ہین سبھی ہمسے مگر تو دل سے ملتا ہے
کہ ہوتی ہے اُسی کی قدر جو مشکل سے ملتا ہے
یہ تب ہوتا ہے جب آنکھ آنکھ سے دل دل سے ملتا ہے

شہادت کی خوشی ایسی ہی مشتاقِ شہادت کو / کبھی خنجر سے ملتا ہے کبھی قاتل سے ملتا ہے

تمہین غیرت نہین آتی کہ تم تو ہم سے کھچتے ہو / تمہارا تیر سینے مین اُتر کر دل سے ملتا ہے

کشش سے کب ہی خالی تشنہ کامی تشنہ کامونکی / کہ بڑھ کر موجۂ دریا لبِ ساحل سے ملتا ہے

تماشا ہو اگر ٹوٹا ہوا دل سامنے رکھدون / کہین پوچھین تو وہ مجھ سے کہ تو کس دل سے ملتا ہے

خدا جانے غبارِ راہ ہے یا قیس ہے لیلےٰ / کوئی آغوش کھولے پردۂ محمل سے ملتا ہے

یہان تو مایۂ ناز اُس شہِ خوبان کا ملنا ہے / غرض اس سے نہین ہمکو کہ وہ کس دل سے ملتا ہے

مری جان آئنے ہین سب یہ صورت دیکھنے والے / ادا کا دیکھنے والا ذرا مشکل سے ملتا ہے

ہمارا صاف دل ہے ہم تو ملتے ہین صفائی سے / اب اسکو یار تو جانے کہ تو کس دل سے ملتا ہے

تڑپتا چھوڑ کر مجکو کہین تو چھپ نہین سکتا / ارے نادان قاتل کا پتا بسمل سے ملتا ہے

مجھے ہوتا مگدر کیون اگر تم صاف تھے مجھ سے / خبر دیتا ہے دل خود ہی جو کوئی دل سے ملتا ہے

سب آسانی سے ملجاتے ہین لیکن دل جسے چاہے / نہ آسانی سے ملتا ہے نہ وہ مشکل سے ملتا ہے

گلے ملکر وہ رخصت ہو رہے ہین ہاے کیا کہیے / یہ حالت ہے کہ بسمل جسطرح بسمل سے ملتا ہے

وہ مجکو دیکھکر کچھ دل ہی دل مین چھپ جاتے ہین / کوئی پروانہ جب شمعِ سرِ محفل سے ملتا ہے

خدا جانے وہ قاتل ہے کہ ارمانِ شہادت ہے / کسی کو دیکھتے ہین ہم کہ وہ بسمل سے ملتا ہے

یہی کہتے سنا ہمنے مدینے جانے والون کو / کہ جنت کا مزہ ہمکو کئی منزل سے ملتا ہے

**جلیل** اُسکی طلب سے باز رہنا سخت غفلت ہے
غنیمت جانیے اسکو کہ وہ مشکل سے ملتا ہے

یارب آباد رہے خاک بیابانون کی / پردہ پوشی ہوئی جس سے تری عریانون کی

یہی کثرت جو رہی چاک گریبانون کی / خاک اُڑ جائیگی دو دن مین بیابانون کی

جام نے اور کسی رند کو دے پیرِ مغان
تو ہمین مست کیے دیتی ہے میخانون کی

سیکڑون چاک نظر آنے لگے دامن مین
لے جنون کھل گئین راہین یہ بیابانون کی

کیاریان دیکھکے پھولون کی وہ فرماتے ہین
ٹکڑیان ہین یہ مرے چاک گریبانون کی

چار ہی دن مین ہوا سوکھ کے کانٹا اے قیس
راس آئی نہ ہوا تجھکو بیابانون کی

وحشت آئی ترے دیوانون مین آندھی کی طرح
دھجیان اُڑ گئین دم بھر مین گریبانون کی

بخیہ گر چاکِ گریبان کو یونہین رہنے دے
آتی رہتی ہے ہوا اس سے بیابانونکی

نذرِ صرصر جو ہوئی شمع مری آہون سے
پھر ہوا بندہ نہ سکی بزم مین پروانونکی

پاؤن چھلنی ہوے کانٹون سے چلو خوب ہوا
خاک اب اور بھی چھانین گے بیابانون کی

گھونٹ رکھا ہے گلا دیر سے دیوانون کا
لے خبر دستِ جنون بڑھ کے گریبانون کی

فرشِ گل پر نہ سُلا قیس کو تو اے لیلےٰ
ہو مکدّر نہ کہین خاک بیابانون کی

شیخ صاحب ہوئے میکش تو ہے مٹی برباد
خاک تک چاٹ کے رکھدینگے یہ میخانون کی

بعدِ مدت تری وحشی کے جو آئے ہین قدم
گرد اُٹھ اُٹھ کے لپٹتی ہے بیابانونکی

میرے سرکار کو اللہ سلامت رکھے
سچ تو یہ ہے کہ کوئی حد نہین احسانونکی

دشت گردی کو ترے برہنہ پا نکلے ہین
خاک ہو جاے تبرّک نہ بیابانون کی

نہ رہے دشت مین وہ گور و کفن کے محتاج
آبرو خاک نے رکھ لی ترے دیوانونکی

تیرے وحشی کو نہین سوجھتی گلشن کی بہار
خاک آنکھون مین بھری ہے جو بیابانونکی

شمعِ گل ہو کے فنا کر گئی پروانون کو
دل کے مٹنے سے تباہی ہوئی ارمانون کی

حال پوچھو جو ذرا قیس کی بربادی کا
خاک اُڑ اُڑ کے بتاتی ہے بیابانونکی

ہو گیا سیر گلستان سے تو جی سیر بلبل
آؤ اب چل کے ہوا کھائین بیابانون کی

تجھے ہے قیس یہ سودا کہ حسرت دل سے نکلیگی
نہ نکلی ہے نہ لیلیٰ پردہ محمل سے نکلے گی

کسی کی یاد ناصح یون نہ میرے دل سے نکلیگی
بڑی مشکل سے آئی ہی بڑی مشکل سے نکلے گی

خدا جانے ہماری آرزو کب دل سے نکلیگی
وہ کہتے ہین کہ نکلے گی مگر مشکل سے نکلے گی

تم اپنے آئنے کو خاک مین ناحق ملاتے ہو
کدورت جمگئی دل مین تو پھر مشکل سے نکلے گی

اسی کو سوچکر اے دردِ دل مین ضبط کرتا ہون
پڑے گی آہ وہ کس پر جو میرے دل سے نکلے گی

تمنّائین مری سنکر وہ کاش اتنا بتا دیتے
کہ یہ نکلے گی آسانی سے یہ مشکل سے نکلے گی

یہ مانا کھینچ لین گے آپ اپنے تیر کو دل سے
چُبھی ہے پھانس جو دل مین وہ کیونکر دل سے نکلے گی

مین اُن کے سامنے جس آرزو کو عرض کرتا ہون
یہی ارشاد ہوتا ہے بڑی مشکل سے نکلے گی

جگر تھامے تمہین آنا پڑا کیون ہم نہ کہتے تھے
کہ تیر بے خطا ہوگی دعا جو دل سے نکلے گی

تمہارے سامنے مرنا ہے اچھا ورنہ جان اپنی
نکلنے کو تو نکلے گی مگر مشکل سے نکلے گی

نکلجائے تمنّا وصل کی یہ بات ایسی ہے
نہ اُن کے دل مین آئیگی نہ میرے دل سے نکلے گی

نگاہِ شوق کو مجنون جما رکھا اپنے سینے پر
گریبان پھاڑ کر لیلیٰ اسی محمل سے نکلے گی

ذرا چُبھتی ہوئی کہدی تھی مین نے اُسپہ برہم ہین
یہ کہتے ہین قیامت تک نہ میری دل سے نکلے گی

جگہ پاتے ہی مین رکھدونگا جلنے کے لئے دل کو
جو کوئی شمع گل ہو کر تری محفل سے نکلے گی

جلیل اُن سے سوالِ وصل تم کرتے تو ہو لیکن
دہانِ تنگ کہتا ہے کہ ہان مشکل سے نکلیگی

جسے کہتے ہین غم کی پھانس وہ مشکل سے نکلے گی
جب اپنی جان نکلیگی تو وہ بھی دل سے نکلے گی

جو آہِ دردناک اے قیس سچّے دل سے نکلے گی
مرے مجنون ادھر آ یہ صدا محمل سے نکلے گی

کہیگا کون قصّہ درد کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے
زبان سے اُس کے آگے بات بھی مشکل سے نکلے گی

خجل ہونا پڑے گا مفت مین کیون مانگے بوسہ
نکلتی ہے ابھی جانِ حزین خنجر نکالو تو

تماشا لوگ دیکھین گے تمنا جب شہادت کی
جو سر دینے کو آتے ہین پلٹ کر وہ نہین جاتے

مرا دل توڑتے تو ہو مگر اتنا سمجھ رکھو
دلون کو شمع کی صورت جلانا چھپ نہین سکتا

نکال اب میان سے قاتل کہ مشتاقون کا مجمع ہے
دلِ نالان مرا فریاد کرتا جائے گا یون ہی

دکھا دیگی تماشا تم کو آہِ آتشین اپنی
اُڑے رنگ اکطرف ہوش اکطرف روح اکطرف اپنی

نگاہِ یاس کو قاتل تجھے بھی ماننا ہوگا

ذرا سی چیز ہے لیکن نہ اُن کے دل سے نکلیگی
یہ کس نے کہدیا تم سے بڑی مشکل سے نکلیگی

تمہارے ہاتھ سے نکلیگی میرے دل سے نکلیگی
ہماری لاش ہی اب کوچۂ قاتل سے نکلے گی

عوض لے لے گی وہ تم سے فغان جو دل سے نکلیگی
خبر اسکی برنگِ بو تری محفل سے نکلے گی

ترے حق مین دعاے خیر اکاک دل سے نکلیگی
فغان جب تک نہ او بیدرد تیری دل سے نکلیگی

وہ لو دیتی ہوی جسدم ہمارے دل سے نکلیگی
یہ حسرت تو ہوائے دامن قاتل سے نکلیگی

وہ خنجر کھینچکر جب دیدۂ بسمل سے نکلیگی

جلیل اُس دلربا کی یاد دم کے ساتھ ہے اپنے
دل اُس کا ہو رہا وہ دل کی اب کیا دل سے نکلے گی

بے وفا یا ر یار کس کا ہے
حشر مین ہم خدا سے پوچھینگے

مدعی عشق کی خدائی ہے
مدتین ہو گئین وہی ہے بہار

لوٹتا ہون مگر خبر یہ نہین
ہم نے مانا کہ تو چمن ہے گر

ہم کو بھی انتظار کس کا ہے
نام آمرزگار کس کا ہے

آپ کو اعتبار کس کا ہے
یہ چمنِ روزگار کس کا ہے

تیر سینے کے پار کس کا ہے
اے دلِ داغدار کس کا ہے

جب تمہارا نہین نہ میرا ہے
پھر دلِ بیقرار کس کا ہے

کہکے یون رو دئے لحد پہ مری
یہ شکستہ مزار کس کا ہے

نالہ کرلون تو یار سے پوچھون
آج دل بیقرار کس کا ہے

تو نگہبان ہے تو خون مجھے
میرے پروردگار کس کا ہے

تو نے لیلےٰ جھٹک دیا دامن
یہ نہ سمجھی غبار کس کا ہے

تیرِ مژگان ادھر اُدھر خمِ زلف
دیکھئے دل شکار کس کا ہے

تو کسی کو اگر نہین ملتا
دل پھر اُمّیدوار کس کا ہے

آگئی خیر سے جوانی بھی
اب تمہین انتظار کس کا ہے

ہائے اتنا بھی اب تو ہوش نہین
دھیان لیل و نہار کس کا ہے

مے تو نفرت کی چیز تھی واعظ
ذکر یہ بار بار کس کا ہے

پھول لالے کا توڑ کر بولے
یہ دلِ داغدار کس کا ہے

جان تم پر تو مین ابھی دیدون
موت پر اختیار کس کا ہے

کس کو اُٹھ اُٹھ کے دیکھتے ہو جلیل
سچ کہو انتظار کس کا ہے

قفس مین اشک حسرت پر مدارِ زندگانی ہی
یہی دانے کا دانہ ہے یہی پانی کا پانی ہے

بہت ہی قابلِ قدر اُسکے خنجر کی روانی ہی
مگر ہم لطف اُٹھا سکتے نہین کیا ناتوانی ہے

ہمارا داغِ دل ناصح محبت کی نشانی ہے
یہی اک پھول ہے جو حاصلِ باغِ جوانی ہے

کسی سے لنترانی ہے کسی سے چھیڑ خانی ہے
کوئی پوچھے کہ او مغرور کے دن کی جوانی ہے

زبان قاصد کی کاٹی اور اسی کے ہاتھ مین دیکر
کہا شوخی سے جا لیجا یہ پیغامِ زبانی ہے

نہین عشّاق سے ملنے کو مین کہتا نہین لیکن
یہ کہتا ہون غنیمت ہی جو دو دن کی جوانی ہے

جو واعظ آگ ہو کر میکدے آتا ہے آنے دو
سلامت ہی جو دخترِ رز تو دو چھینٹون مین پانی ہے

ملے تھے آج برسون مین مگر اللہ کی قدرت
وہی صورت وہی رنگت وہی جوشِ جوانی ہے

وہ بالین پر جو آ بیٹھے ہین مرتے بھی نہین بنتی
اجل کو جان دون کیونکر کہ خوفِ بدگمانی ہے

ہمین وہ جان بھی لین گے ہمین پہچان بھی لینگے
اُتر جائیگا سب نشہ ابھی چڑھتی جوانی ہے

جلا دیتا ہے جو دل کو بجھا دیتا ہے جو دل کو
مرا سوزِ نہانی ہے مری آنکھونکا پانی ہے

کلیجے سے لگا رکھون نہ کیون دردِ جدائی کو
یہی تو اک دلِ مرحوم کی باقی نشانی ہے

اُبھارا اُس نے سینے کو بڑھایا ہاتھ تب ہم نے
خطاوار آپ ہین ہم ہین یا تری اُٹھتی جوانی ہے

لہو کی ندیان چارونطرف بہجائین دم بھر مین
یہ کام اُس تیغ کا ہی جسمین دریا کی روانی ہے

وہ اک بوسے پہ لیکر جان و دل مجھسے یہ کہتے ہین
یہان تک اصل قیمت تھی یہ اب آگی قدردانی ہے

یہ سچ ہو یا غلط ہم نے سنا ہے مرنیوالون سے
ترے خنجر مین قاتل چشمۂ حیوانکا پانی ہے

جِلاتے گر نہین ہان سی نہین سی مار ہی ڈالین
مرا یہ حال اور ان کو لحاظِ بیدہانی ہے

بتاتے جاتے ہین اوصاف وہ اپنی اداؤن کے
یہ شانِ دلربائی ہے یہ طرزِ جانستانی ہے

یہان کیا جانئے کس کس طرح دیکھا تصوّر مین
وہان ابتک وہی پردے کے اندر لن ترانی ہے

کرین تسخیر آؤ ملکے ہم تم دونون عالم کو
اُدھر جادو نگاہی ہے اِدھر جادو بیانی ہے

رگِ گردن تو قاتل ذبح ہونے پر بھی پھڑکیگی
نہوگی پیاس کم جبتک تری خنجر مین پانی ہے

زمانہ آئنہ خانہ نظر آتا ہے اُس بت کا
جو اپنا آپ ہمسر ہے جو اپنا آپ ثانی ہے

جلیل اک شعر بھی خالی نہ پایا درد و حسرت سے
غزلخوانی نہین یہ درحقیقت نوحہ خوانی ہے

کون کہتا ہے نکالین گے وہ حسرت میری
نہ مروت انہین میری نہ محبت میری

وصل کی شب سے نہین کم شب فرقت میری
میرے پہلو سے لگی سوتی ہے قسمت میری

فاتحے کے لئے آنا تھا کسی رات نہین
آج تک شمع کی محتاج ہے تربت میری

دیکھتا مین اُسے کیونکر کہ نقاب اُٹھتے ہی
بن کے دیوار کھڑی ہو گئی حیرت میری

کاش ملجائے کہین تیشۂ فرہاد مجھے
یون تو کاٹے نہین کٹتی شب فرقت میری

روز وہ خواب مین آتے ہین گلے ملنے کو
مین جو سوتا ہون تو جاگ اُٹھتی ہے قسمت میری

نہ تغافل پہ نظر کی نہ جفا کو دیکھا
تجھ پر آ ہی گئی کمبخت طبیعت میری

ہون وہ بیکس کہ مرا مر کے غم تنہائی
ہمنشین بن کے مری بیٹھی ہے تربت میری

لطف ہی لطف ہے تلوار اُٹھا تو قاتل
تیری شہرت ہوئی جاتی ہے شہادت میری

سچ ہے احسان کا بھی بوجھ بہت ہوتا ہے
چار پھولون سے دبی جاتی ہے تُربت میری

یہ ترے دل سے پلانے کا اثر ہے ساقی
جام تو نے جو بھرا بھر گئی نیت میری

آپ مہندی سے نہ کیون ہاتھ کو رنگین کرتے
آپکے ہاتھ تو لکھی تھی شہادت میری

آج قاصد جو شب وصل کا مژدہ لایا
کروٹین لینے لگی نیند مین قسمت میری

آسمان مجھکو ستاتا ہے تم اُس سے کہدو
یہ ہین عاشق مرے ان پر ہے عنایت میری

پی گیا اشک جو مین اور سوا جوش ہوا
میری آنکھون سے ٹپکنے لگی حسرت میری

حشر ابتک تو بڑے شوق سے اُٹھا ہوتا
ڈھونڈھتا ہے کہین ملتی نہین تربت میری

وصل مین خوب چھننے گی کہ برابر کا ہے جوڑ
یار ہے شوخ تو بے چین طبیعت میری

دل مین رہنے کے لئے تم کو جگہ بہتیری
تم جو آؤ گے نکل جائیگی حسرت میری

جاتے جاتے وہ یہی کر گئے تاکید جلیل
دل مین رکھئے گا حفاظت سے محبت میری

عکس ہے آئینۂ دہر مین صورت میری
کچھ حقیقت نہین اتنی ہے حقیقت میری

مین جو کہتا ہون کہ سُن لیجئے حالت میری
وہ یہ کہتے ہین کہ ایسی نہین عادت میری

آئینے سے اُنہین کچھ اُنس نہین بات یہ ہے
چاہتے ہین کوئی دیکھا کرے صورت میری

صبح ہوتے ہی جو آئے ہین وہ گھبرائے ہوئے
دیکھ لی خواب مین شاید شبِ فرقت میری

وہ پئے فاتحہ آئے بھی تو قسمت دیکھو
اسقدر پھول چڑھے چھپ گئی تربت میری

رازِ الفت کو تو مین دل مین چھپا لون لیکن
یہ ہے مشکل کہ نہ دیکھے کوئی صورت میری

چشمِ خونریز سلامت رہے تیری قاتل
نہین محتاج شہادت کی شہادت میری

کون آیا تھا سوئے گورِ غریبان یارب
آج کچھ کہتی ہے روندی ہوئی تربت میری

خواب مین آنے سے بہتر تھا نہ آنا اُن کا
کر گئے اور بھی بے چین طبیعت میری

تنگ آکر فلکِ پیر سے مین کہتا ہون
روزِ محشر سے بدل دے شبِ فرقت میری

تم دغا مجھ سے کرو ظلم کرو قتل کرو
مین بھی منہ سے کہے جاؤنگا قسمت میری

دیکھنا عرصۂ محشر مین تماشائے جنون
کھلے میدان مین کھل کھیلیگی وحشت میری

کیا اُتاریگا مرے ضعف کی مانی تصویر
آئینے سے تو اُترتی نہین صورت میری

کاٹ دی کہہ کے یہ ظالم نے زبانِ شکوہ
شکر کرتے نہین کرتے ہو شکایت میری

جان کو صبر نہ کرلین تو کرین کیا عشّاق
وہ یہ کہتے ہین نہین مفت محبّت میری

لوٹتا ہون مگر اس کی خبر اے یار نہین
کس ادا پر تری آئی ہے طبیعت میری

پیار سے تم نے کسی دن نہ لگائی ٹھوکر
اسی صدمے سے مٹی جاتی ہے تربت میری

دے گئین صلح کا پیغام نگاہین اُن کی
آج آنکھین جو لڑین لڑ گئی قسمت میری

وصل کی شام جو دیکھی تو کہا دل نے جلیل
اس اندھیرے مین چمک جائیگی قسمت میری

بن سکی کوچۂ جانان مین نہ تربت میری
مل گئی خاک مین اک عمر کی حسرت میری

کیا کہون اُس سے جو پوچھے کوئی حالت میری
دل نہ پہلو مین نہ قابو مین طبیعت میری

یون بھی صورت کوئی اے یار نکل آئیگی
اپنی صورت نہ دکھا دیکھ لے صورت میری

دمبدم درد کی ہوتی ہے چمک اس پر بھی
ہے اندھیری کی اندھیری شبِ فرقت میری

سرخ غصے سے جو قاتل ہے تو دل کہتا ہے
رنگ لائی ہے تمنائے شہادت میری

اپنے گھر ہی سے کرین آپ دعا بخشش کی
ضبط ہونے کا نہین دیکھ کے تربت میری

مین یہ سمجھون کوئی معشوق مرے ہاتھ آیا
میرے قابو مین جو آجائے طبیعت میری

بوسہ لینے کا عوض آپنے یون مجھ سے لیا
سامنے چار کے لے بیٹھے شکایت میری

سچ تو ہے آپ بھلا ناز و ادا کیا جانین
اسکی شاہد ہے مری جان شہادت میری

کیا ہے صورت کہ مرا گھر ہو کسی کے دل مین
کہین رہنے نہین دیتی مجھے وحشت میری

اُن سے اظہارِ محبت جو کوئی کرتا ہے
دور سے اُسکو دکھا دیتے ہین تربت میری

دیکھنے والون سے تنگ آکے وہ کہہ اُٹھتے ہین
ہو گئی روگ مری جان کو صورت میری

میرے ساقی کا ہے وہ ساغر ہے لکھا ہو جسپر
جان بیعانہ ہے ایمان ہے قیمت میری

فیصلہ اب ہے مقدر کا زبان پر اُن کی
سُن چکے حال مرا دیکھ لی صورت میری

ایسی مشتاق تھی آمد جو قیامت کی ہوئی
گود مین لینے کو شق ہو گئی تربت میری

جسطرح آگ سے پتھر کے جگر مین یون ہی
دل مین اُس بت کے آ گئی ہو محبت میری

بوئے گیسو نے شگوفہ یہ نیا چھوڑا ہے
نکہتِ گل سے اُلجھتی ہے طبیعت میری

داغ دیکھے دلِ عشاق کے اُسنے تو کہا
بانٹتی پھرتی ہے کیا پھول محبت میری

تھی زمین صاف مگر ضعف ہے ایسا کہ جلیل
تھک گئی چار ہی شعرون مین طبیعت میری

تیغ ادا کے دونون طرف وار چل گئے
ٹھنڈا کیا جو تم نے مجھے غیر جل گئے

تسکین کیا وہ دیگئے رکھکر جگر پہ ہاتھ
اتنا کیا کہ درد کا پہلو بدل گئے

دل سوگ مین عدو کے مکدر تھا آپ کا
اچھا ہوا کچھ آنکھ سے آنسو نکل گئے

تابِ جمالِ یار کہان اہلِ عشق کو
روشن ہوئی جو شمع تو پروانے جل گئے

دفنا چکے مجھے تو کیا خونبہا ادا
مہندی لگے وہ ہاتھ تو سرِ قبر مل گئے

دیکھا گیا نہ حال دلِ بیقرار کا
نالے جگر سے آنکھ سے آنسو نکل گئے

سچ کہ رہی ہے شمع کہ میرا قصور کیا
پروانون کے نصیب مین جلنا تھا جل گئے

دل اپنے شوق سے شبِ غم نالہ کش ہوا
کہتا ہے اب کدھر مرے نالے نکل گئے

بکھرا کے رخ پہ زلف دیا عاشقون کو داغ
دن چھپ گیا چراغ سرِ شام جل گئے

دو دن تو اُنکی یاد رہے اس خیال سے
چٹکی جگر مین لے گئے دل کو مسل گئے

گھبرا اٹھا ہر طرف سے جو رنج و ملال نے
گھبرا کے دل کو رات کو نالے نکل گئے

وصفِ خرام کرکے اونہین لائے راہ پر
تم بھی جلیل چال قیامت کی چل گئے

S. Mahmood Ahmad

# تمام شد

# مفردات

بام پر تھے وہ کھڑے لطف دوبالا ہوتا
مجکو بھی دل نے اُچھل کر جو اُچھالا ہوتا

تیغِ قاتل کو نہا دھو کے نکھرنے نہ دیا
ہائے اتنا بھی لہو زخمِ جگر نے نہ دیا

خالی ان وعدون کے چھینٹے ہوش مین لائینگے کیا
آپ تو آتے نہین ہم آپ مین آئین گے کیا

حُسن کو دشمنِ وفا دیکھا
بارہا ہم نے دل لگا دیکھا

ارنی گو کی کھُل گئین آنکھین
جو سُنا اُس سے کچھ سوا دیکھا

جو حال وصل مین ہے روزِ انتظار نہ تھا
نہ تھا قرار مگر یون مین بے قرار نہ تھا

تمہاری تیغ کا پھل کھا کے مین تڑپتا ہون
وہ ایک وجد کا عالم تھا بے قرار نہ تھا

شکوہ تھا ارمان تھا دل مین مرے کیا کچھ نہ تھا
دم کے دم کو وہ جو آ بیٹھے تو گویا کچھ نہ تھا

پیار کرتے تھے ہم اُن کو کوستے تھے وہ ہمین
بات اتنی تھی ہمارے اُن کے جھگڑا کچھ نہ تھا

اب آکے دشت مین کیا خاک دیگا تو اے قیس
مرے جنون مری وحشت نے کچھ نہین چھوڑا

سبھی وہ کہہ گئے کہنے کے جتنے مضمون تھے
جلیل کے لئے حضرت نے کچھ نہین چھوڑا

باتون باتون مین اُڑا لاتے ہو پریون کو جلیل
سچ بتا دو تمھین جادو یہ کہان سے آیا

بن ٹھن کے آج وہ جو ادھر سے نکل گیا
اِک تیر تھا کہ میرے جگر سے نکل گیا

ہم نے جانا تھا کہ دل سے کوئی ارمان نکلا
خوب دیکھا تو وہ اک تیر کا پیکان نکلا

حال میرا یہ بے شراب ہوا
آتشِ غم سے دل کباب ہوا

اچھے حالون گذر گئی اُس کی
جو خرابات مین خراب ہوا

غل ہوا آج جو گھر سے وہ ستمگر نکلا
چرخ سے برق گری میان سے خنجر نکلا

یہ عشق کا پہاڑ کہان اور کہان جلیل

میری لحد پہ شمع صفت اشکبار ہین

مر رہے ہین ہجر کی رات اور دن کو دیکھکر

ہو آہ جو زخم سینے کے قابل

یہ مرجانے کو میرے تھوڑا نہین ہے

روز سیر باغ اے رنگین ادا اچھی نہین

بڑے مزے کا وہان قتل عام ہوتا ہے

مجھے وہ دیکھ کے دشمن کو یون ستاتے ہین

جلا ہو دل نہ جس کا شمع کی صورت محبت مین

ابھی سے کر رہے ہین نام بیدادستانی مین

لوگ صورت کو پیار کرتے ہین

مر کے پاتے ہین شہرت اہل کمال

جلیل آج بناتے ہو ہمکو دیوانہ

ترے مجنون تو بیکاری مین بھی باکار رہتے ہین

خوبان جہان بھرتے ہین پانی ترے آگے

کچھ دور تری بندہ نوازی سے نہین ہے

کہین گے وہ یہی لاکھ آرسی دکھائے آنکھ

یہ کون زیر زمین انکو گدگداتا ہے

جلیل خیر ہے ایسے اداس ہو کیون

جلیل پھر تمہین اس وقت چھیڑ کی سوجھی

چلو اتنا تو نکلا کام باہم آشنائی سے

مارا از مین گیا رہ ضعیف این گمان نبود

پانی چھڑک رہے ہین وہ خاک مزار پر

اب کہان پائین انہین جیتے تھے جن کو دیکھکر

ٹھہرتا ہے وہ میرے سینے کے قابل

سمجھتے ہین وہ مجکو جینے کے قابل

یہ سمجھ رکھو زمانے کی ہوا اچھی نہین

چلو جلیل تمہین سیر ہم دکھا لائین

ہمارے چاہنے والے جلیل آتے ہین

وہ کیا جانے کہ آنسو آنکھ سے کیونکر نکلتے ہین

خدا رکھے قیامت ڈھائین گے چل کر جوانی مین

ہم تری سادگی پہ مرتے ہین

ڈوبنے والے ہی ابھرتے ہین

ہمین تھے بیٹھے ہوے کل پری جمالون مین

مجھکو جب کوچہ گردی سے تو لے بیٹھے گریبانکی

نعتیہ

الیاس و خضر دونون ہین سقائے مدینہ

تھک جاؤن تو لینے کو مجھے آئے مدینہ

وہ اپنی آنکھون سے پائے جو مجھپہ ڈالے نہ آنکھ

کہ مسکراتی ہوئی ہر کلی نکلتی ہے

کہان سے روگ محبت کا تم لگا لائے

ابھی ابھی تو منے ہین وہ کل کے روٹھے ہوئے

وفا سے ہو گئے ہم آشنا تم بیوفائی سے

تعجب ہے کہ اب تک دشمنوں سے نبھتی جاتی ہے
خوفِ صیّاد سے دل شاد نہ کرنے پائے
خدا بچائے بُرا روگ ہے محبّت کا
اہلِ دل جتنے ہین رکھتے ہین محبّت دل مین
خوشی پوچھو نہ مرنے کی کہ تھے اک عمر کے ترسے
رہی ہین صحبتین برسون نہ ہو گا مجھسے اب واعظ
گرجنا میکدے پر آج بادل کا قیامت ہے
یہ کہکر آج قاتل نے بہایا خون کا دریا
نمازیون مین تہین تھے امام بننے کو
آپ اپنا شربتِ دیدار رہنے دیجئے
جنبشِ ابرو کی حاجت کیا نگہ کے سامنے
تیر پہلو مین نہ سینے مین رُکا
چشمِ ساقی بھی ہو گردش مین ملک
بے سہارے ہے اب جینا محال
پڑ گیا ہے کیا اسیری کا مزہ
ہے جنون بھی طرفہ بازیگر جلیل
میری قسمت کیا جگا مین گے نگاہِ لطف سے
ہم نگاہِ باغبان مین رہتے ہین اے ہمصفیر
بات کہنے کی نہین پر رشک ہوتا ہے ضرور
مین نہین موسیٰ جو پردے سے نکالون یار کو
سیر رونے کی دکھاتے ہین وہ ہنس کر غیر کو

بڑی امید تھی ہم کو تمہاری بے وفائی سے
گھُٹ کے ہم مرگئے فریاد نہ کرنے پائے
جلیل تم نے کبھی آئینہ بھی دیکھا ہے
ہم وہ دل رکھتے ہین جسمین ہین محبّت والے
منائی عید یارون نے گلے مل کے خنجر سے
اُٹھالون ہاتھ شیشے سے چُرالون آنکھ ساغر سے
صراحی جوش مین آ کے لڑ جاتی ہے ساغر سے
پیے جاتے نہین اب تو لہو کے گھونٹ خنجر سے
جلیل تم کو خدا سے حیا نہین آتی
یون ہی اچھا ہون مجھے بیمار رہنے دیجئے
تیر چلنے دیجئے تلوار رہنے دیجئے
رہ گئے دونون کلیجا تھام کے
دَور خالی جام کے کس کام کے
بیٹھنا اُٹھنا کلیجا تھام کے
پیچھے پیچھے پھر رہا ہون دام کے
سر پہ چڑھ جاتا ہے دامن تھام کے
اُن کی آنکھین ہین فقط جادو جگانے کیلئے
شاخ کیا نازک سی چھانٹی آشیانے کے لئے
ہم تو ہون تیرے لئے تو ہو زمانے کے لئے
اک صدا کافی ہے میرے لوٹ جانے کے لئے
اشک آئے اور میرا جی جلانے کے لئے

بعد استاد اب غنیمت ہے دم اکا ای جلیل
مایہ صد ناز ہین اختر زمانے کے لئے

بڑے ہی لطف کی چشم سیہ مین اُن کی مستی ہے
مقدر نیند کا دیکھو جو اس مین رات بستی ہے

دل ایسی چیز کیا ہے دل کی پروا ہم نہین کرتے
وہ دیدینگے تو لے لینگے تقاضا ہم نہین کرتے

یہ ظالم حسن وہ شے ہے کہ اے ناصح جہان دیکھا
تمنّا ہو ہی جاتی ہے تمنّا ہم نہین کرتے

جب صراحی مے گلگون سے بھری آتی ہے
دلِ دیوانہ یہ کہتا ہے پری آتی ہے

یہ چلتے پھرتے جادو کر گیا کون
کہ دل تو ہے قرارِ دل نہین ہے

ہمارے ذکر بد قاصد یہ کہنا
تمہاری یاد سے غافل نہین ہے

بنے ہو دلربا جس روز سے تم
کسی سینے کے اندر دل نہین ہے

دیکھکر داغ مرے دل کے فلک کہتا ہے
ایسے تارے کبھی مجھ سی بھی نکالے نہ گئے

کیسی مزے مزے کی ہین باتین جلیل کی
دلمین جو دیکھیے تو ہین چھریان بھری ہوئی

لے کے دل کر گئے اک داغ حوالے میرے
یارب آباد رہین لوٹنے والے میرے

## تمت بالخیر

# قطعاتِ تاریخ تاجِ سخن

## جناب منشی ممتاز احمد صاحب آرزو خلف امیر مینائی لکھنوی

چھپا وہ دیوان لطافت آگین کہ جسپہ صدقے ہو لعبتِ چین
ہر ایک مضمون اسکا رنگین ہر ایک شعر اسکا بے بدل ہے
ہے آرزو فکرِ سال تمکو تو بات مطلب کی مجھسے سن لو
یہ سال بے مثل ہے کہ دیکھو غزال رعنا ہے جو غزل ہے ۱۹۱۰ء

## جناب مولوی محمد ابو الحمید صاحب آزاد صدر منصف ضلع پربھنی تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

اخترِ والا گہر نے چھاپ کر تاجِ سخن
بہرہ ور سب کو کیا مخلوق پر احسان ہے
ہے کلام نغز و رنگینِ جلیلِ خوش بیان
جسکا قول اعجاز۔ سحرِ سامری قربان ہے
دین جگہ دل میں خوشی سے سب کے سب اہلِ کمال
شاعری ہے جسم اور اُس جسم کی یہ جان ہے
کی جو میں نے فکرِ سال آزاد ہاتف نے کہا
کہہ دو یہ تاج سخن جانِ جہان دیوان ہے ۱۳۲۸ھ

### ولہ

چھپ گیا تاجِ سخن دیوان بھی
ہے گلِ مضمون کا یہ رنگین چمن
خیر مقدم کا کہو آزاد سال
اللہ اللہ یوسفِ مصرِ سخن ۱۳۲۸ھ

## جناب منشی محمد ہارون خان صاحب آزاد تلمیذ جناب فائز بنارسی

جسنے دیکھا جلیل کا دیوان
وہ یہ بولا کہ ہے سخن اچھا

| | |
|---|---|
| عیسوی سالِ طبع لکھ آزاد | نام تاج سخن ہے خوب اس کا ۱۹۱۰ء |

## جناب مولوی صدیق احمد صاحب آثر ناظم سوم عدالت دیوانی بلدہ سرکار عالی فرزند مصنف

| | |
|---|---|
| چشمِ بد دور چھپا آج وہ پُر نور کلام | جسکو سب صاحبِ فن دینگے جگہ آنکھوں میں |
| فکرِ تاریخ جو کی بول اُٹھا خود دیوان | مجھے اربابِ سخن دینگے جگہ آنکھوں میں ۱۳۲۸ھ |

ولہ

| | |
|---|---|
| مجکو ہوئی یہ فکر کہ تاریخ ہو لطیف | دیکھیں جو اس کلام میں نازک خیالیاں |
| مصرع یہ مصحفی کا آثر ہو بہو ملا | مصراعِ شعر تر ہیں کہ پھولوں کی ڈالیاں ۱۹۱۰ء |

## ابو الاعجاز جناب منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہان پوری تلمیذ جناب جلال لکھنوی

جلیلِ سخنور کا دیوان چھپا
مبارک تجھے لکھنؤ کا کلام
مضامین و اشعار سب انتخاب
دعا ہے کہ مقبول عالم ہو یہ
مسیحی ہیں احسان لکھ سالِ طبع

مبارک تجھے اے زمینِ دکن
جو ہے باعثِ رونقِ انجمن
غزلہائے رنگین کا دلکش چمن
کریں منزلت شاعرانِ زمن
مقالاتِ محبوبِ شیریں سخن ۱۹۱۰ء

ولہ

| | |
|---|---|
| مژدہ باد انظمِ رنگیں چھپ گئی | بلبل و گل پر ہے احسانِ جلیل |
| شاعری دلکش تو برجستہ کلام | اہلِ مضمون ہیں ثنا خوانِ جلیل |
| لکھدو اے احسان بہر سالِ طبع | شوخ گلچہرہ ہے دیوانِ جلیل ۱۳۲۸ھ |

وله

مسرت کی ہے دولت شاعری بھی
اسی کو کہتے ہین سب گنج بے رنج

چھپا دیوان جلیلِ نامور کا
نثار اُس پر کرین اہلِ کرم گنج

پے تاریخ سالِ طبع احسانؔ
کیا مین نے رقم ـ نظمِ گہر گنج ۱۳۲۸ھ

## جناب منشی سید علی احسن صاحب احسنؔ مارہروی اڈیٹر فصیح الملک تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

کیا پوچھتے ہو کیون ہوئی شہرت جلیل کی
خود نام اُن کا ناموری کی دلیل ہے

وہ اپنے فن مین آج ہین مشہور و مستند
اُنکی ہر ایک طرزِ سخن بے عدیل ہے

دیوان ہے جلیل کا یا ہے یہ آئینہ
روشن خیالیون کا جو اپنی کفیل ہے

موزون ہے نام تاجِ سخن اس کلام کا
یہ اسم بامسمّیٰ سپے قال و قیل ہے

سر تا بپا کلام یہ ہے سہلِ ممتنع
الفاظ ہین گران نہ تلفظ ثقیل ہے

دیوان ہے یہ ضیافتِ احباب کیلئے
یا دوستون کے واسطے خوانِ خلیل ہے

موزونیِ خیال کی ہین یہ روانیان
یا گلشنِ سخن مین روان سلسبیل ہے

کیا ہو صفت جلیل کے حُسنِ کلام کی
یہ بات تو مزے کی ہے لیکن طویل ہے

ادنیٰ سا ہے یہ حُسن کہ ہر ایک شعر مین
افسانۂ جمال و حدیثِ جمیل ہے

کہتے ہین قوتِ روح اسی شاعری کو سب
مضمر اسی مین فرحتِ قلبِ علیل ہے

تاریخہاے طبع کے دو مادّے ہین نذر
احسنؔ اگرچہ میری بضاعت قلیل ہے

نایاب ایک مصرعِ تاریخ یون ہوا
یہ بے بہا جواہرِ نظمِ جلیل ہے ۱۳۲۸ھ

مہکا ہے دوسرا گلِ تاریخ اس طرح
عطرِ سخن کلامِ سلیس جلیل ہے ۱۳۲۸ھ

## جناب مولوی لطیف احمد صاحب اختر مینائی ناظم امور مذہبی ممالک محروسۂ سرکار عالی خلف امیر مینائی لکھنوی رح

ہوا چھپ کر مری کوشش سے تیار — وہ دیوان جو سخن کے سر کا ہے تاج

بہت موزون ہے یہ تاریخ اختر — مری محنت ٹھکانے لگ گئی آج

۱۳۲۸ھ

### ولہ

چھپ کے مطبع سے یہ دیوان جو اکبار آیا — مین یہ سمجھا کوئی معشوق طرحدار آیا

چار سو دھوم جو اس شاہد رعنا کی ہوئی — گوہر جان لئے ایک ایک خریدار آیا

مالک ملک سخن آپ کو جانا اُس نے — جسکے قبضے مین یہ گنجینۂ اشعار آیا

ڈھل کے سانچے مین یہ تاریخ بھی نکلی اختر — ناز سے یوسف ثانی سر بازار آیا

۱۳۲۸ھ

### ولہ

دیوان کی سب نے جو کہین تاریخین — اختر سے کہا مین نے کہ تو بھی کچھ بول

بیساختہ مصرع یہ زبان پر آیا — کیا تاج سخن مین بھی ہین موتی انمول

۱۹۱۰ع

## جناب نواب شمشیر بہادر المتخلص بہ اخگر رئیس اجے گڑھ

سر تاج سخن جو کی مین نے — دیدۂ دل مین چبھ گیا ہر شعر

لے کے خامہ لکھا یہ سال اخگر — دل نشین ہے جلیل کا ہر شعر

۱۳۲۸ھ

## جناب نواب میر حسن علیخان صاحب امیر جاگیردار تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

جس کا تھا سارے جہان کو انتظار
جس کے تھے مشتاق ارباب دکن
یہ سروش غیب کہتا ہے امیر
طبع کامل ہو گیا تاج سخن
۱۳۲۸ء

ولہ

دیوان جلیل معجز بیان کا
مرغوب خاطر مطلوب عالم
لکھدین امیر آپ تاریخ اتمام
تاج سخن ہے محبوب عالم
۱۳۲۸ء

جناب مولوی احمد حسین صاحب برق از مدراس تلمیذ مصنف

چھپا ہے آج وہ دیوان کہ ثانی جسکا دنیا مین
نہین دیکھا ہے جیسے شاعری نے آنکھ کھولی ہے
نکیلا شعر ہر اک دل مین چبھ جاتا ہے حاسد کے
غزل بانکی کہی ہے یا کوئی تلوار تولی ہے
نرالے طبع رنگین نے کھلائے ہین گل مضمون
یہ مجموعہ نہین اشعار کا گلچین کی جھولی ہے
نہین طرز بیان مین رنگ کچھ اصلا بناوٹ کا
یہ دیوان بھی ہے اک معشوق صورت جسکی بھولی ہے
کسے مقدور اے استاد فن تیری ستایش کا
زبان بندے نے ڈرتے ڈرتے اسوقت یہ کھولی ہے
جہان ہے شاعرون کی انجمن تو صدر ہے اسکا
تو ہے سرخیل دوران جسجا سخندانون کی ٹولی ہے
امیر نکتہ دان کی جانشینی تجھکو شایان ہے
یہ تیری طبع گرما گرم اسی سانچے کی گولی ہے
پئے تاریخ کی جب فکر مین نے مادہ نکلا
سخن کے باغ کی طوطی کی یہ پاکیزہ بولی ہے
۱۹

ولہ

جلیل کا چھپ گیا ہے دیوان مبارک اے اہل فن مبارک
گل سخن کے جو ہین عنادل انہین یہ رنگین چمن مبارک
نئے مضامین نئے قوافی بیان انوکھا نرالی بندش

یہ تازہ گلدستۂ فصاحت تجھے بھی چرخِ کہن مبارک
تمام احباب نکتہ رس کو یہ شاہدِ نظم ہو ہمایون
حسود بد بینِ بے ہنر کو مدام دل کی جلن مبارک
جو مین نے سر باغیون کا کاٹا تو نکلا اے برق عیسوی سن
جلیلِ سلطانِ ملکِ معنی کو ہو یہ تاجِ سخن مبارک
١٠١٩١ء

**جناب حکیم برہم صاحب آنریری مجسٹریٹ گورکھپور اڈیٹر اخبار مشرق وعطر فتنہ تلمیذ امیر مینائی رح لکھنوی**

| | |
|---|---|
| شد چو مطبوع کلامِ دلخواہ | نور افشاند بعالم چون ماہ |
| برہم این مصرعِ تاریخ نوشت | ہست دیوانِ جلیلِ ذی جاہ ١٣٢٨ھ |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| بارک اللہ اس سخن کا خوب ہی شہرہ ہوا | جس نے دیکھا غش کیا جس نے سُنا شیدا ہوا |
| مین نے اے برہم لکھا ترتیبِ دیوان کا یہ سال | رنگِ مینائی مین ہر اک شعر ہے ڈوبا ہوا ١٣٢٧ھ |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| نازک ہین کچھ اس درجہ مضامینِ جلیل | جن پر ہے کسی حرف کا رکھنا دشوار |
| تاریخ بھی کیا رنگ کی نکلی برہم | پھولون کے ہین ہار یا یہ رنگین اشعار ١٣٢٨ھ |

**جناب منشی محمد عبد الرحمن صاحب بسمل صدیقی ملازمِ ریاست رامپور تلمیذِ امیر مینائی لکھنوی رح**

رتبہ جہان مین تاجِ سخن کا بلند ہے — شہرت مین آج شمس و قمر سے دوچند ہے
بسمل نے خوب مصرعِ تاریخ یہ کہا — دیوان فخرِ ملک ہے عالم پسند ہے
۱۳۲۸ھ

## جناب سید بشارت علی صاحب بشیر نبیرۂ جناب ظہیر دہلوی

زینتِ مطبع ہوا جبکہ کلامِ جلیل — لالہ و گل سے ہوئی رونقِ صحنِ چمن
از سرِ بزمِ سخن شور اُٹھا یہ بشیر — زیب دہِ انجمن ہے یہی تاجِ سخن
۱۳۲۸ھ

## صاحبعالم جناب مرزا بیدار بخت صاحب المتخلص بہ بیدار گورگانی دہلوی

چھپا ہے دکن مین جو تاجِ سخن — مضامین ہے پاکیزہ نادر سلیس
لکھا طبع کا سال بیدار نے — خیالات نایاب چیدہ نفیس
۱۳۲۸ھ

## جناب سید دولت علی صاحب المتخلص بہ بیکل از علی گڈہ

لکھا ہے واہ خوب ہی دیوانِ لاجواب — یارا نہین عدو کو ذرا قال و قیل کا
بیکل کہا یہ ہاتفِ غیبی نے سالِ طبع — تاجِ سخن کلام چھپا اب جلیل کا
۱۳۲۸ھ

**ولہ**

اے جلیلِ نکتہ دان و شاعرِ شیرین مقال — خوب ہی دیوان نکالا آپنے تاجِ سخن
از سرِ انصاف بیکل نے لکھی تاریخِ طبع — کیا نیا دیوان چھپا مجموعۂ عطرِ سخن
۱۳۲۸ھ

## صاحبعالم جناب مرزا اکرم بخت صاحب المتخلص بہ ترحم گورگانی دہلوی

چھپا جب جلیلِ سخن ان کا دیوان — ہوئین دیدے سے خوبیان اُس کی ظاہر

طبیعت ہے کیسی خداداد پائی — فنِ شعر مین اُوستاد اور ماہر

غزل گوئی مین صرف کامل نہین ہین — ہر اک طرح کی نظم لکھنے پہ قادر

فصاحت بلاغت نزاکت لطافت — زبان پاک و شستہ بیان صاف و طاہر

انوکھی ہے بندش نرالے ہین مضمون — زمانہ کہے کیون نہ پھر اسکو نادر

نہ کیونکر ہو محبوب و مقبولِ دنیا — یہ دیوان ہے منظورِ عالم ہے ناظر

ترحم نے لکھی یہ تاریخ ہجری — چھپے واہ کیسے مضامینِ نادر ۱۳۲۸

## ولہ

خوب لکھا آپ نے دیوان جلیل — لوگ اسے کہتے ہین سحرِ حلال

قابلِ تعریف ہے ہر ایک شعر — لائقِ توصیف ہے ہر اک خیال

کیون نہ کہے جانِ فصاحت اسے — ایسی نہ دیکھی نہ سُنی بول چال

ہین جو محب اُن کی دعا ہے یہی — کر اسے مقبولِ جہان ذوالجلال

سالِ مسیحی کا یہ مصرع ملا — عقدۂ دل تاجِ سخن بے مثال ۱۹۱۰ع

## جناب نواب سید بنیاد حسین خانصاحب جارؔ رئیس کانپور مقیم لکھنؤ تلمیذ امیر مینائی لکھنوی رح

شکر صد شکر چھپا خوب ہی دیوانِ جلیل — اس کا ہر نقطہ ہے ہم سلکِ گہرہائے عدن

حُسن و خوبی مین گلِ سر سبد اس کا ہر لفظ — اس کا ہر دائرہ ہے خلدِ برین کا دامن

اُسکی بندشین ہین کہ حورانِ جنان کے ابرو — اس کا ہر صفحہ حسینون کی جبینِ روشن

مستتر لفظ مین یون حسن معانی جیسے
شمع فانوس مین بو غنچے مین جلے مین دُلہن

رنگ ہے شاہد مضمون کا زمانے سے الگ
ہر ادا اس کی نرالی ہے نرالا جوبن

تم سے فرمایش تاریخ جو کی ہے اسے جاہ
فکر پھر کیا ہے یہ لکھدو۔ سخن مستحسن
۱۳۲۸ھ

## جناب محمد افتخار علی صاحب جگر صدیقی تلمیذ امیر مینائی لکھنوی

قابل و حافظ جلیل شاعر نازک خیال
خوش بیان ہین طبع عالی ہے نہایت نکتہ را

جانشین حضرت استاد مرحوم آپ ہین
آپ کے فیض سخن سے باغ معنی ہے ہرا

کیا شرف پر یہ شرف بخشا خدائے پاک نے
ہو گئے استاد شاہ آصف مہر سخا

آپکا دیوان ہے یا تاج سخن سہے واقعی
صورت مہر درخشان ہے مضامین کی ضیا

شعر جو ہے اُس سے ہے حسن معانی آشکار
بیت جو ہے رنگ اُستادی کا ہے اس مین بھرا

کیا مری تعریف مین ہون ایک خادم خواجہ تاش
ہر سخنور ہو رہا ہے آپ کا مدحت سرا

فاضل الاخوان اشاعت آپکو دیوان کی
ہو مبارک دل سے ہے ناچیز خادم کی دعا

فکر جب تاریخ دیوان کی مجھے پیدا ہوئی
کان مین آئی مرے عرش مضامین سے صدا

ایک نکلا ہے یہ سال طبع دیوان اے جگر
نام نامی آپنے استاد کا روشن کیا
۱۳۲۸ھ

## جناب حافظ سید عبد الجلیل صاحب مارہروی

نہ ہر جا توان دید اوج کلام
نظر آید آنا بتاج سخن

کلام جلیل است سہل الوصول
نباشد معما بتاج سخن

بتاریخ طبع کلامش بگو
کہ دیوان معما بتاج سخن
۱۳۲۸ھ

ولہ

دیوانِ جلیل طبع گر دید ولا
تاریخ مسیحیش اگر می خواہی

از بہرِ سخنوران بود راہنما
گو تاجِ سخن بود برائے شعرا
۱۹۱۰ع

المتعف الانام سید عبد الجلیل ۱۳۲۸ھ

## جناب مولوی محمد عبد الجلیل صاحب نعمانی رام پوری

جلیلِ قدر سخنِ جلیل حسن جلیل سخن
زیاد گارِ جناب امیر مینائی است
کلامش آمدہ مطبوعِ طبعِ اہلِ سخن
بفکرِ سال زمن گفت ہاتفِ غیبی

سخنوری است کہ نبود درا ابہیم و عدیل
چو میر عہد نگاریم می سزد بدیل
بجمع و طبع مکمل شدہ چو عین جمیل
شکوہ و شانِ جلالت بود کلام جلیل
۱۳۲۸ھ

## جناب سید تراب علی صاحب جمیلؔ تلمیذِ مصنف

یہ ہے دیوانِ جلیلِ نامور
از سرِ ابہام لکھدو اے جمیل

ہے سخن سے جسکے معراجِ سخن
سال دیوان کا۔ دُرِ تاجِ سخن
۱۳۱۹ف ابی

## جناب حفیظ جونپوری تلمیذ امیر مینائی لکھنوی

حضرتِ اُستاد کا ثانی کہاں
جانشین اُن کے یہی مانے گئے
چھپ کے ہاتھوں ہاتھ جائیگا کلام
کتنی اچھی ہے یہ تاریخ اے حفیظ

پھر غنیمت آج ہے ذاتِ جلیل
کیا یہ کچھ کم ہے کراماتِ جلیل
جا بجا پہونچیگی سوغاتِ جلیل
حسن انجام خیالاتِ جلیل
۱۳۲۸ھ

## جناب مولوی حافظ حفیظ اللہ خان صاحب حفیظ اعظم گڑھی

اری الدیوان دیوانا جلیلاً — لمحبی شاعر ھادٍ نبیلٍ

حفیظ قال للمطبوع ارخا — لابدع طبع منظوم الجلیلِ

۱۳۲۸ھ

### ولہ

چمنِ فکرتِ جلیل حسن — در صفاتِ چمن چہ نیک آمد

از حفیظ است مصرعِ تاریخ — طبعِ تاجِ سخن چہ نیک آمد

۱۳۲۸ھ

### ولہ

چھپا بفضلِ الٰہی جو حسن و خوبی سے — کلام شاعرِ معجز بیانِ جلیل حسن

کہا حفیظ یہ ہاتف نے مصرعِ تاریخ — چھپا جلیل کا دیوان پہلا تاجِ سخن

۱۳۲۸ھ

## جناب سید ظفر حسین صاحب خاطر لکھنوی تلمیذ مصنف

کھلا ہے معانی کا تازہ چمن — جمی ہے حسینوں کی یا انجمن

لکھو اس کی تاریخ خاطر یہ تم — کہ رنگین ہے کیا خوب طرزِ سخن

۱۹۱۰ء

## جناب حافظ خلیل حسن صاحب خلیل برادرِ مصنف ملازم ریاست بلرامپور تلمیذ امیر مینائی لکھنوی مرحوم

عجب دلچسپ دیوان ہے جلیلِ نکتہ پرور کا — غزل جو اس میں ہے مطلع سے مقطع تک مرصع ہے

خلیل اسکے لیے تاریخ بھی اچھی کہی تم نے — یہ دیوان کیا ہے اک نازک خیالی کا مرقع ہے

۱۳۲۸ھ

## ابو البیان جناب محمد سید عالم صاحب خنجرؔ مودودی مارہروی

جلیلِ سخنور کا دیوان ہے یہ — کہ گلہائے معنی کا تازہ چمن ہے
چمکتے مضامین ہین بیت الغزل کے — کہ خورشید رویون کی یہ انجمن ہے
نہ کیون شاعری آپ کی مستند ہو — کہ اُستاد ہین اور مشقِ کُہن ہے
کہا سالِ تاریخ خنجرؔ یہ مین نے — پسندیدہ نایاب تاجِ سخن ہے
۱۳۲۸ھ

## جناب مولوی سید ریاض حسن خان صاحب خیالؔ ودانش رئیسِ رسول پور ضلع مظفر پور

چھپ رہا ہے آجکل تاجِ سخن — سر بسر رنگین یہ ایسا ہے کلام
ہے جلیلِ خوشنوا یکتائے فن — یہ اُسی یکتا کا یکتا ہے کلام
پُر اثر ہین جس قدر اشعار ہین — رنگ مین ڈوبا ہے جتنا ہے کلام
اب مزے لوٹین گے اربابِ مذاق — شہد سے بڑھکر یہ میٹھا ہے کلام
کس حلاوت کی ہے یہ تاریخ بھی — شاعرِ شیرین زبان کا ہے کلام
۱۳۲۸ھ

## ولہ

واہ کس شان کا دیوان نکلا — حسن مین رشکِ مہِ تابان ہے
جس نے دیکھا اُسے وہ بول اُٹھا — جس قدر وصف کرون شایان ہے
خوبیِ طرز پہ ہے جان نثار — شوخیِ رنگ پہ دل قربان ہے
مصرعِ سال بھی ہے شوخ خیالؔ — شاہدِ شوخ ہے یا دیوان ہے
۱۳۲۸ھ

ولہ

شد طبع نفائس مقالات جلیل
برہان فضائل و کمالات جلیل

دانش تاریخ عیسوی کرد رقم
حقا کہ نفیس است خیالات جلیل
۱۹۱۰ء

ولہ

این تاج سخن کش نبود ہیچ عدیل
بر تارک ارباب سخن ہست اکلیل

تاریخ اشاعتش زد انش بشنو
شارع زدکن بگشت دیوان جلیل
۱۳۲۸

جناب مولوی محمد بشیر صاحب وکیل المتخلص بہ دل

چہ دیوان گہر بارے طرحدارے پر انوارے
بصد حسن شوخ دلداری برنگت تازہ گلزارے

پے تاریخ طبعش مصرع نادر بگوا اے دل
گل اندامے شکیلے دلربائے لالہ رخسارے
۱۹۱۰ء

جناب محمد ضمیر حسن خان صاحب ضنا دل شاہجہان پوری تلمیذ امیر مینائی لکھنوی رح

کلام جلیل معانی طراز
بصد حسن مطبوع شد در دکن

چرا فکر تاریخش اے دل کنی
رقم کن عروس ست تاج سخن
۱۹۱۰ء

ولہ

وہ کلام آج چھپا ہے اے دل
جو لطافت میں ہے بمثیل عدیل

وصف دیوان بھی ہے تاریخ بھی ہے
خوشنوا طوطی گلزار جلیل
۱۳۲۸ھ

جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب رحیم تلمیذ مصنف

شد درین سال نکو تصنیف استاد م چو طبع
گشت خندان غنچۂ دلہاے ارباب ہنر

از پے تاریخ آن چون فکر کردم ای رحیم
ہاتفم گفتا - کلام سحر بسحر جادو اثر ۱۳۲۸ھ

**ولہ**

استاد کا مرے جو چھپا اندنون کلام
نخلِ مرادِ اہلِ سخن بارور ہوا
تاریخ طبع اس کی سنا دو یہ ای رحیم
مہرِ سخن جلیل کا اب جلوہ گر ہوا ۱۳۲۸ھ

**ولہ**

چھپ کے نکلا ہے وہ پری دیوان
جسپہ صدقے ہون شاہدانِ جمیل
مصرعِ سال لے رحیم لکھو
واہ دیوانِ بینظیر جلیل ۱۳۲۸ھ

## صاحب عالم جناب مرزا اختیار الدین بخت رزمی گورگانی دہلوی

طبع کے اُس کے اب ہے تیاری
ہے جو زیبِ دکن کلامِ جلیل
آئی ہے نکہتِ گلِ مضمون
ہے سراپا چمن کلامِ جلیل
مثل رکھتا نہیں کہین اپنا
زیرِ چرخِ کہن کلامِ جلیل
طبع کے بعد ہو عزیزِ جہان
مثلِ دُرِ عدن کلامِ جلیل
لکھو رزمی یہ طبع کی تاریخ
گلِ تاجِ سخن کلامِ جلیل ۱۳۲۸ھ

## جناب منشی محمد سرفراز علیخان صاحب رفعت بریلوی مقیم بنارس تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

شکر ہے چھپ گیا کلامِ جلیل
جن کی مشہور خوش بیانی ہے
مصرعِ سالِ طبع لکھ رفعت
چشمۂ فیض جاودانی ہے ۱۳۲۸ھ

## وله

جو تاجِ سخن چھپ کے مطبع سے نکلا — ہوا یہ خبر سُن کے خوش ہر محقق

کیا نظمِ رفعت نے سالِ اشاعت — کلامِ جلیلِ سخنور محقق

۱۳۲۸ھ

## وله

زہے نصیب کہ اب چھپ چکا کلامِ جلیل — دلی مراد بر آنے کا وقت آ پہونچا

لکھی ہے خامۂ رفعت نے عیسوی تاریخ — کلامِ شاعرِ خوش فکر کا چھپا اچھا

۱۹۱۰ء

## جناب ریاضؔ

جلیل اُستاد کے تم جانشین ہو — تمھین کہتے ہین ہم اُستادِ فن بھی

طبیعت مین وہی اُستاد کا رنگ — وہی شوخی وہی لطفِ سخن بھی

عجب بندش عجب ترکیبِ اشعار — وہی اشعار مین ہے بانکپن بھی

اثر انداز ہے نکھرا ہوا رنگ — عنا دل بھی فدا صدقے چمن بھی

مُسلسل نظم کی لے گی بلائین — جھکی پڑتی ہے زلفِ پرشکن بھی

امارت بھی ملی ملکِ سخن کی — ہوئے اب صاحبِ تاجِ سخن بھی

سمجھتا ہے تمھین سرمایۂ ناز — ریاضؔ خوشنوا شیرین سخن بھی

تمھین یکتا سمجھتا ہے زمانہ — تمھارے معتقد ہین اہلِ فن بھی

تمھین سب جانتے ہین مانتے ہین — نہ اہلِ لکھنؤ اہلِ دکن بھی

تمھارے قدردان ہین آصفؔ شاہ — وزیرِ ملک بھی شاہِ زمن بھی

مبارک ہون درِ آصف کی سجدے — مبارک ہو تمھین تاجِ سخن بھی

۱۹۱۰ء

## جناب منشی سید زاہد حسین صاحب زاہد سہارنپوری تلمیذ امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

شکر یزدانِ جلیل آوازہ شد نامِ جلیل
رنگ و بوئے گلشن است این بلبلِ رنگین نوا
آوخ از او وا رامش بے بہرہ شد گلباغِ ہند
اے زہے فکرش بلیغ واے خہے نطقش فصیح
پیشِ او فوجِ سخن افگندہ سر گاہِ سخن
با بیانش خوش بیانان الکن و کثر بیان
شعر او شعری شعار و نثر او نثرہ نثار
شاہدِ شنگول مضمونش ز غنجارِ بیان
تازہ دیوانے مدوّن کرد چون اوراقِ گل
گشت از گلہاے رنگارنگ معنی آشکار
وہ چہ خوشبوئیست گنج بخشد شامم مشکبو
توپ توپ از نظم الفاظ و معانی جلوہ گر
جا بجا دُرہاے منثورِ مضامین منسلک
بر بجاے نقطہ پیدا جلوۂ خورشید و ماہ
سطر سطرش جادۂ نورا کہکشان بین السطور
از زرِ کامل عیارِ نظم دیوان زردہ دا

بعد اُستادی امیرِ لکھنوی اندر دکن
ہمنواے زاہد است این طوطیِ شکر شکن
بسکہ او انداختہ اندر دکن طرحِ دکن
ہر زباندان تر زبان گردید در مدح و سُون
چون شمع یا برہمن در برہمن پیشِ وثن
نغمۂ غوغائیانِ باغ غوغا و غرن
بیتِ او بیت الغزل ہر غزل بر زیب وطن
دار و از سر تا بپا غنچ و دل شنگی وشن
شد ز بوباے وے مزکوم مغزِ اہل فن
رنگِ نسرین و سمن یا ضیمران و نار ون
بہ چہ رنگینیست شوخ و گشت رنگین طبع من
فوج فوج از بحر دُرنا وار مضمون موجزن
لفظ لفظش منتظم در نظم چون دُرِ عدن
بر بجاے نقطہ وو کتہ عیان پروین پرن
مطلعِ دیوان ز تابش مطلعِ خور بل قرن
زرنگار و زرفشان و زرفشان زر پیرہن

اے چہ مستانہ کلام ست این کہ مستی میچکد
اے چہ رندانہ بیان ست این کہ شد پیمان شکن

بادہ خواران بادہ خورو ند وتہی خمخانہ شد
از براے کیش بود لاکن لا کلام این لاے دن

برترست از تاج زاہد پایۂ دیوان بگو
جوہر تاجِ سخن - یا طرۂ تاجِ سخن
۱۳۲۸ھ ۱۳۲۸ھ

ولہ

خوشا دیوان جلیلِ خوش سخن خوش فہم وخوشخو کا
سخن کا تاج دیوان ہر سخن کی جان دیوان ہے

کوئی دیوان اس دیوان کے لگ بھگ ہو نہین سکتا
ہو اور ہی بات اس دیوان مین یہ دیوان دیوان ہے

کہی تاریخ زاہد مین نے اسکی شان کے شایان
جلیلِ پاک سیرت کا جلیل الشان دیوان ہے
۱۳۲۸

## ابو المعظم جناب نواب سراج الدین احمد خان صاحب سائل دہلوی تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

سالہا سال سے تھی جو حسرت
مدتون تک ہی ہو اُس مین ذلیل

گوش زد وہ ہوئی نوید آخر
جو ہے سچ مچ مسرتون کی دلیل

آجکل چھپ رہا ہے وہ دیوان
اپنی خوبی کا جو ہے آپ عدیل

جانشینِ امیر کا ہے کلام
جسقدر اُسکو ہو بجا تفضیل

اُسکے دیکھے سے ہو مزاج صحیح
اُس کا ہر نسخہ ہے دواے علیل

فرد فرد اُس کا والہ و شیدا
آدمی آدمی ہے اُس کا قتیل

حُسن ظاہر مین حُسن باطن مین
کوئی کہتا حسن ہے کوئی جمیل

ہے یہ دیوان فیض کا دریا
تشنہ کامون کے واسطے ہی سبیل

اُس کے ہر شعر مین ہے بات نئی
نکتے نکتے مین کنہ لطف و خیل

حافظِ متقی کا ہے دیوان
یہ نہ قرآن ہے نہ ہے انجیل

| | |
|---|---|
| چوم لینا گناہ بھی تو نہین | بعقیدت ہو گر ادب تاویل |
| کعبے مین اُس کی چوریان جائز | شعر شعر اُس کا رشکِ بیتِ خلیل |
| اُس کی تعریف مین زبان قاصر | مدح اُس کی کثیر بھی ہے قلیل |
| شعر پر اُس کے حرف کیا آئے | اُس کا وصف و ثنا ہے بحرِ طویل |
| اُس پر الزام ہے خیالِ رکیک | اُس کا حاسد رہے ہمیشہ ذلیل |
| اُس کی خوبی کی تا کجا تصریح | اُسکی ندرت کی تا بہ کے تفصیل |
| ہوئی سائل سے بھی طلب تاریخ | یاد فرمایا مجھکو کتنے میل |
| مین ہون دلی مین وہ دکن مین پھر | فرقِ عبدِ جلیل و عبدِ ذلیل |
| ایسی صورت مین کیا مناسب ہے | کہ دہن مین لگائے رکھون کیل |
| جو مرے دل مین ہے وہ منہ پر ہے | گلرخانِ بدیع ۔ شعرِ جلیل |
| وصفِ دیوان اگر کوئی پوچھے | تو مین کہدونگا صاف سحرِ جلیل (۹۸۷ / ۳۴۱) |
| دونون جملون کو جمع کر لیجے | سن ہجری کی ہو گئی تکمیل |

## جناب منشی ریاض الحسن صاحب سحر برادر زادۂ مصنف

| | |
|---|---|
| کتنی پُر اثر یہ شاعری ہے | افسون ہے کوئی کہ ساحری ہے |
| ترتیب کی ہے یہ سحر تاریخ | ہر لفظ مین سحرِ سامری ہے (۱۹۰۹ء) |

## جناب مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب المتخلص سعدیہ

| | |
|---|---|
| نظمِ جلیلِ جلیل آنکہ بود اوستاد | پیشِ سخن پروران در نظرِ اہلِ فن |

بعدِ مرتب شدن طبع شدہ مرحبا
تابشِ کانِ عدن از دُرِ لفظش عیان
تازہ مضامینِ او روکشِ گلہای باغ
نقدِ سرہ ریزد او چون نہ عجیب ورق
نیست درین قول شک ہست کلامِ جلیل
دعوے اُستادیت گرسزد او را سزد
کرد بخوش قسمتی در شعرا سرفراز
فکرِ سخنش بود چون سعد دبیرِ فلک

بار وشِ دلکشا ہم بطریقِ حسن
یا کہ بود در سگلے تازگیِ صد چمن
بلبلِ دلہاے خلق ہست بروِ نغمہ زن
آمدہ در حصہ اش مخزنِ شعر و سخن
موجدِ رنگِ جدید ناسخ طرزِ کہن
قائلِ او خلق ہست ہم صفتِ تو دمن
وقعتِ او بود چون نزدِ رئیسِ دکن

گفت۔ کلامِ جلیل آمدہ تاجِ سخن
۱۳۲۸ھ

## جناب محمد سعید خان صاحب زیبا تلمیذ جناب تمنا مرادآبادی

تقریظ براے دیوانِ جلیل
۱۹۶۷ ہجری

تاج دارِ سخن۔ راز دارِ فنِ زیبا منشی جلیل حسن صاحب جلیلؔ۔ صاحب دیوان الَتاجِ سخن
۱۳۲۸ھ ۱۳۱۷ ف ہندی ۱۳۱۹ ف الٰہی
زندہ و سلامت باکرامت ہوں۔ آپکا دیوان رونقِ محفلِ سخن۔ جو وجہ سرفرازیِ اہلِ سخن ہوا
۱۳۲۸ھ ۱۳۱۹ف ۱۳۳۹ محمدی
جس کا اچھا نام اب تاجِ سخن ہے۔ بینظیر کیوں نہو۔ دیوان گویا باعثِ افتخار ہے
۱۳۱۹ ف الٰہی ۱۳۱۷ ف ہندی ۱۹۶۷ بکری
مگر جلیل کا دیوان خود شمار ہے۔ زیبا کو حکم شاگردِ حضورِ انور۔ تاریخ طبع کا ہے
۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء ۱۹۶۷ بکری
حسب ذیل یہ عرض ہے۔
۱۹۱۰ء

قطعہ سالِ طبعِ دیوان نتیجۂ فکرِ سعید
۱۳۳۹ محمدی

جب اے جلیل تاجِ سخن طبع ہوچکا
۱۳۱۹ ف الٰہی

اک تاج زینتِ سرِ اہلِ سخن ہوا
۱۹۱۰ عیسوی

ہے فکر سالِ طبع تو لکھدے یہ بحر سعید
۱۳۲۸ ہجری

شعر اسکا سلک گوہر بحرِ عدن ہوا
۱۳۳۹ محمدی

## تاریخ طبع از سعید مرزاپوری
۱۹۱۰ع

تاجِ سخن ہے یا ہے سرِ اہلِ دل کا تاج
۱۹۱۰ع
شاہِ سخن سعید ہوئے رکھکے سر یہ بحر
۱۹۱۰ع

یا کنز سر بلندی خاصانِ فن ہوا
۱۳۲۸ھ
دیوان جلیل کا کوئی تاجِ سخن ہوا
۱۳۲۸ھ

## ولہ

خوشا وقتے کہ شد تاجِ سخن طبع
زہے بختِ سعید و فکر تاریخ
شدہ ہر بیت دیوان بیت معمور
بیانت جوہرِ نطقِ خداداد

خوشا دورے کہ تقدیم است محجوب
شہے جوشے کہ دل را دادہ اسلوب
جلیلم بارک اللہ گفتۂ خوب
کلامش دلکش و دلگیر و مجبوب

چو فکرِ سال طبع فارسی شد
ندا آمد بگو - دیوان مرغوب
۱۳۱۹ ف الہی

## جناب مولوی سعید الدین صاحب سعید تلمیذ مصنف

چھپا تاجِ سخن الحمد للہ
ہر اک پُر درد مضمونِ اس سخن کا
بہارِ گلشن معانی نہ پوچھو
سعیدِ خوش بیان نے اسکی تاریخ

زمانے میں یہ چرچا جا بجا ہے
مریضِ دردِ الفت کی دوا ہے
کہ بلبل شیفتہ ہے گل فدا ہے
یہ لکھی - دفترِ خوبی چھپا ہے
۱۳۲۸ھ

## عالیجناب راجہ راجایان سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنة
## پیشکار سرکار عالی المتخلص بہ شاد

کلام وہ نور کا نکلا کہ چاند ہو جھکے گرد ہالہ — فلک سے بھی مرتبہ دوبالا ہر اک غزل کی زمین کا ہے

ہوا جو تاریخ کا مین خواہان تو بول اُٹھا شاد ہو کر شادان — یہ کیون نہو دلپذیر دیوان امیر کے جانشین کا ہے
١٣١٩

**ولہ**

ہے یہ دیوان بھی کیا پُر اثر اللہ اللہ — ایک اک بیت کا ہے دلمین گھر اللہ اللہ

خانۂ شاد نے کیا خوب لکھا طبع کا سال — چھپ گیا نسخۂ دُر و جگر اللہ اللہ
١٣١٩ فصلی

## جناب صاحبزادہ مصطفیٰ علی خان صاحب شرر مرحوم سکرٹری ریاست رامپور تلمیذ مصنف

اک پریخانہ ہے دیوانِ جلیل — اک حسینِ دلربا ہر شعر ہے

ہر غزل نازک خیالی مین ہے فرد — رنگ مین ڈوبا ہوا ہر شعر ہے

دیکھتے ہین شوق سے اربابِ فن — کہتے ہین جادو بھرا ہر شعر ہے

سال کیا اچھا کہا مین نے شرر — معجزہ بندش نیا ہر شعر ہے
١٣٢٨ھ

## جناب مولوی عبد الغفور صاحب شہر بہاری استھانوی تلمیذ مصنف

وصفِ تاجِ سخن نہین ممکن — ایسا دیوان جہان مین کم ہے

| | |
|---|---|
| فکر تاریخ طبع ہے جو تمہین | اے شرر لکھدو ساغر جم ہے ۱۳۱۷ف |
| | ولہ |
| خوب نکلا ہے چھپ کے تاجِ سخن | کوئی مصرع نہین ہے اسمین سقیم |
| سال کا تھا خیال مجکو شرر | آئی آواز غیب - فیضِ عظیم ۱۹۱۰ع |

**جناب سید ولایت احمد صاحب شمیم خیرآبادی اسسٹنٹ انسپکٹر تلمیذ امیر مینائی لکھنوی رح**

| | |
|---|---|
| کھلے ہین عجب رنگ کے اسمین گل | یہ تاجِ سخن ہے کہ تازہ چمن |
| جو ہے فکر تاریخ کی اے شمیم | تو کہدو - ہر اک شعر تاجِ سخن ۱۹۱۰ع |

**جناب سید کاظم علی صاحب شوکت بلگرامی تلمیذ امیر مینائی لکھنوی رح**

| | |
|---|---|
| اللہ رے جلیل کی شائستگیِ طبع | بیٹھے ہین شاہدانِ معانی دلہن بنے |
| پائے کبھی نہ معنیِ نو کی بلندیان | کتنا ہی سر بلند یہ چرخِ کہن بنے |
| بالیدگی ہوئی یہ نسیمِ خیال سے | مضمون کے پھول ہو کے شگفتہ چمن بنے |
| توصیف کو گلاب کا لائے صبا قلم | تحریر کو سیاہیِ مشکِ ختن بنے |
| شوکت بہار باغ معانی کو دیکھکر | گلزار کے جو پھول تھے داغِ کہن بنے |
| ہین یہ امیر ملک معانی کے جانشین | جب تو وحید عصر و شہیر زمن بنے |
| دیوان جب چھپا تو یہ ہاتف نے دی ندا | کہدو - جلیل حامل تاجِ سخن بنے ۱۳۲۸ھ |

**جناب منشی محمد امین صاحب شید برادر زادہ مصنف**

| | |
|---|---|
| یہ دیوان ہے یا شاعری کا چمن ہے | بلا کا ہے جوبن غضب کی پھبن ہے |

لکھو اس کے چھپنے کی تاریخ شیدا
کہ جانِ سخن اور روحِ سخن ہے
۱۹۱۰ع

ولہ

عشق کا ارمان ہے تاجِ سخن
حسن کا سلطان ہے تاجِ سخن
خوب یہ تاریخ با معنی ہوئی
عاشقون کی جان ہے تاجِ سخن
۱۹۱۰ع

ولہ

یہ دیوان جلیلِ سخندان کا ہے
یہ دیوان زمانے کے سبحان کا ہے
جو ہے فکر تاریخ شیدا کہو
اچھوتا ہر اک شعر دیوان کا ہے
۱۳۱۹ ف الہی

ولہ

ہوا ہے جو مطبوع تاجِ سخن
سخن کا زمانے مین چرچا ہی خوب
یہ تاریخ بھی حسن کے ساتھ ہے
پریوش یہ دیوان نکلا ہے خوب
۱۳۲۸ھ

ولہ

کس قدر مین خوش ہوا تاجِ سخن جب پا گیا
گنجِ ہفت اقلیم گویا غیب سے ہاتھ آ گیا
طبع کی تاریخ اے شیدا نکالی کیا بلند
وہ نیا دیوان نکلا چرخ بھی چکرا گیا
۱۳۱۹ ف الہی

## جناب مولوی سید کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

چھپ گیا دیوانِ تصنیفِ جلیل
فائدہ حاصل کرین اب خاص و عام
پہلے تھے معروف شاگردِ امیر
اب ہوئے مشہور استادِ نظام
عدل گستر نکتہ پرور ظلِ حق
خسروِ ملکِ دکن گردون مقام
آسمان پر ہے دماغِ شاعری
جب سے ہے تاجِ سخن دیوان کا نام

دخل تعقید و تنافر کو نہین
یہ مضامین یہ خیالاتِ بلند
صاف ہر مصرع ہے نرگس کی قلم
نقطے ہین پر نور انجم کیطرح
پھول خوشبودار یا الفاظ ہین
بوے گلہاے معانی پھیلی ہے
شیفتہ لکھدیجیے تاریخ طبع

ہے فصاحت اور بلاغت بالتمام
پھر بھی شعرون مین ہے وہ ہی انسجام
رشکِ سنبل سطرہاے مشکفام
صفحۂ کاغذ ہے سطحِ سیم خام
دائرے ہین یا مے مضمون کے جام
نکتہ سنجون کے معطر ہین مشام
شاعرِ شیرین زبان کا ہے کلام

## جناب مولوی علی احمد صاحب صابر تلمیذ مصنف

چھپ گیا جب جلیل کا دیوان
نام تاجِ سخن ہے اے صابر

بڑھگیا اور بھی وقارِ سخن
اور تاریخ تاجدارِ سخن
۱۳۱۹ ف الہی

## جناب منشی محمد احمد صاحب صریر استادِ والیِ ریاست امیٹھی خلفِ امیر مینائی لکھنوی

کیفیتِ شراب سخن کچھ نہ پوچھیے
تاریخ بھی یہ خوب شگفتہ ہے اے صریر

لاکھون ہین آج مست ایاغِ جلیل کے
چیدہ سبھی یہ پھول ہین باغِ جلیل کے
۱۳۲۸ ھ

## جناب مولوی عبدالواسع صاحب صفا مدرس دارالعلوم بلدہ حیدرآباد

## تلمیذ امیر مینائی لکھنوی

جلیلِ سخن سنج کا ہے وہ دیوان
کہ خلقِ خدا جسپہ شیدا ہوئی ہے

بہت دن سے تھا اشتیاق اس سخن کا
بہت دن مین پوری تمنا ہوئی ہے

مضامین نایاب ہے کہتے ہین گو یا
کہ فکرِ رسا دامِ عنقا ہوئی ہے

صفا کی ہے تاریخ بھی صاف کتنی
عروسِ سخن جلوہ آرا ہوئی ہے
۱۳۲۸ھ

ولہ

جبّذا کیا خوب ہے فکرِ جلیل
مرحبا کیا خوب ہے تاجِ سخن

مصرعِ تاریخ تم لکھو صفا
لائقِ مجبوب ہے تاجِ سخن
۱۳۲۸ہ

## جناب منشی صفدر علی صاحب صفدر مرزا پوری تلمیذ مصنف

بحمد اللہ یون استاد کا دیوان نکلتا ہی
پری جسطرح کوئی قاف سے نکلے جوان ہو کر

ادائے حسنِ بندش پر زمانہ ہو گیا مفتون
مسخر کر لیا ہر ایک کو جادو بیان ہو کر

ستم ہے سادگی مین بھی ادائین ہین قیامت کی
کلیجے مین حسینون کی جو چبھتی ہین سنان ہو کر

یہ دیوان آپکا ہے یا کوئی پھولونکی ڈالی ہی
چمن مین کہہ رہی ہین یہ عنادل نغمہ خوان ہو کر

وزیر اسوقت گر ہوتی تو اُنسے پوچھتے ہم بھی
لیا ملکِ معانی کسنے شاہِ شاعران ہو کر

مزارِ میر و مرزا سے صدائے آفرین نکلی
یہ روحِ مصحفی کہتی ہے میری ہمزبان ہو کر

بلنداب اس سے کیا ترتیب کی تاریخ ہو صفدر
زمینِ شعر بھی اترا رہی ہے آسمان ہو کر
۱۹۰۹ع

## صاحب عالم جناب حافظ مرزا نیر الدین صاحب ضیا تیموری دہلوی

طبع شد نظمِ آن جلیل حسن
کہ ورا نیست در زمانہ عدیل

کلکِ من سالِ او نوشت ضیا
ہے تاجِ سخن کلامِ جلیل
۱۳۲۸ھ

ولہ

چھپ گیا تاجِ سخن شکرِ خدا
ہے یہ دیوانِ جلیلِ نیک نام

سامنے اس کے نبات و قند و شہد
ایسے پھیکے بے نمک جیسے طعام

وہ مزے وہ ذائقے وہ لطف ہین
جن سے لذت یاب روحِ خاص عام

تم یہ کہدو اسکی تاریخ اے ضیا
شاعرِ شیرین زبان کا ہے کلام
۱۳۲۸ھ

## جناب میر صغیر حسین صاحب ضیا دہلوی تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

دیوانِ ضیا بارِ جلیلِ سخن آرا
بنگر تو کہ مشاطۂ فکرش چہ گہر سفت

بہ چون درپے تاریخ شدم ہاتفِ غیبی
با تاجِ سخن گوہرِ شہوار ہمہ گفت
۱۹۱۰ء

### ولہ

جانشینِ امیر مینائی
ہین جناب جلیلِ نکتہ دان

خوش کلام و فصیح صاحبِ علم
شعر گوئی مین فخرِ اہلِ زمان

اُن کی تحقیق کا زمانہ مُقر
واقفیت کا معترف ہے جہان

دوستون کو خوشی نہو کیونکر
چھپ رہا ہے جناب کا دیوان

شعر ہر اک غضب نکیلا ہے
نوکِ خنجر کہین کہ اُسکو سنان

فکرِ تاریخ کیون نہو ہمکو
اے ضیا ہم ہین بندۂ احسان

مادہ صاف سن ہجری مین
تاجِ حورِ سخن - ہوا ہے عیان
۱۳۲۸ھ

### ولہ

جمع دیوانِ بیمثال کیا
جبذا اے جلیل نام آور

ہاتفِ غیب کی ندا آئی
اب فصاحت کا چھپ گیا دفتر
۱۳۲۸ھ

ولہ

| | |
|---|---|
| وہ چہ دیوانے مرتب ساختہ | شاعرِ جادو بیان شیریں سخن |
| ازبرائے سالِ طبعش اے ضیا | گفت ہاتف ۔ طرۂ تاجِ سخن ۱۳۲۸ھ |

## جناب مرزا طاہر بخش صاحب طاہرؔ تلمیذ جناب فائزؔ بنارسی

| | |
|---|---|
| بطبع آمد آں نظمِ پاکیزہ بندش | کہ باشد از وزیب بزمِ متانت |
| ہمیں سالِ طبعش رقم کرد طاہر | زہے دفترِ لاجواب فصاحت ۱۳۲۸ھ |

ولہ

| | |
|---|---|
| مطبوع بود نظمِ جلیلِ ذیشان | مقبولِ نگاہِ نکتہ سنجانِ زمان |
| در سالِ مسیح گفت طاہر تاریخ | تاجِ سخنِ جلیل سرتاجِ جہان ۱۹۱۰ء |

ولہ

| | |
|---|---|
| بخشا شرف جنابِ حسنؔ کے جو نام نے | کیا محترم جلیل کا اسمِ جمیل ہے |
| تاریخِ طبع خامۂ طاہر نے کی رقم | تاجِ سخن جو ہے وہ کلامِ جلیل ہے ۱۳۲۸ھ |

## جناب مولوی سید ظہیر الدین حسین خان صاحب ظہیرؔ دہلوی

| | |
|---|---|
| کلامِ فصیح و بلیغِ جلیل | شرابِ سخن ہے بجامِ ملک |
| یہ کہنا روا ہے بلا یا رب | کہ تاجِ سخن ہے کلامِ ملک ۱۳۲۸ھ |

ولہ

جب ہوا مطبوع دیوانِ جلیلِ نامور
فکرِ سالِ طبع دیوان تھی مجھے بجید ظہیر

ہو گیا حاصل عروج اوجِ معراجِ سخن
کہدیا پیرِ خرد نے۔ جوہرِ تاجِ سخن
۱۳۲۸ھ

ولہ

فروزاں ہوا وہ مہِ دلفروز
شگفتہ ہوا وہ ریاضِ سخن
پئے سالِ تاریخ ازراہِ لطف
کہ لکھ سال تاریخ مفصلی ظہیر

کہ روشن ہوا جس سے نامِ جلیل
معطر ہے جس سے مشامِ جلیل
مرے پاس پہنچا پیامِ جلیل
ہے تاجِ سخن گو کلامِ جلیل
۱۳۱۹ ف الہی

## جناب قاضی محمد ظہیر الدین صاحب ظہیرؔ تلمیذ امیر مینائی لکھنوی

زہے تاجِ سخن کز جلوہ اش عالم منور شد
ز انوارِ جمالش صد ہزاران دیدہ شد روشن
پئے سالِ مسیحی فکر چون کردم ندا آمد
ہم از بہرِ سنِ ہجری ظہیر این مصرعی برخوان

بحسن و دلبری رشکِ بتانِ ماہ پیکر شد
ز اعجازِ کمالش صد ہزاران دل مسخر شد
چو مہ مطبوع دیوانِ جلیلِ نیک اختر شد
۱۹۱۰ء
ببوے گلشنِ دیوان نسیم جان معطر شد
۱۳۲۸ھ

ولہ

اے خوشا رنگینیٔ فکرِ جلیل
نور افشان است تاریخِ ظہیر

صفحہ صفحہ روکش گلشن شدہ
شمعِ جانِ شاعری روشن شدہ
۱۹۱۰ء

ولہ

ثنا کیا ہو تاجِ سخن کی ظہیر
یہ سارا ہے فیضِ جنابِ امیر

| | |
|---|---|
| لکھو تم یہ تاریخ ترتیب کی | یہ دیوان ہے آپ اپنی نظیر ۱۳۲۷ھ |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| دیکھنا کس شاعرِ شیوا بیان کا ہے کلام | سب سے افضل سب سے برتر سب سے اعلیٰ ہے کلام |
| ہے اسی کے واسطے موزون یہ تاریخ اے ظہیر | صاف ہے کتنی زبان کتنا یہ اچھا ہے کلام ۱۳۲۸ھ |

## جناب منشی عابد حسین صاحب عابدؔ سہسوانی تلمیذ امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ لکھنوی

| | |
|---|---|
| گشت چون مطبوع دیوان جلیل نغز گو | طرفہ اعجوبہ و بایستہ تصنیفِ جلیل |
| سالِ طبع او طلب کردم ز فکرِ خویشتن | گفت دل۔ مطبوع شد شائستہ تصنیفِ جلیل ۱۹۱۰ء |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| دیوان کہ ہست تاجِ سخن نام نامیش | ترتیب داد طبعِ سخن پرورِ جلیل |
| عابد بگفت مصرعِ تاریخِ طبعِ او | جلوہ طراز تاجِ سخن بر سرِ جلیل ۱۹۱۰ء |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| نکتہ پرور جلیلِ خوش گفتار | گفت دیوانِ بے نظیر و بدل |
| از پے سالِ طبعِ او برگیر | سر حرف و کلام و شعر و غزل ۱۳۲۸ھ |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| طرفہ مطبوع شد چو تاجِ سخن | سالِ طبعش بخوان بطرزِ عجیب |
| کن بمضمونِ عاشقانۂ او | دلِ آزادہ پر زحبِ حبیب ۱۳۲۸ھ |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| جلیلِ نکتہ پرور گفت دیوان | چہ دیوانے فروغِ صبحِ امید |

| | |
|---|---|
| بتاریخش سروش از غازهٔ فکر | رخِ شعر و غزل را زیب بخشید<br>۱۳۱۹ ف الہی |

ولہ

| | |
|---|---|
| جلیلِ نکتہ پرور خواجہ تاشم | بفنِّ شعر مشہورِ جہان شد |
| وقارے از درِ شاہِ دکن یافت | کہ وجہِ افتخارِ دوستان شد |
| زہے تاجِ سخن دیوانش دیدم | کہ از مضمونِ رنگین گلستان شد |
| نظر کردم بشعرِ آبدارش | خجل تسنیم و کوثر در جنان شد |
| بجستم سال از بین السطورش | سرِ شعر و غزل جوے روان شد<br>۱۳۱۹ ف الہی |

ولہ

| | |
|---|---|
| چھپا جلیل کا دیوان یعنی تاجِ سخن | دعا ہے میری کہ مقبولِ حضرتِ حق ہو |
| ہوی تلاش جو تاریخ کی تو دل نے کہا | سرِ جلیل سے تاجِ سخن کو رونق ہو<br>۱۹۱۰ع |

ولہ

| | |
|---|---|
| چاپ شد مطبوعِ دل تاجِ سخن | غیرتِ تصنیفِ آباد و غنی |
| سرپئے تاریخ بنہاد ندیش | حسرتی و کیف و شمشاد و غنی<br>۱۳۲۸ھ |

ولہ

| | |
|---|---|
| خواجہ تاشم بگفت دیوانے | ہست غمخوارِ عاشق و معشوق |
| حرف حرفش کند بہ بیباکی | شرحِ اسرارِ عاشق و معشوق |
| ہست از گرمیٔ سخن در وے | گرم بازارِ عاشق و معشوق |
| سالِ طبعش عیان ازین مصراع | طرزِ گفتارِ عاشق و معشوق<br>۱۹۱۰ع |

## جناب سید محمد انوار الدین صاحب ۔ عتیق ۔ تلمیذ مصنف

| | |
|---|---|
| شکر خالق راکہ شد تاج سخن | بے مثال و بے نظیر و بے عدیل |
| سال ہجری در زبر اسم ببینہ | ہاتفم گفتا زہے نظم جلیل ۱۳۲۸ھ |

ولہ

| | |
|---|---|
| چو آراستہ گشت تاج سخن | ز دُر ہائے مضمون و رنگ نوی |
| سر خود نہادند پیش اے عتیق | حزین و کلیم و شریف و غنی ۱۳۲۸ھ |

ولہ

| | |
|---|---|
| دیکھکر اس پر ضیا دلو ان کو | لوگ کہتے ہین ہہ کامل ہے یہ |
| مصرع تاریخ تم لکھو عتیق | موتیون مین تولون اس قابل ہے یہ ۱۳۲۸ھ |

ولہ

| | |
|---|---|
| یہ وہ ہے تاج سخن جس سے عتیق | قدر ارباب سخن دونی ہوئی |
| خیر سے جب یہ مرتب ہو گیا | میرے دل کو فکر سن دونی ہوئی |
| فصلی و ہجری کے دو مصرع کہے | حیرت ارباب فن دونی ہوئی |
| جس نے یہ تاج سخن دیکھا کہا ۱۳۱۸ ف الی | عزت بزم سخن دونی ہوئی ۱۳۲۷ھ |

ولہ

| | |
|---|---|
| مجھ سے کی میرے دل نے فرمایش | سال ترتیب ہو کوئی نایاب |
| حرف منقوط مین لکھا مین نے | باغ فکر جلیل ہے شاداب ۱۳۲۷ھ |

**ولہ**

چھپ کے شایع ہوا وہ دیوان آج — جسکا ہے صفحہ صفحہ رشکِ چمن
فکرِ تاریخ ہے عتیق اگر — لکھدو۔ طالع ہے آفتابِ سخن
(۱۹۰۳ ف الہی)

**ولہ**

صفتِ تاجِ سخن کی اس سے بڑھکر کیا کرے کوئی — کہ مضمون ہے اگر لیلی تو یہ لیلےٰ کا محمل ہے
عتیق اس کے سنِ ترتیب کی جب فکر کی مینے — صدا کانون مین یہ آئی۔ چراغِ خانۂ دل ہے
(۱۹۰۹ع)

**ولہ**

اللہ اللہ یہ ہے وہ تاجِ سخن — جسکا عالم مین نہین مثل و عدیل
کہہ زبر او رہینہ مین اے عتیق — سالِ ترتیب اسکا ہے۔ نظمِ جلیل
(۱۳۲۷ھ)

**ولہ**

مصنف نے مرتب کر کے دیوان — زمانے پر بڑا احسان کیا ہے
زبر اور بینہ مین ہے یہ تاریخ — کہ یہ دیوان جلیل القدر کا ہے
(۱۳۲۷ھ)

**ولہ**

ہے وہ تاجِ سخن کہ سب شعرا — اسکو لے لیکے اپنے سر پہ دھرین
مین نے منقوط مین کہی تاریخ — آفرین دوست رشکِ غیر کرین
(۱۹۱۰ع)

**جناب نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز ناظم عطیات صرفخاص تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی**

چھپ چکا کہتے ہین دیوانِ جلیل — ہے یہ شہرت انجمن در انجمن
طبع کی تاریخ تم بھی اے عزیز — صاف کہدو۔ طرۂ تاجِ سخن
(۱۳۲۸ھ)

## جناب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی

ناظورۂ ریاضِ سخن حضرتِ جلیل
فہرستِ اہلِ فن مین انہین امتیاز ہے
زندہ ہے ان کے نام سے نامِ امیر بھی
اردو مین یہ بھی قابلِ قدر اک اضافہ ہے
رنگِ اثر مین ڈوب کے نکلا ہے سب کلام
وہ شوخ ہے کلام وہ رنگین نظم ہے
پیچیدہ یون ہے حسنِ معانی کلام مین
تاریخِ سالِ طبع لکھی یہ عزیز نے

سرخیلِ اہلِ فضل کمالات انتساب
اُردو ہے ان کی ذات سے ہر وقت بہرہ یاب
ہین نکتہ سنج نکتہ شناس اور نکتہ یاب
مطبوعِ طبع کیون نہ ہو دیوانِ انتخاب
ہر شعر مین نہان دلِ عاشق کا اضطراب
معشوق جیسے ہو کوئی مستِ مئے شباب
جیسے کسی کی زلف شکن در شکن مین تاب
جذبات کا مرقعِ رنگین لاجواب
۱۹۱۰ع

## جناب غلام مصطفےٰ صاحب عشقی ساکن حیدرآباد دکن

نظمِ رنگین ہے لالہ زارِ ابد
بے خزان ہے یہ نوبہارِ ابد

چھپ گیا اب جلیل کا دیوان
ہے جو در اصل یادگارِ ابد

سالِ عشقی ہے فصلی و ہجری
نورس باغ - غمگسارِ ابد
۱۳۱۹ف ۱۳۲۸ھ

عیسوی سال کہد وہ فیضِ عظیم
۱۹۱۰ع
نظم مخدوم ہے بہارِ ابد
۱۹۱۰ع

## جناب محمد حفیظ الدین صاحب عنصر تلمیذ مصنف

جلیل نکتہ دان کا ہے یہ دیوان
کہ جن کا نام مشہورِ زمن ہے

لکھا مین نے یہ عنصر سالِ ترتیب — یہی گلدستۂ بزمِ سخن ہے
۱۳۱۸ف آنی

**ولہ**

لو مبارک چھپا وہ تاج سخن — دلِ عالم ہے جس کا پیمانہ
سال اس کا اگر کوئی پوچھے — کہدو عنصر چراغ مےخانہ
۱۹۰۱ء

## جناب مرزا محمد حسن صاحب المتخلص بہ فائز بنارسی

دیوانِ جلیل ہست منہاجِ سخن — کز فکرِ بلند یافت معراجِ سخن
فائز پے طبع عیسوی سال بگو — اوجِ سرِ آرزو شد از تاجِ سخن
۱۹۰۱ء

**ولہ**

اے تعالی اللہ این منظومۂ معجز طراز — در لطافت فی المثل روح و روانِ سلسبیل
گر مصنف را بپرسی شہرۂ آفاق ہست — می بود نامش جلیل و باشد وصافش جمیل
جانشینِ آن امیرِ کشورِ معنی کہ بود — چرخ مینائی عروج دود مانش را دلیل
طالعش یکدرجہ افزود و شد اُستادِ نظام — بسکہ بود اُستادِ نظم آن نکتہ سنجِ بے عدیل
کرد فائز سنطبع بر لوحِ دل مصراعِ سال — حرزِ جان شد آشکار از طبعِ دیوانِ جلیل
۱۳۲۸ھ

## جناب مولوی سید امیر حسن صاحب فروغ لکھنوی وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد

سکہ زنِ ملکِ شاعری ہین — سلطانِ سخن جلیلِ ذی شان
شاگرد امیرِ لکھنوی کے — اوستادِ شہِ دکن سخندان
عابد زاہد خلیق حافظ — چہرے سے عیان ہے نورِ ایمان

خالق کا کلام دل مین محفوظ
ہین منبعِ خلق و خیر و خوبی
نازان اُن پر زبانِ اردو
حسنِ معنی فدائے مضمون
اشعارِ جلیل جانِ اُردو
دیوان ہے اسمِ بامسمیٰ
پایا ہے جلیل سا مصنف
لکھدو یہ فروغ طبع کا سال

کعبے مین دھرا ہوا ہے قرآن
ہین مخزنِ لطف و حلم و احسان
یہ نثر کی روح نظم کی جان
مضمون طرزِ ادا پہ قربان
اُردو کی زبان پہ انکا احسان
تاجِ سخن اسکو نام شایان
جو کشورِ نظم کا ہے سلطان
تاجِ سخنِ حسین ہے دیوان
۱۳۲۸ھ

## جناب سید عباس حسن صاحب متخلص بہ فصاحت لکھنوی خلفِ جناب امانت مرحوم

نامور ہین جانشین اُن کے جلیل
پُر معانی یہ انہین کا ہے کلام
ہے یہ گلزارِ مضامینِ جدید
دائرے حرفون کے ہین مثلِ صدف
اے فصاحت سال اس دیوان کا

جو امیر اُستاد تھے فخرِ زمن
جن سے ماہر ہین سب اُستادانِ فن
جس غزل کو دیکھو ہے رشکِ چمن
اور اک اک نقطہ ہے درِّ عدن
لکھ ہوا یہ واقعی تاجِ سخن
۱۳۲۸ھ

## جناب مولوی ابوطیب محمد یحییٰ صاحب قاصد مولوی فاضل

حسن شعر الجلیل فی الشعراء
لعلی فضلہ علیھم دلیل

جاء دیوان شعرہ مطبوعاً — وھو من حسن طبعہ مقبول
قلت تاریخ عامہ الفصلی — انما النظم للجلیل جلیل

۱۳۱۹ف الہی

ولہ

طبع دیوان شدہ از نظمِ درافشانِ جلیل — اے زہے مرتبۂ نظم و خہے شانِ جلیل
کلکِ قاصد بنوشت از پے سالِ ہجری — بے بہا تاجِ سخن آمدہ دیوانِ جلیل

۱۳۲۸ھ

## جناب مولوی سید نور الرسول صاحب قدرت جاگیردار تلمیذ مصنف

جلیلِ یوسفِ مصرِ سخن نے — لگایا خوب بازارِ مضامین
لکھو تم مصرعِ تاریخ قدرت — یہ ہے دلچسپ گلزارِ مضامین

۱۳۲۸ھ

## جناب مولوی حکیم عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی تلمیذ امیر مینائی مرحوم لکھنوی

قدردانی شہِ دکن نے جو کی — بڑھ گیا جاہ و احتشامِ جلیل
نظرِ مہر شاہِ آصف سے — چرخِ ہفتم یہ ہے مقامِ جلیل
فلکِ شاعری پہ چمکا ہے — ماہ و خورشید بنکے نامِ جلیل
رہے لبریز فیضِ ساقی سے — مے عیش و طرب سے جامِ جلیل
ہو بنارس کی صبح و شام اودھ — عیش و عشرت میں صبح و شامِ جلیل
بصد اعزاز و اقتدار رہے — حیدرآباد میں قیامِ جلیل
ہو مثالِ امیر شاہِ سخن — سارے عالم میں فیضِ عامِ جلیل

ہون ازل سے فدائے نامِ امیر — دین میرا ہے احترامِ جلیل

ہے مرے حالِ زار پر کوثر — کرمِ خاص و لطفِ عامِ جلیل

طبعِ دیوان سے چار چاند لگے — خوب روشن ہوا ہے نامِ جلیل

خوب چھپتا ہوا ہے طبع کا سال — نشترِ آرزو و کلامِ جلیل

١٣٢٨

ولہ

فضلِ ایزد سے چھپا تاجِ سخن — یعنی دیوانِ جلیلِ نکتہ دان

بندشین سب چست ترکیبین درست — شوخیان لفظون مین ٹکسالی زبان

نظم پروین ہے کہ الفاظِ بلند — مصرعِ روشن کہ خطِ کہکشان

دائرے حرفون کے ہین کرسی نشین — ہے زمینِ شعر ہفتم آسمان

ہے فصاحت اور بلاغت موجزن — آمدِ مضمون کہ ہے دریا روان

کاغذِ رنگین - بہارِ باغِ خلد — بیل بوٹے ہین کہ گلزارِ جنان

جدولون پر سبزۂ خط کا یقین — سطرون پر زلفِ مسلسل کا گمان

روشنائی سے خجل لیلیٰ کی زلف — ہے بیاضِ صفحہ روے مہ رخان

ہے لبِ جودت سے سالِ عیسوی — قفلِ گنجِ ناظمِ شیرین بیان

١٩١٠ع

ولہ

للہ الحمد طبع گردیدہ — نظمِ رنگینِ افتخارِ وطن

ضوفشان است مصرعِ کوثر — مہر دوّارِ آسمانِ سخن

١٣٢٨

ولہ

طبع شد صد شکر نظمِ دلفریب
از سرِ ہوش است سالِ بکرمی
طبعِ زادِ شاعرِ شیرین زبان
دل کش و رنگین و خندان گلستان
۱۹۲۷ سمبت

ولہ

طبع ہوا دیوانِ جلیل
رنگِ بیان پر حور فدا
چبھتی لفظین تیر و سنان
مضمون مین ہین بانکے شعر
کوثر نے تاریخ لکھی
یا نکلی ہے بن ٹھن کے دُلہن
طرزِ ادا پر صدقے دمن
تیور تیر چھری چتون
یا محمل مین لیلیٰ پرفن
جانِ سلطان تاجِ سخن
۱۳۱۸ ہجریہ

ولہ

طبع شدہ دیوانِ جلیل
خامۂ کوثر کرد رقم
یا گلِ شگفتہ تازہ چمن
جانِ دو عالم تاجِ سخن
۱۳۱۹ ف الہی

ولہ

طبع گردید چون کلامِ جلیل
چون بدریاے فکر غوطہ زدم
از دلم دور گشت رنج و ملال
دُرِ تاجِ سخن نوشتم سال
۱۳۱۸ ہجریہ

ولہ

شکرِ خدا کہ طبع ہوا
کیا رنگین تاریخ ہوئی
تازہ کلامِ فخرِ زمن
گلشنِ جنت تاجِ سخن
[illegible]

## جناب سید نوازش علی صاحب لمعہ ابن شعلہ دہلوی

| | |
|---|---|
| قد انطبع النظم للشاعر | الذی ذهنه کجواد فریغ |
| فقال لنا لمعہ تاریخہ | کلام الجلیل کلام بلیغ ۱۳۲۸ھ |

**وله**

| | |
|---|---|
| چھپ گیا کیا خوب دیوانِ جلیلِ نامور | ہند مین جسکی فصاحت کا ہی شہرہ جابجا |
| لمعہ نے لکھی ہے اُسکے طبع کی تاریخ یہ | شاعرِ ماہر جلیل القدر کا دیوان چھپا ۱۳۲۸ھ |

**وله**

| | |
|---|---|
| طبع ہوا ہے کلام شاعر بے مثل کا | ہند و دکن مین ہے اب شہرۂ نام جلیل |
| طبع کا اے لمعہ سال مین نے لکھا حسبِ حال | تاجِ سخن بے بہا ہے یہ کلام جلیل ۱۳۲۸ھ |

**وله**

| | |
|---|---|
| مطبوع ہوئی نظمِ جلیلِ ذی شان | ہین اسکی فصاحت کے مقر اہلِ زبان |
| تم بھی اے لمعہ بہرِ تاریخ کہو | افصح ہے جلیلِ خوش بیان کا دیوان ۱۳۲۸ھ |

## جناب مولوی محمد متین الدین صاحب متین مچھلی شہری تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

| | |
|---|---|
| وحیدِ زمان جانشینِ امیر | جنابِ مکرم جلیلِ حسن |
| ہے کون آپ سا شاعرِ باکمال | یہ بے شبہ ہین ماہرِ علم و فن |
| کھلائے ہین کیا کیا مضامین کے پھول | یہ دیوان ہے بے خزان اک چمن |
| جواہر کا ٹکڑا ہے ہر ایک لفظ | تو ہر ایک نقطہ ہے دُرِّ عدن |
| لکھوائے متین اسکی تاریخ طبع | طلسمِ دل آویز باغِ سخن ۱۹۱۰ع |

## جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

با حسن طبع جلوہ تازہ گرفتہ است — مجموعۂ کلام سخن سنج بے عدیل
ہر مصرع اش بحسن مضامین نو فرید — ہر شعر او بخوبی تخئیل بے مثیل
در ہر غزل تسلسل لطف بیان ببین — از شرم آب آب شود موج سلسبیل
محشر نوشت مصرع تاریخ بہر طبع — جلوہ طراز تاج سخن بر سر جلیل
۱۹۱۰ء

## جناب منشی مسعود حسن صاحب مسعود اہلمد مال کلکٹری پرتابگڑھ برادر زادہ مصنف

یہ دیوان ہے اک شاہد خوش جمال — یہ دیوان ہے اک ماہ اوج کمال
کہی اس کی تاریخ مسعود نے — یہ دیوان ہے کیا بہتر و بے مثال
۱۳۲۸ھ

## جناب مرزا محمد امراؤ مرزا صاحب نادان برادر زادہ فصیح الملک داغ دہلوی

چھپا مطبع مین دیوان جلیل اب — بہار آئی پھلا پھولا چمن ہے
بلاغت نے نرالے گل کھلائے — فصاحت شعر کی گویا پھبن ہے
زبان حال سے بندش کی چستی — یہی کہتی ہے مجھ مین بانکپن ہے
اسی سے ہے اک صحبت کی زینت — گل گلزار و شمع انجمن ہے
سنا دے پڑھکے سال طبع نادان — گل اقبال یہ تاج سخن ہے
۱۳۲۸ھ

**ولہ**

جلیل اب اپنا چھپواتے ہین دیوان — یہ شہرت لکھنؤ سے تا دکن ہے

| یہ لکھدے مصرعِ تاریخ نادان | عزیز ملک ہے تاجِ سخن ہے ۱۳۲۸ھ |
|---|---|

**جناب مولوی محمد عبد الغفور خان صاحب نامی تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی**

| شکرِ خدا چھپ گیا آج وہ تاجِ سخن | جس مین جواہر ہین سب جس مین لآلِ جلیل |
|---|---|
| اُن کی غزل سننے سے وجد کرے آدمی | حال بدلدے جو نظم ہے وہی قالِ جلیل |
| شعر و سخن مین کہان اُن کی نظیر آجکل | ہند و دکن مین کہان آج مثالِ جلیل |
| عظمت و شانِ سخن کہتی تھی ہوگا عروج | قربِ نظامِ دکن ہے یہ مآلِ جلیل |
| نامی وہ دیوان چھپا جس کی یہ تاریخ ہے | فتنہ فکرِ جمیل سحرِ حلالِ جلیل ۱۳۲۸ھ |

**جناب مولوی نثار احمد صاحب نثار ملازم صرف خاص مبارک برادر زادہ مصنف**

| چھپا دیوان ایسا عاشقانہ | تصدق جسپہ ہو گنجینۂ حسن |
|---|---|
| نثار اچھی کہی تاریخ تم نے | یہ ہے تاجِ سخن آئینۂ حسن ۱۳۲۸ھ |

**جناب منشی محمد عبد الحکیم صاحب نجم ٹھیکہ دار تعمیرات سرکار عالی تلمیذ مصنف**

| تھی نجم کو یہ فکر کہ تاریخ کے لئے | مل جائے کوئی مصرعِ تابان جلیل کا |
|---|---|
| دیوان کو دیکھتے ایک یہ کہتا نکل گیا | دل کی جگہ بغل مین ہو دیوان جلیل کا ۱۳۲۸ھ |

**جناب میر مظہر علی صاحب المتخلص بہ نور تلمیذ مصنف**

| چھپا جب کلامِ لطیفِ جلیل | ہوئے دیکھ کر شاد اہلِ زمن |
|---|---|
| کہی اسکی تاریخ مین نے یہ نور | پسندِ جہان ہے یہ تاجِ سخن ۱۳۱۹ ف الہی |

**جناب مولوی نہال احمد صاحب نہال منصف درجہ دوم تعلقہ جالنہ ملک سرکار عالی فرزند مصنف**

| | |
|---|---|
| گفتا بمن تاج سخن باصد ادئے دلبری | تاریخ طبعم کن رقم روشن چو ماہ و مشتری |
| این مصرع مشہورِ خسرو در دلِ من آمدہ | بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری ۱۹۱۰ء |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| یان شاہدِ معنی کی عجب جلوہ گری ہے | جو نظم ہے وہ ناز و نزاکت سے بھری ہے |
| تاریخ ہو اسکی جو نہال آپ کو درکار | لکھدیجیے۔ دیوان نہیں شوخ پری ہے ۱۳۱۹ ف الہی |

## جناب مولوی فصیح اللہ خان صاحب نیر بنارسی

| | |
|---|---|
| مژدہ بادا اے نیرِ مشتاق شد مطبوع خلق | نظم خوش آغاز نیک انجام دیوانِ جلیل |
| بے سرو ہم از پے سالِ مسیحی کن رقم | در جہان تاجِ سخن شد نام دیوانِ جلیل ۱۹۱۰ء |

**ولہ**

| | |
|---|---|
| اے خوشا نظمِ فصاحت آگین | از جلیل آبروے بزم انام |
| طبع دیوان شد و سالش نیرؔ | گفت تحسین فلک رتبہ کلام ۱۳۲۸ھ |

## جناب مولوی بخشی عبد الوارث خان صاحب وارث
## تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

| | |
|---|---|
| دیوان چھپا جلیل کا اب | تھا سارا زمانہ جسکا مشتاق |
| یہ نظم کہیں ہے سحر و افسون | یہ نظم کہیں ہے علمِ اشراق |
| استاد و جلیل ایک ہی شخص | اک تازہ خیال کہنہ مشتاق |

اُستاد نہ مانیں کیون انہیں ہم
ہے پاک کلام اُن کا بے عیب
تخلیق مضامین انکا حصّہ
تاریخ لکھو تم اسکی وارث

علم و فن مین ہین خوب ہی طاق
اُستاد کا ٹھیک انپہ اطلاق
اللہ - جلیل بھی ہین خلّاق
ہے تاجِ سخن ادیبِ آفاق
۱۳۲۸ھ

## جناب محمد داؤد علیخان صاحب واقف تلمیذ مصنف

اُستادِ سخن برنگِ خاقانی گفت
شد تاجِ سخن چو طبع واقف ہاتف

ہر شعر چو روئے ماہِ کنعانی گفت
سالش ـ سخن ادیب لاثانی" گفت
۱۹۱۳ الہی

ولہ

ایک عالم ہے آج متوالا
کیا چمکتی ہوئی ہے یہ تاریخ

اُف رے کیفیتِ شرابِ سخن
ابھی نکلا ہے آفتابِ سخن
۱۳۲۸ھ

ولہ

یہ تاجِ سخن ہے کہ جانِ سخن
لکھو اسکی تاریخ واقف یہ تم

بلندی مین ہے آسمانِ سخن
یہی ہے گلِ بوستانِ سخن
۱۹۱۳ف الہی

## جناب منشی سید وجاہت حسین صاحب وجاہت جھنجھانوی ایڈیٹر اصلاحِ سخن تلمیذ فصیح الملک داغ دھلوی

جلیل شاہِ سخن ہو گئے مبارک ہو
بڑے ہی نام ہین بے شک بہت ہی قسمت ہے

عجیب ٹھاٹھ سے سر پہ سجا ہے تاجِ سخن
کچھ اسکا مول نہین بے بہا ہے تاجِ سخن

جواہرات بھی ہین ماند سامنے اس کے
جو دیکھتا ہے وہ خوش ہو کے دل سی کہتا ہی
وہ سر جلیل ہے جسکے لئے بنا ہے یہہ
بہت دنون سی بہت لوگ اسکے خواہان تھو
ملا ہے تاجور ایسا اِسے جلیل القدر
جلیل کشورِ اشعار کے جو سلطان ہین
سُنا رہا ہے وجاہت یہ مصرعِ تاریخ

خدا گواہ عجب پُر ضیا ہے تاجِ سخن
سرِ جلیل پہ اچھا پھبا ہے تاجِ سخن
یہی سبب ہے کہ اتنا بڑا ہی تاجِ سخن
بڑی ہی آرزوؤن سے چھپا ہے تاجِ سخن
جو فخر و ناز کرے سب بجا ہے تاجِ سخن
تو نام آپکے دیوان کا ہے تاجِ سخن
جلیلؔ آپ کو اب سج گیا ہے تاجِ سخن
۱۳۲۸ھ

## جناب منشی عبد الوحید صاحب وحیدؔ برادر زادہ مصنف

چھپا وہ سخن دلکش و آبدار
وحیدؔ اسکی تاریخ مین نے کہی

کہ ہے نقطہ دُرِ شاہوار
یہ اچھا ہے دیوان باغ و بہار
۱۳۲۸ھ

## جناب سید محمد عسکری صاحب وسیمؔ برادرِ جناب ریاضؔ
## تلمیذ امیر مینائی لکھنوی رح

شکرِ خدا جلیل کا دیوان چھپ گیا
ہر نقطہ ایک بوند شرابِ طہور کی
دیوان کیا ہے معجزہ ہے اسکی فکر کا

جسکا ہے لفظ لفظ ہمارے لیے دلیل
ہر سطر موجِ چشمۂ تسنیم و سلسبیل
جو کعبۂ سخن کا ہے اسے دوستو خلیل

وہ نائبِ امیر وہ سرتاجِ شاعران
تاریخِ طبع تاجِ سخن کی جو سنکر ہے

شاہِ دکن نے جسکو دیا رتبۂ جلیل
کہدو وسیم۔ تاجِ سخن لائقِ جلیل
۱۳۲۸ھ

## جناب نواب محمد عمر خان صاحب وفاؔ خلفِ نواب برق الدولہ بہادر تلمیذ مصنف

کلام اُستادِ من چو شد طبع
وفا چون فکر کردم از پے سال

برِ اربابِ معنی گشت محبوب
بگفتا ہاتفم۔ دیوانِ مرغوب
۱۳۱۹ف الہی

ولہ

دیدہ ہائے ماچہ روشن شد ز دیدارش وفا
شد سرِ اعدا قلم بنوشتم این تاریخِ طبع

طبع چون تازہ کلام خوشتر و زیبا شد
حبّذا مطبوع دیوانِ جلیلِ ما بشد
۱۳۲۸ھ

## شمس العلما خان بہادر جناب نواب عزیز جنگ بہادر ولاؔ مؤلفِ آصف اللّغات تلمیذ فصیح الملک داغ دہلوی

بُشریٰ لاربابِ النُّھیٰ اقد انطبع
فی ما احسن التالیف فی ثنائہ
اشعارہ سُمط من الجواھر
قال الولاؔ تاریخہ بداھۃ

ھذا الکلام المعتلی المدّون
نطق الوری عند البیان الکن
فیھا المعانی المنجلی مزّین
نظم بدیع للجلیل احسن
۱۳۲۸ھ

ولہ

قد اشاع الجلیل الاجلّ الشهیرُ الکتاب المسمیٰ بتاجِ سخن
هذا احلی الکلام لاهل اللسان وشیٔ بدیع لاهل الوطن
ما رائنا الکلام العلی مثل هذا الفصیح البلیغ الجلی فی الزمن
حیث قال الولا عام تاریخه ان نظم الاجلِ الجلیلِ حسن
۱۳۲۸ھ

ولہ

نظمِ جلیل چاپ شد از لطفِ کردگار
این مژدہ ہمچو روح در وانے بتن رسید

از حسن سعیِ اختر و یمنِ خجستہ بخت
انجام کار طبع بوجہ حسن رسید

آن داستان بلبل و گل باز تازہ شد
تا نکہتش بدستِ صبا در چمن رسید

از پاے تختِ آصف نام آورِ دکن
مضمون بدست فکرتِ اہلِ سخن رسید

شکرِ خدا ہر آنچہ دلم خواست یکبیک
در لحظۂ خوش از کرمِ ذو المنن رسید

بالیدم و بجامہ نگنجیدم از سرور
چون این خبر بگوشِ خبر جوے من رسید

کلکِ ولا نوشت بتاریخ انطباع
جانِ سخن بقالبِ طبعِ دکن رسید
۱۳۲۸ھ

ولہ

جس روز چھپا ہوا وہ مطبوعِ جہان
دیوانِ سخنورِ جلیلِ ذیشان

کیا خوب کہی ولا نے اِس کی تاریخ
سلطانِ قلمروِ سخن کا دیوان
۱۳۲۸ھ

## جناب سید محمد ہادی صاحب ہادی مچھلی شہری تلمیذ مصنف

سکۂ رائج ہے اُن کا ہر کلام
کیون نہ ہون مقبول عالم مین جلیل

دیکھ کر اُن کے کلام نغز کو
چشم بد اندیش ہوتی ہے علیل

چست بندش اُن کے ہر مضمون کی
لے کے چٹکی ڈالتی ہے دل مین نیل

جس کی مدت سے تمنا سب کو تھی
چھپ گیا اب وہ کلام بے عدیل

فکر ہے تاریخ کی ھادی اگر
کہہ۔ لسان الغیب دیوانِ جلیل
۱۳۲۸ھ

## جناب سید محمد نوح صاحب شہیر تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ مچھلی شہر یادگار جناب امیر مرحوم

وحش اللہ ہو گئی شایع وہ نظمِ لاجواب
دل فریبی مین جو ہے محبوبۂ رنگین ادا

کیا سجی ہے زیورِ الفاظ سے مثلِ عُروس
کاغذی ملبوس ہے دیبا و اطلس سے سوا

حُسنِ معنی کو سوادِ خط چھپا سکتا نہین
ابر مین خورشیدِ تابان کی نہین چھپتی ضیا

بے سواد اسکو اگر دیکھے تو ہو روشن سواد
روشنیِ طبع کے ظاہر ہون جوھر برملا

اُس پری زادِ سخن کو جس نے دیکھا اک نظر
پھیر مین آسیبِ الفت کو وہ دیوانہ ہوا

اس کے نظارہ سے رہ سکتے نہین قابو مین دل
تاب اس کے جلوے کی لائین جو اس ہوش کیا

دیکھ کر بے ساختہ کہہ اُٹھتے ہین اہلِ نظر
بارک اللہ بارک اللہ مرحبا صد مرحبا

ہے وزیرِ بادشاہِ شاعران کا یہ کلام
کہتے ہین تاجِ سخن اہلِ سخن اسکو بجا

یعنی یہ دیوان ہے تصنیفِ نیسابے جلیل
اپنے خواجہ تاشون مین سب کا جواب ہی پیشوا

ماہرِ فن باریابِ خدمتِ شاہِ دکن
حافظِ قرآن و دیندار و جوان و پارسا

تھے شہنشاہِ سخن حضرت امیرِ لکھنوی
جن کا ظلِّ عاطفت تھا سایۂ بالِ ہما

فیضِ فن آموزیِ مرحوم کا ہے یہ اثر
شاعرِ اعلیٰ ہر اک شاگرد اُستاد ہو گیا

ف ا یہ تاریخین دیر مین آئین اس وجہ سے خلاف ترتیب آخر مین درج کی گئین۔

یہ جلیل القدر شاگردون مین بھی ممتاز تھے
حال پر ان کے عنایت رہتی تھی سب سے سوا

عزتِ قائمقامیِ امیر ان کو ملی
جانشینی کا شرف بھی پا گئے نامِ خدا

اللہ اللہ کیسی پائی ہے طبیعت نور کی
کیا زبان صاف ہے کیا شوخیِ طبعِ رسا

جس غزل کو دیکھیے ہے صاف اندازِ امیر
شیشۂ ہر شعر مین ہے رنگِ مینائی بھرا

مثل جو اُستاد کا ہو وہ ہے شاگردِ رشید
یہ صفت جس مین ہو وہ ہے لائقِ مدح و ثنا

بلبلِ ہندوستان تو ہو گیا سدرہ نشین
اب دکن مین ہر طرف انکا ہے طوطی بولتا

سر مہاراجہ یمین السلطنۃ ہین ان سے شاد
شاہ آصف خوش ہین راضی ہین وزیر و بادشا

کیون نہ اب بختِ رسا پر اپنے ان کو ناز ہو
شاعرِ دربارِ سلطانی کا منصب پا لیا

مصرعِ تاریخ سالِ طبع اب کہیے شہیر
چھپ گیا دیوان اُستادِ سخن کا واہ وا
۱۳۲۸ھ

## جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ تحصیلدار ڈونگرگڑھ تلمیذ امیر مینائی رح لکھنوی

واہ رے جوہر تمہاری طبعِ موزون کے جلیل
یہ گہرباری یہ دُرریزی تو نیسان مین نہین

آہ کو یہ مصرعِ تاریخ دیوان کا ملا
ہین خزانے مین جواہر شعر دیوان مین نہین
۱۰ ۱۹ ۶

## جناب منشی غلام حسین خان صاحب آفاق بنارسی تلمیذ مصنف

طبعِ دیوانِ حضرتِ اُستاد
کتنی واللہ ہے مبارک فال

جسکے سنتے ہی دل ہوا بشاش
ہو گئے دور سارے حزن و ملال

کون اُستاد؟ وہ جنابِ جلیل
جو ہین دریائے علم و فضل و کمال

بادشاہِ سخن جلیل القدر
جانشینِ امیرِ مینائی
ناز کرتا ہے خود ہنر ان پر
انکا دیوان ہے یہ تاجِ سخن
ہے یہ دیوان حسن و خوبی مین
یہ نزاکت مین حور پیکر ہے
ہے یہ دیوان وہ دلربا و دلکش
دل مسخر ہے جان مفتون ہے
ہر سخن سنج اس کا گرویدہ
منتظر ہا دن تھے شایقانِ کلام
سالِ ہجری یہ طبع کا نکلا
دوسری ہے یہ عیسوی تاریخ
سالِ فصلی ہے اسطرح آفاق

فخرِ اہلِ زبان ماضی و حال
ہمنشینِ شہِ بلند اقبال
فخر کرتا ہے آج ان پہ کمال
جو کہ ہین تاجدارِ اہلِ کمال
آپ اپنی نظیر اپنی مثال
اور شوخی مین ہے پری تمثال
جسکے دلدادہ دل سے اہلِ کمال
کیون نہ ہو ہے یہ سحر سحرِ حلال
ہر سخنور کے دل مین اسکا خیال
جیسے عشاق بہر شام وصال
نورِ ماہِ سپہرِ حسن خیال ۱۳۲۸ھ
روشنیِ چراغِ بزمِ کمال ۱۹۱۰ء
شجرۂ بوستانِ لطفِ مقال ۱۳۱۷ف

ولہ

دیوان چھپا آج جو اُستادِ زمن کا
آفاق اگر فکر ہے تاریخ کی تجھکو
گردون پہ نیا نیرِ تابان نکل آیا
یون کہدے کہ یہ ماہِ درخشان نکل آیا ۱۳۲۸ھ

ولہ

یوسفِ ثانی ہے خوبی مین یہ دیوانِ جلیل
دل شگفتہ ہو گیا آفاق اسکی سیر سے
آج جس کے حسن سے ہے گرمیِ بازارِ نظم
لکھدو یہ تاریخ تم ہے یہ گلِ گلزارِ نظم ۱۳۲۸ھ

# غلط نامہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۰ | ۱۱ | دہرنے | دھونے | ״ | ۱۶ | سردار | سردار |
| ۲۵ | ۱۸ | ملگی | ملگئیں | ۱۸۸ | ۱۰ | پوپھٹے | پو پھٹنے |
| ۳۱ | ۹ | میرے | مرے | ۱۸۹ | ۸ | کہدونگاحال | کہدونگا حال |
| ۴۳ | ۱ | نہ | نہ | ۱۹۱ | ۱۵ | در | دو |
| ۵۳ | ۱۱ | سر | سحر | ״ | ۱۶ | ملنے | بننے |
| ۸۲ | ۱۱ | کو | کہ | ״ | ۱۹ | پپایا | اپنا |
| ״ | ۱۵ | بفاوہ | بیفائدہ | ۲۱۵ | ۸ | اشک دوان | اشک رواں |
| ۸۶ | ۱۸ | کی | کر | ۲۱۸ | ۱۸ | کے | کی |
| ۹۰ | ۲ | چھیڑہ | چھیڑو | ۲۲۲ | ۱۲ | بھرا | پھرا |
| ۹۸ | ۸ | جانے | جانیں | ۲۳۵ | ۱۲ | کے | کی |
| ۱۰۴ | ۱۴ | تھی | تھیں | ۲۴۵ | ۱ | فدا | ذرا |
| ۱۰۵ | ۳ | اُدھر | اَدھر | ۲۵۴ | ۱ | وہ | دل |
| ۱۰۶ | ۱۵ | بنتے | بندھتے | ۲۵۹ | ۱۷ | آٹھ | اُٹھ |
| ״ | ۱۷ | ہے | ہی | ۲۶۶ | ۱۵ | شریکِ | شریک |
| ״ | ۱۹ | رہے | رہی | ۲۷۲ | ۱۶ | ڈوے | ڈورے |
| ۱۱۴ | ۷ | نگاہِ | نگاہ | ۲۸۳ | ۱۸ | منائیں | منائے |
| ۱۲۹ | ۱۵ | ہیں | ہیں | ۲۸۴ | ۱ | داقِ | داغِ |
| ۱۳۴ | ۵ | کہ | کچھ | ۲۸۸ | ۱۳ | آہِ | آہ |
| ۱۳۶ | ۶ | دشتِ پیمان | دشت پیما | ״ | ۱۵ | پامالِ | پامال |
| ۱۳۹ | ۱۳ | خارِ | خار | ۳۱۱ | ۱۶ | آگ سے | آگ ہے |
| ۱۷۶ | ۹ | افشَ | افشان | ۳۱۲ | ۱۱ | دل کو | دل سے |

# تصنیفاتِ حضرت آمیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

خیابانِ آفرینش مع محامدِ خاتم النبیین - اس مین حضرت امیر مینائیؒ کا نعتیہ کلام جو غیر مطبوعہ تہا وہ بھی شریک کیا گیا ہے قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

صبحِ ازل (مسدس) حضرت سرورِ کائنات صلعم کی ولادتِ باسعادت کے بیان مین قیمت ۱ر

لیلتہ القدر - (مسدس) معراج شریف کے بیان مین قیمت (۲ر) -

نورِ تجلی (مثنوی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات قیمت (۲ر)

شام ابد (مسدس) وفات شریف کے بیان مین قیمت (۱ر)

ابر کرم - (نظم) صالحین کرام کے حکایات قیمت (۴ر)

نماز کے اسرار - (نثر) نماز کی حقیقت اور فائدے قیمت (۴ر)

زاد الامیر - (نثر) مجموعۂ ادعیۂ صحیحہ ماثورہ قیمت (۵ر)

صنمخانۂ عشق - دوسرا عاشقانہ دیوان تیسری بار نہایت اہتمام سے تیار ہوا ہے قیمت (عہ)

مخزن القوافی - اس مین ردیف الف سے یا تک تمام قافیے جمع کئے گئے ہین قیمت (۸ر)

مثنوی راسخ - فارسی از راسخ سرہندی قیمت (۴ر) -

نوٹ - محصول ڈاک وغیرہ ذمہ خریدار - پتہ صاف لکھئے ورنہ تعمیل نہ ہوگی -

ملنے کا پتہ

منیجر دفتر امیر المطابع حیدر آباد دکن